

NOT TO BE ISSUED  
وَقَاتِلُوا كُفْرًا

# بشری

لَكُمْ وَلِتُحْكَمَ بَيْنَكُمْ

یعنی

کتاب جس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمام وہ بشارتیں جو  
توریت و انجیل اور دیگر صحف انبیاء علیہم السلام میں موجود ہیں  
بتالیف

مولانا عنایت رسول صاحب عباسی چرنا کوٹی مرحوم و مغفور  
دبیر پاشیں

آئینہ ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان صاحب ٹاٹ بیرٹھ لال ال ڈی سابق چیف جسٹس لاہ آباد ہائی کورٹ  
حال پنج فیڈرل کورٹ و محسلی

دبصاف

نواب آباد علاج ڈاکٹر محمد نزل اللہ خاں صاحب کے بی ادبی ای کے سی آئی ای  
ال ال ڈی ٹریڈ آئینہ ڈاکٹر محمد نزل اللہ خاں صاحب کے بی ادبی ای کے سی آئی ای  
وہ تمام عورتوں کی فلاح و نجات

شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ میں چھپائی

# سیرۃ نبوی صلعم کے متعلق کتب و سائل

**ذکر حبیب** | یہ رسالہ حضور آقائے نامدار صلعم کے حالات میں معتبر و مستند ہے اور مجلس میں پڑھنے کے لئے نہایت موزوں ہے۔ قیمت .. .. . ۱

**ذکر جمیل** | یہ کتاب حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات میں ہے اور درحقیقت آپ کی مقدس و پاکیزہ اخلاق کا مرقع ہے جس کے پڑھنے سے قلب پر خاص اثر پڑتا ہے۔ یہ معتبر رسالہ اس قابل ہے کہ محافل و مجالس میلاد شریف میں پڑھا جائے زبان کی لطافت و شیرینی اور بیان کا حسن ادب قابلِ داد ہے۔ قیمت ۳

**آفتاب رسالت** | جس میں پیغمبر آخر الزماں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات نہایت صحیح صحیح صاف اور سادہ طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ مسلمانوں کے مذہبی جلسوں اور مولود شریف کی محفلوں میں پڑھے جانے کے لائق ہے۔ قیمت ۴

**شان رسالت** | یہ وہ تقریر ہے جو نواب صدریاب جنگ بہادر نے اپنے دارالریاست حبیب گنج کی محفل میلاد مبارک میں بتاریخ ۱۱ ربیع الاخری ۱۳۵۳ھ ارشاد فرمائی اور جس میں قرآن شریف کے لفظ مشککہ کی تفسیر بیان کر کے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے چند مراتب کو اس پر منطبق کیا ہے۔ جیسے رسالت، معراج، شفاعت، رفع ذکر وغیرہ وغیرہ۔ قیمت ۲

**رسالۃ عامہ** | یہ بھی نواب صاحب ممدوح کی ایک تقریر ہے جو میلاد مبارک کے جلسے میں کی گئی تھی اور جس میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تا قیام قیامت تمام نسلوں قوموں اور جماعتوں کے لئے ہے۔ قیمت ۲

ملنے کا پتہ: محمد مقتدی حنا شردانی علی گڑھ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محمد رسول الله

# بشیر

مُبَشِّرًا بِلِقَاءِ يَاقِي مِنْ بَعْدِ اسْمِهِ بَشَرِي

بشارات اور ذاتِ ہمالیونی | کتبِ سماویہ اور صحفِ انبیاءِ علیہم السلام کے اندر  
فخرِ موجوداتِ صلعم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات  
اس کثرت اور تفصیل کے ساتھ ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے ذاتِ مبارک کے یقین  
کامل معین و مشخص کرنے میں از روئے عقل و انصاف کسی قسم کا ادنیٰ شک و شبہ بھی  
باقی نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ اہل کتاب ابّا عن جدِ اور سلاً بعد نسلِ آپ کے  
عالمِ شہود اور منصفہ وجود میں آنے کے بے تابی کے ساتھ منتظر رہتے تھے بلکہ  
آپ کے واسطہ سے بمقابلہ کفارِ کثود کار کی دعائیں کرتے تھے (وَكَانُوا  
مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا) اور جب آپ تشریف لے آئے

تو وہ لوگ جو ازل سے سید تھے آپ پر جوق جوق ایمان لانے لگے۔ اور  
ایمان نہ لائے دل اُن کے بھی آپ کی تصدیق کرتے تھے۔ اسی واقعہ کے متعلق  
کلام پاک میں ارشاد ہے کہ ”يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ“ (انہیں جیسے  
بنی آخر الزماں کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے اپنے میٹوں یا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں) اور  
یہی وجہ تھی کہ اُن کے بچے تک آپ کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پہچانتے تھے  
میرے اس دعوے کا ثبوت دلائل النبوة (علامہ بیہقی) کی یہ روایت ہے کہ بقول  
حضرت انسؓ ایک یہودی لڑکا ”عَلَمًا يَهُودِيًّا“ (بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس  
تشریف لے گئے اور دیکھا کہ اس کا باپ اس کے سر ہانے بیٹھا تو ریت پڑا  
رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اے یہودی“ میں تجھے اُس خدا کی قسم دلاتا ہوں  
جس نے توریت موسیٰ پر نازل کی کہ کیا تو توریت کے اندر میری تعریف اور  
میرا حال اور میرا مخزج پاتا ہے؟ (یہودی نے) کہا ”نہیں“۔ (اس پر)  
لڑکے نے کہا: ”ہاں قسم ہے اللہ کی اسے رسول اللہ ہم توریت میں آپ کی  
تعریف اور آپ کے مخزج کا حال پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ  
سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ آپؐ  
آپ نے (اصحاب حاضر الوقت سے) فرمایا کہ ”اس (یہودی) کو اس (لڑکے)  
کے سر ہانے سے اٹھا دو اور اپنے بھائی (اس لڑکے) کی خبر گیری کرو“

کلام عرب میں ”غلام“ کا لفظ جوانی بلکہ نوجوانی سے پہلے کی عمر والے کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ توریت کی بشارات کا علم کس قدر عام تھا۔ اور انجیل کی بشارتیں تو توریت سے بھی زیادہ واضح ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد سے (جو قرآن کریم میں نقل ہے) ثابت ہے کہ ”مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنَ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ“ (میں اس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے)۔ قرآن میں جا بجا صحف سابقہ کے عام مضامین کے بھی حوالے ہیں مثلاً وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ (بے شک لکھ دیا ہم نے زبور میں) إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّفُفِ الْأُولَى (بے شبہ یہ موجود ہے اگلے صفحوں میں) یہی نہیں بلکہ آپ کے اصحاب اور اہل بیت کے بھی علامات و نشانات بتائے گئے ہیں۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ (یہ کہاوت یعنی نشانی ہو ان کی توریت میں اور کہاوت ہو ان کی انجیل میں)۔

ان وجوہ سے اُس اعتنا کی بنا پر جو مسلمانوں نے بتوفیقِ الہی قرآن کی فہم و تفہیم کے متعلق کیا یہ ممکن نہ تھا کہ علمائے اسلام ان بشارات سے کما حقہ آگاہی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتے جو ان صحف میں پائی جاتی ہیں چنانچہ کتبِ تفاسیر و مناظرہ اس دعوے کی بہنِ دلیل ہیں۔

انجیلِ برنابا | اس سلسلہ میں یہ واقعہ نہایت حیرت انگیز ہے کہ ہمارے علمائے ربانین کی دور رس نظر سے انجیلِ برنابا (یا برنابا)

بھی نہ بچی، جس کا علم عام دنیا کو صرف حال ہی میں ہوا ہے۔ کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ اس کا صرف ایک نسخہ اعلیٰ زبان میں داتا (پایہ تخت آسٹریا) کے شاہی کتب خانہ میں تھا۔ لیکن مسلمانوں کے یہاں اس کے حوالے سالہاے دراز سے آرہے تھے اور اس کی نسبت ہمارے علمائے طے کر دیا تھا کہ ”ہی اقرب الاناجیل من القرآن“ (یہ انجیل ساری انجیلوں سے زیادہ قرآن سے قریب ہے)۔

غالباً فائدہ اور دل چسپی سے خالی نہ ہوگا اگر ایک موقع (ولادت مسیح علیہ السلام) کا ترجمہ دونوں کتابوں کا بالمقابل دکھایا جائے:

## ولادتِ حضرت مسیحؑ

### قرآن

اور مذکور کتاب میں مریم کا جب کنارہ ہوئی اپنے لوگوں سے ایک مشرقی مکان میں۔ پھر پکڑ لیا ان سے ورے ایک پردہ۔ پھر بھیجا ہم نے اُس پاس اپنا فرشتہ۔ پھر بن آیا اس کے آگے آدمی پورا۔ بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھ سے اگر تو ڈر رکھتا ہے۔ بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا تاکہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا۔ بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور

### برنایا

اللہ نے اس پچھلے زمانہ میں جبریل فرشتہ کو ایک کنواری کے پاس بھیجا جو مریم کہلاتی تھی۔ اور دائرہ کی نسل سے تھی جو یہود کے سبط بن تھا۔ جس وقت میں یہ کنواری پوری پاکیزگی کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھی بغیر کسی زرا سے بھی گناہ کے۔ وہ ملامت کی بات سے پاک تھی۔ روزہ کے ساتھ نماز پر کمر بستہ۔ ایک دن اکیلی تھی کہ ناگاہ جبریل فرشتہ اس کی

## برنابا

خواب گاہ میں داخل ہوا اور اُسے یہ کہتے ہوئے سلام کیا کہ اے مریم خدا تیرے ساتھ رہے۔ کنواری فرشتہ کے ظاہر ہونے سے ڈر گئی۔ لیکن فرشتہ نے اُسے یہ کہتے ہوئے تسلی دی کہ مریم تو ڈر نہیں کیوں کہ تجھے خدا کے یہاں سے ایک نعمت ملی ہو۔ وہ اللہ کے اس نے تجھے ایک نبی کی ماں ہونے کے لیے پسند کیا ہے۔ خدا اس کو قوم نبی اسرائیل کی طرف مبعوث کرے گا۔ تاکہ وہ اس خدا کی راہوں میں اخلاص کے ساتھ چلیں۔ پس کنواری نے جواب دیا اور بیٹا میں کیوں کر پیدا کروں گی بحالے کہ میں مرد کو جانتی تک نہیں۔ تب فرشتہ نے جواب دیا۔ اے مریم بے شک وہ اللہ جس نے انسان کو بغیر کسی اور انسان کے بنایا۔ البتہ وہ قدرت رکھتا ہے کہ تجھ میں ایک انسان بغیر کسی اور انسان کے پیدا کر دے۔ کیوں کہ یہ بات کچھ اس کے نزدیک محال نہیں۔ پھر مریم نے کہا ہاں بے شک میں جانتی ہوں کہ اللہ قدرت والا ہے۔ پس جو اس کی مرضی ہو وہ ہو۔ تب فرشتہ نے کہا کہ تو اس نبی کے ساتھ حاملہ ہو جا جس کو آئندہ یسوع کے نام سے پکارے گی۔ پھر اس کو شراب نشہ لانے والی چیز اور ہر ایک ناپاک گوشت سے باز رکھ۔ کیوں کہ بچہ، اللہ کا قدوس ہے۔

## قرآن

چھو انہیں مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار۔ بولایوں ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہو اور اس کو ہم کیا چاہیں لوگوں کے لیے نشانی اور مہر ہماری طرف سے۔ اور ہر یہ کام ٹھہر چکا۔ پھر بیٹ میں لیا اس کو۔ پھر کنارہ ہوئی اس کو لے کر ایک پرلے مکان میں۔ پھر لے آیا اس کو جننے کا درد کھجور کی جڑ میں۔ بولی کسی طرح میں مرخصی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی لہری۔ پھر آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ غم نہ کھا۔ کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے سے ایک چشمہ اور بلا نی طرف کھجور کی جڑ۔ اس سے گریں گی تجھ پر مٹی کھجوریں۔ اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رہے سو کبھی دیکھے تو کوئی آدمی سو کیوں میں نے مانا ہے رحمان کا ایک روزہ۔ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے۔ پھر لائی اس کو اپنے لوگوں پاس گود میں۔ بولے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان۔ اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ بُرا آدمی اور نہیں تھی تیری ماں بدکار۔ پھر ہاتھ سے بتایا اُس لڑکے کو۔ بولے ہم کیوں کر بات کریں اُس شخص سے کہ زہ ہے گود میں لڑکا۔ وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا۔ مجھ کو اس نے کتاب دی اور مجھ کو

## برنا با

تب مریم یہ کہتی ہوئی جھک گئی کہ یہ لو میں اللہ کی  
باندی ہوں۔ پس تیرے کہنے کے موافق ہو۔  
پھر فرشتہ واپس چلا گیا۔ لیکن یہ کنواری یہ  
کہہ کر اللہ کی بزرگی بیان کرنے لگی (فصل اول آیت ۱۱)  
مریم کے دن پورے ہوئے تاکہ وہ بچہ جنے۔ پس  
کنواری کو ایک نہایت چمکنے والے نور نے گھیر لیا  
اور وہ اپنا بیٹا بغیر کسی تکلیف کے جنی اور اس کو  
اپنے دونوں بازوؤں پر لے لیا۔ اور اس کے بعد  
اس بچے کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ کر اسے  
کھڑی میں رکھ دیا۔ (فصل ۳ آیت نصف آخر ۸)

## قرآن

اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو برکت والا جس  
جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ  
کی جب تک میں رہوں جیتا اور سلوک الا اپنی  
ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بد بخت۔  
اور سلام ہی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس  
مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں جی کر۔  
(پارہ ۱۶ - سورہ مریم -  
رکوع ۲)

(ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمہ)

تاریخ اسلام کا یہ مشہور واقعہ ہو کہ حبشہ کی دوسری ہجرت کے موقع پر نجاشی  
(شاہ حبشہ) نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے سورہ مریم کی آیات ہی سن کر  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔ پس کیا عجب ہو کہ وہ یہی  
آیات ہوں اور حضرت جعفر نے انہیں اسی بنا پر انتخاب فرمایا ہو کہ وہ خود  
ایک انجیل کے بیان سے اس قدر قریب ہیں۔

”بشری“ مع ہذا یہ بھی واقعہ ہو کہ ہماری تفاسیر اور مناظرہ کی کتابوں  
میں یہ تمام حوالے نہ بالاستیعاب تھے اور نہ بالترتیب۔

خدا جزائے خیر دے مولانا عنایت رسول صاحب چریا کوٹی مرحوم کو  
سہ کھڑی موشیوں کے چارہ کھانے کی جگہ۔

کہ انہوں نے یہ کتاب ”بشری“ خاص اسی بحث پر ایسی ہمگیری کے ساتھ تالیف فرمائی۔ فجزاءہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین الی یوم الدین۔

تالیف کتاب پر کاوش

خاص اسی مقصد کے لیے مولانا نے عبرانی وغیرہ السنۂ قدیمہ جس کدو کاوش کے ساتھ حاصل کیں اس کا حال مقدمہ نوشتہ شمس العلماء مولوی محمد امین صاحب

چریا کوٹی (برادر زادہ حضرت مولف مرحوم صفحہ ۲۱ ترجمہ) اور خود مولف کے دیباچہ (صفحہ اول) سے معلوم ہوگا۔ اس کے بعد (اگست ۱۸۶۲ء) سے اگست ۱۸۹۲ء تک پورے ۲۰ سال کے عرصہ میں جس جاں کاہی کے ساتھ یہ کتاب مرتب ہوئی اس کا حال مولانا شبلی مرحوم کی زبانی نواب صدیق ریاز جنگ بہادر مدظلہ کے قلم سے سینے :

”مولانا شبلی صاحب مرحوم نے مجھ سے ”بشری“ کی تالیف کے سلسلے میں ایک بار فرمایا تھا کہ مولوی عنایت رسول صاحب کے مکان کے صحن میں ایک پتنگ بچھا ہوا تھا اس پر بیٹھ کر مطالعہ کتب میں اس شان سے مصروف ہوتے تھے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی۔ دونوں گھنٹیاں پتنگ پر ٹپک کر اور سر ہاتھوں کے درمیان میں رکھ کر مطالعے میں غرق ہو جاتے۔ کثرتِ نشست کی وجہ سے پتنگ بچاں دبے دبے زمین سے جا لگے تھے۔ تاہم مولوی صاحب اسی پر بیٹھے ہوئے مصروف رہتے۔“

اس ضمن میں دوسری خصوصیات پر غور کیجئے جو کتاب کے بین السطور سے ثابت ہیں۔ ”فراغ تحصیل علوم“ کے بعد بھی علم کی تلاش جاری ہو اور گویا

حد تک جاری رہتی ہے۔ ”مسیحی علما کا مناظرہ“ محض لفظی اور زبان آوری کے ذریعہ سے نہیں ہو بلکہ ”صحف انبیاء علیہم السلام کے اسرار کی دریافت“ کے بعد ہے۔ اور اسی کے لیے وہ تمام مشقت ”اور“ تلاش“ ہی جس کا ذکر اوپر ہوا۔

”بعد ازیں والد بزرگوار کی اطاعت“ جو اسلام کا فریضہ اور مشرق کا زیور تھی اور جس کی نگہداشت شاید اب مفقود ہے۔ الا ماشاء اللہ (صفحہ اول مولف) ”خانہ نشین“ ہونے اور دیگر مشاغل کے باوجود ”یہ فکر ہمیشہ دہن گیر رہتی ہے کہ کان کمہ سے جو اہر نفیسہ نکال کے قدر شناسوں کے سامنے رکھوں“ یہ سب اُس زمانہ اور اُس نسل کی خصوصیات تھیں جن کا اب عام فقدان ہے۔ دونوں کے نتائج اور ان کا فرق برائے العین نمایاں ہے۔ ”يَلِكُ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْكُمْ مَا اَكْتَسَبْتُمْ“

گر نہ بنید بروز شیر چشم  
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

تحریر تالیف و طبع | غرض ان حالات میں اور ان خیالات کے ساتھ مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم نے ”بشری“ تالیف فرمائی اور یہ نہایت عجیب اتفاق ہے کہ اس کی تالیف کی تحریک ۱۹۷۷ء میں ایک مکمل عدالت دیوانی ضلع اعظم گڑھ (منشی محمد اکرام صاحب مرحوم کی جانب سے ہوئی



(صفحہ ۲ مقدمہ مؤلف) اور اس کے طبع کی تحریک بھی تقریباً ساٹھ سال بعد (۱۹۳۴ء میں) ہندوستان کے بہت بڑے علم دوست و معارف پرور بین قومی شہرت کے مقنن (آنریبل ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان) با بقاہہ حال نج فیڈرل کورٹ انڈیا نے فرمائی ”الدال علی الخیر کفا علم۔“

”رئیس کا سہارا“ مگر اس مطلب کے اتمام کے لیے کسی رئیس کا سہارا درکار تھا۔ (صفحہ ۲ مقدمہ مؤلف) اور اس سلسلہ میں کتاب کی طباعت و اشاعت کی جو جو کوششیں ہوئیں اور جن جن اہل دول نے اس خدمت کے لیے اپنی آمادگی ظاہر کی وہ شمس العلماء مولوی محمد امین صاحب مقدمہ کتاب (صفحات ۱۴) میں مذکور ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان تمام اصحاب کو ان کی نیت خیر کا اجر خیر عطا فرمائے۔ ”انما الاعمال بالنیات۔“

لیکن نیت کے بار و رہونے کی سعادت قسم حقیقی نے نواب بہادر نزل اللہ خاں صاحب مرحوم رئیس ہیکم پور کی قسمت میں رکھی تھی۔ ”ذَلِکَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔“

ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب با بقاہہ کی (جو اس وقت الہ آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے) پہلی ہی تحریک پر تجوشی تمام اس کی چھپائی کے مصداق ادا فرمانے منظور کیے۔ اور نہایت ذوق و شوق کے ساتھ مجھے اس کے مسلم یونیورسٹی پریس میں چھاپنے کا حکم دیا جس کا میں اس زمانہ میں مینیجر تھا۔

ڈاکٹر صاحب ممدوح کی ابتدائی تحریک اور نواب صاحب مرحوم کی فوری منظوری کے بعد گو مؤلف مرحوم کے خاندان سے مسودہ حاصل ہونے میں خاصہ وقفہ ہوا، لیکن مسودہ کے آتے ہی نواب صاحب مرحوم نے نہایت تاکید کے ساتھ اسے میرے سپرد فرمایا۔ اور متن (خصوصاً عبری عبارتوں) کی کتابت کا نمونہ طلب کیا جس کی میں نے تعمیل کی جس جلسہ میں پیش ہوا حسن اتفاق سے اس میں خود نواب مرحوم کے علاوہ ڈاکٹر صاحب ممدوح، نواب صدر یار جنگ بہادر اور بعض دوسرے اہل نظر و بصیرت اصحاب تشریف فرما تھے۔ سب نے بالاتفاق پسندیدگی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور کام کی عام نگرانی نواب صدر یار جنگ بہادر کے حوالہ ہوئی۔

مسودہ کی مسلم یونیورسٹی | کتاب کی بابرکت ندرت، اُس کے مؤلف کی مسئلہ  
قابلیت اور شہرت، ڈاکٹر سر سلیمان کی تحریک اور  
پریس کو حوالگی | علم دوستی، نواب صاحب مرحوم کی فیاضی اور

ذاتی دل چسپی، نواب صدر یار جنگ بہادر کی معارف پسندی، ۱۹۳۷ء  
کے مسلم یونیورسٹی پریس میں بفضلِ خدا ہر قسم کے کام کی آسانی حتیٰ کہ عبری  
عبارتیں (جو کتاب میں نہایت کثرت سے ہیں) اُن کی نقل کا سنگلاخ مرحلہ  
بھی بحمد اللہ سنگ راہ نہ تھا، گو دشوار گزار ضرور تھا۔ کیوں کہ اس کے متعلق  
اُس وقت کے مسلم یونیورسٹی پریس کے آرٹسٹ نے اپنے اشبہ قلم کی

طرف سے بالکل مطمئن کر دیا تھا ہے

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید

دیگراں ہم بکنند آں چہ مسیحا می کرد

ان تمام بظاہر موافق حالات کے اندر کتاب کے جلد سے جلد چھپ جانے  
میں بظاہر کوئی امر مانع نہ تھا۔ مگر

زمانہ دگر گونہ آئیں نہاد

شد آں مرغ کو خایہ ز زریں نہاد

ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان یونیورسٹی کے وائس چانسلر نہ رہے، نواب

صاحب مرحوم کے وہ اثرات نہ رہے، نواب صدر یار جنگ بہادر گو اس

زمانہ میں ایک معتد بہ مدت تک پریس کے باضابطہ نگران رہے تاہم مہماتِ امور

میں ممدوح کو کوئی دخل نہ تھا ہے

از صحنِ خانہ تا بلبِ بام زانِ من

و از سقفِ خانہ تا بہ ثریا از آن تو

کا مضمون تھا۔ خلاصہً نتیجہ یہ ہے کہ بشریٰ کام الی لا نہایت معرض التوا

میں پڑ گیا حتیٰ کہ یکم ستمبر ۱۹۳۶ء کو مسلم یونیورسٹی پریس بند ہو گیا ہے

ما کل ما یقنن المرأید سرکھی

تجری الزیاح بالالتشہی السفن

شروانی پریس کا  
 بعینہ اسی تاریخ (یکم ستمبر ۱۹۳۶ء) کو میں نے شروانی پریس کا  
 ڈکٹرین دیا اور سب سے پہلا کام جو میں نے بحمد اللہ عقیدہ  
 ہاتھ میں لیا وہ ”بشری“ کا تھا جس کا مسودہ میں نواب

صاحب مرحوم کی منشا اور نواب صدرباز جنگ بہادر کے حکم سے اپنے ساتھ  
 لیتا آیا تھا۔ اور بفضلِ خدا تقریباً سال بھر کی کان کنی کی جاں کنی کے بعد یہ  
 ”جواہرِ نفیسہ“ پوری آب و تاب کے ساتھ صاحب بصیرت و بصارت  
 جوہر شناس جوہریوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان،  
 نواب صدرباز جنگ بہادر اور خود نواب صاحب مرحوم مطبوعہ متن کتاب کو دیکھ کر  
 خوش ہوئے اور اظہارِ پسندیدگی فرمایا۔ عبری عبارتیں (جو پورے متن میں  
 خون کی رگوں کی طرح دوڑی ہوئی ہیں) ان کی خوش سوادِی اور صحت  
 کی تصدیق شمس العلماء، مولوی محمد امین صاحب (صفحہ ۱۵، ۱۶ مقدمہ اول)  
 اور ان کے برادرِ خرد مولوی محمد مبین صاحب کیفی چریا کوٹی نے بھی کی مولوی  
 محمد امین صاحب کا مقدمہ اور ترجمہ مصنف بھی چھپ گیا اور اب بظاہر کتاب  
 کی اشاعت میں کوئی حالتِ منتظرہ باقی نہ تھی۔

لَا یَسْتَاخِرُونَ سَاعَةً  
 وَلَا یَسْتَقْدِمُونَ  
 نواب صاحب مرحوم مضامین وغیرہ کے طور پر  
 کبھی کچھ نہیں لکھتے تھے۔ وہ تقریباً نصف صدی تک مختلف نہایت

اہم حیثیتوں سے منظر عام پر رہے۔ ایم اے او کالج کے جوائنٹ سکریٹری اور سکریٹری اور پریزیڈنٹ رہے۔ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور ریکٹر رہے۔ مسلم لیگ کے چوٹی کے رکن رہے۔ اور کیا رہے، اور کیا رہے۔ خلاصہ یہ کہ ”من صنف فقد استهدف“ کی صف بلکہ زد میں رہے۔ ان پر بار بار (خوں خوار نہ سہی) جگر خوار حملے ہوئے۔ تاہم وہ اپنی شخصی عام زندگی کے عین شباب کے عہد میں کبھی ان معاملات میں غم خوار نہ رہا۔ لیکن ”بشری“ کے ساتھ مرحوم کو جو ضعف تھا اس کے لحاظ سے وہ مبہم یا ”پیش لفظ“ کے طور پر اپنی کوئی تحریر بھی شامل کرنا چاہتے تھے جس میں خدا کا شکر ادا کرتے کہ ایسی متبرک و نادر الوجود کتاب کی اشاعت شرف حاصل ہوا اور ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب کا شکریہ کہ اُن کے وسیلہ سے ہوا۔ اور مؤلف مرحوم کے بعض اُن خیالات کی نسبت اپنا خیال ظاہر فرماتے جو جمہور علمائے اسلام کے مسلمات کے خلاف ہیں۔ مگر اوپر علالت اور پھر ضعف اور آخر میں موت نے مہلت نہ دی۔ نتیجہ یہ کہ اس حصے میں ایک سال اور گزر گیا۔ یہاں تک کہ ستمبر ۱۹۳۸ء میں نواب صاحب مرحوم کو واصل بحق ہونے کی بشارت مل گئی۔ ”إِنَّا لِلّٰهِ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

اس سلسلہ میں خاص میرے لیے یہ قدغن تھا کہ میں تاخیر اشاعت

وجہ قلم بند کر کے شامل کتاب کروں۔ چنانچہ معزز ناظرین مطبوعہ فہرست مضامین میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس کا نشان شمار تین کے عدد سے شروع ہوتا ہے، گو یا اوپر کے دو نمبروں کی جگہ سادہ ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ پہلے نمبر پر مرحوم کی تحریر ہوئی اور دوسرے پر میری اور یہ دونوں نمبر تیس پر سے اُس وقت تک کیے گئے کہ سوائے قدرتِ خدا کے مرحوم میں کچھ باقی نہ رہا تھا۔ لیکن اب نوآب صدر یار جنگ بہادر کے ارشاد کے بموجب بقدر استطاعت میں ہی مرحوم کی خواہش کو پورا کرتا ہوں۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ جو جگہ انھوں نے خالی چھوڑی ہے وہ پُر ہونی ممکن نہیں ہے۔ شمس العلماء مولوی محمد امین صاحب کے مقدمہ (صفحہ ۱) سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اتمام طبع کے لحاظ سے قبل ازیں کیا کیا کوششیں ہوئیں۔ اور خداوند کار ساز کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمت کاملہ سے اس شرف کو ناچیز شردانی پریس کے لیے خاص فرمایا۔ ”وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ“ اور اب کتاب تحریک التالیف (۱۸۷۴ء) سے پینسٹھ سال اور تکیں (۱۸۹۴ء) سے پینتالیس سال بعد شردانی پریس سے شائع ہوتی ہے۔ ”لَکَلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یَّحْوِیْہُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیُنَبِّئُکُمْ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ“

شکر کہ جہازہ بمنزل رسید      زورقِ امید با حل رسید

**فہرست مضامین** | کتاب کی اشاعت کی مرحوم کو اس قدر عجلت تھی کہ انہوں نے حوالہ کتاب کرنے سے قبل مسودہ پر سرسری نظر

ڈالنے کی بھی اجازت نہ دی۔ اور دست بدست کتاب کے سپرد کر دیا گیا۔ ورنہ میں کتاب کی ترویج و تفصیل کر دیتا جس سے مضامین کو ایک دوسرے سے جدا کرنے اور فہم مطالب میں سہولت ہوتی۔ تاہم میں نے طبع متن کے بعد یہ خدمت انجام دی۔ اور میری درخواست پر شمس العلماء مولانا محمد امین صاحب نے بھی ایک فہرست بنائی۔ اور ان دونوں کو ملا کر میں نے بقیہ صفحہ و سطر ایک تیسری فہرست مرتب کر دی ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ تلاش مضامین میں بہت کچھ معین ہوگی۔ خدا کا شکر ہے کہ کتاب کے نام کے لیے قرآن مجید سے سمجھ بھی نہایت موزوں نکل آیا اور عام طور پر پسند کیا گیا۔ اَعْنٰی ”وَمَا جَعَلَ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی لَّکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُکُمْ بِہٖ“

**تصحیح** | کاپی اور پروف کی تصحیح (خصوصاً عبرانی عبارتوں کے سبب) نہایت اہم مسئلہ تھی۔ مگر اللہ کا احسان ہے کہ اس سے بوجہ

احسن عمدہ برائی ہوئی۔ عبرانی کی کلتیہ تصحیح خوش شمس العلماء صاحب معصوف نے کی ہے اور مکمل مطبوعہ نسخہ کے ملاحظہ کے بعد وہ اس جانب سے بفضلہ تعالیٰ فی الجملہ مطمئن ہیں۔ (صفحہ ۱۵، ۱۶ مقدمہ)۔ کاپیوں پر دو برسائیں بھی گزری ہیں۔ اور شمس العلماء صاحب کی خدمت میں ڈھاکہ (مشرقی بنگال)

کے ایاب و ذہاب کے دوران میں بھی وہ دست مال اور پھپکی ہو گئی تھیں۔  
اور استر کے تنگی کا غدوں پر اکثر کے پورے پورے عکس آ گئے تھے۔  
اصلاح سنگی میں یہ نقص رفع کرنے کی امکانی کوشش کی گئی۔ بریں ہم

تو نینرار بدی بینی اندر سخن  
بخلق جہاں آفسریں کار کن

کتاب کی زبان | مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم اور ان کی مصنفات  
اور املا | اس زمانہ کی ہیں کہ ہندوستان (خصوصاً مسلمانوں)  
کی تحریری زبان عموماً فارسی اور علما کی عربی یا فارسی

تھی۔ اور اردو (خصوصاً سلیس اردو) کا اتنا رواج نہ ہوا تھا جتنا کہ اب۔  
یہی وجہ ہے کہ باوجود تبحر اور اداسے مطالب پر پوری قدرت کے جا بجا  
نامانوس طرز ادا موجود ہیں اور بعض دوسرے مواقع پر (خصوصاً عبرانی  
اعلام میں) املا کا بھی اختلاف ہے۔ لیکن میں نے بلحاظ احترام اور بلحاظ  
باقیات صحاحات کہیں کچھ دست اندازی نہیں کی۔ اگرچہ مولانا محمد بن حبیب  
کیفنی نے میرے پاس کے نسخہ کے حواشی پر میری یادداشت دیکھ کر فرمایا  
کہ اگر میرے ذریعہ سے مسودہ آتا تو میں ضرور اصلاح کر دیتا۔

مؤلف کا | مولانا مرحوم نے توفیق ایزدی اس کتاب کی تدوین و ترتیب  
جوش عقیدت | میں جس جوش و خلوص کا ثبوت دیا ہے وہ متعدد واقعات



ثابت ہے انھوں نے اپنی زندگی کے تقریباً بیس سال نہایت دل سوزی اور جاں کاہی کے ساتھ اس کی تالیف پر صرف کیے۔ انھوں نے ہر جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اور کالمین اُمت رضی اللہ عنہم ان کے خوارقِ عادات کا ذکر احترام اور قوتِ ایمانی کے ساتھ کیا ہے۔ وہ شغفِ حب میں قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر کثرت سے نقل کرتے ہیں

یا ربِّ صلِّ وسلم دائماً ابداً  
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

کہیں لکھا ہے

علیک سلام اللہ یا اکرم الوری  
ومن ہو فی الدارین للخلق شافع

کہیں

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم

زبور کی اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں کہ ”تمام ملک حاکم کے واسطے  
وجد کرو“ لکھتے ہیں: ”یہ کسی حکمران کی خبر ہے۔ آں حضرت کے  
حکمران ہونے میں شبہ نہیں۔ زندگی میں ہزار ہا آدمی آپ کے جمال و  
کمال و کلام کے عاشقِ زار تھے۔ اب بھی عشاقِ قبر پر وجد کرتے ہیں“  
(صفحہ ۳۲۱)۔ خاتمہ میں (صفحہ ۴۲۳) لکھتے ہیں کہ ”یہ رسالہ باختصار

تمام رقم ہوا۔ تاکہ دیکھنے والوں کے دل میں عظمت و محبت اُس عالی جناب کی  
تمکُن ہو اور بر ذریعہ میری نجات کی سند ہو، ”فجزاہ اللہ ویغفرلہ۔“

معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات اولیاء رضی اللہ عنہم کے آپ  
اُسی طور پر قائل اور مقرر ہیں جیسے جملہ جمہور اسلام۔ چنانچہ اس بشارت کے  
ذیل میں کہ ”موسیٰ کا سانبی بھجوں گا۔“ آپ نے حضرت موسیٰ کے عصا کے  
سانپ بننے اور اُس حضرت کی مشیتِ مبارک میں سنگریزوں کی تسبیح، حضرت  
موسیٰ کے فرق نیل اور اُس حضرت کے شقِ قمر، حضرت موسیٰ کا پتھر  
سے چٹنے لگانے اور اُس حضرت کی انگشتاے مبارک سے پانی جاری  
ہونے، حضرت موسیٰ کے قارون اور اُس حضرت کے سراقہ کے خفت (یعنی  
زمین میں دھسنے) کے واقعات کا مقابلہ کیا ہے (صفحہ ۵۳)۔ اُن حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت کے خوارقِ عادات کو  
ذکر کیا ہے۔ مثلاً: ایوانِ کسریٰ کا زلزلہ، فارس کی آگ کا سرد ہونا، مکہ کے  
بتوں کا سرنگوں ہونا (صفحہ ۴۳)، بحیرہٴ سادہ کا خشک ہونا (صفحہ ۳۲ و  
۳۳)، خانہٴ کعبہ پر ملائکہ کا احاطہ (صفحہ ۳۴) شہب کا بکثرت فضائے  
آسمان سے قریب قریب زمین کے چھوٹنا (صفحہ ۱۲۶ و ۱۰۰)، بعض غزوات  
میں جبریل اور ملائکہ علیہم السلام کا آپ کی امداد کرنا (صفحہ ۲۶ نوٹ)، مشیتِ خدا  
سے کفار کا اندھا ہو جانا (صفحہ ۱۲۷)، شبِ معراج میں مسجدِ حرام (مکہ) سے

مسجدِ قطیف (بیت المقدس) تک طرفۃ العین میں پہنچنا (صفحہ ۱۲۸)، نازغزو میں حضرت ابراہیمؑ کی سلامتی (صفحہ ۱۵۸)، افراد کثیرہ پر غلبہ آپکا اور آپ کے اصحاب کا (صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴) حضرت عامر بن فہیرہ کی لاش کو ملائکہ کا اٹھالے جانا (صفحہ ۱۳۷)، قصۃ سریۃ الرجیع (صفحہ ۱۳۸)، حضرت مسیحؑ کی ولادت خلاف طبع و عادت (صفحہ ۱۹)، تجلی طور (صفحہ ۶۵)، شقِ قمر و ریشم (صفحہ ۸۸ و ۲۳۲) ایک کاتب وحی کا مرتد ہو جانا اور پھر بعد مرنے کے زمین کا اُسے قبول نہ کرنا (صفحہ ۲۳۰) آپ کی دعا سے بادل کا آنا اور برسنا اور آپ کی دعا ہی سے کھلنا (صفحہ ۲۳۰)، جنگل کے دو درختوں کا آپ کے حکم سے ملنا اور پھر متفرق ہونا اور درخت کا آپ کی رسالت کی تصدیق کرنا (صفحہ ۲۳۱)۔

ایک موقع پر سحر اور معجزات اور کرامات و خوارقِ عادات اور ان کے امکانات پر عقلاً و نقلاً بحث کی ہے جس کو پڑھنے کے بعد اس مجالطہ کی پورے طور پر تردید ہوتی ہے جو علی گڑھ کے حلقہ میں عامۃ الورد ہے کہ ان امور میں آپ سرسید کے یا سرسید آپ کے ہم عقیدہ ہیں۔

وشتان بینہما (صفحہ ۲۴۰ تا ۲۵۵)۔

یا للعجب! یہ بات نہایت عجیب ہے (شاید میری فہم کا قصور ہو) کہ آپ انجوم و کوکب کی تاثیرات کے اس طور پر قابلِ معلوم ہوتے ہیں جو عقاید اسلام کے خلاف ہے۔ مثلاً عہد عباسیہ کے مشہور حکیم

ثابت بن قُرّہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ”زحل کو اس سے بڑی مناسبت  
 و خلّت تھی۔ اکثر مصائب میں اس کا معین رہتا تھا“ (صفحہ ۲۲۴)۔  
 ”ایک مرتبہ خلیفہ بغداد نے اس کی گرفتاری کے لیے فوج متعین کی۔  
 قبل پہنچنے لشکر کے زحل نے اُسے آگاہ کر دیا اور کہا کہ فرار کرو۔ چنانچہ  
 وہ بھاگ گیا اور خلیفہ وقت سے جان بچائی“ (صفحہ ۲۸۱ سطر ۱۶)۔  
 اور لیجئے: ”واضح ہو کہ ہر دین کے ساتھ کوئی نہ کوئی  
 کوکب متعلق ہوتا ہے کہ وہ اُس کا حامی ہوتا ہے۔ بت پرستی کے ساتھ تعلق  
 قمر کو ہے۔ اور یہود کے دین کا تعلق زحل سے ہے۔ ملت نصاریٰ متعلق  
 بشمس ہے۔ اور دین اسلام کو تعلق زہرہ سے ہے“ (صفحہ ۲۸۱ سطر ۱۱)  
 چاندی کا زینہ | تو ریت کی اس بشارت کے سلسلہ میں کہ ”اے  
 مسکینہ شکستہ، نامرحومہ، ہاں میں تیرے پتھروں کو  
 نگین کی جگہ بٹھلاؤں گا اور جواہر سے تیری بنا ڈالوں گا۔“ (خطاب  
 بمکہ مکرمہ) لکھتے ہیں کہ:

”اب اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کی مٹی لوگ مثل نگینوں کے  
 لے جاتے ہیں، پتھر کو کون کسے۔ سونے چاندی، جواہر کی کچھ وقعت نہیں ابھی  
 ہمارے زمانہ میں ایک نوآب ہند نے ایک زردبان چاندی کا وہاں بھیجا۔ علمائے  
 بڑی بڑی منت و چالپوسی سے اُس نوآب کی قبول کیا۔ لیکن اُس طرف لگایا  
 جس طرف عورتوں کا مقام ہے“

حقیقت اس واقعہ کی یہ ہے کہ یہ زینہ کعبہ شریف کی داخلی کے لیے  
نواب کلب علی خاں بہادر مرحوم والی رام پور نے اپنی حاضری مکہ مکرمہ کے  
موقع پر نذر کیا تھا۔ چوں کہ اس مقدار کی چاندی کا استعمال مردوں کے لیے شرعاً  
ناجائز ہے، اس لیے علما کے فتوے کی رو سے اسے عورتوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا  
ہے۔ اور وہ حرم محترم مکہ مکرمہ میں ایک جانب رکھا رہتا ہے۔

بعض عقائد | آخر میں فاضل مؤلف مرحوم کے بعض اُن عقائد کو بیان کرتا ہوں  
مختلف فیہ | جو مسلمات جمہور علما کے خلاف ہیں اور جن سے نواب صاحب رحمہ ناظرین  
”بشری“ کو خاص طور پر آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ میرا یہ منصب نہیں کہ ان پر مفصل بحث  
کروں اور نہ یقیناً اس کی حاجت ہے۔ کیوں کہ مقصود اصلی بشارات ہیں اور امید ہے  
کہ ناظرین کی توجہات اُنھی پر مرکوز رہیں گی۔ خدا صفا ودع ماکدر۔  
آپ مکہ میں زفرم کے مقام پر حضرت اسماعیل کی بزمائے شیرخوارگی میں  
کی تکلیف کو اور اس حالت میں حضرت ہاجرہ کے بین الصفا والمروہ دوڑنے کو  
تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ مکہ میں اپنی والدہ کے ہمراہ آنے کے وقت حضرت  
اسماعیل کی عمر ۲۴، ۲۵ سال کی قرار دیتے ہیں (صفحہ ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۲۲)۔  
البتہ حضرت ہاجرہ کے مکہ پہنچانے جانے کے واقعہ کو تسلیم کرتے ہیں مگر  
اسے ”بے رحمی“ قرار دیتے ہیں (صفحہ ۳۲۹ سطر ۲۱)۔ قربانی یا ذبح کے  
واقعہ کو حضرت اسماعیل اور حضرت اسحق دونوں سے منسوب کرتے ہیں (صفحہ ۴۳)۔

جنت کو ولایت روم یا ایشیائی ترکی میں اُتار لائے ہیں۔ اور

ہیں حضرت آدم کو پیدا کیا ہے (صفحہ ۶۹)۔

آپ کے نزدیک ”ارواح بحصول کمال زمرہ ملائکہ میں داخل ہو جاتی ہیں کہ یہی جنت ہے“ (صفحہ ۴۴ اسطر ۲۰) اور ”روح القدس مراد وہ حالت ہے جو انبیاء پر بوقت نزول وحی طاری ہوتی ہے“ (صفحہ ۴۴ اسطر ۳) ”وہ درحقیقت ملک ہے“ ہاں اپنے اشکال میں محتاج بدن ہے بخلاف ملک کے خدا بھی اسے ملک کے ساتھ ملا دیتا ہے“ (صفحہ ۴۴ اسطر ۴)۔

سب سے پہلی وحی (”اقراء“) کے فترۃ یعنی انقطاع کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ ”فترۃ“ کے معنی ”حَبِی وَتَّابَع“ یعنی گرم ہوئی اور پیائے آنے لگی کے لیتے ہیں اور سندا ”فترۃ السحاب“ کو پیش کرتے ہیں جس کے معنی مینہ کی جھڑی لگنے کے ہیں (صفحہ ۴۲ اسطر ۳) واقعہ اسراء پر بہت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے جو تقریباً اٹھائیس صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ خلاصہ آپ کی رائے کا یہ ہے کہ معراج یا اسراء دومرتبہ ہوا۔ اسراء بیت المقدس جو نبوت سے پندرہ ماہ بعد ہوا۔ دوسرا اسراء سموات جو نبوت سے پانچ برس بعد ہوا (صفحہ ۱۹۱ اسطر ۱۷) ”لیکن علمائے حدیث نے ان دونوں کو ایک میں ملا دیا ہے“ (اسطر ۱) اور اسراء سموات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ”ادنی کمالات سے“

مان کر اسے حالتِ ”بین النوم والیقظہ“ (یعنی نیم بیداری) میں مانا ہو اور مقصود معراجِ انبیا سے انتہائی کمال انسانی کیا ہو۔

قیامت کا بیان بھی بہت مفصل و مطوّل ہے۔ اور اس ضمن میں کئی اہم مباحث ہیں۔ مثلاً حشرِ اجساد، عذابِ قبر، صراط، محشر، مقدارِ یومِ قیامت وغیرہ وغیرہ۔ اور ان سب کا فیصلہ مولانا مرحوم نے اپنی ذاتی تحقیق کے مطابق فرمایا ہے۔ حشرِ اجساد کے متعلق خیال ہے کہ ”یہ گفتگو نسبتِ ارواح کے ہے۔ کیوں کہ اجساد تو قبلِ فناء ارضِ فاسد ہی ہو جائیں گے“ (صفحہ ۳۶۲ سطر ۷)۔ ”اجسامِ کل فنا ہو جائیں گے۔ جان اپنے اعمال کو نکلیں گے“ (صفحہ ۶۶)۔ ”فناِ اجسامِ دجی و عقل دونوں سے ثابت ہے“ (صفحہ ۳۶۹)۔

”یہ حالت جو روح کو بعدِ مفارقتِ بدن حاصل ہوتی ہے تا قیامِ قیامت قبر ہے۔ اس حالت میں جو الم ہوتا ہے وہی عذابِ قبر ہے“ (صفحہ ۳۵۸ سطر ۱۲)۔ صراط سے ”خلا“ مراد لیتے ہیں (صفحہ ۳۷۳)۔ محشر کی ”زمین سے مقصود مکان ہے۔ یعنی خلا خواہ بعدِ مقطور اور خدا کے نور سے مراد ارواح اور ملائکہ“ (صفحہ ۳۶۶)۔

خدا یومِ قیامت ”کی مدت پچاس ہزار بتا رہی یعنی مدتِ قیامِ عالمِ جسم پچاس ہزار برس ہے“ (صفحہ ۳۶۸)۔

علیٰ ہذا ”خدا کے نور سے مراد ارواح و ملائکہ“ (صفحہ ۳۶۶)۔

”کتاب سے مقصود نفوس منطبعہ ہیں جو حامل ہیں صور حوادث“ (صفحہ ۳۶۶)۔  
 کل شئی ہالاک الا وجہہ میں ”وجہہ“ کے معنی سردار کے بھی  
 ہیں۔ سردار اُس کو کہتے ہیں جو صاحبِ رائے اور مدبر ہو۔ یہ شانِ ملائکہ  
 اور ارواح کی ہے۔ پس مضمونِ آیت یہ ہے کہ جملہ اشیاء فانی ہیں سواء ارواح  
 اور ملائکہ کے“ (صفحہ ۳۶۴)۔

قصۂ اصحابِ فیل کے ذیل میں ”طیلاً ابابیل“ کو ملائکہ یا صحابِ پترا  
 اور حجارۃ من سبیل“ کو زلہ قرار دیا ہے (۲۰۲)۔

”نظر دقیق و فکر سلیم کے نزدیک شوقِ صدر سے مقصود شرحِ صدر ہے“ (صفحہ ۳۹۴)۔  
 یہ وہ خیالات ہیں (اور شاید کچھ اور بھی ہوں) میں نے ان کا استیعاب  
 نہیں کیا ہے، جو جمہورِ علمائے محققین کے مختار کے خلاف ہیں لیکن ان سے  
 کتاب کے نفسِ مضمون پر (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات ہیں) کوئی  
 اثر نہیں پڑتا۔ اور نہ فاضلِ مولفِ مرحوم کی اُس کا ہنس و کاوش کی  
 قدر دانی و شکر گزاری میں سرِ مو فرق آتا ہے جو انھوں نے اس کتاب  
 کی تدوین میں اپنی عمر کے آخری دور کے مسلسل نبیوں سال میں کی۔ بلکہ  
 اس کتاب سے وہ مغالطہ عامۃ الورد نہایت صغائی کے ساتھ رفع ہوتا  
 ہے جو مولانا کے عقاید کے متعلق سرسیدِ مرحوم اور تہذیبِ الاخلاق کے  
 زمانہ سے جاری و ساری چلا آ رہا تھا۔ ان الحسنات یدہبن السیئات۔



دوسرے کتاب کا اصل مبحث یعنی بشارات) اتنا واضح ہے کہ اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ کثرت سے پڑھنے والے مستفید ہوں گے۔ اور جو مسائل مباحث مختلف فیہ ہیں اُن کے عمق تک جانا ضروری نہ سمجھیں گے اور جو جائیں گے خود اُن کے سامنے دوسرے نظریے بھی ہوں گے۔

اس قدر مختصر گزارش کے بعد اب آخر میں ناظرین کرام سے اُمید ہے کہ وہ کتاب کے نفس مضمون کو یک سوئی و یک جہتی کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں گے اور یقین ہے کہ وہ بھی اُس وقت اس عقیدہ میں راسخ ہوں گے کہ جملہ انبیاء و رسل برحق ہیں، تمام صحف و کتب آسمانی ہیں، ساری بشارتیں (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے ہزاروں سال اوپر تک جاتی ہیں) القاء ربانی ہیں اور بلاشبہ شک اُس حضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم اُن کے حقیقی مصداق ہیں۔ غزلِ نعتیہ (از راقم آثم) ۷

درِ جاناں پہ جلے جاں نکلی	زندگی مرگِ ناگہاں نکلی
جب چھڑا اُن کو عشق کا قصہ	داستاں میں سو داستاں نکلی
وصفِ میں اُن کے حسنِ خوبی کے	بے زبانی بھی تر زباں نکلی
حالِ میرا زبانِ حال پہ تھا	بے زبانی ہی تر جہاں نکلی
عشوہ کیا، غمزہ و کرشمہ کیا	جو ادانکلی دلِ استاں نکلی
جگر و قلب سے رگِ جاں تاک	نوکِ مژگاں کہاں کہاں نکلی

دل میں تیغ نظر ہوئی پیوست اور جب نکلی خوں چکاپ نکلی  
 طلبِ مرگِ نو کی پرستش پر اُن کے کشتوں کے منہ سر ہاں نکلی  
 شبِ دیچور ہو گئی کا فور جب وہ سماءِ بد رساں نکلی  
 اُن کے کوچہ کی خاک، صلّ علیٰ سرمہ چشمِ انس و جاں نکلی  
 اُن کے قدموں پر سر کی قربانی سوزشِ نیشِ نوشِ جاں نکلی  
 سجدہ بندگی سے پیشانی بے نشان کے لیے نشان نکلی  
 سگِ ناپاکِ آستانِ حضور میری کیا پاک داستان نکلی

اللہ احمد نام پر اُن کے  
 رہبرِ خستہ جاں کی جاں نکلی

غفر الله لعلها واستر لآله الى اواخرها من اولها واحسن اليها من صحتها  
 واحسن اليه وصلى وسلم على جميع الانبياء المرسلين الملمهين المبشرين  
 باوضح البشارات وافصحها واجلى الاشارات وابلغها بمن هو خاتم النبیین  
 ومخصصها شرف الوسيلة لاتمام النعمة واكمال الدين وعلى اله وصحبه  
 الطيبين الطاهرين الى يوم الدين، آمين يارب العالمين -

عبد الجالی  
 محمد مقتدی خاں شروانی

شروانی پریس  
 علی گڑھ

۲۱ مارچ مبارک رمضان ۱۳۵۸ھ  
 (۲۴ نومبر ۱۹۳۹ء)

# فہرست مضامین

## (بشعرے)

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
	اور اسما رکہ	۷					
۵	علم ہیأت و نجوم کی بنیاد	۸	۵	۸	حضرت آدم نے ڈالی		
	حاشیہ تحقیق قدم	۸		۹	(لفظ عبرانی)		
	اولاد سام بن نوح	۹		۱۰	قصہ ہابیل و قابیل		
۶	توریت سے (حاشیہ)	۹	۶	۱۱	ممالک کی قدیم حد بندی		
	(مطابق تاریخ یہود)	۱۰		۱۲	سفر بیساشار (قدیم)		
	تاریخ یہود میں ہابیل و			۱۳	قابیل کا واقعہ (حاشیہ)		
	قابیل کا واقعہ (حاشیہ)	۱۱	۱۲				
۳	مقدمہ نوشتہ شمس العلماء	۱					
	مولانا محمد امین صاحب						
	عباسی چریا کوٹی (مولوی غلام)						
	پروفیسر عربی و حاکم دیوبند						
۴	ترجمہ مصنف کتاب علامہ	۱۷					
	مولانا غایت رسول صاحب						
	عباسی مرحوم						
۵	تمہید مصنف	۱					
۶	بحث مٹرگاڈ فری گنس	۲	۱۱				
	(لفظ فارسی کی تحقیق میں)						
۷	مقدمہ مصنف تاریخ بنیاد						

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۴	حضرت ابراہیم کا پناہ لینا	۱۳	۱۳	۲۳	تحقیق لفظ فارقلیط	۱۹	
۱۵	لفظ کاہن کی تحقیق	۱۲		۲۴	شہر بابل (حاشیہ)	۱۹	
۱۶	حضرت اسمعیل و اسحق و	۱۳	۹	۲۵	لفظ فرر کی تحقیق	۲۰	۱
	ہاجر کا نزاع			۲۶	لفظ مقلط کی تحقیق	۲۱	۱۳
۱۷	حضرت سارہ پر جادو	۱۴	۱۰	۲۷	فارقلیط اور ابوالقاسم	۲۵	۸
	کرنے کا الزام اور				ابن عبداللہ کے ایک		
	اس کا جواب				اعداد ہیں		
۱۸	حضرت ابراہیم کا ہاجرہ	۱۵		۲۸	باب دوم متعلق بہ کتب	۲۶	
	اسمعیل کے ساتھ مکہ کو				عمد عتیق		
	روانہ ہونا			۲۹	حضرت ہاجر کا خواب	۲۷	۱۲
۱۹	حضرت ابن عباس کی	۱۶	۵	۳۰	ربّی سلیمان یرجی کی		
	حدیث کی تحقیق				تفسیر کی تردید	۳۰	۱۶
۲۰	خانہ کعبہ کی چوتھی بنا	۱۷		۳۱	حضرت ابراہیم کی دعا	۳۱	
۲۱	حضرت یعقوب اور ان کی			۳۲	حضرت اسحاق کی دعا	۳۲	
	اولاد کی جائے قیام اور			۳۳	شیلو سے کون مراد ہے	۳۵	
	بذریعہ وحی ان کو بیت اللہ			۳۴	حضرت موسیٰ سے	۴۱	۸
	جانے کی ہدایت اور اس کا				اہل مدین کی جنگ اور		
	واقعہ (حاشیہ)				یثرب کی تحقیق		
۲۲	باب اول بیان میں اس	۱۸		۳۵	زبور ۸۲ آیت سے	۴۴	
	خبر کے متعلق بائبل ہے				بشارت کا ثبوت		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۳۶	تیلو کے کچھ نشانات جو حضرت یعقوبؑ نے بیان فرمائے	۴۷	۵	۴۶	جغرافیہ توریت سے	۶۳	۷
۳۷	ایوب کے ۱۱ باب ۱۳ آیت کی بشارت	۴۸	۱۴	۴۷	حدیث یحیون و یحیون و فرات و نیل کی تحقیق (حاشیہ)	۷۰	
۳۸	موسیٰ کی ۵ کتاب ۸ باب ۱۵ آیت اور اس کی تفسیر	۴۹	۴	۴۷	حضرت موسیٰ کا خطبہ جملہ بنی اسرائیل کے سامنے	۷۸	۱۳
۳۹	حضرت موسیٰ پر کلمات شکر کا نزول اور اس کا واقعہ	۵۰	۳	۴۸	ارض مواب میں بنی اسرائیل کا ملک شام سے	۸۰	
۴۰	عزرائیہ کے پیشین گوئی کی تحقیق	۵۲	۱۵	۴۸	جہاد سے انکار کرنا اور خدا کا غضب		
۴۱	حضرت موسیٰ و نبینا علیہا الصلوٰۃ کے معجزات کا مقابلہ	۵۳	۱۲	۴۹	حضرت داؤدؑ نے آپ کو ایل کے نام سے بیان کیا	۸۵	۴
۴۲	حضرت موسیٰ کی خبر ان کی وفات سے پہلے	۵۴	۱۵	۵۰	سورہ نصر سے وحی حضرت داؤدؑ کی مطابقت	۸۷	۳
۴۳	بیر سبع کی تحقیق	۵۶	۱۲	۵۱	مبادیٰ عالیہ آپ کی گواہی دیں گے	۸۸	۴
۴۴	فاران کے محل وقوع کی تحقیق و حضرت موسیٰ کا سفر	۵۸	۵	۵۲	حضرت موسیٰ نے بلسان وحی آپ کو قویٰ کیا	۸۸	
۴۵	بنی اسرائیل کا میدان سینا اور انکی منازل کا کوچ کرنا اور انکی منازل کا				(حاشیہ)		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۵۳	ربی سلیمان یرجی کی تفسیر	۸۹	۵	۶۳	اور طوفانِ عظیم آیا تھا	۱۲۷	۱۸
۵۴	آون-کوش اور	۹۵	۶	۶۴	بشارت رسول اکرم صلی علیہ وسلم	۱۲۸	۱۸
۵۵	مدیان کی تحقیق	۹۷	۶	۶۵	بحساب جمل		
۵۶	موشیع نبی کی پیش گوئی	۹۷	۶	۶۶	واقعہ سریرہ رجیع	۱۳۷	۱۷
۵۷	انسانی قربانی اور اس کا	۹۸	۲	۶۷	حضرت داؤد کے لفظ	۱۴۲	
۵۸	سہود میں قدیم رواج			۶۸	بیابان اور احمد کے عدد		
۵۹	آپ کے زمانے میں	۹۹	۴	۶۹	بحساب قصیر ایک ہیں		
۶۰	بت پرستی نیست و نابود ہوئی			۷۰	مسیح کا دول اور سپاہ	۱۴۳	
۶۱	جمہ مرادف محمد ہی	۱۰۶		۷۱	قانون کا بیان		
۶۲	یہود بنی قرینہ و بنی نصیر	۱۱۰	۷	۷۲	حضرت داؤد کی بشارت	۱۴۵	۳
۶۳	یہود خیر کا ذکر			۷۳	بقیہ سلسلہ بشارت موسیٰ	۱۵۰	
۶۴	حضرت موسیٰ کی بشارت			۷۴	زمانہ نجات نصر	۱۵۸	۵
۶۵	اپنی وفات سے پہلے	۱۱۲	۱۷	۷۵	غزوہ بدر	۱۶۳	
۶۶	اور ربی سلیمان یرجی کی تفسیر			۷۶	حضرت عائشہؓ کی حدیث		
۶۷	مدت قیام شریعت موسویہ	۱۱۳		۷۷	نزول وحی	۱۷۱	۴
۶۸	بحساب جمل (ہاشیہ)			۷۸	فتور وحی کی تحقیق اور	۱۷۳	۳
۶۹	قبل طوفان نوح ایک			۷۹	قسط لانی سے اختلاف		
				۸۰	زبور ۹۶ سے اشارہ	۱۷۵	
				۸۱	قرآن پاک کی طرف		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۷۴	حضرت موسیٰ کے زمانہ میں صلوٰۃ ذات الركوع	۱۷۹		۸۶	یوسل باب ۳ آیت ۴	۲۳۳	۱۲
	والسجود نہ تھی			۸۷	معجزہ شق القمر پندرہ مرتبہ	۲۳۳	۱۳
۷۵	حضرت اود کا ذکر کیا	۱۸۰		۸۸	اور اس کا جواب		
۷۶	شکستہ بل سے مقصود			۸۹	معجزہ شق القمر استدلال	۲۳۵	۵
	بیت المقدس اور	۱۸۵	۴	۹۰	احادیث متعلق شق القمر	۲۳۶	۷
	دوسرا علی بتی سے				تحقیق معجزہ شق قمر اور	۲۳۸	
	مراد توریت			۹۱	سورج کا لوٹنا (حاشیہ)		
۷۷	قصہ فتح ملہ	۱۹۴		۹۲	مقام گیعون میں حضرت	۲۳۹	۱۴
۷۸	حضرت اشیا کا باب ۲۳	۲۰۸	۷		یوشع کے کہنے سے سورج		
۷۹	تفسیر اشیا باب ۲۳	۲۱۲	۲		ٹھہر گیا		
۸۰	میشاق ابنیا کا ذکر توریت	۲۱۴		۹۳	بیان معجزہ دسحر	۲۴۰	۱۸
	قرآن میں			۹۴	مردہ کا زندہ ہونا (حاشیہ)	۲۴۱	
۸۱	واضع پیشین گوئی	۲۱۹	۳	۹۵	خرق عادت کی بحث	۲۴۲	۳
۸۲	مذہب صابئی وثابت بقرہ	۲۲۲	۷		حضرت موسیٰ و فرعون		
۸۳	بنی اسرائیل میں سحر و	۲۲۵			کا قصہ	۲۲۵	۱۰
	کمانت کی خبر توریت سے			۹۶	فرق درمیان معجزہ و سحر	۲۲۷	۱۴
۸۴	معجزہ حقیقتاً خدا کا فعل ہے	۲۲۹	۱۰	۹۷	روح کے خواص	۲۲۷	۲۰
۸۵	تصرفات مرکبات غصہ کا	۲۳۱	۷	۹۸	امام الحارثین اور ابو جعد	۲۵۰	۵
	ذکر معجزات رسول اکرم				متولی کی رائے		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۹۹	حضرت سلیمان کے زمانہ	۲۵۰	۱۳	۱۱	زمانہ نبوت سول اکرم صلعم کا	۲۶۶	۱۱
	بنی اسرائیل میں محسّر				حساب		
	شروع ہوا			۱۱۱	زل و میرنج کی حفاظت	۲۶۸	۱۱
۱۰۰	ماروت و ماروت کا قصہ	۲۵۱		۱۱۲	آپ پر ایک یہودی کا سحر	۲۶۹	
۱۰۱	امام فخر الدین رازی کی	۲۵۲	۱۵	۱۱۳	صفینا بنی کی بشارت	۲۷۱	۱۶
	رائے سحر کے متعلق				باب ۳		
۱۰۲	معجزہ و کرامت کے متعلق	۲۵۳		۱۱۴	یہودی کی تحریف	۲۷۳	۳
	حکما کی رائے (حاشیہ)			۱۱۵	یہود کے اجتہادات	۲۷۹	۹
۱۰۳	بنی اسرائیل کے	۲۵۴	۱۸		واہمہ		
	دو بادشاہوں کا قصہ			۱۱۶	ہر دین کا تعلق ایک	۲۸۱	۷
۱۰۴	راکھونڈٹ کا واقعہ	۲۵۵	۷		کو کب سے ہی		
۱۰۵	مسخ توریت کی خبر	۲۵۸		۱۱۷	بیت المقدس میں	۲۸۲	۸
۱۰۶	عدی بن حاتم کی روایت	۲۵۹	۱۰		نامحنتوں اور نجس		
۱۰۷	بیت المقدس ہمیشہ	۲۶۰			نہ آئے گا		
	اسلام کے قبضہ میں رہیگا			۱۱۸	واقعہ معراج حضرت	۲۸۷	۴
۱۰۸	سلطنت بنی عباس	۲۶۳			الیاس کا واقعہ		
۱۰۹	حضرت مسیح اور ہمارے			۱۱۹	راجہ داہر کا مارا جانا	۲۸۸	۳
	پیغمبر کی خبر ایک ساتھ	۲۶۵	۴	۱۲۰	واقعہ معراج کا نقلی ہونا	۲۹۰	۱
۱۱۰	حضرت اشعیا کی خبر			۱۲۱	واقعہ اسراء اور منجی	۲۹۱	۹
	اور اس سے زمانہ آغاز						



نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۲۲	رویائی تحقیق	۲۹۲	۱۸	۱۳۵	حضرت اشعیا نے ہمارے	۳۳۵	۱۸
۱۲۳	واقعہ معراج کے متعلق	۲۹۴	۳		پیغمبر اور خاندان کعبہ کی		
	احادیث پر نظر				پیشین گوئی کی		
۱۲۴	حضرت جبریل کی تعلیم	۲۹۸	۱۰	۱۳۶	اشعیاباب ۲۱ آیت ۶	۳۳۹	۶
۱۲۵	معراج کے متعلق مذاہب	۳۰۱	۸	۱۳۷	گدھے کے سوار سے	۳۴۰	۲۱
۱۲۶	حضرت ادریس کے	۳۰۳	۴		حضرت عیسیٰ اور اونٹ کے		
	آسمان پر جانے کا واقعہ				سوار سے ہمارے پیغمبر		
۱۲۷	جسم خاکی کے آسمان پر	۳۰۶	۱		صلعم مراد ہیں		
	جانے کی بحث			۱۳۸	اشعیاباب ۲۱ آیت ۱۳	۳۴۱	۵
۱۲۸	امام غزالی کی تقریر حاشیہ	۳۰۶	۱۹		عرب کے متعلق پیشین گوئی		
۱۲۹	قطورہ کے نام کی تحقیق	۳۱۳	۱۵		پوری ہو گئی		
۱۳۰	اشعیا کے باب ۱۱ و ۱۲ کے			۱۳۹	کسریٰ کے دوسرا دروازہ کا	۳۴۲	۷
	بشارت کی تحقیق	۳۱۴	۱		واقعہ		
۱۳۱	عقبہ کا واقعہ	۳۱۵	۱۱	۱۴۰	نجاشی بادشاہ حبشہ کے	۳۴۳	۵
۱۳۲	حضرت اشعیا کی بشارت	۳۱۸	۲۰		پاس نامہ مبارک		
	آیت ۱۵-۱۶			۱۴۱	ولادت باسعادت کی	۳۴۴	۱۴
۱۳۳	حضرت داؤد آپ کو	۳۲۱	۴		پیشین گوئی بحساب جمل		
	الوہم سے تعبیر کرتے ہیں			۱۴۲	سینن شمسی و سکندری	۳۴۵	۹
۱۳۴	حضرت اشعیا کی کتاب	۳۲۳	۷		قبطی و رومی و ہجری		
	باب ۵۴ کی تفسیر				کی تحقیق		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۴۳	زمانہ فترۃ اور حضرت اشعیا کی پیشین گوئی	۳۴۶	۶	۱۵۵	توریت پیدائش باب ۲	۳۴۴	۵
۱۴۴	خاندان شیبی و مفتاح کعبہ	۳۴۷	۲	۱۵۶	دانیال باب کی تائید	۳۴۸	۸
۱۴۵	صفینا باب اول پیشین گوئی	۳۵۱	۲۰	۱۵۷	یہود میں جھوٹے نبی	۳۸۳	۹
۱۴۶	صفات واجب الوجود عین ذات ہیں اس کے متعلق ہنود کا عقیدہ	۳۵۳	۱۸	۱۵۸	حضرت دانیال کا خواب اور اس کی تعبیر	۳۸۴	۷
۱۴۷	ذکر قیامت و ترک اجسام اجزاء و لای تجزئی سے	۳۵۴	۱۶	۱۵۹	ختم نبوت کا ثبوت توریت سے	۳۸۵	۱۱
۱۴۸	روح کی تحقیق	۳۵۸	۶	۱۶۰	آپ رحمۃ اللعالمین ہیں	۳۸۶	۳
۱۴۹	قیامت پر استدلال عقلی و نقلی	۳۵۹	۶	۱۶۱	غزوہ بدر	۳۸۸	۱۹
۱۵۰	قانون قدرت کے خلاف ہونا عقلاً محال	۳۶۵	۸	۱۶۲	حضرت دانیال کا دوسرا خواب	۳۹۳	۲
۱۵۱	دنیا کی عمر	۳۶۸	۶	۱۶۳	تفسیر خواب حضرت دانیال	۳۹۴	۱۷
۱۵۲	تنازع کا ذکر	۳۷۰	۶	۱۶۴	تفسیر اس مدت کی جو ۱۲ آیت میں مذکور ہے	۳۹۶	۱۲
۱۵۳	حدوث عالم کی تحقیق	۳۷۲	۸	۱۶۵	نسطورار اسب کی پیشین گوئی	۳۹۷	۱۰
۱۵۴	حشر	۳۷۳	۵	۱۶۶	شق صدر کی حقیقت	۳۹۸	۵
				۱۶۷	حال ولادت	۳۹۹	۱۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۶۸	قصہ اصحاب فیل	۴۰۱	۵	۱۶۶	آپ کے قتل کا	۴۱۹	۴
۱۶۹	تفسیر سورہ فیل و مفسرین سے اختلاف	۴۰۳	۱		عہد نامہ اور آپ کی مخالفت		
۱۷۰	۱۹ زبور میں آپ کو بلفظ یتیم بیان کیا ہے	۴۰۵	۵	۱۷۷	حضرت داؤدؑ نے	۴۱۹	۱۹
۱۷۱	ابواب ۲۲ میں بھی	۴۱۰	۱۷		۲ زبور میں یتیم گوئی کی		
	آپ کو بلفظ یتیم ذکر کیا ہے اور اس کی تفسیر			۱۷۸	حضرت عیسیٰؑ مراد نہیں ہو سکتے	۴۲۱	۹
۱۷۲	اول زبور آپ کی شان میں ہے	۴۱۵	۱۹	۱۷۹	زبور آیت ۶ سے	۴۲۲	۱۷
۱۷۳	تفسیر	۴۱۷			حضرت عیسیٰؑ مراد نہیں		
۱۷۴	قریش کا کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنا اور آپ کی شرکت	۴۱۷	۱۸	۱۸۰	خاتمہ	۴۲۳	۱
	کوہ صفا پر چڑھ کر اہل قریش کو پکارنا			۱۸۱	حضرت ابراہیمؑ کا خستہ	۴۲۴	۱۰
				۱۸۲	حضرت ابراہیمؑ کا خواب	۴۲۵	۱
				۱۸۳	کتاب پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۵	۴۲۵	۱۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ	سطر
۱۸۴	خانہ کعبہ حضرت آدم کی مسجد تھی دوحہ	۴۳۳	۳	۱۸۷	اسحق کی تحقیق مسئلہ	۴۳۳	۳
	صحیح بخاری سے ثبوت			۱۸۷	تفسیر تورات باب ۱۵	۴۳۴	۶
۱۸۵	حضرت ابراہیم کا ہاجرو اسماعیل کو مکہ لے جانا	۴۳۳	۱۷	۱۸۸	آیت ۵		
۱۸۶	حضرت اسماعیل کی قربانی ہوئی یا حضرت			۱۸۸	حضرت ارمیا کے باب ۱۲		
					کی چند آیات کی تفسیر		
				۱۸۹	فتنہ نجات نصر	۴۳۸	۲۰
					حضرت ارمیا کے باب ۱۲	۴۳۳	۵
					کی ۱۶ و ۱۷ آیت کی تفسیر		



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

## مقدمہ

اب سے کتاب 'بشری' کی تصنیف کو تقریباً انیس سال گزرے۔ اس طویل مدت میں اس کتاب نے موجودہ حالت طبع تک کتنی کروٹیں بدلیں۔ سب سے پہلے خود مصنف علام نے اپنی زیر نگرانی طبع کا مصمم غزم کیا تھا اور اُس کے لئے اکثر اغزہ نے چندے دیئے جس سے چڑیا کوٹ میں ایک مطبع قائم کیا گیا اور پریس خرید لیا۔ خیال تھا کہ 'بشری' کے طبع کے سلسلہ میں آپ کی دیگر تصانیف بھی چھپ جائیں گی۔ کسی دوسرے مطبع میں اس کتاب کے چھاپے جانے میں عبرانی عبارات کی وجہ سے تصحیح نیز کتابت میں سخت دشواریوں کا سامنا تھا۔ عبرانی ٹائپ منگوانے میں بھی بڑی دشواری تھی۔ اول تو خرچ بہت زیادہ تھا جس کو علامہ موصوف خود برداشت نہیں کر سکتے تھے، دوسرے کمپوزنگ کی وہی دشواری تھی۔ کسی ایسے شخص کا ملنا نہایت دشوار تھا جو عبرانی الفاظ کے کمپوز کرنے کی

خدمت انجام دے سکتا۔ ان تمام دقتوں پر نظر کر کے یہی صورت آسان نظر آئی کہ خود چرچا کوٹ ہی میں پریس رکھا جائے اور علامہ موصوف کتابت کا کام اپنے ذمہ لے کر خود کتابت فرمائیں اور پروف کی تصحیح کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ مشین آنے کے بعد آپ بیمار پڑ گئے اور اس علالت سے جاں بر نہ ہو سکے اور یہ کام انجام نہ پاسکا۔

اس کے بعد آپ کے صاحبزادے مولوی معصوم عباسی مرحوم نے اس کے طبع کی ہمت کی۔ اس زمانہ میں نواب الحاج محمد اسحاق خاں صاحب، اعظم گڑھ میں عہدہ ججی پر تشریف لائے اور میرے والد مرحوم سے اس کتاب کے چھاپے جانے کی متعلق گفتگو کی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اس کتاب کے طبع کا شرف میں حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کی طبع کے تمام اخراجات میں برداشت کروں گا۔ لیکن مولوی معصوم مرحوم کا یہ خیال تھا کہ وہ خود اپنے اہتمام سے اس کتاب کو چھپوائیں گے۔ مگر یہ کوشش بھی ناکام رہی۔ اس کے بعد پھر ایک نیک دل صاحب ثروت نے اس کی طبع کے لئے مولوی صاحب مرحوم سے سلسلہ صحبتی کی۔ لیکن یہ سچی بھی نامشکور رہی۔ پھر ڈاکٹر انصاری مرحوم جو مولوی معصوم مرحوم کے حقیقی ماموں زاد بھائی تھے اس کتاب کے چھپوانے کے لئے مستعد ہوئے۔ لیکن ان کو اپنے مشاغل اور قومی خدمات سے کب فرصت تھی کہ اس اہم علمی کام کی جانب متوجہ ہوتے اور یہ کام ان کے قابو سے باہر بھی تھا۔ چنانچہ اس کے اخراجات اور زحمتوں کو خیال کر کے اس کے چھپوانے میں ہاتھ نہ ڈالا۔ اور کتاب پھر ایک عرصہ دراز تک پڑی رہی۔ خود مولوی معصوم صاحب مرحوم کو اپنی زمینداری کے الجھیڑوں سے کب فرصت کہ اس کے لئے دوا دوش کرتے۔ پھر لاہور سے ایک صاحب نے ایک بیش قرار رقم پیش کی اس شرط پر کہ یہ کتاب ان کے حوالہ کی جائے اور وہ خود اس کے مصارف برداشت کریں اور اپنے اہتمام سے چھپوائیں اور حقوق طبع ان کے حق میں محفوظ ہوں۔ اس کو مولوی صاحب مرحوم نے منظور نہیں کیا۔ اس کے متعلق گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ان پر فالج گرا اور ان کا

انتقال ہو گیا۔ ان کے اولاد زرنینہ نہ تھی۔

بعد ازاں میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد سلیم مرحوم نے اس کے چھپوانے کی طرف توجہ کی اور غازی پور میں ایک مطبع ”اتحاد اسلام“ کے نام سے قائم کیا اور ارادہ ہوا کہ اس کتاب کو اس مطبع میں طبع کرائیں لیکن اب بھی اس کتاب کی قیمت میں طبع ہونا مقدر نہ تھا۔ ان کی حیاتی وفات کی اور مرض طاعون میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور کچھ زمانہ تک یہ کتاب گوشہٴ خمول میں پڑی رہی۔

انتظار تھا کہ

”مردے از غیب بروں آید و کارے بکند“

کہ اس کتاب کی قیمت نے ایک اور پٹا کھایا اور یہ کتاب اس فخر روزگار و زماں ، مایہٴ دانش و سرتاج و انشوراء، صاحب فضل و عرفاں ڈاکٹر سلیمان سابق چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ کے دستِ کرم تک پہنچی اور آپ نے اس کتاب کی وہی قدر کی جس کی مستحق تھی اور نواب بہادر ڈاکٹر کالج سرفرمل اللہ خاں صاحب رئیسِ اعظم بھیکم پور ضلع علی گڑھ سے اس کے متعلق گفتگو فرمائی۔ آپ کی ذات تو ہمیشہ سے مرکزِ جود و سخا رہی آپ نے ابتداء سے علم کی قدر کی ہے۔ سرسید علیہ الرحمہ سے آپ کو جس قدر لگاؤ تھا وہ اس سے ظاہر ہے کہ علی گڑھ کالج کی آپ نے ہمیشہ مدد فرمائی اور ام لے او کالج ہمیشہ آپ کا ممنونِ کرم رہا اور برابر مختلف اوقات میں آپ آنریری سکریٹری بھی رہ چکے ہیں۔ آپ نے اس کتاب کی اہمیت پر خاص توجہ فرمائی اور آپ نے اس کی طباعت کے مصارف کو برداشت فرما کر بہت بڑی قومی خدمت کا ثبوت پیش کیا۔ جناب نواب سرفرمل اللہ خاں صاحب رئیسِ اعظم کا یہ ایثار حقیقتاً اسلام کی اتنی بڑی خدمت ہے جس پر مسلمانانِ دنیا بالخصوص مسلمانانِ ہند ہمیشہ فخر کریں گے۔ مصنفِ علام نے اس کتاب کی تصنیف سے اس موضوع کا اسلامی علوم میں اضافہ کیا جس سے علمِ کلام اب تک تشہ تھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے علمِ کلام

کی بنیاد ڈالی تھی اور ان کے بعد ان کے متبعین نے اس کو ایک مستقل فن بنا دیا۔ لیکن متقدمین نے عقلی دلائل سے تمام عقائد اسلامیہ کا ثبوت دیا اور یونانیوں کے مسلمات کو جن کا عقائد اسلامیہ پر برا اثر پڑتا تھا وہ ہم باطل اور دھوکے کی ٹٹی ثابت کیا اور بنیادی مسائل فلسفہ کہ جن پر ان کی ساری عمارت کھڑی تھی متزلزل ہو گئے۔ اسی ضمن میں سب سے اہم اور محرکہ الآرام مسئلہ ہمارے رسول مقبول روحی فداہ کی رسالت کا ثبوت یہود اور نصاریٰ کے مقابلہ میں ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا ثبوت دلائل عقلیہ سے اتنا مفید نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ ان کے مسلمات سے کارآمد ہو سکتا ہے۔ ان کے مسلمات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ مسائل جن کا ماخذ فلسفہ یونان تھا یا دوسرے اقوام کی معیت میں ان کے جلا وطنی کے زمانہ میں پیدا ہو گئے تھے یا اور قوموں کے خیالات ان کے اذہان میں امتداد زمانہ کی وجہ سے جاگزیں تھے ان کا استیصال تو علم کلام نے پورا کیا اور اس میں مسلمان کامیاب رہے۔ لیکن دوسرا پہلو جو ان سب سے زیادہ موثر تھا ان کے وہ مسلمات تھے جن کی بنیاد ان کی مسئلہ آسمانی کتابیں یعنی توریت، زبور، انجیل اور دیگر انبیاء ربی اسرائیل کے صحف سماویہ پر تھی اس میں مسلمانوں نے صرف اتنی کوشش کی کہ ان کو محرف ثابت کیا اور ان کی آیات میں تناقض دکھایا جس کا منشا یہ تھا کہ جن آیات سے حضرت کی رسالت اور پیشینگوئی ثابت ہوتی ہے ان میں تحریف ہوئی اور موجودہ توریت اور انجیل و دیگر کتب سماویہ اصلی حالت میں نہ رہیں، جو کچھ ہیں وہ محرف ہیں بوجہ ان کے آیات کے تناقض ہونے کے اور جس کلام میں باخود ہا تناقض ہو وہ کلام الہی نہیں ہو سکتا ہرگز لہذا یہ کلام الہی نہیں ہیں۔ اس سے صرف اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ بوجہ تحریف کے موجودہ توریت اور انجیل اور دیگر صحف سماویہ قابل اعتبار نہیں لیکن یہود و نصاریٰ اس کو محرف تسلیم نہیں کرتے اور وہ اس امر سے منکر ہیں کہ ان کتب سماویہ میں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشینگوئی موجود ہے۔ یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں اگر کوئی استدلال ہو سکتا ہے تو صرف اسی



صورت میں کہ موجودہ توریت و انجیل میں اعم اس سے کہ وہ محرف ہوں یا نہ ہوں آپ کی بعثت کی پیشین گوئی موجود ہے جس سے ان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ ثابت کیا گیا کہ موجودہ توریت و انجیل ناقابل اعتبار ہیں جس کو یہود و نصاریٰ تسلیم نہیں کرتے تو اس سے آں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جو شخص مدعی بشارت ہے اس کو ضروری ہے کہ وہ توریت و انجیل سے بشارت کو ثابت کرے جس میں ان کو کلام کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی۔

ابن حزم ظاہری اندلسی نے اپنی کتاب "الملل والنحل" میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں سے بحث کی ہے، لیکن پیشینگوئیوں سے اس میں کوئی بحث نہیں ہے۔ ان کی تمام تر دلیلیں موجودہ توریت اور انجیل کے غلط ثابت کرنے پر مبذول ہیں اور یہود و نصاریٰ پر تعریض کی ہے اور توریت و انجیل میں باخود ہا تناقض ثابت کر کے ان کو غلط ثابت کیا ہے۔ لیکن اس ثبوت سے کہ موجودہ توریت و انجیل محرف ہیں نفس اثبات پیشین گوئی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ علامہ شہرستانی جو علامہ ابن حزم ظاہری اندلسی کے ایک صدی بعد ہوا ہے اس نے اپنی کتاب "الملل والنحل" میں توریت کی ایک آیت سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کو ثابت کیا ہے جس کا ذکر من جملہ اور پیشین گوئیوں کے علامہ عنایت رسول عباسی چریا کوئی مصنف کتاب نے بیان کیا ہے۔ علامہ شہرستانی نے توریت و انجیل کے محرف ہونے کے ثبوت سے کوئی بحث نہیں کی ہے، لیکن ان کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ زبان عبرانی سے واقف نہ تھے، ورنہ جس اصول کو پیش نظر رکھ کر علامہ مصنف نے پیشین گوئیوں کو ثابت کیا ہے ان کے پیش نظر بھی یہی اصول ہوتا۔ علامہ ابن حزم اندلسی نے توریت کی ایک آیت کو نقل کیا ہے اور اس کو اپنے دعویٰ تحریف کے ثبوت میں پیش کیا ہے جس کو میں یہاں نقل کرتا ہوں اور علامہ عنایت رسول عباسی مرحوم نے اسی آیت سے پیشین گوئی کو اس طرح ثابت کیا ہے جس سے یہود کو جہزبان

عبرانی پر کافی عبور رکھتے ہیں ہرگز انکار نہیں ہو سکتا اور اس سے دونوں کے تراجم کا فرق بین نظر آئے گا اور معلوم ہو جائے گا کہ علامہ موصوف نے اپنے ذاتی اجتہاد کو کتنا دخل دیا ہے اور زبان عبرانی میں ان کو کس قدر مہارت اور قدرت تھی۔

### سفر توریہ مشنی باب ۳۲ آیہ ۱ :-

”سنو لے آسمانوں! میری بات اور سنے زمین میرا کلام اور زیادہ ہوگا مثل بارش کے اور بکھلے شبنم کے میرا کلام اور ہوگا بارش کی طرح گھاس پر اور مثل شبنم کے پودوں پر کیونکہ میں پکاروں گا خدا کے نام کو تو تعظیم کرے گا اُس کی۔ خدا ہمارا الہ ہے جو منصف ہے قائم رہنے والا ہے جو کہ مکمل ہوئی اس کی خلقت اور اس کے احکام معتدل اللہ امانت ہے جو کہ ظلم نہیں کرتا عادل ہے قائم رہنے والا ہے۔ مٹ گئی نافرمان امت اور تیکڑے رب کا۔ اے قوم جاہل قیمت کی کیا نہیں ہے وہ تمہارا باپ جس نے پیدا کیا تم کو اور تمہارا مالک۔ قدیم زمانہ کو یاد کرو اور سوچو اجناس میں اور اپنے باپ دادا سے پوچھو تو تم کو بتلائیں گے اور اپنے بڑوں سے تو تم کو بتلائیں گے۔ جب کہ وہ تقسیم کرے گا بڑے اجناس کو اور فرق کرے گا بنی آدم میں۔ اُس نے تقسیم کیا اجناس کو بنی اسرائیل کے حساب سے۔ رب نے سمجھا اپنی امت کو اور یعقوب نے اپنے حصہ کو اس نے پایا اس کو دیران زمین میں اور ایسے بیابان میں جس میں کوئی راستہ نہیں ہے تو اس کو آزاد کیا اور اس پر متوجہ ہوا اور اس کی حفاظت کی جس طرح پاک آنکھ کی حفاظت کرتی ہے اور اڑایا ان کو جیسا گدھا اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس پر گشت کرتا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے اپنے پر پھیلاتا ہے پس وہ متوجہ ہوا ان کی طرف اور ان کو اپنے پر پر اٹھالیا تو رب تنہا اُن کا سردار تھا اور اس کے ساتھ اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہ تھا تو اس نے ان کو اپنی بہترین زمین میں جگہ دی تاکہ وہ لوگ اپنی روٹی کھائیں اور ان کو اس کے پتھر کی شہر لے اور اس کے چٹانوں کا زیور اور اس کے

موشیوں کا گھی اور اس کی کیریوں کا دودھ اور بکری کے بچوں کی چربی اور بکروں کے گوشت اور گھیوں کے میدے اور انگور کے خون۔ ان لوگوں نے نافرمانی کی موٹے ہو گئے اور لات مارا ان پر اور چربی میں پوشیدہ ہو گئے پھر اپنے خالق خدا کو چھوڑ دیا اور ان کے خدا کے ساتھ کفر کیا تو ان کو بتوں کو پوجنے پر مجبور کیا۔ یہاں تک کہ خالق نے ان پر عذاب نازل کیا اور بوجہ ان کے شیطان کو سجدہ کرنے کے نہ خدا کو اور بوجہ ان کے اجناس کے الہ کو سجدہ کرنے کے کہ جن کو وہ نہیں جانتے تھے اور نہ ان سے پہلے ان کے آباء نے ایسا کیا تو ان لوگوں نے اس خدا کو چھوڑ دیا جس نے ان کو جنم پھر وہ لوگ اپنے خدا کو بھول گئے تو رب نے اس کو دیکھا اور اس پر غضب ناک ہوا اس وجہ سے کہ اس کے لڑکے اور لڑکیوں نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے کہا کہ میں اپنا سمعہ ان سے چھپالوں گا تاکہ میں جانوں کہ ان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ پس وہ ایک قوم کافر نافرمان ہے اور مجھ کو غضب ناک کر دیا اس کی عبادت سے جو خدا نہیں ہے اور اپنے فواحش سے مجھ کو غضب ناک کر دیا اور میں ان کی حالت کو ایک ضعیف قوم کے ذریعہ سے بدل دوں گا اور ان کو ایک جاہل قوم کے ذریعہ سے ذلیل کر دوں گا۔ میرے غضب سے ایک آگ بھڑکی ہے جو جلادے گی ہوا تک۔ پس وہ پہنچے گی اسفل السفلین تک اور لے جائے گی پہاڑوں کی جڑوں تک تو جمع کر دوں گا میں اپنے عذاب کو اور چھیدوں گا ان کو اپنے تیر سے اور ان کو ہلاک کر دوں گا بھوک سے اور ان کو چڑیوں کی غذا بناؤں گا اور ان پر درندوں کے دانتوں کو مسلط کروں گا اور زندگی کو ان پر دشوار کر دوں گا تو اگر میدان میں نکلے تو ان کو ہلاک کر دوں گا نیزوں سے اور اگر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے تو میں ان میں سے نوجوان کو اور دوشیزہ کو اور لڑکے کو اور بڑھے کو عیب سے یہاں تک کہ کہوں گا وہ لوگ کہاں ہیں کہ ان کی یادگار کو زمین سے منقطع کر دوں گا۔“

ابن حزم اندلسی ان آیتوں کو لکھ کر بیان کرتے ہیں کہ :

”اس سورہ میں ایسے فصاحت میں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جاسکتی جیسے اس آیت میں ہو کہ ”اللہ تعالیٰ ان کا وہ باپ ہے جس نے ان کو جنا اور وہ لوگ اس کی بیٹیاں اور بیٹے ہیں“ حاشا اللہ ایسی باتوں سے۔ اور نصاریٰ نے خدا کا بیٹا ٹھہرایا وہ صرف انہیں ملعون جھوٹی، تبدیل شدہ کتابوں سے جو یہودیوں کے ہاتھوں میں ہیں اور اس سے بڑھ کر اور کون سے تعجب کی بات ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں نے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دیا ہے اور جو لوگ اس قوم کو جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ سب سے زیادہ گندی قوم، سب سے زیادہ بد صورت اور سب سے زیادہ بُرے کلام والی اور خبیث ترین اقوام اور سب سے زیادہ جھوٹی، ذلیل ترین اقوام سب سے زیادہ پست ہمت اور سب سے زیادہ بزدل بلکہ حاشا اللہ اس اختیار فاسد سے“

ظاہر ہو کہ اس طرز و تعریض سے اثباتِ نبوتِ رسالت مآبؐ اور ان کتبِ سماویہ سے اثباتِ پیشین گوئی سے کیا تعلق۔

اسی بیان کی تفسیر کو ملاحظہ کرنا چاہئے جو علامہ غنایت رسول مرحوم نے صفحہ ۳۱ میں تورات سے نقل کر کے ترجمہ کیا ہے اور اس کی ایسی جامع اور فاضلانہ تحقیق کی ہے اور انھیں آیتوں کو اس حضرتؑ کی بشارت کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور ایسا مدلل ثبوت دیا ہے جس کے بعد عبرانی زبان کے واقف کو پھر کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی۔  
علامہ شہرستانی نے اپنی کتاب مل والنحل میں لکھا ہے کہ :-

”تمام تر تورات ان دلائل اور آیات پر مشتمل ہے جن سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا حق ہونا اور صاحبِ شریعت کا سچا ہونا ثابت ہوتا ہے، علاوہ ان آیات کے جن میں ان لوگوں نے تحریف کی یا تبدیل کیا یا اس میں کچھ گھٹایا یا بڑھایا اور تحریف کی دو شکلیں ہیں ایک تو کتابت اور صورت میں دوسری تفسیر آیات میں اور آیات

کی تاویل میں چنانچہ سب سے مشہور واقعہ حضرت ابراہیم اور ان کے بیٹے حضرت اسمعیل کا ہے کہ آپ نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا کہ میں نے اسمعیل کو اور ان کی اولاد کو برکت دی اور تمام نیکیاں ان میں رکھ دیں اور میں ان کو تمام قوموں پر ظاہر کروں گا اور ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجوں گا کہ جو میری آیتوں کو پڑھ کر ان کو سنائے گا۔ یہود اس واقعہ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد حکومت ہے نہ کہ رسالت اور نبوت۔ ان کو یہ الزامی جواب دیا گیا کہ اگر اس سے مراد ملک ہے جیسا کہ تم تسلیم کرتے ہو تو یہ حکومت حق اور عدل و انصاف کی ہوگی یا نہیں اگر عدل و انصاف کی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم پر اور ان کی اولاد پر ایسے ملک کا کیونکر احسان رکھا جو ظلم اور غیر حق ہو اور اگر عدل و صدق سے ہو تو بادشاہ کو اپنے قول اور دعوے میں سچا ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگانے والا صاحب عدل و حق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جھوٹ لگانے سے زیادہ کون ظلم ہو سکتا ہے (ومن اظلم صمن افتری علی اللہ کذباً) لہذا تکذیب باری تعالیٰ میں تجویز ظلم لازم آتی ہے اور اس سے رفع منت نعمت ہو اس سے ثابت ہوا کہ یہاں ملک مراد نہیں ہو سکتا بلکہ رسالت و نبوت ہے۔

پھر علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ :-

”اللہ تعالیٰ طور سینا سے آیا اور ساعیر سے ظاہر ہوا اور شدت سے فاران

متجلی ہوا۔ ساعیر بیت المقدس کا پہاڑ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منظر تھا اور فاران مکہ کا پہاڑ جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منظر ہے اور چونکہ اسرار الہیہ اور انوار ربانیہ وحی اور تنزیل و مناجات اور تاویل تین مراتب پر ہیں ایک مبداء اور وسط اور کمال لہذا آنا مبداء کے مشابہ ہے اور ظہور وسط کے اور تجلی

کمال کے۔ توریت نے تعبیر کیا طلوع صبح شریعت اور تنزیل کو آنے سے طور سینا پر اور طلوع شمس کو ساعیر پر ظاہر ہونے سے اور درجہ کمال پر پہنچنے اور استواء کو فاران پہ متجلی ہونے سے اس کلمہ میں حضرت عیسیٰ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کی پیشینگوئی ہر اور اس کا اثبات ہے۔

اب یہاں علامہ شہرستانی کی تحقیق متعلقہ اس دعا کے جو حضرت ابراہیم نے حضرت اسمعیل کے بارہ میں کی تھی اس کو علامہ غنایت رسول مرحوم کی تحقیق سے مقابلہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ علامہ شہرستانی نے سوائے الزامی جواب کے کوئی تحقیق پیش نہیں کی اور الزامی جواب سے کسی دعوے کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ مدعی کی دلیل کو مجروح کرنا اعم اس سے کہ فریق مخالف اس کے مقابلہ میں اپنے مدعا کو ثابت کر سکے یا نہ کر سکے اور یہ طریق اثبات دعا کے لئے مفید نہیں ہوا کرتا۔

علامہ غنایت رسول مرحوم نے جو ترجمہ اور اس کی تحقیق پیش کی ہے اس کو مقابلہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ آپ کو کتب مقدسہ پر کس قدر عبور تھا اور آپ کا استدلال کتنا محقق ہی چنانچہ سرسید مرحوم اپنی کتاب الخطبات الاحمدیہ صفحہ ۵۷۸ میں لکھتے ہیں کہ:

” میں نے اس بحث کو جناب مولانا ابوالفضل اولنا جناب مولوی غنایت رسول صاحب چرنیا کوٹی کے سامنے پیش کیا جو عبرانی زبان اور توریت مقدس کے بہت بڑے عالم ہیں اور ہم مسلمانوں میں غالباً آج تک عبرانی اور کالہی زبان و توریت و زبور و صحف انبیاء کو کوئی ایسا عالم نہیں گزرا۔ جناب مدوح نے فرمایا کہ ترجموں کی طرف ہم کو التجائے جانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور جب کہ یونانی ترجمہ توریت کا حضرت عیسیٰ سے پیشتر ہو چکا تھا تو حواریوں نے بھی غالباً اسی ترجمہ سے نقل کیا ہوگا تو بس گویا دلیل صرف ایک یونانی ترجمہ پر خود کرتی ہے اور ہم اس کو پسند نہیں کرتے کہ ترجمہ کے استدلال سے اصل متن پر کچھ الزام لگائیں مگر جن لفظوں پر بحث ہو وہ ہمارے مطلب کے بہت

زیادہ مفید ہیں۔“

سر سید مرحوم نے جس بحث میں یہ لکھا ہے وہ بھی بشارت سے تعلق رکھتی ہے اور وہ بحث بتما مہ حضرت علامہ کے ہی قلم کے رشحات ہیں لیکن چونکہ وہ خود حضرت علامہ کے زبانِ عبرانی میں شاگرد تھے اس لئے انھوں نے اس بحث کو اُن کی طرف منسوب نہیں کیا۔  
حضرت علامہ فرماتے ہیں : (بشارتِ عبرانی بخطِ عربی)

”ول شمعیل شمعیتنا ہنہ بیرختی او تو وہقریشی  
او تو بھاود مسئود شتیم عاشا رنسیتم یولید انتیو لگوی  
گاد ولی“

(ترجمہ) اسمعیل کے بارہ میں تیری دعا قبول کی، اس کو ہم نے خلافت دی  
اور ہم نے اس کو عظمت اور جبروت دی۔ زیادہ سے زیادہ بارہ اہام  
اس سے پیدا ہونگے۔ اس کو بڑی قوم کروں گا۔

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی شریعت کے ہمیشہ جاری رہنے کی وہ قبول  
ہوئی۔ لیکن حضرت اسمعیل کو کوئی شریعت نہیں ملی البتہ یہ بات ہمارے پیغمبر کے وقت میں  
پوری ہوئی۔

اب یہاں دو لفظوں پر بحث ہے ایک ہفزیثی یہ لفظ اسی مادہ فرع سے  
نکلا ہے چونکہ الف غیر مرقوۃ تھا، اس لئے گر گیا پس ہفزیثی کے معنی ”میں اس کو  
فرع ادا کروں گا“ جیسا کہ باجر کو خواب ہوا تھا۔ دوسرا لفظ ربعاود  
(ہاؤد) اس کے معنی تو کثیراً کثیراً ہیں لیکن یہ اشارہ ہے ہمارے پیغمبر کے نام  
کی طرف۔ اس طرح کہ محمد بحساب جمل ۹۲ ہے اور ہاؤد مادہ کے عدد بھی ۹۲ ہیں۔  
بارہ امام اس سے نکلیں گے مطلب یہ ہے کہ ہاؤد مادہ یعنی محمد سے بارہ امام پیدا  
ہونگے۔ یہاں بھی حدیثِ اثناعشر خلیفہ کی مشہور ہے یہ سب باتیں ہمارے پیغمبر سے

وجود باوجود سے پوری ہوئیں۔

اس آیت میں جو (انشیو لگوی کا دول) واقع ہوا اس فقرہ کے ایک معنی اور ہیں وہ یہ ہیں کہ ہم نے اس کو یعنی اسماعیل کو بڑی قوم یعنی محمد دیا کیوں کہ لگوی کا دول کے عدد اور محمد کے عدد ایک ہے (ل - گ - و - ی - گ - د - و - ل) یہ رموز اس آیت کے ہیں -

گادول عبرانی میں بدون الف ہوتا ہے - اس آیت کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے کہ ہم نے خلافت اس کو دی اور عظمت اور جبروت بہت زیادہ بارہ امام اس سے پیدا ہونگے یعنی ہم نے اس کو محمد دیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب حضرت اسماعیل تیرہ برس کے تھے اس وقت حضرت ابراہیم کو ختنہ کا حکم ہوا اور یہ بشارت ہوئی کہ سارہ کے لڑکا ہوگا جس کی نسل سے سلاطین پیدا ہونگے اس وقت حضرت ابراہیم سرسجود ہوئے اور دعا کی حضرت اسماعیل کی رسالت کے لئے کہ اس کی شریعت ہمیشہ قائم رہے وہاں سے حکم ہوا کہ رسالت تو اسحق کو ملے گی یعنی وہی صاحب کتاب و شریعت ہوگا لیکن محمد جو اس کی نسل سے ہوگا صاحب شریعت ہوگا - تیری دعائیں نے قبول کی اسماعیل کے حق میں - چنانچہ اس دعا کا ذکر سورہ بقرہ میں اس طرح ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ -

(ترجمہ) اے ہمارے مالک قائم کر ان میں (قوم میں) رسول ان میں سے کہ پڑھے ان پر تیری نشانیاں (یعنی ثابت کرے کہ ایک ہستی پاک واجب الوجود لائق پرستش ہو اور اس کی تصدیق کرے) اور سکھائے ان کو کتاب (یعنی اومہ و نواہی یعنی حکمت عملی) اور حکمت (یعنی حکمت نظری) اور ان کو پاکیزہ کرے



(یعنی بازالہ رزائل و اقامہ فضائل ان کو مہذب کرے یعنی بہ تہذیب توت نطری  
عملی ان کو کامل کرے سردار بری کو پہونچائے)۔

علامہ شہرستانی نے یہودیوں کی اس تاویل کا کہ حضرت اسمعیل نے جو دعا کی تھی  
اس سے مراد حکومت اور سرداری ہے نہ نبوت اور رسالت جیسا کہ ان کے بارہ بیٹے سردار  
ہوئے جو جواب دیا ہے اس کے مقابلہ میں علامہ عنایت رسول مرحوم کی تحقیقات کو دیکھنے  
سے واضح ہوگا کہ ان کو توریت اور صحف انبیاء پر کس قدر عبور اور زبان عبرانی میں کس پایہ  
تحر تھا! اور بلحاظ قوت استدلال آپ کے جواب پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ آپ نے  
جو الزامی جواب دیا ہے وہ بھی تحقیق کا پہلو لئے ہوئے ہے پہلے نفس مسئلہ کی تحقیق کی ہے  
اس کے بعد جو جواب دیا ہے وہ محض مسکت ہی نہیں ہے بلکہ اثبات دعویٰ کو بھی شامل ہے  
تاکہ نفس مسئلہ تشنہ تحقیق نہ رہ جائے چنانچہ علامہ تحریر فرماتے ہیں (خطبات احمدیہ  
میں بھی چھپ چکا ہے)۔

”ہر ایک نصف مزاج ان آیتوں کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے کہ ان آیتوں میں جداجدا  
تین لفظ استعمال ہوئے ہیں اول یہ کہ ”میں نے اس کو برکت دی“ دوم یہ کہ ”اسے  
بہت فضیلت دی“ سوم یہ کہ ”اس کو بڑی قوم کروں گا“ پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ  
کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ ان تینوں جداجدا لفظوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اولاد کا  
زیادہ ہونا؟“

جب کہ حضرت اسحاق بیرشیع میں پھونچے تو خدا تعالیٰ نے خواب میں ان سے  
یہ وعدہ کیا تھا کہ: میں تیرے باپ ابراہیم کا خدا ہوں تو ڈرمت میں تیرے ساتھ ہوں  
تجھ کو برکت دوں گا اور اپنے بندہ ابراہیم کے سبب تیری نسل کو بہت کروں گا؛  
(توریت کتاب اول باب ۲۴ - ۲۷)

جس مضمون کا وعدہ حضرت اسمعیل سے کیا گیا اور جو لفظ برکت کا اسمعیل کے وعدہ میں

استعمال ہوا اسی مضمون کا وعدہ اسحاق سے کیا گیا اور وہی لفظ برکت کا اسحاق کے وعدہ میں بھی بولا گیا۔ پس یہ کہنا کس قدر تعجب کی بات ہے کہ کلمہ "تھا" سے جو وعدہ تھا وہ دنیاوی تھا اور اسحاق سے جو وعدہ تھا وہ روحانی تھا۔

اس کو علامہ شہرستانی کے جواب الزامی سے مقابلہ کر کے دیکھئے تو دونوں میں فرق بین نظر آئے گا۔ اسی طرح وہ بشارت جس کو علامہ شہرستانی نے لکھا ہے اس کو علامہ غنایہ مرحوم نے بھی توریت سے نقل کر کے لکھا ہے۔

”موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۳ باب کی ۲ آیت (عربی حرفوں میں)

و یوم یرکھوا مسینای با و زارح مسعیر لا موو و هو فیع مھر باراک  
وانا مریوٹ قودش میمنوالیش داٹ لا مر۔

(ترجمہ) کہا (یعنی موسیٰ نے) اللہ سینا سے آیا اور چمکے گا سیر سے اور بہت

شدت سے متجلی ہوگا کوہ فاران سے اور آئے گا باگ لڑائی سے اس کے  
داہنے ہاتھ میں آگ ہوگی اور اس کے پاس شریعت (یا یہ کہ اس کے ہاتھ میں

کی آگ ہوگی)۔

اس کے بعد فاران کی تحقیق کی ہے جو محیر العقول ہے اور ثابت کیا ہے خود توریت ہی کی عبارتوں سے کہ فاران ملک عرب ہی کو کہتے ہیں جس کے بعد اس پیشینگوئی میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

علاوہ پیشینگوئیوں اور بشارتوں کے جہاں توریت اور قرآن پاک کی مطابقت کی ہے اس کے دیکھنے سے توریت کا منزل من اللہ ہونا اور اسی کے ساتھ قرآن پاک پر ایمان میں تقویت ہو جاتی ہے اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن پاک اور توریت ایک ہی سرچشمہ فیضان سے نازل ہوئے ہیں۔

مسلمانوں نے علم کلام کی ترتیب اور ایک مستقل فن بنادینے سے جو خدمتِ اسلام

کی ہو اور اس سے فلسفہ یونانی کی بنیاد کو کھلی کر دی بہت بڑا احسان تھا لیکن علم کلام حقیقتاً نامکمل تھا جس کی طرف علمائے مقدمین نے توجہ نہیں کی تھی بجز امام فخر الدین رازی کے لیکن ان کی حیات نے وفا نہیں کی اور یہ امر اہم رہ گیا تھا جس کی طرف صدیوں کے بعد علامہ عنایت رسول نے توجہ کی اور حقیقتاً علم کلام میں جو کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کر کے اسلام پر بہت بڑا احسان کیا۔

جس طرح اس کتاب کی تصنیف سے مصنف مرحوم نے علم کلام کی کمی کو پورا کیا اور مسلمانوں پر بلکہ اسلام پر احسان کیا اسی طرح سر شاہ محمد سلیمان چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ نے اس کو نواب سر فرمل اللہ خاں صاحب مدت فیوضہم کی سرپرستی میں دے کر اس کی طباعت کا انتظام کیا۔ نواب صاحب بہادر کا احسان مسلمانوں پر اس کتاب کی طباعت سے ہمیشہ قائم رہے گا جب تک اس کتاب سے دنیا کو نفع پہنچتا ہے گا۔ اس کتاب کے طبع میں وہی مسئلہ کتابت عبارات عبرانی اور پروف کی تصحیح کا پیش آیا ظاہر ہو کہ یہ سوال اٹھا اہم تھا کہ اب تک اس کتاب کے چھپنے میں یہی سوال لایٹھل اور بہت بڑا سد باب تھا۔

عبرانی عبارات کی طباعت کے متعلق پیشتر یہ خیال تھا کہ اس کا فوٹو لے کر عبرانی عبارت چھاپی جائے لیکن اوّل تو اس میں خسر بہت زیادہ تھا۔ دوسرے زحمت بھی بہت تھی اسی کے ساتھ کاتب صاحب نے اس امر کا یقین دلایا کہ وہ ہوہو عبرانی عبارت کی نقل کر دیں گے۔ اس لئے یہ امر آسان سمجھا گیا کہ اس کی نقل کی جائے اور فوٹو کی زحمت اور خرچ سے بے سود رہے ہو۔ اگرچہ نقل ویسی ہی نہ ہو سکی تاہم صورت موجودہ قابل اطمینان کہی جاسکتی ہو۔

مولوی حاجی محمد مقتدی خاں صاحب شروانی نے اپنی انتہائی کوشش اس امر میں صرف کی کہ کتابت عبارت عبرانی بالکل اصل کی نقل ہو۔ ظاہر ہو کہ ایک ناواقف زبان

کے لئے یہ چیز کس قدر دشوار اور دقت طلب تھی۔ لیکن مولانا محمد مقتدی خاں صاحب اور کاتب صاحب کے مساعی قابلِ صد تشکر ہیں کہ ان دونوں حضرات نے نہایت جاں فشانی سے اس مشکل کو حل کیا، اگرچہ اس میں دقت زیادہ صرف ہوا جو موجودہ حالات پر نظر کر کے ناگزیر تھا۔

پروف کی تصحیح کا کام میں نے خود انجام دیا میرے لئے تو یہ اپنا فرض تھا لیکن اس پر بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ میں کہاں تک اس میں کامیاب رہا۔ بہر حال اس کی موجودہ صورت ایک گونہ قابلِ اطمینان ہے۔

حضرت علامہ مولانا عنایت رسول علیہ الرحمہ مجھ سے فرماتے تھے کہ ”یہ کتاب قیامت میں میری بخشائش کے لئے کافی ہے“ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ کتاب جیسا کہ علامہ موصوف فرماتے تھے ان کی بخشائش کے لئے کافی ہے اور ضرور اس سے اُمید کی جاسکتی ہے اس لئے کہ اس سے بڑھ کر اسلام کی خدمت اور کیا ہو سکتی تو وہ ذات ستودہ صفات بھی اسی طرح اس اجر بخشائش کی بدرجہ اولیٰ مستحق ہے جس نے اپنے مصارف سے اس کو چھپوا کر دنیا سے اسلام کو اس کا فیض پہنچایا اور اس کی اشاعت کا سبب ہوا۔ علی اللہ اَجْوَالِہِ الْعَالَمِیْنَ۔

محمد امین عباسی چریا کوٹی

پروفیسر سربئی انٹرمیڈیٹ کالج  
ڈھاکہ

{ ۲۴ دسمبر  
۱۹۳۷ء }

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ترجمہ مصنف

مصنفِ علام کے حالات لکھنے میں جس استیعاب کا ارادہ تھا افسوس ہے کہ اس کا سامان مہیا نہ ہو سکا جس کا سب سے بڑا سبب ملازمت کی پابندیاں اور بنگال کا قیام ہے۔ جس قدر اس کے متعلق مواد مہیا ہو سکتا تھا اس کے لئے نہ تو میں کافی وقت بچا سکا اور نہ اُن جزئیات کو یک جا کرنے کا موقع مل سکا۔ اس لئے کہ جن مقامات سے وہ حاصل کئے جاسکتے تھے وہ مجھ سے بہت دُور تھے اور ملازمت کی پابندیاں ایسی نہ تھیں کہ میں آسانی سے اس خدمت کے انجام کے لئے مختلف مقامات کا سفر کرتا۔ مجبوراً جو کچھ مجھ کو خود اور میرے عزیز محترم مولانا احمد کریم عباسی کو (جو علامہ مرحوم کے علاوہ شاگردِ رشید ہونے کے ایک مدت تک حضرت علامہ مرحوم کی صحبت سے فیض یاب رہا) یاد تھے لکھ سکا۔

آپ کے حالات لکھنے میں جس استیعاب کی ضرورت ہو اس کو لکھنے کے لئے

ایک علیحدہ رسالہ کی حاجت ہے۔ اگر حیات متعارف نے وفا کی تو آئندہ اس کو پورا کیا جائے گا  
(انشاء اللہ تعالیٰ)۔

**آپ کا نسب نامہ** علامہ عنایت رسول ابن قاضی علی اکبر ابن قاضی غلام مخدوم ابن  
قاضی عبدالصمد ابن مولانا ابوالحسن ابن محمد ماہ ابن منصور ابن ملا

جلال ابن جمال الدین ابن قاضی محمد فضل ابن قاضی محی الدین نور ابن مخدوم ابوالجمال  
اسمعیل فاتح چرتیا کوٹ ابن ابوالعلاء اعز الدین ابن ابوالجمال فخر الدین ابن شیخ محمد فصیح

ابن احمد شیخ ابن صالح ابن شریف ابن زید ابن عمر ابن قاسم ابن نظام الدین ابن زین العابدین  
ابن ہاشم امیر الامراء ابن مظفر ابن جعفر ابن عبدالصمد ابن اسمعیل ابن منصور ابن عبدالملک ابن

ابوالعباس عبداللہ عرف سقاخ خلیفہ عباسی، ابن محمد ابن علی ابن عبداللہ (رض) ابن العباس  
ابن عبدالمطلب جد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب سے عدنان تک کتابوں میں مذکور ہے۔

**پتھر** نہایت فصیح البیان اور بہت بڑے خوش تقریر تھے مشکل سے مشکل مسائل فلسفہ  
اور ریاضیہ کو نہایت اچھے طریق سے حل فرماتے تھے کسی مباحثہ میں کبھی بھی

آپ کو گھبراتے نہیں دیکھا۔ میں نے خود دیکھا کہ مباحثہ میں چاہے کتنا ہی مشکل مسئلہ کیوں  
نہ ہو فریق کے ہر ایراد اور اعتراض پر بہت ہنستے اور نہایت سلجھا ہوا جواب دیتے۔

انشاء بحث میں اگر آپ کو خود کسی مسئلہ میں اشتباہ واقع ہوتا تو آپ فرماتے کہ ابھی ٹھہراؤ  
میں اس پر غور کروں تو اس کا جواب دوں گا۔ اس کے بعد اس کو حل فرماتے۔ مجھے

یاد نہیں ہے کہ آپ نے کبھی کسی کو الزامی جواب سے خاموش کیا ہو، بلکہ ہمیشہ تحقیقی پہلو  
اختیار فرماتے اور فرماتے کہ الزامی جواب عدم تحقیق کی دلیل ہے۔

خدا نے خلق و مروت، حسن سیرت اور زیبائی صورت و دونوں بوجہ اتم آپ کو  
بخشی تھیں۔ کتاب بشری آپ کے تجر و زور تحقیق کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔ یوں تو

عبرانی زبان جانتے والے اب اکثر افراد نظر آتے ہیں لیکن یہ مرتبہ تحقیق کسی کو بھی

میسر نہ ہوا اور نہ ہے۔ آپ مجھ سے اکثر فرماتے کہ: ”مسلمانوں کی سر و مہری کا یہ عالم ہے کہ مجھ سے اس فن کو سیکھتے نہیں میرے بعد اس فن کا خاتمہ ہو جائے گا۔“  
 آپ کی طبیعت نہایت جدت پسند واقع ہوئی تھی۔ آپ اکثر پیچیدہ مسائل میں ایسی بات پیدا کرتے تھے جو نہایت خوش آئند ہوتی۔ اسی کے ساتھ کبھی کبھی اعتراضات کے جواب میں ظرافت سے بھی کام لیا کرتے تھے۔

آپ زبان عبرانی کے بہت بڑے ماہر اور حلیل القدر فاضل تھے، اور زبان کلدی و فارسی کی قدیم زبان جس میں ژند اور استا کی قدیم کتابیں ہیں اس سے بھی باخبر تھے اور اس کے قدیم حروف ہجا کو بھی اپنی کتاب قواعد فارسی میں ذکر کیا ہے۔  
 انگریزی اور سنسکرت زبانوں سے بھی بقدر ضرورت واقف تھے۔ چنانچہ میں نے خود دیکھا کہ آپ سے چڑیا کوٹ کے ایک فاضل سنسکرت سے اکثر مباحثے ہوا کرتے تھے۔  
 ولادت اور آپ کی ولادت کی صحیح تاریخ نہیں معلوم۔ مگر ۱۲۴۲ھ میں قصبہ چڑیا کوٹ کے ابتدائی زمانہ | یہ فخر حاصل ہوا کہ علامہ عنایت رسول جسیا آفتاب علم و فضل اس کی آغوش سے پیدا ہوا۔ صغریٰ ہی میں صرف و نحو کے ابتدائی رسائل اپنے والد بزرگوار قاضی علی اکبر المتوفی ۱۲۸۵ھ سے پڑھے۔ جب کافیہ ابن حاجب تک پہنچے تو اپنے پھوپھا حضرت مولانا احمد علی ابن مولوی غلام حسین عباسی چڑیا کوٹی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر ان کے دامن استفادہ سے لپٹ گئے۔

مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ نے بہ سبب قرابت قریبہ اور نیز شہ گورد کی جودت و ذکاوت دیکھ کر ان کو شفقت کی نگاہ سے دیکھا اور آخر ان کے شوق نے استاد کو بحیثیت ایک شفیق کے ان کی طرف متوجہ کر دیا۔ مولانا موصوف آپ کی تعلیم میں بجان و دل کوشش فرماتے اور ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جیب علوم ہندسہ، حساب، منطق، فلسفہ، مناظرہ، ہیئت، کلام، علم الکرمہ، فقہ، علوم ریاضیہ وغیرہ کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو

علم حدیث کا شوق ہوا اور ریاست محمد آباد ٹونک پہنچ کر مولانا حیدر علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولوی احمد مکرّم عباسی ابن مولانا ابوالجلال محمد اعظم عباسی مرحوم ابن مولانا نجم الدین عباسی چریا کوٹی مرحوم جو حضرت مولانا مرحوم کے شاگرد اور فیض صحبت سے مستفیض تھے لکھتے ہیں کہ ”حضرت اُستاد فی علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ سبیل مذکورہ مجھ سے فرمایا تھا کہ ”علم الاشتقاق یا حکمت کی کوئی شاخ (مجھ کو خوب یاد نہیں) مولانا فضل رسول بدایونی کی خدمت مبارک میں حاصل کی تھی۔ مولانا ممدوح کی سوانح عمری (ترجمہ) میں ایک مطبوع کتاب میں نے کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں دیکھی تھی۔ اس میں تو اس امر کی صراحت ہو اور حضرت اُستاد فیؒ اور دوسرے علمائے چریا کوٹ کی بڑی تعریف اور توصیف لکھی ہے۔ مولانا حیدر علیؒ نے حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالغزیز صاحب محدث دہلویؒ سے حاصل کی تھی اور ریاست ٹونک میں مطب کرتے تھے اور درس بھی دیتے۔ اس طرح علامہ عنایت رسول عباسی کو بیاب واسطہ حضرت شاہ عبدالغزیز صاحب محدث دہلویؒ تک حدیث کی سند کا سلسلہ پہنچتا ہے۔“

آپ نے ایک زمانہ تک تحصیل فن حدیث میں اشتغال رکھا۔ اس فن کے تکمیل بعد وطن میں مراجعت فرمائی اور مسائل علم حدیث اور اصول حدیث و اسما و رجال کی تحقیق میں مشغول رہے۔ اس کے بعد آپ کو زبان عبرانی کی تحصیل کا ذوق پیدا ہوا۔ اس شوق کی سراسیمکی میں پھر اپنے وطن کو دوبارہ خیر باد کہنے کی ٹھان لی اور کلکتہ کا سفر اختیار کیا۔ اب تک ریل جاری نہیں ہوئی تھی کلکتہ کا سفر نہایت دشوار تھا۔ لیکن ان مصائب نے آپ کے پائے طلب میں لغزش پیدا نہ کی اور کلکتہ روانہ ہو گئے۔

میرے والد ماجد مرحوم فرماتے تھے کہ آپ کے والد قاضی علی اکبرؒ اس زمانہ میں غازی پور میں وکالت کا شغل رکھتے اور اپنے معاصرین و کلامیں سب سے زیادہ سربراہ و ردہ تھے اور آپ کی آمدنی بہت وافر تھی۔ حکام وقت بھی آپ کی بہت عزت



کرتے تھے۔ قاضی علی اکبر مرحوم نے آپ کے سفر کا سامان درست کیا اور ایک کشتی کلکتہ کے لئے گرایہ کی گئی اور براہ دریاے گنگ کلکتہ ۱۲۶۵ء میں پھونچے۔ فوجداری بالا خانہ کے قریب قیام فرمایا۔ وہاں یہ وقت پیش آئی کہ کوئی یہودی زبان عبرانی آپ کو سکھانے کے لئے مستعد نہیں ہوتا تھا۔ مجبوراً آپ نے ایک نصرانی کی طرف رجوع کیا۔ اُس نے عذر کیا کہ میں زبان اُردو سے پوری طرح واقف نہیں ہوں، اس لئے آپ اتنی انگریزی سیکھ لیجئے کہ میں اس کی وساطت سے آپ کو عبرانی کی تعلیم دے سکوں چنانچہ آپ کے شوق نے اس منزل کو بھی طے کیا اور آپ نے تھوڑے ہی دنوں میں اتنی انگریزی سیکھ لی کہ جو معلم اور متعلم کے درمیان مشترک ہو سکے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے زبان یونانی بھی سیکھی، اس وجہ سے کہ انجیل مقدس یونانی زبان میں ہے۔ لیکن چونکہ آپ کو ابھی اس منزل تک پھونچنے میں کچھ اور مصائب بھی جھیلنے باقی تھے نصرانی نے خلاف معاہدگی کی اور آپ کو زبان عبرانی سکھانے سے انکار کر دیا اس وقت سخت مصائب کا مقابلہ ہوا اور مختلف یہودیوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑے آخر میں ایک حاخام مستعد ہوا اور اس نے آپ کو عبرانی کی تعلیم دی اور انگریزی کی تحصیل کے بعد تین سال تک زبان عبرانی کا درس جاری رکھا اور اسی اثنا میں آپ نے زبان کلدی کی بھی تکمیل کی اور غالباً ۱۲۷۷ء میں وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہود بڑے متعصب ہوتے ہیں، غیر یہود کو زبان عبرانی سکھانا معصیت جانتے ہیں اس لئے کچھ دنوں تک یہودیوں کی وضع اختیار کرنی پڑی۔ غازی پور میں ایک یہودی خاندان آباد تھا، اس نے بھی بہت مدد کی اور اس سبھوں نے کلکتہ میں اپنے عزیزوں کو سفارتی خطوط لکھے، جس سے مشکل آسان ہوئی۔ آپ نے واپسی میں بذریعہ ریل سفر کیا۔ اُس وقت ایٹانڈیا ریلوے جاری ہو چکی تھی۔ آپ براہ راست کلکتہ سے غازی پور تشریف لائے۔

ظاہر ہے قدرت نے اس شرف کو آپ کی ذات سے مخصوص کر رکھا تھا اور اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہی اور جس تحقیق اور موشگافیوں سے کام لیا گیا ہے اس کا نظیر اب تک نظر نہیں آیا۔ یوں تو بعض علماء متقدمین نے زبان عبرانی میں کمال حاصل کیا تھا جیسے علامہ ابن رشد اندلسی نے بھی زبان عبرانی میں مہارت حاصل کی اور ان کی ایک تصنیف میں نے دیکھی ہے جو زبان عبرانی میں ہے۔ لیکن اس موضوع پر نہیں ہے اور نہ کتب سماویہ سابقہ سے اس میں کوئی بحث ہے بلکہ فلسفہ میں وہ تصنیف ہے۔

جس زمانہ میں حضرت مولانا مرحوم کا قیام غازی پور میں اپنے والد ماجد قاضی علی اکبر مرحوم کے پاس تھا اس زمانہ میں نجم المند سرسید احمد خاں مرحوم صدر الصدور تھے اور قاضی علی اکبر مرحوم سرسید مرحوم کی اجلاس میں وکالت کرتے تھے۔ آپ کے فضل و کمال کا شہرہ سرسید کے کانوں تک پہنچا تو آپ کی ملاقات کے بے حد مشتاق ہوئے۔ چونکہ سرسید مرحوم کو بھی زبان عبرانی سے بہت ولہ تھا اور علی اور فنی تحقیقات کے دل دادہ تھے اس لئے آپ سے ملنے کی خاص کوشش دل میں پیدا ہوئی اور جب تک سرسید کا قیام غازی پور میں رہا مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم سے برابر عبرانی اور دیگر فنون میں استفادہ کرتے رہے۔

اُستادی والدی مرحوم مجھ سے فرماتے تھے کہ ایک بار اسی زمانہ میں ایک یورپین جج غازی پور میں آیا تھا جو زبان عبرانی سے واقف تھا اور اس زبان سے اس کو بہت شوق تھا۔ حضرت مولانا کی عبرانی دانی اور اس کے کمال کو سن کر آپ سے ملنے کا بہت مشتاق ہوا اور بارہا اس نے آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ اس سے نہ ملے، جس کا اس کو بہت رنج ہوا اور آپ کا سخت مخالف ہو گیا جس سے آپ کو کچھ دنوں کے لئے غازی پور چھوڑنا پڑا۔

مولانا علیہ الرحمۃ نے زمانہ طالب علمی ختم ہونے کے بعد کچھ بھی سفر نہیں کیا بجز

ایک بار کے جس کا ذکر ہو چکا اور تمام عمر اپنے وطن یعنی چرتیا کوٹ میں ہی رہ کر تصنیف و تالیف میں زندگی بسر کر دی۔ آپ نے اپنی صاحبزادی مرحومہ کو اکثر علوم عربیہ کی تعلیم دی تھی۔ ان کے ساتھ آپ کو اتنی محبت تھی کہ ان کے انتقال کے بعد شدت الم و کزن سے آپ ۱۳۱۹ھ ہجری میں مبتلائے اسہال کبدی ہوئے بالآخر غرہ شوال ۱۳۲۰ھ ہجری میں شب جمعہ کو بوقت عشا انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ دوسرے روز بعد نماز جمعہ کثیر التعداد مسلمانوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور سپرد خاک کئے گئے۔

**وضع، اخلاق، عادات** | مولنا علیہ الرحمۃ کی عام روش حکیمانہ تھی۔ آپ بہت سادہ وضع میں رہتے۔ سادے کپڑے پہنتے، بلبل کی بڑی آستینوں کا ڈھیلا اور لمبا کرتہ جس کا چاک بصورت لاسانے ہوتا ہے

بنکر نیتی ہر گز نہی افتند مغرو راں  
اگرچہ صورت مقراض لا دار دگر بیا نہا

بڑی مہری کا پا جامہ، سر پر کنوٹ اور پاؤں میں چوڑے نیچے کا دہلی وال جوتا، جاڑوں میں کنوٹ روئی دار ہوتا اور کرتے کے اوپر روئی دار انگرکھے کا اضافہ ہو جاتا، چلتے وقت ہمیشہ عصا ہاتھ میں ہوتا تھا۔

آپ جب زبان عبرانی سے فارغ التحصیل ہو کر وطن واپس تشریف لائے اس وقت یہودیوں کے وضع کی ترکی ٹوپی پہنتے تھے۔ آپ نے مجھ سے بسبیل تذکرہ فرمایا کہ جب میں غازی پور میں سرسید سے ملا تو سرسید نے ترکی ٹوپی بہت پسند کی اور خود بھی اس کا استعمال شروع کیا اور آخر میں مدرسۃ العلوم کے طلبہ کی یہی وضع قرار پائی تو ترکی ٹوپی عام ہو گئی تو میں نے ترکی ٹوپی کا استعمال چھوڑ دیا اور کنوٹ اختیار کیا۔

قد متوسط اور تیر کی طرح سیدھا، گندمی رنگ، چہرہ روشن اور کسی قدر لمبا

لئے ہوئے گول، پشانی بلند، آنکھیں بڑی اور کشادہ، ناک اونچی اور جڑ کی طرف زرا جھکی ہوئی، لب پتلے اور سرخ، رخسارے پر گوشت، ڈاڑھی لمبی۔ چالیس برس کی عمر سے دانت گرنے لگے اور بیشتر گر گئے اور بال قطعاً سپید ہو چکے تھے۔ سر کے بال بڑے بڑے جو عموماً کان کی کوتھک پہنچتے تھے۔

**مذہب و عقائد** | مولانا عقائد اشعریہ کے پیرو تھے۔ فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مزاج اور معتقد تھے۔

**تلامذہ** | مولانا علیہ الرحمۃ فطرۃً نخیف الجثۃ اور نازک طبع واقع ہوئے تھے، اس لئے طلبہ کے ہجوم کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ بہت کم ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جتنے شاگرد آپ کے تھے ان میں سے ہر ایک فرد اپنے فن میں ماہر تھا۔ مثلاً اُستاد الوقت مولانا محمد فاروق عباسی چربیا کوٹی مرحوم کو (جو مولانا علیہ الرحمۃ کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے) پیش کیا جاسکتا ہے۔

**طرز تعلیم** | آپ کا طریقہ تعلیم موجودہ زمانہ کے طریق تعلیم سے بالکل جداگانہ تھا۔ آپ تعلیم کا طریق حکما کے طرق کے متبع تھے۔ پہلے آپ سبق زیر درس کو خود تیار کرتے اور اس کے متعلق جتنے امور ضروری ہوتے ان کو ذہن میں محفوظ کرتے۔ درس میں ان سب کو متعلم کو سمجھاتے اور لکھا دیتے۔ چنانچہ اس طرح کسی فن کی ایک کتاب ختم ہونے کے بعد طالب العلم کو اس فن پر کافی عبور ہو جاتا۔ یہی سبب تھا کہ آپ ایک سبق سے زیادہ کے متحمل نہیں ہوتے تھے۔ یہ ممکن ہوتا کہ ایک ہی سبق میں ایک سے زیادہ طلبہ شریک ہوں۔ اس صورت میں روزانہ اسباق بالالتزام نہیں ہوتے تھے۔ آپ طالب العلم ہمیشہ ہدایت فرماتے کہ جو مضامین لکھائے گئے ہیں ان کو اس فن کی کتاب میں مطالعہ کرو اور ان کو ذہن میں محفوظ کر لو۔ آپ سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے شائق اور جفاکش ہونا ضروری تھا۔

حضرت علامہ مرحوم معمولاً سبق شروع ہونے سے پیشتر نہایت دل خوش کن باتیں کرتے اور سبق کے متعلق کچھ گفتگو فرماتے اس لئے کہ طالب علم کی توجہ دوسری طرف سے ہٹ کر یکسو ہو جائے اور قبول و اخذ کے لئے مستعد ہو جائے۔

آج کل موجودہ زمانہ میں انگریزی اسکولوں میں اس امر پر بہت زور دیا جا رہا ہے کہ تعلیم لڑکوں کو بار نہ ہو اور ان کا خیال سبق کی طرف متوجہ ہو جائے جس پر علامہ مرحوم بہت پہلے اس حکیمانہ اصول کے کاربند تھے۔ اکثر اثنائے سبق میں لطافت کی باتیں بھی فرماتے اس لئے کہ تسلسل کار سے دماغ کو تفریح ہو جائے اور ذہن کند نہ ہو۔ لیکن میرے والد ماجد اوقات فراغ میں مثلاً شب کو سوتے وقت طالب العلم کو نکات و رموز فن کی تعلیم دیتے۔

**تصانیف** | بشریٰ یہ کتاب آپ کی انیر تصنیف ہے۔ اس کے متعلق آپ فرماتے کہ میری بخشش کے لئے یہ کتاب کافی ہے (۲) مقولات عضدیہ۔ اقلیدس

تین جلدوں میں اور ہر جلد میں چھ مقالے۔ یہ التزام آپ نے اس کتاب میں فرمایا ہے کہ ہر شکل اقلیدس کے علاوہ حکیم اقلیدس کے ثبوت کے دو تین ثبوت اور بھی اس مختلف دیئے ہیں اور ہر مقالہ کی ابتدا میں اس کے متعلق تحقیق پیش کی ہے (غیر مطبوع)

(۳) کتاب الصلوٰۃ۔ اس کتاب میں یہ تحقیق کی گئی ہے کہ نماز پہلے کب فرض ہوئی اور اس کی کیا صورتیں مختلف ادوار میں رہیں اور اس کی مکمل تاریخ (غیر مطبوع تشنہ طبع)

(۴) اعجاز القرآن۔ قرآن پاک کا دیگر کتب سماویہ سے مقابلہ اور اس کے اعجاز کے حجب اور مخالفین کا جواب اور حقیقت اعجاز پر ایک مبسوط تقریر جس کا کچھ حصہ اخبار الوقت گو رکھپور

میں بھی چھپا تھا۔ (غیر مطبوع تشنہ طبع) (۵) کتاب الرضا عت۔ اس کتاب میں رضا عت کے متعلق بحث ہے (غیر مطبوع) (۶) رسالہ نیچر۔ اس رسالہ میں نیچر کی تحقیق اور

بحث ہے۔ (غیر مطبوع) (۷) الملاہی۔ اس کتاب میں باجے کے حلت و حرمت کی تحقیق اور بحث ہے (غیر مطبوع) (۸) شہادت نامہ حضرت امام حسینؑ۔ اس کتاب میں شہادت

کی عقلی بحث اور تحقیق ہے اور خوارج کے ان اعتراضات کا جواب ہر جو یہ گروہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت پر کرتے ہیں۔ اسی ذیل میں کوفہ کی تاریخ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کوفہ ہمیشہ فسادات کا مرکز رہا ہے اور یہاں کے لوگ قدیم الایام سے بے وفا اور ناقابل اعتبار رہے۔ اس ذکر میں ابن سبا یہودی کی سوانح عمری تواریخ یہود سے اس کا ثبوت یہ کتاب اپنے موضوع میں تمام شہادت ناموں سے جو مختلف ادوار میں لکھے گئے نادر ہے (غیر مطبوع تشنہ طبع) (۹) کتاب الحساب - علم ارشماطیعی (ارتھمیٹک) پر لکھی گئی ہے جس میں ہر اعمال حسابیہ کا ثبوت اقلیدس کے ساتویں آٹھویں نویں دسویں مقالہ سے دیا گیا ہے (غیر مطبوع) (۱۰) جبر و مقابلہ - اس میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے آٹھ مساوات کا اضافہ کر کے چودہ مساوات کئے ہیں (غیر مطبوع تشنہ طبع) (۱۱) نور الانظار فی علم الابصار - علم میں لکھا گیا جس میں اس علم کے اشکال سے بحث اور اس کی تحقیق ہر (غیر مطبوع تشنہ طبع) (۱۲) فصول عضدیہ - فن صرف میں اور اسی کے ساتھ علم قرأتہ میں رسالہ ہر (غیر مطبوع) (۱۳) میزان الکافی - علم الصرف میں مختصر رسالہ (غیر مطبوع) (۱۴) بدایۃ الصرف - قواعد فارسی میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے اس میں فارسی کا قدیم رسم خط جو بائیں طرف سے لکھا جاتا ہے جس زبان میں زند اور آستا کی قدیم کتابیں ہیں جواب بالکل مفقود ہو وہ بھی مذکور ہے اور اس کے کچھ قواعد بھی ہیں اور اس کے حروف ہجا بھی لکھے گئے ہیں اور کلدی حروف تہجی کی بھی تعلیم ہے جو اس وقت یورپ کے سوا اور کہیں بھی اس کا وجود نہیں (غیر مطبوع) (۱۵) زبان عبرانی کے قواعد - جس میں زبان عبرانی کی صرف و نحو لکھی گئی ہے۔ یہ سب کتابیں زبان اردو ہی میں ہیں (غیر مطبوع تشنہ طبع)۔

مصنوعین متفرقہ | حضرت علامہ کے ملفوظات بہت ہیں جن میں سے بیشتر تہذیب الاخلاق میں چھپ چکے ہیں اس کے علاوہ اخبار الوقت جو ایک زمانہ میں نور کھنور سے شائع ہوتا اور اخبار لبس ل جو اعظم گڑھ سے شائع ہوتا تھا اور سالہ زمانہ

میں جو کان پور سے اب بھی شائع ہوتا ہی اور بعض دوسرے اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ جہاں تک یادداشت کے اندر محفوظ تھے ان کو لکھا جاتا ہے:-

- (۱) ایوم فی التورات - توریت میں لفظ یوم کس معنی میں آیا ہے (۲) معاودت کے نقطہ نظر سے (۳) قوم نوح - (۴) طوفان نوح کے قصہ پر جو نظم کالڈیا کی انیٹوں پر کندہ ہے مورخانہ ریمارک - یہ مضمون تہذیب الاخلاق میں چھپ چکا ہے - (۵) جدول سنین طوفانی - از کتاب مقدس لماخیم یعنی سلاطین (تہذیب الاخلاق میں چھپ چکا ہے)
- (۶) نقشہ سنین مہبوطی بمطابقت سنین طوفانی (العلم میں چھپ چکا ہے) (۷) حضرت ابراہیم اور ان کا آگ میں ڈالا جانا (تہذیب الاخلاق میں چھپ چکا ہے)
- (۸) دابة الارض - سرسید کو اس سے انکار تھا۔ ان کا جواب بھی اسی مضمون میں دیا گیا ہے (اخبار البرل اعظم گڑھ میں چھپ گیا ہے) (۹) النور - علم مناظر کے متعلق ایک مبسوط مضمون ہے جو زمانہ کان پور میں چھپ چکا ہے - (۱۰) پردہ نسواں پر ایک مضمون معلم نسواں حیدرآباد میں اور اس کے بعد (۱۱) مولوی محب حسین کے جواب میں ایک نہایت بسیط مضمون زمانہ کان پور میں شائع ہوا - (۱۲) تعریب - جزیہ پر ایک مضمون (غیر مطبوع) (۱۳) ایک رسالہ اس مضمون پر کہ مفقود البحر کی بی بی کا نکاح جائز نہیں (غیر مطبوع)
- (۱۴) مولوی عبداللہ خاں مرحوم ساکن حیدرآباد نے مولوی شبلی صاحب مرحوم اور دوسرے علماء سے یہ سوال کیا تھا کہ حضرت موسیٰ کو ان کی مائے جب صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالا تو آل فرعون نے اس صندوق کو کہاں پایا؟ آپ نے اس کا تفصیلی جواب مسکن دیا کہ وہ مقام عین الشمس کے قریب ہے۔ اس میں زیادہ تر توریت سے حوالے دیئے گئے ہیں اور اسی سے بحث ہے۔ (غیر مطبوع) (۱۵) قوم عرقی کی تاریخ یک ممتاز عرقی نے یہ رسالہ حضرت مولانا سے لکھوایا تھا (غیر مطبوع) (۱۶) تقدیر اس سلسلہ مختلف فیہا پر محققانہ بحث (غیر مطبوع) (۱۷) جواب ابن رشد - علامہ قاضی

ابن رشدؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہو سکتی اس کا مدلل جواب اور معجزہ اور نبوت کی تحقیق۔ اس مضمون کا ایک حصہ رسالہ العلم میں چھپ چکا ہے اگرچہ نامکمل چھپا ہے۔ (۱۸) مولانا نجم الدین عباسی چریا کوٹیؒ جو حضرت علامہ کے حقیقی بیوی زاد بڑے بھائی اور ہم سبق تھے۔ شہر بنارس میں مقیم تھے۔ اس زمانہ میں ایک فاضل شپ آگیا تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ توریت و انجیل میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی خبر یا پیشینگوئی نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر شپ اور مولانا نجم الدین مرحوم کے درمیان دل چسپ مناظرہ ہوا۔ اگرچہ شپ مذکور کو سپر ڈال دینی پڑی لیکن مولانا ممدوح کو بوجہ زبان عبرانی سے ناواقفیت کے اپنے جواب پر خود اطمینان نہ تھا، بنارس سے ہی علامہ ممدوح کو اس مناظرہ سے مطلع کیا اور پوچھا کہ یہ پیشین گوئی کس طرح ہے جو کچھ ہوا وہ جس طرح ثابت ہوتا ہو مضمون کی صورت میں لکھنا چاہیے۔ اس کے جواب میں حضرت علامہ ممدوح نے ایک طویل و مبسوط مضمون تحریر فرمایا اور اسی زمانہ میں یہ سوال جواب تہذیب الاخلاق میں چھپ گیا ہے

لذی بود حکایت دراز تر گفتم

محمد امین عباسی چریا کوٹی (مولوی فاضل)  
 پروفیسر عربی ڈھاکہ

۴ دسمبر ۱۹۳۷ء



## بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا وَآيَدَهُ بِالْأَنْزِيلِ تَهَارًا وَالصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي وَجَدْتُهُ مَكْتُوبًا فِي التَّوْرَةِ وَمَذْكُورًا  
فِي الْأِنْجِيلِ سِرًّا وَجَهَارًا وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ جَعَلُوا كَيْدَ الْكَافِرَةِ  
وَالشَّيَاطِينِ فِي تَقْلِيلٍ وَصَارُوا بِاِقْتِفَاءِ لَامِطَارِ الْهُدَى وَسَيَايِبِ  
الْقُدْسِ مِنْ سَحَابِهَا مَرَّزِلَ سَمَاءٍ مِيدَ رَا سُلْطَ

بعد اس کے بندہ عنایت رسول پر یا کوئی عباسی کہتا ہے کہ بعد فراغ تحصیل علوم  
جس قدر مقدور و مقدر تھا علمائے مسیحی کے مناظرہ میں صحف انبیاء علیہم السلام کے اسرار  
کی دریافت کا شوق پیدا ہوا اس لئے علمائے یہود کی خدمت میں زبان عبرانی سیکھ کے  
ان کے وفاتر کو جہاں تک ممکن تھا بیہشتت تمام جانچا اور ایک عالم مسیحی باشندہ یونان بیت  
ملا تو اس سے زبان یونانی کی تلمذ کا اتفاق ہوا۔ بعد ازیں والد بزرگوار کی اطاعت سے

خانہ نشین ہوا اور نظم و نسق جاگیرات میں جو سرکار انگلشیہ سے عطا ہوئیں مصروف رہا۔ لیکن یہ فکر ہمیشہ رہی کہ اُس کان کنہ سے جو ہر نفسیہ نکال کے قدر شناسوں کے سامنے رکھ دو مگر اس مطلب کے اتمام کے لئے کسی رئیس کا سہارا درکار تھا وہ اب تک میسر نہ ہوا۔ اس لئے وہ بات دل ہی میں رہ گئی۔ لیکن جب اگست ۱۸۷۷ء میں منشی محمد اکرام صاحب وکیل عدالت دیوانی ضلع اعظم گڑھ کے پاس ملے گیا تو وہاں حمایت الاسلام جسے مسٹر گاڈ فری گنس صاحب نے بنایا ہے اور ہمارے مہربان سید احمد خاں صاحب نے انگریزی زبان سے ترجمہ کر کر چھاپا ہے رکھی ہوئی تھی۔ منشی صاحب نے فرمایا کہ اس کا وہ مقام جہاں فارقیطہ کی تحقیق کی گئی ہے خوب سمجھ میں نہیں آتا تم اُس کو صاف خلاصہ کر کے لکھ دو۔ لہذا میں اس لفظ و اس مشین گوئی میں بحث کرتا ہوں۔ اولاً مجھ کو کلام مسٹر گاڈ فری گنس صاحب کا لکھنا ضرور ہے۔ لہذا میں شروع کرتا ہوں و باللہ التوفیق۔

وہ یہ ہے کہ ایک روایت مشہور ہے اور انجیلی تواریخوں میں مکتوب اور مذکور کہ عیسیٰ نے اپنی رفیع سے بیشتر اپنے مریدوں سے فرمایا کہ ہم تمہارے پاس ایک شخص کو کسی نہ کسی حیثیت میں بھیجیں گے جس کو ہماری انجیل کے یونانی مترجم نے بری کلیطاس لکھا ہے جس کا ترجمہ تشفی دہندہ ہے۔ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ وہ شخص موعود محمد تھے۔ برخلاف اُس کے جو رومی پادری اور پرنسٹن کہتے ہیں کہ مراد اُس موعود سے بارہ زبانہ آتشیں ہیں جسے ہر قسم کی زبان بولنے کی طاقت عطا ہوئی تھی۔ یہ قول قابل قبول نہیں کیونکہ وعدہ تو ایک تشفی دہندہ کا تھا پھر یہ کہنا کہ ظہور بارہ زبانہ آتشیں وہی شخص موعود ہی فضول ہے۔ سو اس کے حواریوں کے قوانین اور خود عیسائیوں کی کتاب سے کسی طرح پایا نہیں جاتا کہ روح القدس کا حواریوں میں آجانا تشفی دہندہ کا آنا ہوا اگر ایسا ہوتا تو ضرور

اُن کی کتاب میں مذکور ہوتا۔ صرف زبان سے ایسے دعوے کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔  
 علاوہ اس کے یہ فیض جس لئے انھیں سب زبان بولنے کی طاقت ہوئی حضرت مسیحؑ کے  
 سامنے ہی عطا ہوا۔ کیونکہ یوحنا کے بیسویں باب کے بائیسویں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ  
 خود عیسیٰ نے اپنی حالت سے پیشتر یہ فیض اُن کو عطا کیا۔ یعنی مٹی کا سٹ کی ضیافت یا  
 ایک زمانہ آتش نے ہر ایک حواری پر طاری ہو کر اُسی لمحہ اُن کو سب زبانیں بولنے کی  
 طاقت بخشی اور اُس شخص موعود کی نسبت وعدہ یہ تھا کہ بعد مسیح کے ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ  
 وہ فیض چند روزہ تھا پھر لے لیا گیا تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ بناوٹ وحیلہ ہے جس کا  
 بیان اصل انجیل میں نہیں خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے جو فرمایا تھا کہ میرے بعد فارقلیطہ  
 آئے گا اُس فارقلیطہ کی مراد میں اب اختلاف ہے کہ اُس سے کیا مقصود ہے۔ عیسیٰ  
 یہ کہتے ہیں کہ اُس سے مراد ایک حالت ہے جس سے سب زبان بولنے کی طاقت ہو جاتی  
 ہے اور اُسی حالت کا وعدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا اور مسلمان یہ کہتے ہیں اور اکثر  
 اگلے عیسائی بھی یہی کہتے ہیں کہ مراد اُس سے ایک شخص ہے یعنی حضرت مسیحؑ نے وعدہ کیا تھا  
 کہ میرے بعد ایک شخص آئے گا۔ اگلے عیسائیوں کو ایک شخص کے آنے کا انتظار تھا چنانچہ  
 دوسری صدی میں مان مینی جو اس ٹرٹولین سے پہلے ہوا ہے اُس کو اُس کے پیرو شخص  
 موعود سمجھتے تھے اور اُس کے بعد مینس کو بھی اُس کے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے یہ  
 سب ماجرا محمد کے زمانہ سے پیشتر ہوا ہے مگر اُن کے کامیاب نہ ہونے سے سمجھا جاتا ہے کہ  
 وہ شخص موعود نہ تھے۔ قول اُن عیسائیوں کا جو کہتے ہیں کہ مراد اُس سے حالت تھا  
 ہے صحیح نہیں کیونکہ فارقلیطہ کے معنی روح القدس نہیں اور یہ حالت اُن کو حضرت مسیحؑ  
 کے روبرو ہو چکی اور وعدہ فارقلیطہ کا بعد مسیح کے تھا اور مسلمان جو سچے عیسائی ہیں اور

بہت سے حقانی اگلے اور پچھلے عیسائی بھی کہتے ہیں کہ اُس سے مراد ایک شخص ہے جس کو یونانی مترجم نے بلفظ بری کلیطاس بیان کیا ہے مراد ایک شخص خاص ہے چنانچہ قبل نبوت محمد کے انتظار اُس موعود کا تھا۔ بلکہ نیٹی کاسٹ اور سنس کے پیرو نے اُسے شخص موعود خیال کیا تھا کہ بوجہ ناکامیابی کے غلط ٹھہرا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ مراد اُس سے محمد ہیں کیونکہ درحقیقت یہ لفظ بری کلیطاس جس کے معنی محمد اور احمد ہیں ترجمہ کی غلطی سے یا عمداً تحریفاً بجائے بری کلیطاس کے انجیلوں میں بری کلیطاس لکھا گیا جس کے معنی تشفی دہندہ کہتے ہیں۔ چنانچہ بارنا باس کی انجیل میں بری کلیطاس ہے جس کے معنی محمد ہیں۔ چنانچہ میل صاحب لکھتے ہیں کہ اس مشکوک صحیفہ میں مسلمانوں نے بجائے لفظ بری کلیطاس کے بری کلیطاس جس کے معنی احمد ہیں اپنے مطلب براری کے لئے بنا دیا ہے۔ علاوہ اس کے وہ نسخہ جسے سینٹ جروم نے لاطینی زبان میں ترجمہ کیا ہے بری کلیطاس تھا کہ سینٹ مذکور نے بجائے لفظ بری کلیطاس کے لفظ بری کلیطاس لکھ دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت لفظ بری کلیطاس تھا تحریف کر کے بری کلیطاس بنایا گیا۔ چنانچہ اسے چھپانے کے لئے نورانی تحریرات دستی غارت کی گئیں۔ چنانچہ تحریرات دستی کے غارت ہو جانے کا انکار نہیں ہو سکتا اور یہ بات وہ ہے جس کی نسبت جواب باصواب دنیا شکل ہے کیونکہ چھٹی صدی کے قبل کی تحریرات ایک بھی موجود نہیں۔ اگر اس کے جواب میں یہ کہیں کہ ٹرولین اور دوسرے قدیم مصنفوں کی عبارتوں سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انجیلی تواریخوں کی قرأت صحیح قدیم زمانہ میں محمد سے پیشتر اسی تھی جیسی اب ہے ان میں تحریف نہیں ہوئی مگر اس صورت میں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ان قدیم مصنفوں کی تصنیفوں میں تحریف نہیں ہوئی کیونکہ جن لوگوں نے انجیل کی تالیف

کی قدیم تحریرات دستی کو غارت کیا انھوں نے ایک صلی کو از سر نو لکھنے میں کیا تاں کیا ہوگا جس پر ایک قدیم مصنف کی تصنیف لکھی تھی اس امر کو اول درجہ کے حقائق عیسائیوں نے تسلیم کیا ہے کہ اور او مقصدوں کے لئے اُن میں تحریف ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک صورت میں تحریف کریں گے وہ دوسری میں بھی کریں گے اور چونکہ لفظ مذکور عبرانی قرار دیا گیا ہے پس اگر غلط لکھا گیا ہو تو گمان غالب یہ ہے کہ ابتدا کے عیسائی مورخوں نے جو دنیا میں سب سے بڑھ کر جھوٹے ہیں اپنے خاص مطلب کے لئے جھوٹ بولا ہوا اور یہ گمان ضعیف ہے کہ یوحنا حواری عبرانی شخص نے کوئی غلطی کی ہو کیونکہ وہ عبری اور یونانی دونوں زبانیں سمجھتا تھا اور اگر بالفرض فضیلت کی پکڑی اس کو نہ ملی ہو اور بہ ہمیں وجہ لفظ یونانی کلیطاس کو بجائے کلیوطاس کے غلطی سے کر دیا ہو تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یوحنا کی اصل متن میں تحریف ہوئی ہے خلاصہ کلام اس مقام پر یہ ہے کہ فارقلیط لفظ عبرانی کو جسے حضرت مسیح نے خود استعمال کیا جب یوحنا حواری نے یونانی زبان میں ترجمہ کیا تو اس کا ترجمہ بری کلیوطاس جس کے معنی آحمد اور ستودہ ہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اُس نے غلطی سے لفظ بری کلیطاس سے ترجمہ کیا لہذا تحریف ترجمہ میں ہوئی۔ سیل صاحب کا یہ بیان ہے کہ اصل لفظ جسے حضرت مسیح نے استعمال کیا تھا فارقلیط تھا جس کے معنی ہیں ستودہ تو اس لفظ کا ترجمہ یونانی میں بری کلیوطاس ہونا چاہئے تھا اُس کا ترجمہ بری کلیطاس غلط ہے۔ سینٹ مارس نے جس کو عیسائی صادق جانتے ہیں اس لفظ فارقلیط کو ایک مسلمان کے مباحثہ میں لفظ سریانی یا کلدی یا عربی تسلیم کیا ہے یونانی نہیں فقط۔ یہاں تک خلاصہ کلام ڈاکٹر گنٹس صاحب کا ہے جو انھوں نے در باب لفظ فارقلیط کے بحث کی ہے۔



# مقدمہ

اس مقام میں تحقیق مکہ اور اُس کے آسمان کی ضرورت یہ شہر اقلیم دوم وسط جاز میں ۶۶ درجہ طول اور ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے۔ یہ شہر بہت قدیم معلوم ہوتا ہے۔ اس شہر کے نام بہت ہیں۔ اس کی بنا آدم علیہ السلام کے وقت میں پڑی۔ اگرچہ اس کا ثبوت تاریخی نہایت مشکل ہے لیکن انبیاء کی کتاب و بیان سے اس کا پتا لگتا ہے جب باقتضائے حکمت بالغہ آدم علیہ السلام واسطے تعلیم و تربیت نفوس انسانی وجود پذیر ہوئے تو ایسے مقام میں تھے جہاں ہر قسم کے درختان خود رویہ قدرتی قائم تھے اور نہریں واسطے سیرابی کے جاری، طرح طرح کے جانور جس سے انسان نفع پاسکتا ہے موجود۔ نہ کسی کا غم نہ کسی کی تلاش جملہ کمالات جو نوع انسان کے لئے ممکن ہیں اُن کو بلا اکتساب طبعاً حاصل تھے ہر قسم کے علوم ظاہری و باطنی جو منشاء تہذیب، قوت نظری و عملی ہیں کہ اُسے عدالت کہتے ہیں بلا وسیلہ کسب و نظر و طریقہ فکر بالطبع کہ یہی کنا یہ تعلیم الہی سے ہے اُن کے دل کو روشن کئے تھے۔ اُس وقت کی چیزوں میں صرف حجر اسود باقی ہے۔ گہرا اس کی توجہ یہ کرتے ہیں کہ اصل میں مہ گہ تھا۔ کیونکہ وہاں پرستش قمر کی ہوتی تھی۔ روحانیت ماہ کو وہاں سے بڑا تعلق تھا۔ چونکہ تاثیرات قمر بوجہ قرب کے اس زمین پر زیادہ ہیں اس لئے یہ مقام ہمیشہ قبلہ اقوام رہا۔

برورایام اب کہ ہو گیا اصل اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب آدم ابو البشر اس وادی غیر ذی نریع میں آئے تو انہوں نے اپنی اولاد کو اولاً علم فلاح تعلیم کی کہ زمین کو قلبہ رانی وغیرہ تدبیرات سے مستعد جوب و ثمار بستانی کریں جس میں اغذیہ متناسبہ طبع انسانی بہم پہنچے پر چونکہ تکمیل فلاح کے لئے تقدیراً زمانہ داد و وار ضرور ہے اس لئے آپ نے تعلیم ریاضی کی بنا ڈالی پہلے حساب و ہندسہ بقدر ضرورت سکھایا پھر میت و نجوم کی طرف متوجہ ہوئے ایک لکڑی آپ نے گاڑ دی اُس کے سایہ کو روز دیکھا کرتے جب سایہ وضع اول کی طرف عود کیا تو سمجھا کہ آفتاب پہلی وضع پر ہو گیا حساب سے معلوم ہوا کہ تین سو تیسٹھ دن میں اپنی جگہ پر پہنچا تو آپ نے ۳۶۵ دن کا سال مقرر کیا پھر قمر و دیگر کو اکب کے رصد کی طرف متوجہ ہوئے اور ماہماے قمری اور ایام اسبوع متعین کیا۔ جس پہاڑ پر یہ سب کارخانہ رہتا تھا اُس کا نام آپ نے  $\text{הַר הַיִּסְטָר}$   $\text{הַר הַיִּסְטָר}$   $\text{הַר הַיִּסְטָר}$  یعنی جبل القمر رکھا۔ اس پر اتفاق ہے کہ حضرت آدم جبل القمر پر رہتے تھے لیکن وہ پہاڑ کہاں تھا تو قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکہ کی پہاڑوں میں تھا قریب قریب اس کے فانیطس یونانی نے تاریخ الحکما میں لکھا ہے اُسی جبل القمر کو اہل فارس مرگہ کہتے تھے جس سے اس گہر کو مکہ کی توجہ کا مضمون ہاتھ آیا۔ مکہ عربی و عبری میں ہلاکت کو کہتے ہیں۔ جب حضرت آدم جنت سے اس وادی غیر ذی نریع میں آئے اُس مقام کو مکہ کہا پھر اُس کو حرم کیا اور اُس کا نام دارالسلام رکھا کہ وہاں خونریزی قطعاً ممنوع ہے مکہ کے اسماء سے سلام بھی ہے عبرانی میں اس کا نام شالیم ہے شالیم اور سلام کے معنی ایک ہیں کیا عجب ہے کہ بعد موت قابیل کے اس کا نام مکہ ہوا ہو کہ ابتدائے موت وہیں سے ہوئی۔ پھر جب طوفان میں بنا اُس کی خراب ہو گئی تو حضرت نوحؑ نے بارِ ثانی

۵۔ اس بیان کے پہلے قدم کی تحقیق ضرور ضرور ہے  $\text{הַר הַיִּסְטָר}$   $\text{הַר הַיִּסְטָר}$   $\text{הַר הַיִּסְטָר}$  اس لفظ کے اصل معنی ہیں سامنے عربی قدام پھر یعنی جہت شرق پھر وہ حصہ عرب جو فلسطین سے پورب ہے جس میں اکثر حصہ عراق داخل ہے قدام کا ترجمہ اگر عراق کریں تو بعید نہیں۔ عراق کے حدود قداموں میں عتدا دان سے متصل تک (بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ)





اولاد سے آباد تھا واقع ہے آرام کی اولاد فرات کے غری کنارہ سے جو ملک عرب میں  
میں ہے و حلب کے شرقی کنارے تک تا علاقہ اہواز سرحد فارس و میدیہ تک خلیج فارس  
کے غری کنارہ تک آباد تھی۔ اشور کی اولاد بھی عرب میں رہتی تھی۔ بسبب مخالفت عمرو و حلب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بالحق اذ قربا قربا نافقة بل من احدهما ولم یقبل من الاخر  
قال لاقتلناك قال انما یقبل الله من المتقين۔ پڑھان پر آدم کے بیٹوں کی خیر ٹھیک ٹھیک کجا  
جڑ پایا ان دونوں نے چڑھا تو مقبول ہوا ایک کا اور دوسرے کا مقبول نہ ہوا تو ایک نے دینی قابیل نے  
جیسا تورات میں مذکور ہے کہ میں تجھے قتل کروں گا تب کہا کہ خدا متقین ہی کا قربان قبول کرتا ہے بیضاوی میں  
لکھا ہوا القربان ما یتقرب بھا الی الله من ذلیحۃ او غیرھا۔ ظاہر نصوص سے نکلتا ہے کہ دونوں  
بھائیوں نے قربان ایک ہی مقام میں رکھا ورنہ حد و بغض نہ ہوتا جو نشانہ قتل ہوا۔ بیضاوی میں لکھا ہے  
کہ ہابیل قتل ہوئے حرا کے کھانتے کے مابین یا بصرہ میں اس سے متنبہ ہوتا ہے کہ واقعہ ہابیل و قابیل ملک  
عرب میں ہوا تو وہیں مکن آدم کے باپ کا ہو گا چونکہ قربانی کا ناقبول ہونا علت قتل عند العقل تیس ہے  
اور نہ اس میں کچھ تصور ہابیل کا نظر آتا۔ اگرچہ حد سے ایسے فعل سرزد ہوتے ہیں تاہم بعید القیاس ہے اس  
بیضاوی میں اس کی توجیہ ہے کہ لڑکی جو قابیل کے توام تھی اس کا نکاح شعیل سے تجویز ہوا لیکن قابیل اس کے  
حسن و جمال کا فریفتہ تھا اور بوجہ توام ہونے کے اپنے کو احق سمجھتا تھا اس نزاع کا تصفیہ قبول قربانی ٹھہرا۔ پھر  
جب ہابیل کا قربان قبول ہوا تو قابیل کو کینہ و حسد سب کچھ ہوا کہ منجر بقتل ہوا یہ توجیہ قرین قیاس ہے۔ نزد نہ بن  
نشانہ و مشورہ ایک بیوی مورخ لکھتا ہے کہ ہابیل قابیل دونوں ایک میدان میں تھیں ہابیل کی بکریاں قابیل کے کھیت میں چریں  
تو اس نے ہابیل کو کہا کہ اسیرانہ میں بکری نہ چرا کر اس میں گنگوڑی تو قابیل نے ہابیل کو بل کے دوسرے سے دفعہ ماہ اولاد و اندام  
بالصواب ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی زوجہ اس کے دل میں نفقہ پیدا ہو ادا لانے و نایا۔  
ترجمہ۔ بالضرر اگر تو اچھا کرے گا تو معذور ہو اور اگر بُرا کرے گا تو دروازہ پر کار بد پڑے گا مطلب آیت  
واضح ہے کہ اچھا کام خدا تک پہنچتا ہے اور بُرا کام دروازہ پر پڑا رہتا ہے الیہ یصلعون الکلم الطیب  
اس سے نکلتا ہے کہ کوئی مکان خاص عبادت کے لئے تھا دروازہ بے مکان کے نہیں ہوتا۔ انفس یتربص فی  
ہے کہ آدم کے وقت میں کوئی معبد تھا اور نماز بھی تھی قتل آدم من ریحہ کلمات۔ لیکن ان بیانات سے نہیں  
ثابت ہوتا کہ وہ معبد جہاں حضرت آدم نماز پڑھتے تھے طواف کرتے تھے اموال زکوٰۃ جمع جوتے تھے (تعبیر برہمچہ آید)

دقیقہ ہاشیہ صفحہ گزشتہ اقرانی ہوتی تھی کہاں تھا لیکن تورات کی پہلی کتاب کے ۳ باب کی ۲۲ آیت یہ ہے کہ

אֱלֹהִים אֱלֹהֵינוּ יְהוָה יְהוָה אֱלֹהֵינוּ  
 וְיֵשׁוּעַ בְּרִי יְהוָה וְיֵשׁוּעַ בְּרִי יְהוָה  
 וְיֵשׁוּעַ בְּרִי יְהוָה וְיֵשׁוּעַ בְּרִי יְהוָה  
 וְיֵשׁוּעַ בְּרִי יְהוָה וְיֵשׁוּעַ בְּרִי יְהוָה

فات ۱۶۱۶ گارش منی کال دینا ۱۶۱۷ خلیفہ ۱۶۱۸ شکیں آباد کرنا و بسا دینا ۱۶۱۹ گن منی باغ و  
چھپا نائل عربی جس کے مجازاً حفاظت ۱۶۲۰ عدین اصل منی اس کے ہیں خوشی و شادمانی اور نام ہے  
ایک عمدہ ملک کا ایشیا میں ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ کرویم منی ملائکہ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹  
۱۶۳۰ رب تلوار ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ شمعور نجیبانی - (ترجمہ) نکال دبا خدائے آدم کو اور بسا یا حتمہ عرب  
میں خواہ عراق میں عدن کی حفاظت کے لئے - ملائکہ اور درخت حیات کی نجیبانی کے لئے حکمتی تلوار مقرر کیا  
اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت آدم ملک عرب میں رہتے تھے تو ضرور وہ مسجد ملک عرب میں ہوگی لیکن  
یہ بات نہیں نکلتی کہ وہ مسجد کمان تھی لیکن جب بائبل کا قتل حرا کے مابین بیان ہوتا ہے تو قیاس یہی ہے کہ  
مسجد جواب کعبہ ہے بنوئی حضرت آدم کی ہر سفر تہا بتار میں جو ایک معتبر تاریخ یہود ہے لکھا ہے کہ بائبل کے  
قرآن پر ایک تجلی ہوئی جس میں وہ قرآن غائب ہو گیا - اب قیاس ہوتا ہے کہ جب بائبل کے قرآن پر تجلی ہوئی  
اور وہ تھا حرا کے پاس تو حضرت آدم وغیرہ نے اس کا نام کوہ فاراں رکھا - کیوں کہ فاران کے معنی تجلی ہیں  
پھر جب اُس خط میں زبان عربی جاری ہوئی تو اس کا نام جبل النور ہوا ان بیانات سے نکلتا ہے کہ مسجد کعبہ کو  
پہلے حضرت آدم نے بنوایا - نوح جب سفینہ سے اترے تو مذبح بنایا - پیدائش باب ۸ آیت ۲۰



رشی وغیرہ تفاسیر ہیودشالیم وہی عربی سلام ہے جو نام ہے مکہ کا اور یہود کہتے ہیں کہ شالیم سے مراد اور شلیم ہے لیکن اس وقت اور شلیم میں مسجد نہ تھی لہذا وہ مقصود نہیں ہو سکتا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے جہاد میں فتح پائی تو سام بن نوح جو اس وقت میں امام تھے غشترینے کے لئے اُن کے پاس گئے اور انہوں نے دیا بھی اُسی کا ذکر اس آیت میں ہے بیانات گزشتہ سے پیدا ہو کہ مکہ اُس وقت بھی حرم تھا حضرت اسمعیل اور ہاجر کے تھے سے بھی متنبط ہوتا ہے کہ اس وقت یہ مسجد قائم تھی حضرت ابراہیم نے رفع نزاع کے واسطے ان کو سام بن نوح کے پاس جو اس وقت تک زندہ تھے مکہ روانہ کیا تھا مقصود یہ تھا کہ حضرت اسمعیل وہاں رہیں اور بعد وفات سام کے وہاں کے امام ہوں کیوں کہ ولادت حضرت اسمعیل ۲۳۸۰ ہجری میں تھی اور وفات سام بن نوح ۲۳۸۰ ہجری میں یہ ہجری کہ ۲۳۸۰ ہجری میں حضرت اسحاق پیدا ہوئے ایک روز دونوں بھائیوں میں دربار میراث کچھ گفتگو تھی حضرت اسمعیل نے کہا کہ میں بڑا ہوں حضرت سارہ کو یہ مباحثہ ناپسند ہوا اور حضرت ابراہیم سے کہا کہ اس نوڈمی اور اُس کے بیٹے کو نکالو کہ میرے بیٹے کے ساتھ میراث نہ پائے غالباً اس وقت حضرت اسحق کا سن بارہ برس کا رہا ہو گا تو لامحالہ حضرت اسمعیل کی عمر چوبیس برس کی ہو گی کیوں کہ ایسے مباحثے تمیزی سے ہوتے ہیں گو یہ بات حضرت ابراہیم کو ناپسند ہوئی پھر بنظر مال اندیشی حضرت ہاجر کو اور حضرت اسمعیل کو مکہ روانہ کیا کچھ پانی اور زاد راہ حضرت ہاجر کے کندھے پر رکھ دیا اور کچھ حضرت اسمعیل کو دیا لیکن پانی راہ میں ختم ہو گیا۔ مقام صغامرہ تک بہ ہزار قباحت پہنچے۔ حضرت اسمعیل ایسی تشنگی غالب ہوئی کہ قریب الملک تھے پھر جب اُن کی ماں کو پانی معلوم ہوا تو پیاس کی تکلیف رفع ہوئی اور اُسی جگہ سکونت اختیار کی یہ خلاصہ ہے تورات اور اس کی تفاسیر کا لیکن ہوسنی کی پہلی کتاب کے ۲۱ باب کی ۱۴ آیت سے عوام سمجھتے ہیں کہ حضرت اسمعیل اس وقت از خود چلنے لائق نہ تھے۔ آیت یہ ہے



وَنَظَرْتُ هَلْ لِحَيْسٍ أَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتُ وَأَنْتِ الْمَرْوَةُ  
وَفَعَلَتْ ذَلِكَ أَشْوَاهُكُمْ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلْتُ لَعَنِي  
الصَّبِيُّ فَذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَعُ لِلْمَوْتِ  
فَلَمْ تُفَرِّ هَا نَفْسُهَا قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْيَسُ أَحَدًا  
فَذَهَبْتُ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرْتُ فَلَمْ لِحَيْسٍ أَحَدًا حَتَّى أَقَمْتُ  
سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلْتُ فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ  
أَغِثْ إِنْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا جَبْرِئِيلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقْبِهِ هَكَذَا أَوْ غَمَرِ  
بِعَقْبِهِ عَلَى الْأَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ فَذَهَبَتْ أُمُّ إِبْرَاهِيمَ فَجَعَلَتْ  
مُخْفِرُهَا قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَعْمُ لَوْ تَرَكْتُهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا  
قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ فَيَدْرُلُبُهَا عَلَى صَبِيَّهَا تَرْجِمُهُ جَبْرًا  
اور اُن کی بی بی سارہ میں منازعت ہوئی تو نے اسمعیل اور ان کی ماں کو لے کے کہ روانہ  
ہوئے اور تھی ان کے ساتھ ایک مشک پانی کی باجر اس کا پانی پیتی تھیں تو ان کا دودھ لڑکے  
کے لئے اترتا تھا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئی اور ایک بڑے درخت کے نیچے بوجھ رکھا تو لڑکے  
ابراہیم اپنے گھر بار کی طرف تو ان کے پیچھے لگیں باجر جب مقام کد میں پہنچے باجر نے ان  
کو پیچھے سے پکار کر کہا کس کے پاس ہم کو چھوڑ جاتے ہو کہا خدا کے پاس کہا خدا پر میں  
راضی ہوں تو لوٹ آئیں پھر مشک سے پانی پیتی تھیں اور ان کا دودھ لڑکے کے لئے اترتا  
تھا یہاں تک کہ پانی ختم ہو گیا تو باجر نے کہا کہ چلیں دیکھیں شاید کوئی لے جائے پھر گئیں  
اور چڑھ گئیں صفا پر ادھر ادھر تاکا تو کوئی نظر نہ آیا پھر جب وادی میں پہنچیں تو دوڑیں  
اور سات گشت کیا پھر کہا چلیں دیکھیں لڑکے کا کیا حال ہو پھر جا کے دیکھا تو وہ بدستور  
قریب الملاک پھر جی نہ مانا اور کہا چلیں دیکھیں شاید کوئی نظر پڑے لیکن کوئی نظر نہ پڑا  
یہاں تک کہ سات گشت کیا پھر کہا چلیں لڑکے کو دیکھیں کہ ناگاہ ایک آواز سنی تو کہا مدکر

اگر تجھ سے ہو سکے تو دفعۃً جبریل پہنچے اور اپنی اٹیری زمین پر ماری اور پانی جاری ہو اور ہاجر گھبرا گئیں پھر تو ٹوٹنے لگیں کہا ابن عباس نے کہ کہا ابو العباس صلعم نے کہ اگر چھوڑ دیتی ہاجر تو پانی سطح زمین پر ہو جاتا پھر تو پانی پینے لگیں اور ان کا دودھ لڑکے کے لئے جاری ہوا۔ واضح ہو کہ یہ حدیث مرفوع نہیں یہ قول ابن عباس کا ہے اور ظاہر ہے کہ ان کے وقت کلمہ انہیں کسی سے سن کے کہا ہو گا لہذا بمقابل آیات تورات موثق نہیں ہو سکتا جو حضرت ابراہیم کی کمال سنگینی پر دلالت کرتا ہے انبیاء کی یہ شان نہیں ہو علاوہ بریں دو برس کے سن میں تو وے کے کمر چل میں پہنچائے گئے پھر حضرت ابراہیم وہاں جب آئے جب بے جوان ہوئے ان کی شادی بھی ہو گئی تھی تو ان کو حضرت ابراہیم قربانی کے لئے کب لے گئے تو یہ اس امر متعارف کے بھی خلاف ہو فتدبر و دیکھو سورہ الصافات میں جہاں بانی کا ذکر ہے یہ قول ابن عباس اس کے مخالف ہے لہذا نسبت ان کی طرف صحیح نہیں۔

قال الله تعالى اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى  
لِّلْعَالَمِينَ فِيهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مِّمَّا قَامَ اِبْرٰهِيْمُ وَهٖمُوطٌ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ  
عَلٰى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ اس آیت سے یہ بات بھی معلوم  
ہوتی ہے کہ اس مقام کا نام بکہ ہے بلکہ عبرانی زبان میں رونے کو کہتے ہیں چوں کہ حضرت آدم  
وہاں اپنے معاصی پر گریہ و زاری کرتے تھے اور وہ ان کا بیت الخرن تھا اس لئے اُس کو

۱۔ کہا اللہ تعالیٰ نے اول بیت جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہی مقصود یہ ہے کہ پہلا مسجد مکہ  
ہے اس کے پہلے کوئی معبد نہ تھا کیوں کہ معبد ہی سب کے واسطے بنتا ہے وہ کسی کی ملک نہیں ہوتا ہر شخص  
اس میں عبادت کرتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ مسجد حضرت ابراہیم سے پہلے بنی ورنہ یہ اول معبد نہ رہی۔  
کیوں کہ فرد کا بت خانہ بنار ابراہیمی سے نہیں تھا علاوہ بریں حضرت نوح کا معبد بنانا بعد از طوفان  
ثابت ہے تورات سے اس وجہ سے انکار ابن کثیر کہ یہ معبد حضرت ابراہیم سے پیشتر نہ تھا ناواقفی سے تھا



کہ کہا تیسری بار اس کی حضرت ابراہیم و اسمعیل نے کی۔ چوتھی بار ہمارے پیغمبر کے وقت میں نبی  
 سے ہوئی جب من شریف ۳۵ سال تھا اور آپ بھی شریک تھے۔ یہ مقام ہمیشہ حرم رہا قال اللہ  
 تَعَالٰی اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاَلْخُذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ  
 مَّصْبًۢیً وَّعِہْدَنَا اِلَیْ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِیَ لِلطَّٰلِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَ  
 الرُّکَّع السُّجُودِ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَاَرْزُقْ  
 اَهْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْہُمْ بِاَللّٰہِ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ کَفَرَ  
 فَاَمَتَّعْہٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرَّہٗ اِلَیْ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ وَاِذْ رَفَعَ  
 اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا اتَّخِذْ لَنَا ثَابِتًا مِّنَ الْعِلْمِ

۱۷ ترجمہ۔ خیال کرو جب کیا میں نے گھر دینی کعبہ کو تیر تھ وامن اور کیا لوگوں نے مقام ابراہیم کو دینی جواب  
 مقام ہے نہ اس وقت مسجد اور حکم دیا ہم نے ابراہیم و اسمعیل کو کہ پاک رکھو میرا گھر عبادت کے لئے (کہیں کہ طواف  
 وعلوف و درکوع و سجد و عبادت ہیں اور پاک رکھنے سے مراد یہی کہ اس میں سولے عبادت کے دوسرے کام نہ ہو اور نیز یہ  
 سے جو اصنام پرستوں نے رکھ دیا تھا اور انہیں ہمو کر جب ہا میل وہاں قتل ہوئے اور سن مرقومہ بالا میں نماز و حج فرض ہو  
 تو فائدہ وہاں حوں ریزی حرام کر دیا پھر حضرت ابراہیم و اسمعیل کو حکم ہوا کہ اس میرے گھر کو دستان سے پاک کرو اس  
 سے صاف ہو کہ مسجد کعبہ حضرت ابراہیم سے پہلے تھی۔ پھر یہ فقرہ اذیرفع ابواہیم القواعد من البیت  
 ولالت کرنا ہو کہ مسجد پہلے سے تھی حضرت ابراہیم نے اس کے قواعد کو بلند کر دیا اس کو قسطا فی بھی تسلیم کرتا ہی ہوا  
 ہم کو پیدا آتش ۳۵ و ۳۶ یاد آیا اسے لکھ دیتے ہیں حال یہ ہو کہ حضرت یعقوب کو اپنی اولاد کے نام میں جو  
 بیت المقدس سے پوربا و ترکوں نے پر ہے رہتے تھے ان کے ترکوں نے جدرع سے وہاں کے رئیس اور اس کی اولاد و  
 قوم کو قتل کر کے مال و اسباب بربوٹ لیا جس سے حضرت یعقوب کو قرب و حوار کے حملہ کا اندیشہ ہوا اور ابھی  
 حکم معلوم ہوا کہ تم بیت اللہ چلے جاؤ (مصلحت یہ تھی کہ وہاں خونریزی منع تھی اور نیز وہ مسکن تعابنی اسمعیل کا  
 جو حضرت یعقوب کی یک جدی تھی اعانت کی امید تھی) تب حضرت یعقوب نے سونے چاندی کے اسباب ایک دینت  
 کے بیچے دفن کر کے روانہ ہوئے اور ایک موضع میں جس کا نام نور تھا پہونچے اور وہاں ایک مذبح بنایا  
 اور اس کا نام بیت اللہ رکھا اس وقت سے نور بیت اللہ ہوا اس سے ظاہر ہے کہ وہ بیت اللہ جہاں جلنے کا  
 حضرت یعقوب کو حکم ہوا تھا یہ بیت اللہ تعمیر کروہ حضرت نہ تھا بلکہ کوئی دوسرا بیت اللہ تھا سولے  
 مکہ کے اس وقت تک دوسرا بیت اللہ نہ تھا۔ قسطا فی شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ دس مرتبہ کعبہ  
 بنایا گیا لیکن جس حدیث سے کہتا ہے وہ ضعیف ہی ۱۲

قوله تعالى اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ اَمِيْنًا وَاَجْنِبْنِي  
وَبَنِيَّ اَنْ نَعْبُدَ الْاَصْنَامَ اَيْضًا جَعَلَ اللهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ

## باب اول بیان میں اس خبر کے جو متعلق بائبل ہے

پہلے ہم کو یہ بحث ضرور ہے کہ فارقلیطہ کس زبان کا لفظ ہے اور کیا کیا تغیرات اس میں

۱۷ سورہ حج میں یوں وارد ہے اِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اِنَّ لَكَ شَرِيْكَ بِيْ شَيْمًا وَطَهْرًا بَقِي  
لِلنَّاسِ لَيْفَتَيْنِ وَالْقَائِمَيْنِ وَالزَّكَّحَ السَّجُودَ وَاَذْنَ النَّاسِ بِالْحَجِّ يَا تَوْكُّدَ رَجَالًا وَعَلَى اَكْلِ ضَامِرٍ  
يَا تَيْنِ مِنْ كُلِّ فُجْ حَمِيْقٌ طَلِيْشَهُدٌ وَاَمْنَفَعٌ لَهُمْ وَيَذْكُرُ وَاِسْمُ اللهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ  
عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةٍ اَلْاَنْعَامِ فَكَلَوْا مِنْهَا وَاَطَعُوا اَلْيَاكِيْنَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لِيَقْضُوْا  
تَقْضَاهُمْ وَاَلْيَوْفُوْا اِذْ وَرَهُمْ وَاَلْيَوْفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ تَرْجَمَهُ يَادُ كَرْجَبٍ اَتَا اِبْرَاهِيْمَ اَبْرَاهِيْمَ كَوْضُ  
كعبہ میں اور کہا ہم نے میرا شریک مت کرنا اور پاک رکھ میرا گھر پھیری کرنے والے اور مقیم اور نمازیوں کے لیے  
اور پکارتے لوگوں کو حج میں جب کہتے ہیں میرے پاس پیادہ و سوار مسافت بعید سے حاضر ہوں اپنے منافع میں  
اور ایام معبود میں قربانی کریں تو کھلاؤ اس میں سے اور محتاج کو کھلاؤ اور دور کریں اپنے میں اور پوری  
کریں اپنی لذتیں اور پرانے گھر کا طواف کریں۔ یہ مقام دلالت کرتا ہے کہ مسجد کعبہ حضرت ابراہیم سے پہلے تھی  
اور وہاں لوگ عبادت کے لئے آتے تھے اور کچھ لوگ وہاں اس پاس میں رہتے تھے حضرت ابراہیم کے وقت  
میں یہ حکم جدید ہوا کہ قربانی خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں جب حضرت ابراہیم سے وہ گھر بیت عتیق  
بیان ہوا تو شیعہ نہیں کہ یہ گھر حضرت ابراہیم سے پہلے تھا اس سے نکلتا ہے کہ اور معابد جدیدہ میں حج نہ کریں بلکہ  
بڑے ہی گھر میں حج قربانی کریں پیدائش بابا ایت دوسری ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ ۱۸۷۳ ۱۸۷۴ ۱۸۷۵ ۱۸۷۶ ۱۸۷۷ ۱۸۷۸ ۱۸۷۹ ۱۸۸۰ ۱۸۸۱ ۱۸۸۲ ۱۸۸۳ ۱۸۸۴ ۱۸۸۵ ۱۸۸۶ ۱۸۸۷ ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ ۱۸۹۰ ۱۸۹۱ ۱۸۹۲ ۱۸۹۳ ۱۸۹۴ ۱۸۹۵ ۱۸۹۶ ۱۸۹۷ ۱۸۹۸ ۱۸۹۹ ۱۹۰۰ ۱۹۰۱ ۱۹۰۲ ۱۹۰۳ ۱۹۰۴ ۱۹۰۵ ۱۹۰۶ ۱۹۰۷ ۱۹۰۸ ۱۹۰۹ ۱۹۱۰ ۱۹۱۱ ۱۹۱۲ ۱۹۱۳ ۱۹۱۴ ۱۹۱۵ ۱۹۱۶ ۱۹۱۷ ۱۹۱۸ ۱۹۱۹ ۱۹۲۰ ۱۹۲۱ ۱۹۲۲ ۱۹۲۳ ۱۹۲۴ ۱۹۲۵ ۱۹۲۶ ۱۹۲۷ ۱۹۲۸ ۱۹۲۹ ۱۹۳۰ ۱۹۳۱ ۱۹۳۲ ۱۹۳۳ ۱۹۳۴ ۱۹۳۵ ۱۹۳۶ ۱۹۳۷ ۱۹۳۸ ۱۹۳۹ ۱۹۴۰ ۱۹۴۱ ۱۹۴۲ ۱۹۴۳ ۱۹۴۴ ۱۹۴۵ ۱۹۴۶ ۱۹۴۷ ۱۹۴۸ ۱۹۴۹ ۱۹۵۰ ۱۹۵۱ ۱۹۵۲ ۱۹۵۳ ۱۹۵۴ ۱۹۵۵ ۱۹۵۶ ۱۹۵۷ ۱۹۵۸ ۱۹۵۹ ۱۹۶۰ ۱۹۶۱ ۱۹۶۲ ۱۹۶۳ ۱۹۶۴ ۱۹۶۵ ۱۹۶۶ ۱۹۶۷ ۱۹۶۸ ۱۹۶۹ ۱۹۷۰ ۱۹۷۱ ۱۹۷۲ ۱۹۷۳ ۱۹۷۴ ۱۹۷۵ ۱۹۷۶ ۱۹۷۷ ۱۹۷۸ ۱۹۷۹ ۱۹۸۰ ۱۹۸۱ ۱۹۸۲ ۱۹۸۳ ۱۹۸۴ ۱۹۸۵ ۱۹۸۶ ۱۹۸۷ ۱۹۸۸ ۱۹۸۹ ۱۹۹۰ ۱۹۹۱ ۱۹۹۲ ۱۹۹۳ ۱۹۹۴ ۱۹۹۵ ۱۹۹۶ ۱۹۹۷ ۱۹۹۸ ۱۹۹۹ ۲۰۰۰ ۲۰۰۱ ۲۰۰۲ ۲۰۰۳ ۲۰۰۴ ۲۰۰۵ ۲۰۰۶ ۲۰۰۷ ۲۰۰۸ ۲۰۰۹ ۲۰۱۰ ۲۰۱۱ ۲۰۱۲ ۲۰۱۳ ۲۰۱۴ ۲۰۱۵ ۲۰۱۶ ۲۰۱۷ ۲۰۱۸ ۲۰۱۹ ۲۰۲۰ ۲۰۲۱ ۲۰۲۲ ۲۰۲۳ ۲۰۲۴ ۲۰۲۵ ۲۰۲۶ ۲۰۲۷ ۲۰۲۸ ۲۰۲۹ ۲۰۳۰ ۲۰۳۱ ۲۰۳۲ ۲۰۳۳ ۲۰۳۴ ۲۰۳۵ ۲۰۳۶ ۲۰۳۷ ۲۰۳۸ ۲۰۳۹ ۲۰۴۰ ۲۰۴۱ ۲۰۴۲ ۲۰۴۳ ۲۰۴۴ ۲۰۴۵ ۲۰۴۶ ۲۰۴۷ ۲۰۴۸ ۲۰۴۹ ۲۰۵۰ ۲۰۵۱ ۲۰۵۲ ۲۰۵۳ ۲۰۵۴ ۲۰۵۵ ۲۰۵۶ ۲۰۵۷ ۲۰۵۸ ۲۰۵۹ ۲۰۶۰ ۲۰۶۱ ۲۰۶۲ ۲۰۶۳ ۲۰۶۴ ۲۰۶۵ ۲۰۶۶ ۲۰۶۷ ۲۰۶۸ ۲۰۶۹ ۲۰۷۰ ۲۰۷۱ ۲۰۷۲ ۲۰۷۳ ۲۰۷۴ ۲۰۷۵ ۲۰۷۶ ۲۰۷۷ ۲۰۷۸ ۲۰۷۹ ۲۰۸۰ ۲۰۸۱ ۲۰۸۲ ۲۰۸۳ ۲۰۸۴ ۲۰۸۵ ۲۰۸۶ ۲۰۸۷ ۲۰۸۸ ۲۰۸۹ ۲۰۹۰ ۲۰۹۱ ۲۰۹۲ ۲۰۹۳ ۲۰۹۴ ۲۰۹۵ ۲۰۹۶ ۲۰۹۷ ۲۰۹۸ ۲۰۹۹ ۲۱۰۰ ۲۱۰۱ ۲۱۰۲ ۲۱۰۳ ۲۱۰۴ ۲۱۰۵ ۲۱۰۶ ۲۱۰۷ ۲۱۰۸ ۲۱۰۹ ۲۱۱۰ ۲۱۱۱ ۲۱۱۲ ۲۱۱۳ ۲۱۱۴ ۲۱۱۵ ۲۱۱۶ ۲۱۱۷ ۲۱۱۸ ۲۱۱۹ ۲۱۲۰ ۲۱۲۱ ۲۱۲۲ ۲۱۲۳ ۲۱۲۴ ۲۱۲۵ ۲۱۲۶ ۲۱۲۷ ۲۱۲۸ ۲۱۲۹ ۲۱۳۰ ۲۱۳۱ ۲۱۳۲ ۲۱۳۳ ۲۱۳۴ ۲۱۳۵ ۲۱۳۶ ۲۱۳۷ ۲۱۳۸ ۲۱۳۹ ۲۱۴۰ ۲۱۴۱ ۲۱۴۲ ۲۱۴۳ ۲۱۴۴ ۲۱۴۵ ۲۱۴۶ ۲۱۴۷ ۲۱۴۸ ۲۱۴۹ ۲۱۵۰ ۲۱۵۱ ۲۱۵۲ ۲۱۵۳ ۲۱۵۴ ۲۱۵۵ ۲۱۵۶ ۲۱۵۷ ۲۱۵۸ ۲۱۵۹ ۲۱۶۰ ۲۱۶۱ ۲۱۶۲ ۲۱۶۳ ۲۱۶۴ ۲۱۶۵ ۲۱۶۶ ۲۱۶۷ ۲۱۶۸ ۲۱۶۹ ۲۱۷۰ ۲۱۷۱ ۲۱۷۲ ۲۱۷۳ ۲۱۷۴ ۲۱۷۵ ۲۱۷۶ ۲۱۷۷ ۲۱۷۸ ۲۱۷۹ ۲۱۸۰ ۲۱۸۱ ۲۱۸۲ ۲۱۸۳ ۲۱۸۴ ۲۱۸۵ ۲۱۸۶ ۲۱۸۷ ۲۱۸۸ ۲۱۸۹ ۲۱۹۰ ۲۱۹۱ ۲۱۹۲ ۲۱۹۳ ۲۱۹۴ ۲۱۹۵ ۲۱۹۶ ۲۱۹۷ ۲۱۹۸ ۲۱۹۹ ۲۲۰۰ ۲۲۰۱ ۲۲۰۲ ۲۲۰۳ ۲۲۰۴ ۲۲۰۵ ۲۲۰۶ ۲۲۰۷ ۲۲۰۸ ۲۲۰۹ ۲۲۱۰ ۲۲۱۱ ۲۲۱۲ ۲۲۱۳ ۲۲۱۴ ۲۲۱۵ ۲۲۱۶ ۲۲۱۷ ۲۲۱۸ ۲۲۱۹ ۲۲۲۰ ۲۲۲۱ ۲۲۲۲ ۲۲۲۳ ۲۲۲۴ ۲۲۲۵ ۲۲۲۶ ۲۲۲۷ ۲۲۲۸ ۲۲۲۹ ۲۲۳۰ ۲۲۳۱ ۲۲۳۲ ۲۲۳۳ ۲۲۳۴ ۲۲۳۵ ۲۲۳۶ ۲۲۳۷ ۲۲۳۸ ۲۲۳۹ ۲۲۴۰ ۲۲۴۱ ۲۲۴۲ ۲۲۴۳ ۲۲۴۴ ۲۲۴۵ ۲۲۴۶ ۲۲۴۷ ۲۲۴۸ ۲۲۴۹ ۲۲۵۰ ۲۲۵۱ ۲۲۵۲ ۲۲۵۳ ۲۲۵۴ ۲۲۵۵ ۲۲۵۶ ۲۲۵۷ ۲۲۵۸ ۲۲۵۹ ۲۲۶۰ ۲۲۶۱ ۲۲۶۲ ۲۲۶۳ ۲۲۶۴ ۲۲۶۵ ۲۲۶۶ ۲۲۶۷ ۲۲۶۸ ۲۲۶۹ ۲۲۷۰ ۲۲۷۱ ۲۲۷۲ ۲۲۷۳ ۲۲۷۴ ۲۲۷۵ ۲۲۷۶ ۲۲۷۷ ۲۲۷۸ ۲۲۷۹ ۲۲۸۰ ۲۲۸۱ ۲۲۸۲ ۲۲۸۳ ۲۲۸۴ ۲۲۸۵ ۲۲۸۶ ۲۲۸۷ ۲۲۸۸ ۲۲۸۹ ۲۲۹۰ ۲۲۹۱ ۲۲۹۲ ۲۲۹۳ ۲۲۹۴ ۲۲۹۵ ۲۲۹۶ ۲۲۹۷ ۲۲۹۸ ۲۲۹۹ ۲۳۰۰ ۲۳۰۱ ۲۳۰۲ ۲۳۰۳ ۲۳۰۴ ۲۳۰۵ ۲۳۰۶ ۲۳۰۷ ۲۳۰۸ ۲۳۰۹ ۲۳۱۰ ۲۳۱۱ ۲۳۱۲ ۲۳۱۳ ۲۳۱۴ ۲۳۱۵ ۲۳۱۶ ۲۳۱۷ ۲۳۱۸ ۲۳۱۹ ۲۳۲۰ ۲۳۲۱ ۲۳۲۲ ۲۳۲۳ ۲۳۲۴ ۲۳۲۵ ۲۳۲۶ ۲۳۲۷ ۲۳۲۸ ۲۳۲۹ ۲۳۳۰ ۲۳۳۱ ۲۳۳۲ ۲۳۳۳ ۲۳۳۴ ۲۳۳۵ ۲۳۳۶ ۲۳۳۷ ۲۳۳۸ ۲۳۳۹ ۲۳۴۰ ۲۳۴۱ ۲۳۴۲ ۲۳۴۳ ۲۳۴۴ ۲۳۴۵ ۲۳۴۶ ۲۳۴۷ ۲۳۴۸ ۲۳۴۹ ۲۳۵۰ ۲۳۵۱ ۲۳۵۲ ۲۳۵۳ ۲۳۵۴ ۲۳۵۵ ۲۳۵۶ ۲۳۵۷ ۲۳۵۸ ۲۳۵۹ ۲۳۶۰ ۲۳۶۱ ۲۳۶۲ ۲۳۶۳ ۲۳۶۴ ۲۳۶۵ ۲۳۶۶ ۲۳۶۷ ۲۳۶۸ ۲۳۶۹ ۲۳۷۰ ۲۳۷۱ ۲۳۷۲ ۲۳۷۳ ۲۳۷۴ ۲۳۷۵ ۲۳۷۶ ۲۳۷۷ ۲۳۷۸ ۲۳۷۹ ۲۳۸۰ ۲۳۸۱ ۲۳۸۲ ۲۳۸۳ ۲۳۸۴ ۲۳۸۵ ۲۳۸۶ ۲۳۸۷ ۲۳۸۸ ۲۳۸۹ ۲۳۹۰ ۲۳۹۱ ۲۳۹۲ ۲۳۹۳ ۲۳۹۴ ۲۳۹۵ ۲۳۹۶ ۲۳۹۷ ۲۳۹۸ ۲۳۹۹ ۲۴۰۰ ۲۴۰۱ ۲۴۰۲ ۲۴۰۳ ۲۴۰۴ ۲۴۰۵ ۲۴۰۶ ۲۴۰۷ ۲۴۰۸ ۲۴۰۹ ۲۴۱۰ ۲۴۱۱ ۲۴۱۲ ۲۴۱۳ ۲۴۱۴ ۲۴۱۵ ۲۴۱۶ ۲۴۱۷ ۲۴۱۸ ۲۴۱۹ ۲۴۲۰ ۲۴۲۱ ۲۴۲۲ ۲۴۲۳ ۲۴۲۴ ۲۴۲۵ ۲۴۲۶ ۲۴۲۷ ۲۴۲۸ ۲۴۲۹ ۲۴۳۰ ۲۴۳۱ ۲۴۳۲ ۲۴۳۳ ۲۴۳۴ ۲۴۳۵ ۲۴۳۶ ۲۴۳۷ ۲۴۳۸ ۲۴۳۹ ۲۴۴۰ ۲۴۴۱ ۲۴۴۲ ۲۴۴۳ ۲۴۴۴ ۲۴۴۵ ۲۴۴۶ ۲۴۴۷ ۲۴۴۸ ۲۴۴۹ ۲۴۵۰ ۲۴۵۱ ۲۴۵۲ ۲۴۵۳ ۲۴۵۴ ۲۴۵۵ ۲۴۵۶ ۲۴۵۷ ۲۴۵۸ ۲۴۵۹ ۲۴۶۰ ۲۴۶۱ ۲۴۶۲ ۲۴۶۳ ۲۴۶۴ ۲۴۶۵ ۲۴۶۶ ۲۴۶۷ ۲۴۶۸ ۲۴۶۹ ۲۴۷۰ ۲۴۷۱ ۲۴۷۲ ۲۴۷۳ ۲۴۷۴ ۲۴۷۵ ۲۴۷۶ ۲۴۷۷ ۲۴۷۸ ۲۴۷۹ ۲۴۸۰ ۲۴۸۱ ۲۴۸۲ ۲۴۸۳ ۲۴۸۴ ۲۴۸۵ ۲۴۸۶ ۲۴۸۷ ۲۴۸۸ ۲۴۸۹ ۲۴۹۰ ۲۴۹۱ ۲۴۹۲ ۲۴۹۳ ۲۴۹۴ ۲۴۹۵ ۲۴۹۶ ۲۴۹۷ ۲۴۹۸ ۲۴۹۹ ۲۵۰۰ ۲۵۰۱ ۲۵۰۲ ۲۵۰۳ ۲۵۰۴ ۲۵۰۵ ۲۵۰۶ ۲۵۰۷ ۲۵۰۸ ۲۵۰۹ ۲۵۱۰ ۲۵۱۱ ۲۵۱۲ ۲۵۱۳ ۲۵۱۴ ۲۵۱۵ ۲۵۱۶ ۲۵۱۷ ۲۵۱۸ ۲۵۱۹ ۲۵۲۰ ۲۵۲۱ ۲۵۲۲ ۲۵۲۳ ۲۵۲۴ ۲۵۲۵ ۲۵۲۶ ۲۵۲۷ ۲۵۲۸ ۲۵۲۹ ۲۵۳۰ ۲۵۳۱ ۲۵۳۲ ۲۵۳۳ ۲۵۳۴ ۲۵۳۵ ۲۵۳۶ ۲۵۳۷ ۲۵۳۸ ۲۵۳۹ ۲۵۴۰ ۲۵۴۱ ۲۵۴۲ ۲۵۴۳ ۲۵۴۴ ۲۵۴۵ ۲۵۴۶ ۲۵۴۷ ۲۵۴۸ ۲۵۴۹ ۲۵۵۰ ۲۵۵۱ ۲۵۵۲ ۲۵۵۳ ۲۵۵۴ ۲۵۵۵ ۲۵۵۶ ۲۵۵۷ ۲۵۵۸ ۲۵۵۹ ۲۵۶۰ ۲۵۶۱ ۲۵۶۲ ۲۵۶۳ ۲۵۶۴ ۲۵۶۵ ۲۵۶۶ ۲۵۶۷ ۲۵۶۸ ۲۵۶۹ ۲۵۷۰ ۲۵۷۱ ۲۵۷۲ ۲۵۷۳ ۲۵۷۴ ۲۵۷۵ ۲۵۷۶ ۲۵۷۷ ۲۵۷۸ ۲۵۷۹ ۲۵۸۰ ۲۵۸۱ ۲۵۸۲ ۲۵۸۳ ۲۵۸۴ ۲۵۸۵ ۲۵۸۶ ۲۵۸۷ ۲۵۸۸ ۲۵۸۹ ۲۵۹۰ ۲۵۹۱ ۲۵۹۲ ۲۵۹۳ ۲۵۹۴ ۲۵۹۵ ۲۵۹۶ ۲۵۹۷ ۲۵۹۸ ۲۵۹۹ ۲۶۰۰ ۲۶۰۱ ۲۶۰۲ ۲۶۰۳ ۲۶۰۴ ۲۶۰۵ ۲۶۰۶ ۲۶۰۷ ۲۶۰۸ ۲۶۰۹ ۲۶۱۰ ۲۶۱۱ ۲۶۱۲ ۲۶۱۳ ۲۶۱۴ ۲۶۱۵ ۲۶۱۶ ۲۶۱۷ ۲۶۱۸ ۲۶۱۹ ۲۶۲۰ ۲۶۲۱ ۲۶۲۲ ۲۶۲۳ ۲۶۲۴ ۲۶۲۵ ۲۶۲۶ ۲۶۲۷ ۲۶۲۸ ۲۶۲۹ ۲۶۳۰ ۲۶۳۱ ۲۶۳۲ ۲۶۳۳ ۲۶۳۴ ۲۶۳۵ ۲۶۳۶ ۲۶۳۷ ۲۶۳۸ ۲۶۳۹ ۲۶۴۰ ۲۶۴۱ ۲۶۴۲ ۲۶۴۳ ۲۶۴۴ ۲۶۴۵ ۲۶۴۶ ۲۶۴۷ ۲۶۴۸ ۲۶۴۹ ۲۶۵۰ ۲۶۵۱ ۲۶۵۲ ۲۶۵۳ ۲۶۵۴ ۲۶۵۵ ۲۶۵۶ ۲۶۵۷ ۲۶۵۸ ۲۶۵۹ ۲۶۶۰ ۲۶۶۱ ۲۶۶۲ ۲۶۶۳ ۲۶۶۴ ۲۶۶۵ ۲۶۶۶ ۲۶۶۷ ۲۶۶۸ ۲۶۶۹ ۲۶۷۰ ۲۶۷۱ ۲۶۷۲ ۲۶۷۳ ۲۶۷۴ ۲۶۷۵ ۲۶۷۶ ۲۶۷۷ ۲۶۷۸ ۲۶۷۹ ۲۶۸۰ ۲۶۸۱ ۲۶۸۲ ۲۶۸۳ ۲۶۸۴ ۲۶۸۵ ۲۶۸۶ ۲۶۸۷ ۲۶۸۸ ۲۶۸۹ ۲۶۹۰ ۲۶۹۱ ۲۶۹۲ ۲۶۹۳ ۲۶۹۴ ۲۶۹۵ ۲۶۹۶ ۲۶۹۷ ۲۶۹۸ ۲۶۹۹ ۲۷۰۰ ۲۷۰۱ ۲۷۰۲ ۲۷۰۳ ۲۷۰۴ ۲۷۰۵ ۲۷۰۶ ۲۷۰۷ ۲۷۰۸ ۲۷۰۹ ۲۷۱۰ ۲۷۱۱ ۲۷۱۲ ۲۷۱۳ ۲۷۱۴ ۲۷۱۵ ۲۷۱۶ ۲۷۱۷ ۲۷۱۸ ۲۷۱۹ ۲۷۲۰ ۲۷۲۱ ۲۷۲۲ ۲۷۲۳ ۲۷۲۴ ۲۷۲۵ ۲۷۲۶ ۲۷۲۷ ۲۷۲۸ ۲۷۲۹ ۲۷۳۰ ۲۷۳۱ ۲۷۳۲ ۲۷۳۳ ۲۷۳۴ ۲۷۳۵ ۲۷۳۶ ۲۷۳۷ ۲۷۳۸ ۲۷۳۹ ۲۷۴۰ ۲۷۴۱ ۲۷۴۲ ۲۷۴۳ ۲۷۴۴ ۲۷۴۵ ۲۷۴۶ ۲۷۴۷ ۲۷۴۸ ۲۷۴۹ ۲۷۵۰ ۲۷۵۱ ۲۷۵۲ ۲۷۵۳ ۲۷۵۴ ۲۷۵۵ ۲۷۵۶ ۲۷۵۷ ۲۷۵۸ ۲۷۵۹ ۲۷۶۰ ۲۷۶۱ ۲۷۶۲ ۲۷۶۳ ۲۷۶۴ ۲۷۶۵ ۲۷۶۶ ۲۷۶۷ ۲۷۶۸ ۲۷۶۹ ۲۷۷۰ ۲۷۷۱ ۲۷۷۲ ۲۷۷۳ ۲۷۷۴ ۲۷۷۵ ۲۷۷۶ ۲۷۷۷ ۲۷۷۸ ۲۷۷۹ ۲۷۸۰ ۲۷۸۱ ۲۷۸۲ ۲۷۸۳ ۲۷۸۴ ۲۷۸۵ ۲۷۸۶ ۲۷۸۷ ۲۷۸۸ ۲۷۸۹ ۲۷۹۰ ۲۷۹۱ ۲۷۹۲ ۲۷۹۳ ۲۷۹۴ ۲۷۹۵ ۲۷۹۶ ۲۷۹۷ ۲۷۹۸ ۲۷۹۹ ۲۸۰۰ ۲۸۰۱ ۲۸۰۲ ۲۸۰۳ ۲۸۰۴ ۲۸۰۵ ۲۸۰۶ ۲۸۰۷ ۲۸۰۸ ۲۸۰۹ ۲۸۱۰ ۲۸۱۱ ۲۸۱۲ ۲۸۱۳ ۲۸۱۴ ۲۸۱۵ ۲۸۱۶ ۲۸۱۷ ۲۸۱۸ ۲۸۱۹ ۲۸۲۰ ۲۸۲۱ ۲۸۲۲ ۲۸۲۳ ۲۸۲۴ ۲۸۲۵ ۲۸۲۶ ۲۸۲۷ ۲۸۲۸ ۲۸۲۹ ۲۸۳۰ ۲۸۳۱ ۲۸۳۲ ۲۸۳۳ ۲۸۳۴ ۲۸۳۵ ۲۸۳۶ ۲۸۳۷ ۲۸۳۸ ۲۸۳۹ ۲۸۴۰ ۲۸۴۱ ۲۸۴۲ ۲۸۴۳ ۲۸۴۴ ۲۸۴۵ ۲۸۴۶ ۲۸۴۷ ۲۸۴۸ ۲۸۴۹ ۲۸۵۰ ۲۸۵۱ ۲۸۵۲ ۲۸۵۳ ۲۸۵۴ ۲۸۵۵ ۲۸۵۶ ۲۸۵۷ ۲۸۵۸ ۲۸۵۹ ۲۸۶۰ ۲۸۶۱ ۲۸۶۲ ۲۸۶۳ ۲۸۶۴ ۲۸۶۵ ۲۸۶۶ ۲۸۶۷ ۲۸۶۸ ۲۸۶۹ ۲۸۷۰ ۲۸۷۱ ۲۸۷۲ ۲۸۷۳ ۲۸۷۴ ۲۸۷۵ ۲۸۷۶ ۲۸۷۷ ۲۸۷۸ ۲۸۷۹ ۲۸۸۰ ۲۸۸۱ ۲۸۸۲ ۲۸۸۳ ۲۸۸۴ ۲۸۸۵ ۲۸۸۶ ۲۸۸۷ ۲۸۸۸ ۲۸۸۹ ۲۸۹۰ ۲۸۹۱ ۲۸۹۲ ۲۸۹۳ ۲۸۹۴ ۲۸۹۵ ۲۸۹۶ ۲۸۹۷ ۲۸۹۸ ۲۸۹۹ ۲۹۰۰ ۲۹۰۱ ۲۹۰۲ ۲۹۰۳ ۲۹۰۴ ۲۹۰۵ ۲۹۰۶ ۲۹۰۷ ۲۹۰۸ ۲۹۰۹ ۲۹۱۰ ۲۹۱۱ ۲۹۱۲ ۲۹۱۳ ۲۹۱۴ ۲۹۱۵ ۲۹۱۶ ۲۹۱۷ ۲۹۱۸ ۲۹۱۹ ۲۹۲۰ ۲۹۲۱ ۲۹۲۲ ۲۹۲۳ ۲۹۲۴ ۲۹۲۵ ۲۹۲۶ ۲۹۲۷ ۲۹۲۸ ۲۹۲۹ ۲۹۳۰ ۲۹۳۱ ۲۹۳۲ ۲۹۳۳ ۲۹۳۴ ۲۹۳۵ ۲۹۳۶ ۲۹۳۷ ۲۹۳۸ ۲۹۳۹ ۲۹۴۰ ۲۹۴۱ ۲۹۴۲ ۲۹۴۳ ۲۹۴۴ ۲۹۴۵ ۲۹۴۶ ۲۹۴۷ ۲۹۴۸ ۲۹۴۹ ۲۹۵۰ ۲۹۵۱ ۲۹۵۲ ۲۹۵۳ ۲۹۵۴ ۲۹۵۵ ۲۹۵۶ ۲۹۵۷ ۲۹۵۸ ۲۹۵۹ ۲۹۶۰ ۲۹۶۱ ۲۹۶۲ ۲۹۶۳ ۲۹۶۴ ۲۹۶۵ ۲۹۶۶ ۲۹۶۷ ۲۹۶۸ ۲۹۶۹ ۲۹۷۰ ۲۹۷۱ ۲۹۷۲ ۲۹۷۳ ۲۹۷۴ ۲۹۷۵ ۲۹۷۶ ۲۹۷۷ ۲۹۷۸ ۲۹۷۹ ۲۹۸۰ ۲۹۸۱ ۲۹۸۲ ۲۹۸۳ ۲۹۸۴ ۲۹۸۵ ۲۹۸



شرح کریں بعد اس کے اصل مطلب کی طرف متوجہ ہوں لہذا میں چاہتا ہوں کہ یہ مادہ میں بحث کرتا ہوں۔ مادہ اس کا بار فارسی راز مہملہ اخیر میں ہمزہ ہے ماضی اس کی مجرد کا اگر چہ عیدیم الاستعمال ہو چکا ہے پارہ ہے باب ۱۲ چہ ۱۲۱ ۱۲۲ ہنفعیل جو مثل عربی تفعیل کے ہے متعلیٰ چونکہ مشتقات اس سے بہت کم آئے ہیں اس لئے اصلی معنی اس کے شائع نہیں ہیں گرنہیں نے لکھا ہے کہ اصل معنی اس کے ہیں تیز دوڑنا، بھاری بوجھ اٹھانا اس مادہ سے صرف دو لفظ آئے ہیں ایک ۱۲۲ ۱۲۳ پورا جس کے معنی شائع ہیں دوسری لفظ ۱۲۴ پر جس کے معنی گورخر ہیں عربی میں اسی سے قرر اسی معنی میں آیا ہے عربی میں بھی اس مادہ سے دوسری لفظ نہیں آئی ہے لیکن سیاق کلام و طرز بیان انبیاء سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی رسول اور مبعوث کے بھی ہوتے ہیں یعنی جن میں قوت و نبوة و سلطنت دونوں ہو کیوں کہ وہ بھاری بوجھ اٹھاتا ہے رسالت سے بھاری بوجھ نہیں حضرت موسیٰ نے بوقت رسالت اپنے عجز و ناتوانی کا عذر کیا تھا اور میا نے بھی یہی عذر پیش کیا تھا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔ امانت سے مقصود رسالت ہی کیوں کہ امانت ضد خیانت ہے پس امانت سے وہی مقصود ہو گا جس میں احتمال خیانت ہو رسالت میں احتمال خیانت ظاہر ہے چنانچہ بعض انبیاء کو خدا بلفظ امین یاد کرتا ہے اسی وجہ سے جبریل بھی امین کہلائے اس آیت کے پہلے رسالت ہی کا ذکر حلیا آیا ہے کہ انبیاء کی اطاعت ضرور ہو ان کو ایذا دینا ممنوع ہو ظاہر ہے کہ یہ چیز مقصود ہوگی جو سوائے انسان کے کسی جسم میں نہ ہو یہ سوائے رسالت کے کوئی چیز نہیں بعض اشخاص کہتے ہیں کہ مقصود طاعت ہے یہ بعید ہے کیوں کہ خدا کی طاعت سے کوئی خالی نہیں لکن وَالْقَوْمِ الْبَاطِلِينَ وَاللَّيْمِ الْمُسْتَحَرَّاتِ بِأَفْوَءِهِمْ بعض کی رائے ہے کہ مقصود شریعت ہے یہ ہمارے خیال سے قریب ہے لیکن اوپر کی آیات سے اس قدر مرتبط نہیں اور نہ محمل الخیانت ہے یہ

بارعظیم اولاً حضرت آدم نے لیا خدا بڑی محبت سے کتا ہی اِنَّہ کان ظَلُوْمًا جَهْلُوْلًا  
 اذین فرشتوں کے اعتراض سے تعرض ہے مَنْ یَغْنِدُ فِیْہَا وَیَسْفِی الدِّمَاءَ کو  
 لحاظ کرو واذا علم بالصواب اسی وجہ سے گورنری بھی اس کا اطلاق ہوتا ہی ہے  
 پارخواہ فار یہ مادہ کثیر الاستعمال ہے اصل معنی اس کے دو ہیں ایک چمک اور مجازاً جمال  
 و جلال و فخر و رونق و تہذیب اس سے ہے پارخواہ فار نکلا ہے جس کے معنی جمیل  
 و جلیل و منفر و مہذب و حمید و محمود و محمد ہیں کتب سماویہ میں یہ لفظ اکثر ابواب متعلق ہوئی  
 ہے اصلاً و مجازاً بلکہ اسی عربی فورہ و فارہ سے مشتق ہی دوسرے معنی اس کے کھودنے کے  
 ہیں اسی پارہ خواہ فارہ چوہے کے معنی میں مشتق ہے بلکہ عربی میں بھی چوہے کو فارہ  
 کہتے ہیں پارہ خواہ فاران اسی مادہ سے نکلا ہی خواہ اس وجہ سے کہ وہ  
 زمین پست ہی یا بوجہ اس کے کہ وہ پرستش گاہ تھی جو باعث رونق و فخر و تجلیات کا ہوا  
 کرتی ہے فقط پارہ خواہ فارہ قلیط یوں ہی کتابت اس کی ہے لیکن قرأت قلیطاً مادہ  
 اس کا ہے یہ لفظ قلیل الاستعمال ہے اصل معنی اس کے تین ہیں ایک تپا  
 یسا جس سے پارہ خواہ فارہ مقلطاً نکلا ہے مقلط کے اصل معنی مامن جانے پناہ ہیں لیکن  
 عرف میں اس کے معنی حرم ہیں جہاں خونریزی کرنا حرام و منع ہو یوسی کی چوتھی کتاب کے  
 ۳۵ باب کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہو جائے گا اور یوشع بن نون کی کتاب میں بھی اس  
 کا ذکر ہے پارہ خواہ فارہ عاری مقلطاً شہرین جو حرم ہیں یعنی وہاں خون کرنا  
 جائز نہیں ہے شہرین نبی لبوی کے متعلق تھی جہاں قاتل شبہ عمر بھاگ کے چھپتا تھا اور پناہ  
 لیتا تھا اور اس کا قتل وہاں جائز نہ تھا جیسے حرم یوسی کی چوتھی کتاب باب ۳۵ آیت ۱۲  
 ہوں گے یہ شہرین تمھاری لئے حرم خواہ مامن خون چاہنے والے سے پس مامن خواہ حرم  
 ترجمہ مقلطاً ہے یوشع بن نون کے صحیفہ کے ۲۰ باب میں بھی مقلط کے شہروں کا ذکر ہے





میں لکھا ہے: **لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ فِيهِ شَيْءٌ يَلْغُوهُ**  
**وَيُغْلِبُهُ**؛ ترجمہ جمع ہوئے افتتاح کے پاس مفلس لوگ **لَا يَجُوزُ**؛ شق قوط جو  
 لقط سے نکلا ہے اسی کے معنی میں مجتمع ہوئے اور اسی سے **يَلْغُوهُ**؛ ليقوط جہولی  
 کے معنی میں مشتق ہے جس میں چیزیں اکٹھا کی جاتی ہیں الغرض قلیطہ تو اس معنی میں کثیر الاستعمال  
 ہے اور قلیطہ جو اس کا مقلوب ہے بہت کم مستعمل ہو پس مقلطہ کے معنی جیسا کہ مامن و حرم ہیں  
 ویسا ہی اس کے معنی مثابہ و جمع بھی ہوں گے چنانچہ یوشع کے ۲۰ باب کی ۹ آیت میں  
 ان شہروں کو مقلطہ تھے **وَالْمَقْلَطَاتِ** موعاد اس بیان کیا ہے جس کے معنی مثابہ و جمع  
 ہیں گویا یہ تفسیر ہے مقلطہ بمعنی ثانی کی لہذا قلیطہ کے معنی اجتماع ہوں گے چنانچہ بعض لغات  
 میں اس کی تفسیر اجتماع سے کی گئی ہے پھر مجازاً اس کے معنی سکڑ جانے کے ہوئے جسے  
 کوتاہی لازم ہے کہ اسی سے **لَا يَجُوزُ**؛ قلوب بونے کے معنی میں مشتق ہے اور اس سے  
 عربی قلاطہ ماخوذ ہے بمعنی بونا تیسرے معنی اس کے مجازی دق کے ہیں لہذا قلیطہ کے معنی  
 دق ہی ہوں گے اس لئے قلیطہ کے تین معنی قرار پاتے ہیں **امن - اجتماع - دق** یعنی  
 کوتاہی یا مامن خواہ حرم جمع یا مثابہ مدق اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مکہ ہمیشہ حرم تھا کہ وہاں  
 خونِ نری جائز نہ تھی اور اب تک وہی بات قائم ہے جیسا مقدمہ میں بیان ہوا **قَالَ**  
**اللَّهُ تَعَالَى مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا** پیغمبر خدا نے فرمایا ہے **إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَمٌ**  
**اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ مُحَرَّمَةٌ** اللہ تعالیٰ  
**إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَخْلُقِ الْقِتَالَ فِيهِ إِلَّا حِدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَخْلُقْ لِي إِلَّا**  
**سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ مُحَرَّمَةٌ** اللہ تعالیٰ یومِ القیمۃ **إِلَّا** یہ حدیث عبد اللہ  
 ابن عباس سے مروی ہے اور بعض طریق میں آیا ہے **وَإِنَّهُ لَمْ يَخْلُقِ إِلَّا مَرَّةً يَوْمُ**  
**بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَسْفِكَ بِهَادٍ مَا بَيْنَ اس وَجِهَ سَ لَ قَ لَ طَ كَ سَ نَ جَ ا**  
 ہے اُسے سلیم اور سلام کہتے ہیں اور بمعنی ثانی بھی اُسے قلیطہ کہہ سکتے ہیں **إِذَا جَعَلْنَا اللَّيْلَ**





بالفاظ متعارف ہے اسے ہم لکھ دیتے ہیں جس سے اس پیشین گوئی کے معنی خوب چلی ہو جائیں گے۔

## باب دوم متعلق مکتبہ عتیق

پہلے حضرت ہاجر سے فرشتہ نے کہا حضرت موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۱۶ باب ہیں لکھا

ہے ۱۶ باب ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶

۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶

۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶

سے) کہا خبردار تو حاملہ ہے اور مٹیہا جنے گی تو اس کا نام اسمعیل رکھنا کہ خدا نے تیرے

درد پر نظر کی اسمعیل کی معنی عبری زبان میں مقبول خدا ہیں چنانچہ ان قلوبس نے اس کے

ترجمہ میں لکھا ہے ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶

۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶

نے تیری دعا قبول کی اس مقام سے ظاہر ہے کہ فرشتے نے حضرت ہاجر کو بشارت

دی تھی کہ لڑکا جو تیرے پیدا ہو وہ مقبول بارگاہ کبریا ہوگا نام ہی اس معنی

پر دلالت کرتا ہے ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶

۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶

۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶

۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶ ۱۶

اپنے سب بھائیوں کے سامنے آباد ہوگا پر آدم خواہ فر آدم اس کے معنی ہیں

رسول و خلیفہ گور خرسے تو کچھ مطلب نہیں نکلتا خصوصاً جب دم کے ساتھ متصل ہے

جس کے معنی انسان ہے اس کا ہاتھ سب پر اور سب کا ہاتھ اس پر اشارہ معیت کی طرف

ہے یعنی وہ مولود رسول ہوگا اور معیت لے گا۔ یہ خواب حضرت ہاجر نے دیکھا تھا کیوں کہ آگے چل کر خود ہاجر نے کہا ہے کہ میں نے خواب دیکھا اس خواب کی تعبیر حضرت ہاجر اور بہت لوگوں نے حضرت اسماعیل پر ٹھلا یا حالانکہ یہ خبر بہ نسبت ہمارے پیغمبر کے تھی۔ خواب کی تعبیر میں کسی قدر فرق ہو گیا کیوں کہ حضرت اسماعیل کی رسالت ثابت نہیں کوئی شریعت ان کو ملی نہ تھی اور معیت کا طریق صرف ہمارے پیغمبر کے وقت میں اجرا ہوا۔ انبیاء سابقین کے زمانہ میں دستور معیت کا نہ تھا قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَبَايِعُوْنَكَ اَنْھُمْ یَبَايِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَاۤءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ فَبَايِعْھَا ۚ ۱۸ اور احادیث معیت بہت ہیں اپنے سب بھائیوں کے مقابل میں آباد ہوگا اس سے مقصود یہ ہے کہ اس کی شریعت جملہ انبیاء بنی اسرائیل کے مخالف ہوگی بھائیوں سے مراد انبیاء بنی اسرائیل ہیں اور آبادی انبیاء ان کی شریعت کا جاری ہونا اور شیوع دین ہے علاوہ بریں خلا ۱۳۶۶ شجنہ جسے عربی میں سکنہ کہتے ہیں روح القدس سے مراد ہے وہ اسی مادہ سے نکلا تو معنی آیت یہ ہوتے ہیں کہ بمقابل سب بھائیوں کے اس پر وحی نازل ہوگی نتیجہ ایک ہے الغرض ہاجر کے اس خواب سے حضرت ابراہیم اور بہت لوگوں کا یقین تھا کہ حضرت اسماعیل کی نسل سے کوئی رہنما جو خلق کو ہدایت کرے پیدا ہوگا چوں کہ یہ پہلی خبر ہے جو ہمارے پیغمبر کی نسبت دی گئی لہذا ہم اس کے بیان میں بسط چاہتے ہیں واضح ہو کہ ۱۳۶۶ پر ۱۳۶۶ کا مادہ ۱۳۶۶ پارا ہے جس کا مجرد غیر متصل ہو اور بت الفاظ اس سے مشتق نہیں ہوئے ہیں گرنیس کے بیان سے نکلتا ہے کہ اس کے اصل معنی ہیں تیز دوڑنا بھاری بوجھ اٹھانا اسی مناسبت سے حمار الوحش یعنی جنگلی گدھے کو ۱۳۶۶ پر کہتے ہیں کہ وہ تیز دوڑتا ہے اور بھاری بوجھ اٹھاتا ہے عربی میں ہی حمار الوحش کو فر کہتے ہیں وہ ہمیں سے گیا ہو پھر محاذ اس کے معنی سیادت

خواہ امامت و خلافت و ہدایت ہے ہرگز یا نہ ہرگز اسی سے نکلا ہے  
 بمعنی خلافت و ہدایت ہے پر حمار الوحش اس معنی میں یہ لفظ کثیر الاستعمال ہے۔  
 لیکن جب مضاف ہو آدم یعنی انسان کی طرف ہے چنانچہ پر آدم پر آدم  
 تو اس کے معنی خلیفہ و رہنما خواہ رسول ہوتے ہیں چنانچہ بادشاہ یرموت کا لقب  
 ہے پر آدم تھا غالباً یہ مخفف پر آدم کا ہے چون کہ اس کی رائے پر حلیہ نظم  
 نسق سلطنت تھا اور متقن تھا وہی قوم کا ہادی اور رہنما بھی تھا اور خلیفہ و حکمراں بھی  
 اس لئے یہ لقب اختیار کیا گیا پر آدم نظیر ہے لہذا یہ ہے عظمیٰ عظیم  
 کا ہے عظمیٰ سائنڈ کو کہتے ہیں لہذا یہ ہے عظیم بمعنی اقوام پس ترجمہ لفظی  
 اس کا قوم کا سائنڈ لیکن مراد اس سے خلیفہ و رہنمائے اقوام ہوتا ہے سید القوم خادِمُہُمْ  
 اَوْ نَقْلُہُمْ نے پر کا ترجمہ می رود کیا ہے اس کا مادہ ر و د ہے جس کے معنی  
 ہیں آزاد ہونا رجوع کرنا پھر ناپس مِرود کا غنیمہ اگر مجبول ہو تو اس کے معنی مرجع  
 ہوں گے اور اگر معروف ہو تو اس کے معنی مطاع ہوں گے تو معنی آیت یہ ہے  
 کہ وہ مولود مرجع بنی آدم خواہ مطاع او میان ہو گا الغرض ہے چنانچہ پر آدم  
 پر آدم کے اصل معنی ہیں تو ہی معنی مجازی مطاع رسول یہ جملہ صفات آنحضرت میں تھے  
 بخلاف حضرت اسماعیل کے ہرگز یہ صفت نہ تھی ہرگز یہ صفت نہ تھی ہرگز یہ صفت نہ تھی  
 بو یاد عربی یہ ہے واؤ ضمیر واحد غائب کو ک عربی کُل ہی بار موحہ جو اس فقرہ میں  
 ہے وہ مفید اعانت ہے صیاد دوسری سمویل کے ۲۴ باب کی ۱۷ آیت میں ہے ہندی  
 محاورہ میں بھی بولتے ہیں اس کا ہاتھ مجھ پر ہے یعنی وہ میرا حامی و مددگار ہے۔  
 معنی فقرہ یہ ہوئے کہ اس کا ہاتھ سب پر ہو گا یعنی وہ سب کا حامی و مددگار اور سب  
 اس کے چنانچہ آپ بڑے کریم تھے تو ایخ کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہو جائے گا صحابہ  
 کیسے جاں نثار تھے ایسا کسی پیغمبر کے حواری نہ تھے ایسا ہی اوفلقوس نے ترجمہ کیا ہے

جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ سب کو مجبور کرے گا اور سب اس کو قال اللہ تعالیٰ اِنَّہٗ  
 کَقَوْلِ رَسُوْلٍ کَرِيْمٍ ذِی قُوَّةٍ یَعْتَدُ ذِی الْعَرْشِ مَلٰئِکَیْنِ مَطَّاعِیْنِ اٰمِنِیْنَ  
 گرنس نے اس فقرہ کے معنی یہ لکھا ہے کہ وہ سب کے مخالف ہوگا اور سب اس کے اگر یہ  
 تسلیم بھی ہو تو ہرج نہیں کہ آپ جملہ کفار کے مخالف تھے اور جملہ اہل مل آپ کے بخلاف  
 حضرت اسمعیل اور ربی سہق نے جو پڑا دام کے معنی شکا ری لکھا ہے تو ہرج نہیں بلشبہ  
 آپ سب کو مسخر کر لیتے تھے اب ہم اس آیت کے ایک معنی اور لکھتے ہیں فرشتہ نے  
 حضرت ہاجر سے کہا اے کاجو تیرے پیدا ہوگا اس کا نام یَشْمُ ایل رکھنا یہ لفظ یا تو مرکب  
 ہے دو لفظوں سے یَشْمُ و ایل لفظ اول صغیر مضارع ہے مادہ اس کا فاعل ہے  
 شمع ہے وہ مثل عربی سمع کے بمعنی سماعت ہے اور مجازاً بمعنی قبول کرنا و ماننا اور ایل کے  
 معنی ہیں قوی و شجاع اور سماء احسنی اسے بھی ہے اس کے لغوی معنی ہوں گے مانے گا  
 خدا کو یعنی خدا پرست ہوگا اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت اسمعیل خدا پرست تھے یا معنی اس  
 یہ ہوں گے کہ قبول کرے گا ایل یعنی قوی کو جو آنحضرت کے ناموں سے ہی حبشیا اشیا  
 کی کتاب میں بھی مذکور ہے جس کا بیان آگے آئے گا پس معنی یہ ہوئے کہ تو اس کا نام  
 یَشْمُ ایل رکھنا کہ وہ قابل ایل یعنی محمد کا قبول کرنے والا ہوگا یعنی اس سے محمد پیدا ہوگا  
 لیکن فرشتہ نے وجہ تسمیہ بیان کیا کہ خدا نے تیری دعا قبول کی جس کا حاصل مقبول خدا ہو  
 یا یہ لفظ مرکب ہے تین لفظوں سے چ فاعل یَشْمُ ایل یَشْمُ ایل  
 لفظ اول فارسی ہست ہندی ہے کے بمنزلہ ہے لفظ دوم کے معنی صلب بطن و بیٹ  
 و اتڑی ہیں عربی معنی اس کی چ فاعل یَشْمُ ایل یَشْمُ ایل یَشْمُ ایل  
 معنی یہ ہوئے کہ ہے صلب ایل یعنی محمد صلب ہے کہ تو اس کا نام یَشْمُ ایل رکھنا کہ  
 ہے وہ مولود صلب ایل اس سے ایل یعنی محمد پیدا ہوگا اب اس کے بعد جو کچھ ہے کہ وہ  
 رسول ہوگا اور مطاع ہوگا اور سب شان میں اسی ایل کی ہے جو نام ہے آنحضرت





(یعنی اسمیں کو) بڑی قوم یعنی محمد لگوی گادول کے عدد اور محمد کے عدد ایک ہول گ دی  
گ و ول یہ رموز اس آیت کے تھے گادول عبرانی میں بدون الف ہوتا ہے اس آیت  
کا ترجمہ یوں ہونا چاہئے کہ خلافت دی ہم نے اس کو اور عظمت و جبروت بہت زیادہ بارہ  
امام اس سے پیدا ہوں گے یعنی دیا ہم نے اُسے محمد - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب حضرت  
اسمیں تیرہ برس کے تھے اس وقت حضرت کو فتنہ کا حکم ہوا اور یہ بشارت ہوئی کہ سارے  
لڑکا ہوگا جس کی نس سے سلاطین پیدا ہوں گے اس وقت حضرت ابراہیم سرسجود ہوئے اور  
دعا حضرت اسمیں کی رسالت کے لئے مانگی کہ اس کی شریعت ہمیشہ قائم رہے وہاں سے حکم ہوا  
کہ رسالت تو اسحق کو ملے گی یعنی وہی صاحب کتاب و شریعت ہوگا تیری دعائیں نے اسمیں  
کے حق میں قبول کی چنانچہ اس دعا کا ذکر سورہ بقرہ میں اس طرح ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ  
فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ  
وَيُؤَيِّدُ كِتَابَهُمْ لَعَلَّاهُمْ يَتَّقُونَ (یعنی قوم میں) رسول ان میں سے کہ پڑھے  
ان پر تیری نشانیاں (یعنی ثابت کرے) کہ ایک ہستی پاک احب الوجود لائق پرستش ہر آدمی  
اس کی تصدیق کرے اور سکھائے ان کو کتاب (یعنی ادا و نواہی یعنی حکمت عملی) اور  
حکمت (یعنی حکمت نظری) اور ان کو پاکیزہ کرے (یعنی بازالہ زریاں و اقامت فضائل) ان  
مہذب کرے یعنی بہ تہذیب قوت نظری و عملی ان کو کمال کر کے سرور ابدی کو پہنچائے) حضرت  
اسحق نے اپنے بیٹے عیص کے لئے دعا کی تھی اس میں یوں کہا ہے

يَا رَبِّ اجْعَلْ لِي فِيهِ رَجُلًا مَرْضِيًّا  
تو اپنے ہتھیار پر زندگی بسر کرے گا اور اپنے بھائی کی اطاعت میں ہے گا لیکن جب بے مرد  
و برگشتہ ہوں گے تو تو اپنی گردن سے طوق دور کرے گا یعنی جب حکم تورات اُن سے لے لیا  
جائے گا یعنی اٹھا دیا جائے گا تو اس وقت تو ان کی اطاعت نہ کرنا چنانچہ بنی عیص تازمان اسلام









منسوخ ہو جائے گی وہ حضرت موسیٰ کے آنے سے منسوخ نہ ہوئی بلکہ خوب جاری ہوئی  
حضرت موسیٰ ہرگز مراد نہیں ہیں اگر کہیں کہ مراد تخت نصر ہے تو وہ بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس  
کے وقت میں گوزاں سلطنت تو ہو گیا لیکن شریعت قائم تھی نہ اس کے پاس اجتماع اقوام  
ہوا تھا اس کے ظلم سے لوگ اس سے گریزاں تھے اور حضرت عیسیٰ بھی مقصود نہیں ہو سکتے  
کیوں کہ سلطنت بنی اسرائیل ان کے پہلے زائل ہو چکی تھی اور شریعت کسی نسبت سے  
خود کہا کرتے تھے کہ میں تو رات منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں نہ مقصود یہ تھا کہ مجھے شیلو  
نہ سمجھو میں وہ نہیں ہوں اور آگے نشانات بھی حضرت عیسیٰ سے نہیں ملتے انحضرت  
شیلو کی انتظار یہود کو ہمیشہ رہی اس سے مقصود ہمارے پیغمبر ہیں کیوں کہ ان کے  
آنے سے شریعت موسوی منسوخ ہو گئی اور گو سلطنت پہلے زائل ہو چکی تھی لیکن  
سلاطین کی طرف سے سردار مقرر ہوتے تھے وہ سرداری تھی اس دور میں جاتی رہی  
ضربت علیہم الذلۃ والمسکۃ اور اقوام کا اجتماع جیسا پیغمبر کے وقت میں ہوا کسی کے  
وقت میں نہ ہوا تھا حضرت مسیح پر صرف باللہ آدمی ان کی زندگی میں ایمان لائے تھے  
اور ہمارے پیغمبر کے وقت میں تمامی ملک عرب میں اسلام پہل گیا تھا کروڑوں آدمی مشرف  
باسلام ہوئے اس لئے شیلو سے مقصود ہمارے پیغمبر تھے پہلے ہم شیلو کے لغوی معنی پر بحث  
کرتے ہیں اس کا مادہ خَلَا جہاں شالا ہے اس کے معنی کبھی ان ہوتے ہیں دیکھو  
۱۲۲ زبور کی ۶ آیت اس تقدیر پر شیلو کے معنی امین و مامون ہوں گے جو آنحضرت کے  
اسماء سے ہیں قرآن میں بھی ثم امین مذکور ہے گرنس میں شیلو کے معنی ان و ہندہ لکھے  
ہیں آنحضرت خود بھی امین و مامون تھے إِنَّ اللَّهَ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور آپ کے وقت  
میں بڑا امن ہوا خصوصاً ملک عرب میں کہ ایک بڑھیا شتر پر سوار ہو کر تنہا پھر ا کرتی تھی اُد  
وئی معترض نہ ہوتا تھا اور ملک شام جو مدت سے کفار کی لوٹ مار کا رنہ تھا دور اسلام  
سے مامون ہو گیا دوسرے معنی اس مادہ کے ہیں نکالنا پس شیلو کے معنی مخرج اور مہاجر



یوں کہا کہ اُتار ڈال طرہ اور کُناے کر یہ تاج اسی قدر نہیں پست کو بلند کر اور بلند گوسٹ  
الٹ پلٹ دیں گے اسے ہم لیکن یہ نہ ہوگا جب تک کہ شریعت والا نہ آئے جسے ہم دیں گے  
طرہ و تاج کے اُتارنے سے مقصود نسخ شریعت جاری ہے کیوں کہ لباس انبیا حیثیت  
وحی تھا تا وقتیکہ وہ حکم قائم ہے کا طرہ و تاج خواہ جو کچھ لباس ہو قائم ہے گا علاوہ  
وہ لباس جس کے اُتارنے کا حکم ہوا وہ تھا جسے پس کر ائمہ خدمت بیت المقدس کی کیا کرتے  
تھے اس کے اُتارنے کا حکم ہوا اور تاقیام خدمت بیت المقدس اس کا دور ہونا ناممکن پس  
اس کے اُترنے سے کُناہ یہی خدمت بیت المقدس کے موقوف ہونے کا اور یہ بلا نسخ  
شریعت غیر متصور مقصود یہ تھا کہ اب شریعت کے نسخ کا زمانہ قریب پہنچا اس کے بعد کہا  
کہ فقط شریعت ہی نہیں منسوخ ہوگی بلکہ پست بلند ہوگی اور بلند پست بہت سلطان  
برباد ہوں گے اور بیت اذلہ سلطنت اور سرداری کو پہنچیں گے الٹ پلٹ دینے سے  
مقصود ہے کہ اس قوم سے شریعت سلطنت لے لے گی اور ان کو ذلیل و خوار کر دیں گی  
لیکن یہ نہیں ہوگا تا اُنے اس کے جس کے لئے شریعت ہے کہ اس کو ہم دیں گے  
پہلے نسخ شریعت اُتار ڈال سلطنت و ذلت مسخواری بنی اسرائیل بیان کیا بعد اس کے کہا  
کہ یہ امور واقع نہ ہوں گے جب تک صاحب شریعت جس کو ہم شریعت دیں گے نہ  
آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب شریعت دی ہوئی شریعت پر ہدایت نہ  
کرے گا بلکہ اس کو نئی شریعت ملے گی کہ یہ امور ہمارے پیغمبر کے وقت میں واقع  
ہوئے شریعت سابقہ منسوخ ہوئی بہت سلطنت زائل ہوئی اور بہت مفلس بے مایہ  
سلطنت کے درجہ کو پہنچے لڑا - سب خبا پہ پہ ۶۶۶ - سب خبا پہ پہ ۶۶۶  
۶۶۶ - عَذْبُوْاْ اَشْرٰوْاْ مِثْلَ عَذِّ كَيْسٍ مِّنْ اَشْرٰوْاْ مِثْلَ عَذِّ كَيْسٍ مِّنْ اَشْرٰوْاْ مِثْلَ عَذِّ كَيْسٍ  
جس کے معنی کو معنی لہ یعنی لہی مِثْلَ عَذِّ كَيْسٍ مِّنْ اَشْرٰوْاْ مِثْلَ عَذِّ كَيْسٍ مِّنْ اَشْرٰوْاْ مِثْلَ عَذِّ كَيْسٍ  
جس کے واسطے شریعت ہے اور یہی معنی سبیلو کے ہیں یہ وہی پیشین گوئی ہے جو حضرت



ہوں انھیں بوش زانو اور گادول یوشی مارص صلاوت اور ناغمہ علیہم : ہر شیا کو  
 تو ہندوستان میں سامو لیا کھنچا بقاء بصر شریا عدو جلقام شالال : کی ایش قول  
 سبوتو وراثت مطہ شجود شیط ہنوعیس بوختو تا کیوم بریان : کی خل سون سون  
 براعش و سملامغولا لایم و ہا شیا بصر نیا ما خولت ایش : کی یلید یلید لائو : بین  
 نین لائو و تپ ہسرا علی شجود و تفر اشمو یلایو عاص ایل گیور رابی عد سرشا نوم :  
 لمبر لی ہسرا و شتا نوم این قیص عل کسبا داد بد و عل مملکتو لہا عین امانہ و سنداہ  
 ہمشیا و بصداقا معتا وعد قولام قنات یو و اصیا موت قسہ زوت لغات ہارت  
 تعریف ہے عام معنی قوم ہو لیخیم جمع ہے ہو لیخ کی معنی سالک چلنے والا را تو معنی دکھیا  
 اور معنی نور گادول معنی شدید یوشب می مقیم یا رتھانی جو اس میں ہے علامت جمع ہر  
 ارض معنی ارض صلاوت مرکب ہے دو لفظوں سے صل جس کے معنی میں نل و سایہ اور  
 ماوت سے جس کے معنی ہیں موت تو صلاوت کے معنی نل الموت ہوئے محاورہ طلت  
 شدید ہے جب ارض سے متصل ہو تا ہے یعنی ارض صلاوت تو کہنا یہ ملک عرب سے  
 ہوتا ہے اولاً معنی اس کے وہ ریگستان ہوتا ہے جس میں راہ نہ ہو تو وہ راہ نہ ملنے  
 سے شبیہ ہوتا ہے اندھیرے کے کہ اس میں بھی راہ نہیں ملتی چنانچہ ایسے ریگستان کو  
 ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ارض ما فیلیا ما فیل اندھیرے کو کہتے ہیں جیسے ہر بار  
 ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ معنی ریگستان لیکن جب معرف ہوتا ہے تو مقصود اس سے ملک عرب  
 ہوتا ہے ایسا ہی گزنیس نے بھی لکھا ہے کی طرف زمانی ہے جو اوجہل چلنے میں  
 بیوں کے کندھے پر رہتا ہے ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ بول بوجہ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶  
 حربہ کبھی معنی تازیانہ و درہ آہ سزا خراپا ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ شجہ کندھا خراپا ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶  
 شیط سوتا لائو بالخصوص چرواہے جو جانور مانکنے کو رکھتے ہیں ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶  
 پیادہ سپاہی ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ سون نل بھراجو تاجو میشر لشکری پہنتے ہیں ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶ ۶۶





یا ارض اسرائیل میں ہمیشہ شریعت جاری رہی بڑھایا تو نے اس قوم کو نبی سرور اس کا زیادہ کیا تو نے تیرے سامنے خوشی کریں گے جیسا ایام بہار میں جب وہ خوشی کریں گے بے تقسیم غنیمت : ملک عرب جہاں برابر جہالت تھی پیغمبر خدا کے زمانہ میں اس قوم پر نور شریعت چمکا اور ان لوگوں کو ہر طرح کا سرور حاصل ہوا اور قسمت غنایم حظ وافر پایا یہ سوائے زمانہ ہمارے پیغمبر کے کسی پر منطبق نہیں ہے ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ ہر مینا ہو گئی جس کے معنی ہیں بڑھایا تو نے اس قوم کو۔ اس لفظ کو لحاظ کرو کہ یہی لفظ خدا نے حضرت اسماعیل کی نسبت استعمال کیا تھا جہاں کہا ہے کہ میں اس کو بڑھاؤں گا اور اس کو بڑی قوم کروں گا باد باد جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے البتہ وہاں صیغہ مشکم ہے اور یہاں مخاطب پس حضرت اشعیا خبر دیتے ہیں کہ اُس خبر کے پورے ہونے کا زمانہ قریب آیا قسمت غنایم ایک نشان اور زیادہ کیا کہ اس کی گردن کے طوق اور کندھے کی لٹھی اور اس کے حاکم کی چھڑی کو تو نے توڑ دیا بوقت معرکہ مدین یا مثل واقعہ مدین۔ جو حضرت موسیٰ کے وقت میں ہوا تھا اس فتح کے بعد بنی اسرائیل ہمیشہ مظفر و منصور رہے یہاں تک کہ تمام ملک شام پر تسلط ہو گیا گردن کے طوق سے مقصود اوہام اور ظنون باطلہ ہیں جو بوجہ اصنام پرستی ان کو لاحق تھا اور اس کی وجہ سے تکالیف لغو و باطل جیسے قتل نبات وغیرہ اس قوم نے اپنی گردن پر لیا تھا اُس سے زمانہ پیغمبر میں آزاد ہو گئے اور کندھے کی لٹھی سے مراد اُن کی قرآنی و بیدردی ہے کہ اُس سے بھی وہ قوم ببرکت نفس قدسی ہمارے پیغمبر کے پاک وصات ہوئے اور اُن کے حاکموں کی چھڑی سے مقصود غیر قبول کی حکومت ہے کہ وہ اس سے بھی آزاد ہو گئی تھی اور عجب نہیں کہ مراد اُس سے تسلط شیطان ہو جیسا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ شیطان جزیرہ عرب سے نکل گیا مقصود آیت یہ ہے کہ وہ قوم جو ہمیشہ شیطان کے پھندے میں رہی اس سے آزاد ہو کے سیدھی سادی ملمان ہو گئی۔ مدین کے معرکہ سے مقصود جنگ بدر ہے کہ اُسی وقت سے ترقی اسلام ہوئی مدینہ طیبہ

مسکن حضرت شعیب اور ان کی اولاد کا تھا چنانچہ حضرت شعیب کا نام عبرانی میں شہر و تھا اور یہ مدینہ انھیں کے نام پر آباد ہوا یثرب اب تک اس کا نام ہے واد اور بار موحہ بسبب قرب مخرج کے اکثر متبادل ہوتے ہیں انصار ان کی اولاد میں ہیں چوں کہ ان کی اولاد حضرت موسیٰ کے ساتھ رہتی تھی اس لئے بنی اسرائیل کہلاتی تھی چنانچہ انصار اب تک اپنے کو بنی اسرائیل کہتے ہیں ورنہ دراصل وہ شعیب کی اولاد ہیں اس لئے حضرت اشعیانے جنگ بدر کو یوم مدین سے تعبیر کیا ہے عجیب نہیں کہ یوم مدین سے مقصود جنگ خندق ہو جس کے بعد کفار کو طاقت حملہ مسلمانوں پر نہ رہی ہدیان کے اصل معنی ہیں فتنہ و فساد اس جنگ میں کل قبائل عرب اور یہود نے باہم ہو کر فتنہ برپا کیا تھا بلکہ سب سیاہی مترزل ہوں گے اور لباس خون آلودہ بلکہ جل بھیں جائے گا۔ یعنی جو ٹریں گے تہ تیغ ہوں گے جب پیدا ہوگا ہمارے لئے ایک بیٹا اور ہوگی خلافت اس کے کندھے پر جس کا نام ہوگا پلّی یوحنا ایل گبور اہل عدسہ شام یعنی آیات مذکرہ میں جو خبر دی گئی ہے اس کا ظہور جب ہوگا کہ ایک لڑکا ایسا و ہاں پیدا ہوگا جو خلیفہ ہوگا اور اس کے یہ اسماء ہوں گے شرح ایک ایک نام کی ضروری ہے چنانچہ پہلی اس لفظ کے معنی ہیں عجیب بنی حبشی بات پیغمبر صاحب کا معجزہ ہونا تو ظاہر ہے قطع نظر اس کے آپ کی پیدائش کے وقت میں بہت عجائبات ظاہر ہوئے تھے کسریٰ کے ایوان کے منگڑ گر گئے فارس کی آگ بجھ گئی جو مدت دراز سے افراتہ تھی مکہ کے بت سرگوں ہو گئے تھے عجیب نہیں کہ یہ وہی پیمبر ہو جو حضرت ہاجر نے خواب دیکھا تھا مکاشفہ اشعار میں اہل مکہ کی جگہ لام واقع ہو گیا۔

۷۱۱۱ یوحنا اس کے معنی ہیں ہادی و واعظ ہدایت و وعظ تو آپ کا کام تھا چنانچہ آپ مہاد کی باتیں بتاتے تھے یہی آپ کی وعظ تھی بخلاف انبیاء سابق کے یعنی آپ دونوں سے ڈراتے تھے اور حبت کی بشارت دیتے تھے چنانچہ قرآن میں آپ کا نام بشیر و نذیر ہے یہی معنی ہیں یوحنا کے یہاں اس کے معنی ہیں قوی جو آپ کے اسماء میں سے ہے و اب ہم



عَاوِلْ مَعْنٰی نَاوَا جِبٰی دَا ل مَعْنٰی مَسْکِیْنِ یَا تُوْمَ مَعْنٰی مَیْمِ اِیْمُوْنِ مَعْنٰی غَرِیْبِ رَا شِ مَعْنٰی عَاجِزْ مَعْنٰی  
 مَعْنٰی تَصْدِیْقِ بَشِیْخًا مَعْنٰی اَنْدَهِیْرَ اِیْمُوْطُوْطُوْ مَعْنٰی مَتَزَلْزَلْ ہوں گے مُوْبِدِیْ اَرْضِ مَعْنٰی اِسَاسِ  
 اَرْضِ مَقْصُوْدِ جِبَالِ تَرْجَمَہِ یَہْ زَبُوْرَ ہے حَاشِرْ خَوَہْ نَبِیْ کے بارہ میں خُدا کھڑا ہے قُوِی  
 (محمد) کی جَاعَتِ میں وہ ملائکہ کے درمیان عدالت کرے گا۔ کَبْ تک نَاوَا جِبٰی فِیْصِلَہ  
 کرے گا اور اَتَمَرَارْ کی خوش آمد۔ مَدَدْ کَرُوْ مَسْکِیْنِ وِ مَیْمِ کے غَرِیْبِ و عَاجِزْ کی تَصْدِیْقِ کُرُوْ  
 جِیْمَرْ اَوْ مَسْکِیْنِ و غَرِیْبِ کو ان کو اَتَمَرَارْ کے ہاتھ سے بچاؤ۔ تَمْ نہ سمجھو گے نہ خیال کرو گے  
 اَنْدَهِیْرَے میں چلو گے جِبَالِ مَتَزَلْزَلْ ہوں گے ہم نے کہا تھا تَمْ ملائکہ ہو تَمْ سب مقرب خدا  
 ہو لیکن عوام کی طرَحِ مرنے اور عوام سرداروں کی طرَحِ گرو گے۔ مُسْتَعِدْ ہوئے خَلِیْفَہ  
 اَوْ رَزِیْنِ پَر حُکُوْمَتِ کر کہ تُو سَبْ قِبَالْ کا مَلِکْ ہو گا۔ خَلاَصَہُ کَلَامِ حَضْرَتِ دَاوُدِیْہے کہ  
 محمد کی جَاعَتِ میں خُدا مَعِیْنِ ہے گا وہ یعنی محمد ملائکہ کے جرگہ میں عدالت کرے گا  
 یعنی اِسْ کے صحابہ مَلِکِ سِیْرَتِ ہوں گے اِبَاسْ و قَتْ کے یُوْدِ کی طرَفِ خُطَابِ ہے  
 کہ تَمْ لوگ کَبْ تک اَمْرَ نَاوَا جِبٰی پَر قَاَمْ رہو گے با و جُوْدِ آیاتِ بَنِیَاتِ کے اپنے بہیودہ  
 خیال کو نہ چھوڑے گا اور بہ تَبِیْعَتِ اَشْرَارِ سچے نبی کی تَصْدِیْقِ نہ کرے گا۔ مَدَدْ کَرُوْ مَیْمِ کی  
 اور اِسْ کی تَصْدِیْقِ کر دہمیشہ یُوْدِ جَانِبِ دَا رِ دِیْگَرِ کُفَا رِ رہے اِسْ نے یہ خُطَابِ ہے  
 اِسْ کے بعد کہتا ہے کہ نہ سمجھو گے اَنْدَهِیْرَے میں چلو گے قرآن جو نور ہے اُسْ کی  
 پیروی نہ کرے گا تمھاری س حرکت سے پہاڑوں کو لرزہ لے گا کہا کہ ہم نے کہا کہ تَمْ مَلِکِ  
 سِیْرَتِ مَتَبِعْ و حِیْ ہو قرآن کی تَبِیْعَتِ کر دے گا مگر تَمْ لوگ عوامِ اِنْسَانِ کی طرَحِ مرو گے  
 قرآن میں جابجا ہے یا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اذْکُرُوْ لَہُمْتِیْ اَلَّتِیْ اَلْعَمْتُ عَلَیْکُمْ دَآئِیْ  
 فَضَلْتُکُمْ عَلَی الْعَا مِلِیْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِآیَاتِیْ ثَمْنَا قَلِیْلًا یعنی تھوڑے نفع کے  
 لئے ہماری آیات کے مَعْنٰی نہ بدلو۔ اِسْ کے بعد پیغمبر کی طرَفِ خُطَابِ ہے کہ اے بادشاہ  
 مستعد ہو اور زَمِیْنِ پَر حُکُوْمَتِ کر کہ تو وارثِ اقوام ہو گا خُدا کی طرَفِ یہ اشارہ ہو نہیں سکتا۔

کہ وہ ہر وقت مالک ہے اور کسی پر منطبق نہیں ہے ﴿بَلَدٌ﴾ گیتور کے معنی ہیں  
 شجاع بہادر آپ کی شجاعت اظہر من الشمس ہے علاوہ بریں جبار بھی آپ کو کہتے ہیں  
 ﴿بَلَدٌ﴾ ابی عدو ترجمہ ابوالقاسم ہے کیوں کہ تقسیم غنائم آپ کا کام  
 تھا اور نیز آپ کی شہریت دائمی تھی ﴿بَلَدٌ﴾ ﴿بَلَدٌ﴾ سرشادوم اس کے معنی  
 ہیں سید اسلام آپ کے سید اسلام ہونے میں جائے گفتگو نہیں سرشادوم کے معنی ہیں  
 سید السلام سلام مکہ کے اسمارتے ہے آپ کا سید کہے ہو نا مسلم ہے بعض علماء رشل  
 گزنیں وغیرہ کہتے ہیں کہ سرشام وہی شعیلو ہے ۔ اس خلافت کی ترقی اور سلامت ہونے  
 کے لئے اتہا نہیں داؤد کے تحت و سلطنت پر اس کی درستی اور سرسبزی کے لئے ساتھ  
 عدالت اور راستی کی ابد تک خدا کی ناراضی یہ کرے گی ۔ معنی آیت واضح ہیں آپ کی

۱۵ اس زبور میں آپ کی بشارت بہت واضح ہے عنوان اس کا فرمودہ آسان ہے آسان کے تین معنی ہیں فصیح و بلیغ  
 و حاشہ یعنی جو جمع و اکٹھا کرے آپ نبی بھی تھے فصیح بھی اور قبائل عرب جو مختلف و سخت تھے آپ ہی کے  
 وقت میں اکٹھا ہو گئے تھے کلمہ توحید میں سب شریک تھے آپ کے ساتھ جاں نثاری میں ایک تھے چنانچہ آپ کا  
 نام حاشہ تھا یہ صفت آپ کی حضرت یعقوب نے بھی بیان کی ہے خلاصہ یہ ہو کہ یہ زیور ایسے نبی کے حق میں ہے جو  
 فصیح اور حاشہ اقوام ہو گا اس کے بعد آپ کا نام ایل جو مراد قوی ہے قوم ہو کہتا ہے کہ فرشتے قوی یعنی محمد  
 کی جماعت میں قائم ہوں گے یعنی اس نبی کی جماعت میں ملائکہ نازل ہوں گے چنانچہ جبریل پیشتر آیا کرتے تھے  
 اور بعض نبیوں میں بھی مدد کو آئے تھے جس کی حکایت قرآن میں ہے اور یہ جو کہتا ہے کہ ملائکہ کے  
 زمرہ میں حکومت کرے گا اس سے مراد ہو کہ اس کے صحابہ ملک سیرت ہوں گے ﴿بَلَدٌ﴾ ﴿بَلَدٌ﴾ ﴿بَلَدٌ﴾  
 ﴿بَلَدٌ﴾ بقرہ ابوبہیم پیشو ط اس عبارت کے ایک معنی اور ہیں شرح اس کی یہ ہو بار موحہ جو کل  
 میں ہو اس کے معنی ہیں مطابق و موافق اور قریب معنی ہیں خیال و راہو ہم کے معنی ہیں ملائکہ اور پیشو ط کے معنی ہیں علم و حکم  
 تو معنی فقرہ یہ معنی کے مطابق دل خواہ خیال ملائکہ کے علم نے گامی اس کا حکم یا بار ملائکہ ہو گا چنانچہ سب اوقات آپ حکم  
 لینے میں انتظار و محی کرتے تھے بعد نزول وحی حکم دیتے تھے چہ تیری آیت میں ہر اسرائیل سے کہتا ہو کہ مسکین و یتیم کی مدد کرو  
 اور مدد یتیم و عاقر بر ایمان لاؤ آنحضرت یتیم ضرور تھے اور زردار بھی اور رحم دل بھی اور سبب مرہونے کے عجز بھی تھا ایمان  
 لانے کی ہدایت ہوئی کوئی دوسرے معنی نہیں ہو سکتے ایسا یتیم جس نے دعویٰ نبوت کیا ہو اور تصدیق کی ضرورت ہو سولے  
 آنحضرت کے ہونے ہو گا باتی واضح ہو ۔ اس پر کہ ایراد سے حرف نامی قد مقصود تھا کہ آپ کا نام قیوم حضرت اشعیا نے بیان کیا جیسا داؤد نے  
 اب پسلی میں نبی گوئی کی طرف متوجہ ہونے اور شرح اسماء مذکورہ کرتے ہیں ۱۲









جو کچھ میں اُسے حکم کروں گا اور جو کوئی مری بات نہ مانے گا جو وہ کہے گا  
 میں اس سے سمجھ لوں گا۔ قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل حوریب پہاڑ کے گرد جمع تھے  
 حضرت موسیٰ کے ساتھ اُس پہاڑ پر برق چمکی بڑے زور شور سے آواز ہوئی اس  
 میں عشر کلمات سُننے گئے تمام حاضرین نے سنا اور اس پر ایمان لائے لیکن  
 اُس برق و رعد سے وہ بہت ڈرے اور کہا کہ اس کے دیکھنے اور سُننے کی  
 ہم کو تاب نہیں اس پر یہ حکم ہوا جو لکھا گیا اس سے یہود وہ مطلب نکالتے  
 ہیں جو اوپر گذرا ان آیات کے بعد یہ ہے کہ اگر کوئی جھوٹ دعویٰ نبوت  
 کرے تو وہ مار ڈالا جائے گا اس کو یہود حضرت عیسیٰ پر بٹھلاتے ہیں جو اوپر  
 خلاصہ ہے توراۃ اور اس کی تفاسیر کا جو یہود کرتے ہیں لیکن وقت نظر سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ بہ مطلب نہیں ہے کیوں کہ مطلب ان کا یہ ہے کہ کوئی خاص نبی  
 مراد نہیں بلکہ جملہ انبیاء بنی اسرائیل مراد ہیں حالاں کہ ۵ آیت گزشتہ کی اخیر  
 میں لکھا ہے کہ تم اس پر ایمان لانا۔ تورات پر تو وہ ہمیشہ ایمان رکھتے تھے  
 اس پر ایمان لانے کی ہدایت کی ضرورت نہ تھی جملہ انبیاء بنی اسرائیل اُسی  
 تورات بموجب ہدایت کرتے تھے ہاں نئی شریعت کو ماننا دشوار تھا اس لئے اس  
 کے ماننے کی ہدایت ضرور تھی اور ۱۸ آیت میں یہ لکھا ہے کہ میں اپنا کلام اس کے  
 مُنہ میں دوں گا وہ میرے احکام اُن سے کہے گا اس سے ظاہر ہے کہ  
 کلام جو اُس بنی کو دیا جائے گا اس میں احکام ہوں گے صاحب احکام و شریعت بنی  
 بنی اسرائیل میں سوائے موسیٰ کے نہیں ہوا۔

וְהָיָה כִּי יִשְׁמַע ה' אֶת קוֹל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַע ה' אֶת קוֹל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַע ה' אֶת קוֹל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַע ה' אֶת קוֹל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל

بَقْبُو وَدَبْرَا لَيْتُمْ اِنْ كُلَّ اَشْرَاضٍ لَوْ تَرْجَمُهُ اُنَّ كَلَامِ اس كے لئے بنی قائم کر دیں گے  
 اُن کے بھائیوں میں سے تیرا سا اور دوں گا اپنا کلام اس کے منہ میں کہ وہ کہے  
 اُن سے جو کچھ میں اس کو حکم دوں گا سورہ نجم میں اس کی طرف اشارہ ہوتا ہے  
 عَنْ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وُحْيٌ يُوحٰی عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰی ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی  
 ترجمہ۔ اپنے دل سے نہیں کہتا وہ تو وحی ہے جسے سکھایا ہے بڑے قوی محکم نے  
 تب ٹھیک ہوا یعنی خدا جو اس سے کہہ دیتا ہے وہ بیان کرتا ہے اپنے دل سے  
 نہیں کہتا خدا ہی کے سکھانے سے وہ راست ہوا ہے جیسا حضرت آدم کو کہا  
 عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ﴿۶۷﴾ ﴿۶۸﴾ مِصْوٰہِ عِبْرٰنِی میں حکم کو کہتے ہیں۔  
 ﴿۶۹﴾ ﴿۷۰﴾ اَصُو لَوْ اُسی سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں میں اُسے حکم دوں گا  
 اس قصہ کو خیال کرنا چاہئے کہ شریعت بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے زمانہ میں  
 معرفت فرشتہ کی دی گئی برق و رعد سے وے خوف زدہ ہوئے اور یہ درخواست  
 کی کہ ہم کو اب شریعت اس طور سے نہ ملے غالباً یہ اس بنا پر رہا ہو گا کہ حضرت  
 ابراہیم واسحق و یعقوب کے بیانات سے ان کو معلوم تھا کہ ایک بنی صاحب شریعت  
 بنی اسمعیل سے ہو گا توجیب درخواست ان کی نسبت شریعت کے تھی تو عام انبیاء  
 بنی اسرائیل اس سے مراد نہیں ہو سکتے کہ وہ صاحب شریعت نہ تھے بلکہ وہ  
 لوگ بموجب احکام تورات کے خود عمل کرتے تھے اور دوسروں کو ہدایت کرتے  
 تھے چنانچہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل علاوہ ہیں اس  
 بنی کا یہ نشان بتایا گیا کہ وہ مثل موسیٰ ہو گا۔ یہود کا یہ کلام کہ مماثلت سے مقصود  
 یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے ہو گا صحیح نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ اسی کتاب کے  
 اخیر میں ۱۰ آیت سے ۱۲ تک یہ لکھا ہے کہ جسے یہود تسلیم کرتے ہیں۔ غرض بنی  
 نے روح القدس سے لکھا ہے ﴿۱۲﴾ ﴿۱۳﴾ ﴿۱۴﴾ ﴿۱۵﴾ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾ ﴿۱۸﴾ ﴿۱۹﴾ ﴿۲۰﴾



اور اگر مضارع پڑا ہے تو اس کے معنی ماضی کے ہو جاتے ہیں یہ واو کثیر الاستعمال ہے اور یہاں ماضی پر ہے تو معنی آیت یہ ہوں گے کہ نہ قائم ہوگا۔ ابدانی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کا سوا مطلب حضرت عزرا کا یہ ہے کہ بنی موعود جس کا وعدہ ۱۸ باب کی ۱۵ آیت میں ہے وہ بنی اسرائیل میں سے نہ ہوگا ایسا لگاتار مت کرو خصوصاً **لَا تَزِدْ لَهُ عُدَدَ** کے لفظ پر لحاظ کرنا چاہئے۔ عود کے معنی ہمیشہ کے آئے ہیں مراد **لَا تَزِدْ لَهُ عُدَدَ** **بِأَيِّ حِيلَةٍ** **وَلَا بِأَيِّ حِيلَةٍ** **وَلَا بِأَيِّ حِيلَةٍ** نے اپنی نعت میں لکھا ہے دونوں مقام کے ملانے سے مطلب واضح ہو گیا کہ حضرت موسیٰ نے خبر دی تھی کہ ایک پیغمبر میرا سا بنی اسمعیل میں ہوگا تم اس پر ایمان لانا۔ اس پر وعید بھی ہے کہ ایمان نہ لاؤ گے تو میں سمجھ لوں گا باوجود اس کے فسوس ہے کہ یہود ان آیات باہرہ پر بہ تحریفیات معنویہ عمل نہیں کرتے اس سے صاف ہو گیا کہ اس سے حضرت عیسیٰ مراد نہیں ہیں تمثیل موسیٰ کسی پر صادق نہیں آتی سوائے محمد کے۔ دیکھو جس طرح حضرت موسیٰ نے عصا کو سانپ کر دکھایا اس طرح ہمارے پیغمبر نے سنگریزوں سے تیسع پڑھایا جس طرح موسیٰ نے سمندر پہاڑا اس طرح معجزہ شق القمر ظاہر ہوا جس طرح موسیٰ نے بارہ چشمے پانی کے پتھر سے جاری کئے اس طرح ہمارے پیغمبر کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا تھا جس طرح حضرت موسیٰ کی دعا سے قارون زمین میں دھنس گیا تھا اس طرح سراقہ بھی حضرت موسیٰ مثل پیغمبر کے بڑے حلیم تھے جس طرح موسیٰ کو ہمیشہ کفار سے بڑی لڑائی تھی ویسا ہی آنحضرت کو بھی قتال پیش رہتا تھا اور کہاں تک لکھوں اس تمثیل کے لئے ایک رسالہ علیحدہ مرتب ہونا چاہئے احکام تورات و قرآن کے بہت ملتے ہیں اصول میں فرق نہیں ہے فروعات میں بسبب تبدل ادوار کے تفاوت ہوا ہے۔ سورہ احقاف میں اسی کی طرف اشارہ ہے **قُلْ اَرَايَكُمْ اِنْ كَانَ مِنَ عِنْدِ اللّٰهِ**

وَكُفِّرْ تُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ قَا مَنَّ وَاسْتَغْنِي  
 إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ترجمہ تو کہہ دیکھو تو اگر یہ خدا کی طرف سے  
 ہوا اور تم نے اس کو نہ مانا باوجود دے کہ بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس کے مثل کے گواہی  
 دے چکا ہے اور اس پر ایمان لایا ہے اور تم نے گھمنڈ کیا تو کیا تم ظالم نہیں ہو بلا شک  
 خدا ظالم کو کامیاب نہیں کرتا خلاصہ اگر یہ سچے نبی ہوں اور تم نے نخوت سے اُن کو  
 نہ مانا باوجود شہادت موسیٰ تو پھر تم ظالم ہو گے اور مستحق وعید اور نسبت جھوٹے نبی کے  
 جو آیت میں تذکرہ ہے وہ سلیمہ کتاب واسود عیسیٰ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ صحابہ نے  
 اس آیت کی تفسیر کی اور اُن کو قتل کیا اسی باب کی ۲۱ آیت میں خدا نے جھوٹے سچے نبی  
 کی ایک شناخت بتائی ہے کہ اگر اُس کی خبر مطابق واقع کے نہ ہو تو سمجھو کہ وہ نبی جھوٹا  
 ہے پیغمبر نے جو خبریں اس میں سر مو فرق نہ ہو اقلائے بدر کی مقامات قتل کو بتا دیا  
 تھا اس میں ایک انگل کا تفاوت نہ ہو آیت اَنَا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا کو لحاظ کرو اس  
 کی بسط و شرح میں مصروف نہیں ہو سکتا ورنہ کتاب طویل ہو جائے گی پس ایسے نبی  
 کو بموجب حکم قورات جھوٹا کہنا کفر ہے شعر

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلَى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اب یہاں ہم ایک خبر جو حضرت موسیٰ نے اپنی موت سے پہلے دی تھی بمنا مقام  
 لکھ دیتے ہیں موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۳ باب کی ۲ آیت ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸  
 ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰  
 ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰  
 ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰  
 ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰  
 ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰  
 ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰  
 ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰  
 ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰  
 ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰  
 ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰  
 ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰  
 ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰  
 ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰  
 ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰  
 ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰  
 ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰  
 ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰  
 ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰  
 ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰  
 ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰  
 ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰  
 ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰  
 ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰  
 ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰  
 ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰  
 ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰  
 ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰  
 ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰  
 ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰  
 ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵



علی الصباح کچھ زادراہ ہاجر کوئے کر رخصت کیا دروانہ ہوئے اور بیر سبع کی میدان میں مہوت ہوئے و ہاں پانی ختم ہو گیا تب چھوڑ دیا اس نے بیٹے کو کسی درخت کے نیچے اور ہٹ کے کچھ دُور جو ان کے سامنے بیٹھے ایک تیر پر تاب کے فاصلہ سے اس خیال سے کہ اس جان کی موت کا صدمہ نہ دیکھوں اور چلا کے رونے لگی تب خدا اس جوان کی دعا کی طرف متوجہ ہوا اور فرشتہ آسمانی نے ہاجر کو پکار کے کہا کیا ہے ہاجر مت ڈر خدا نے اس جوان کی دعا قبول کی مطابق اس کی حال کے اٹھ اس جوان کو اٹھا اور اپنا احسان اس کے ساتھ محکم کر کہ اس سے بڑی قوم کے لئے قائم رکھوں گا (گوی گادول سے مراد محمد بن حنیث العدو تو مقصود یہ ہوا کہ اسی محمد کو پیدا کروں گا) پھر فرشتہ نے ہاجر کی آنکھ کھول دی درکنواں مل گیا پھر تو ہاجر نے مشک بھری اور جو ان کو پلایا پھر فرشتہ اس کے ساتھ اور وہ جو ان معزز ہوا اور عرب میں قیام کیا اور شکار دوست ہوا اس نے فاران کے میدان میں سکونت اختیار کی اب یہاں چند امور لایق بحث ہیں اول بیر سبع کون مقام ہے جہاں ہاجر پر نشان ہوئی تھیں میرے نزدیک وہ مقام صفا مروہ ہے میر عمرانی و عربی میں کوئے و جاہ کو کہتے ہیں سبع سبع عمرانی و عربی میں سات کو چونکہ ہاجر صفا مروہ کے بیچ میں سات مرتبہ دوڑی تھیں جس کے بعد زفرم کنواں ملا تو اس میدان کو خدا نے بیر سبع سے بیان کیا اب تک اہل اسلام بین الصفا والمروہ سات مرتبہ سعی کرتے ہیں۔ یہ رسم برابر قریش میں بطور یاد دگاری جاری ہے حضرت اسمعیل و ہاجر کا حال جو کچھ ان کی اولاد سے ملے وہ موثق ہے اُس سے جو دوسری قوم سے ملے ان بزرگوں کا حال مسلمانوں میں بہت بسط و شرح سے مشہور ہے یہ واقعہ یعنی ہاجر کا پر نشان ہونا اور غلبہ تشنگی اور نمود زفرم بین الصفا والمروہ مشہور ہے لہذا نیز سبع جو اس آیت میں مرقوم ہے اُس سے مقصود بین الصفا والمروہ ہے یہود نصاریٰ بیر سبع سے وہ مقام اراد



کرتے ہیں جو ملک شام میں واقع ہے گرنیس میں لکھا ہے کہ اس نام کے چھ سات مقام ہیں  
یہود و نصاریٰ سے بیرسبع کی تین میں غلطی ہوئی بیرسبع جو شام میں ہے وہاں متعدد  
کوئیں ہیں اور حضرت ہاجر اس میدان میں حضرت ابراہیم کے ساتھ برابر درو گوشت میں  
رہتی تھیں وہاں ان کو پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اور پانی بھی نایاب نہ تھا  
ہاں بین الصفا و المروہ ایسا ہی مقام تھا جہاں پانی کے لئے انسان متوش و پریشان  
ہوتا۔ علاوہ ۲۰ آیت میں مذکور ہے کہ قیام کیا مدبار میں مدبار عبرانی میں  
میدان کو کہتے ہیں گرنیس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ جب معرف ہوتی ہے تو اس سے  
مقصود عرب ہوتا ہے اور یہاں بھی معرف ہے لہذا اس کا ترجمہ ہم نے عرب  
کیا ہے پس سیاق کلام سے پیدا ہے کہ بعد اس واقعہ کے ہاجر و خیرہ نے قیام  
عرب میں کیا بس بیرسبع کو ملک شام میں نہیں ہونا چاہئے بلکہ عرب میں اور عرب  
میں کوئی مقام اس نام سے مشہور نہیں ہے اسی کے بعد مذکور ہے کہ اس نے  
فاران کے میدان میں سکونت اختیار کی ان بیانات سے واضح ہو گیا کہ فاران  
میدان مکہ ہے جہاں حضرت اسمعیل رہتے تھے۔ حضرت اسمعیل و ہاجر کا مزار بھی مکہ معظمہ  
میں حطیم کے قریب ہے لہذا فاران جہاں حضرت اسمعیل رہتے تھے سوئے مکہ معظمہ  
کے دوسرا مقام نہیں ہو سکتا اس مقام سے حضرت اسمعیل کی نبوت بخوبی ثابت  
ہے۔ ربی سلو مورجی نے حضرت ہاجر کی نبوت تسلیم کی ہے ایک فاران اور بھی ہے  
جو اندومیا اور فلسطین کی سرحد پر واقع ہے بلکہ بعض نے اُسے فلسطین میں داخل  
کیا ہے کچھ حصہ اُس کا ضرور فلسطین میں ہے پھر حرب بڑھی تو اُن کی اولاد حجاز سے  
شام تک بسی و مسکن گزری ہوئی چنانچہ موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۲۵ باب میں لکھا ہے  
کہ وہ حویلہ سے شورت تک آباد ہوئے حویلہ ایک شہر کا نام ہے جسے حویلہ بن یقطان  
نے آباد کیا ہے یقطان کے چند بیٹے تھے منجد اُن کے حویلہ و شبوا و حصر ماو ش

اُن کے نام سے شہر یا آباد تھی۔ حصر ماوث جسے اب حصر موت کہتے ہیں وہ ۳۷۰ جڑ  
 ۲۱ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور شبا کو اب سب کہتے ہیں یہ سب سلطنتِ مین میں واقع  
 تھی کسی زمانہ میں سلطنتِ مین بہت وسیع و پُر زور تھی شور یہ نام ہے شام کا عربی  
 میں اس کو سور یہ کہتے ہیں جس سے پسر یہ نام یونانی نکلا ہے خولہ و شور کے بیچ میں  
 علاقہ حجاز و مدین ہیں لہذا ہمیں فاران کو بھی ہونا چاہئے اس میں شبہ نہیں کہ  
 حضرت موسیٰ عربستان میں پھر اکرتے تھے۔ موسیٰ کی تیسری کتاب کے ۱۰ باب کے  
 ۱۲ آیت میں یوں لکھا ہے وَيَسْكُنُونَ بَعْلَانَ بِدَرْيَا رَانَ تَرْجِمَهُ وہ ابر فاران کے میدان میں ٹھہر گیا جب حضرت  
 موسیٰ چلتے تھے ان کے ساتھ ابر چلتا تھا جہاں وہ ٹھہر جاتا تھا حضرت موسیٰ وہاں  
 قیام کرتے تھے چنانچہ وہ ابر فاران میں ٹھہر گیا اور حضرت موسیٰ نے وہاں قیام کیا  
 یہ مقام مکہ معظمہ تھا کہ وہ ایک جگہ اطمینان کی تھی بہت عرب اُن کے ساتھ تھے اور وہ  
 حرم بھی تھا یہ امر لائق لحاظ کے ہے کہ جس فاران میں ابر ٹھہر گیا اور وہاں حضرت  
 موسیٰ نے قیام کیا کون مقام تھا وہ فاران جو ملک شام میں خواہ سرحد شام پر ہے۔  
 ہونیں سکتا کیوں کہ حضرت موسیٰ ملک شام میں گئے نہیں جب حضرت موسیٰ نے ایدو یا  
 کی راہ سے شام پر حملہ چاہا تو وہاں کے رئیس نے راہ نہ دی اور بلا غمور ایدو میا کے  
 فاران میں پہنچا دشوار لہذا وہ فاران مراد نہیں ہو سکتا پھر موسیٰ کی منازل جو اُن  
 کی تیسری کتاب باب ۳۳ میں مذکور ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ فاران جہاں  
 موسیٰ نے قیام کیا وہ علاقہ حجاز میں تھا کیوں کہ جب انھوں نے میدانِ یشبا سے  
 کوچ کیا تو قیروث میں مقام ہوا پھر وہاں سے کوچ کر کے حصیر و ث میں مقام  
 ہوا جہاں مریم کو بوجہ بے ادبی موسیٰ برص ہو گیا۔ گریٹن میں لکھا ہے کہ یہ مقام اُربیا  
 یٹریا میں واقع ہے اور حصیر و ث سے کوچ کر کے رثما میں خیمہ زن ہوئے اور رثما



اور ان کے ساتھی کیا کرتے تھے زکوٰۃ مانگا وہ بہت بگڑا اور کہا میں تو داؤد کو نہیں جانتا کون شخص ہے اس خشک جواب سے حضرت داؤد نے اس پر حملہ کیا مگر اس کی جو روح کا نام ابی غالب تھا حاضر ہو کر بہت معذرت کی اور زکوٰۃ ادا کیا کہ حضرت داؤد خونریزی سے باز آئے اور واپس گئے مگر اسی حوالی میں گشت و دورہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ بعد مرنے نابال کے پیام بھیج کر حضرت داؤد نے ابی غالب سے نکاح کیا۔ سمویل کی پہلی کتاب کے ۲۵ باب کو دیکھنا چاہئے یہاں چند باتوں پر نظر ڈالنا مناسب ہے نابال کے جواب سے کہ میں داؤد کو نہیں جانتا صاف ظاہر ہے کہ نابال ملک شام کا رہنے والا نہ تھا کیوں کہ اس خطہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو داؤد کو نہ پہچانے کیوں کہ وہ خلیفہ خدا تھے اور بادشاہ وقت کے داماد اور گائے میں بے مثل تھے اور بیشتر جدال و قتال میں رہا کرتے تھے لیکن نابال ملک غیر کا رہیں تھا وہ ان کو نہیں جانتا تھا اور گر لہجہاں وہ رہتا تھا ایک مقام ہے جو طے کے دونوں پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہے یعنی اجاوسلی کے بیچ میں وہ میتا کی اولاد کا مسکن ہے جو حضرت اسمعیل کے بیٹوں میں تھے۔ حاتم طائی اسی جوار کا تھا ایک مقام اسی نام کا ملک شام میں تھا لیکن وہ یہاں مراد نہیں ہو سکتا وہ نابال کی جواب سے منطبق نہیں علاوہ بریں اس کرل کو حوالی فاران میں ہونا چاہئے کیوں کہ حضرت داؤد نے اس گوشت کی حکایت زبور میں بھی کی ہے

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ مِنَّا وَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ فِيهَا جَبِينَ ۝

شخصیت باہر قیدار ٹھہرا میں قیدار کی خمیوں میں قیدار حضرت اسمعیل کے بیٹوں میں تھے ان کی اولاد حوالی کم میں رہتے تھے چنانچہ ہمارے پیغمبر قیدار میں تھے اور بنی اسمعیل خمیوں میں رہتے تھے جب جہاں چرا لی ہوتی تھی جا رہے تھے اس قصہ سے بھی ثابت ہے کہ فاران ملک عرب بلکہ حجاز میں واقع ہے علاوہ بریں غزوہ نے قوم حوری کو جو حوران و جبل شرہ میں کو فہ تک حکومت رکھتے تھے قتل کیا تا نخلستان

فاران اس کا ذکر پیدائش کے باب ۴ میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب  
 نمرود نخلستان فاران میں پہنچا بوجہ عظمت مکہ معظمہ کے خوزیری سے دست کش ہوئے  
 لوٹ گیا علاوہ بریں حضرت داؤد نے بنی عیص کو جو کوہ شرہ اور اس کی حوالی میں  
 رہتے تھے کہ وہ ایک قطعہ عربستان کا ہے مقص شام قتل عام کیا اور وہاں ۶۷۰  
 ٹھہرے رہے اس وقت شاہزادگان بنی عیص سے حد نامی ایک شخص معہ چند  
 اشخاص کے جو اسی قوم کے تھے بھاگ کر مدین میں گئے اور وہاں سے فاران جا کر  
 کچھ لوگ ساتھ لے کر مصر چلا گیا وہاں فرعون نے اُسے پناہ دی۔ ملائیم باب ۱۱  
 کو دیکھو اس سے قیاس ہوتا ہے کہ حد و جنوب داؤد بھاگا تھا شام میں تو وہ پناہ  
 نہیں لے سکتا تھا اور حوالی اردن سے تا کوہ بلکہ کچھ دور تک اس کے جنوب جو وہیں  
 رہتی تھیں وہ سب داؤد کے حکم سے باہر نہ تھیں وہاں پناہ نہ لے سکتا تب وہ مدین  
 گیا جو علاقہ حجاز تھا لیکن مدین کے لوگ ایسے نہ تھے جو داؤد کے حملہ کو روک سکتے  
 تب وہ مکہ معظمہ میں گئے ہوں گے وہ جگہ حملہ سے محفوظ تھی لیکن اس وادی غیر ذی شع  
 میں قیام نہیں کر سکتے تھے تو انھیں کی مدد سے مصر گئے تو اس سے متنبہ ہوتا ہے  
 کہ فاران یہی مقام ہے لیکن کل حجاز پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جب ۶۷۰  
 ۶۷۰ ۶۷۰ ۶۷۰ مدبر فاران یعنی میدان فاران بولتے ہیں تو اس سے مراد ملک حجاز ہوتا ہے او  
 ۶۷۰ ۶۷۰ ۶۷۰ ہر فاران یعنی جبل فاران سے مکہ معظمہ اور ۶۷۰ ۶۷۰ ۶۷۰  
 ۶۷۰ ۶۷۰ ۶۷۰ قادش برنیچ بھی اس کو کہا ہے اور کبھی صرف قادش، گو اس نام کا ایک  
 گاؤں اور قریب ملک شام کے واقع ہے جہاں حضرت مریم خواہر موسیٰ کا انتقال  
 ہوا۔ مکہ معظمہ کو تورات میں لفظ ۶۷۰ ۶۷۰ ۶۷۰ حُرما بیان کیا ہے حُرما زبان  
 عبرانی میں وقف کو کہتے ہیں چوں کہ وہ مسجد حضرت آدم کی بھی اس کی پہلے کوئی  
 مسجد بنی نہ تھی اس لئے بلفظ حُرما مشہور ہوئی اب بھی حرم کہلاتی ہے۔ یعنی

اس میں سوئے عبادت کے سب بات حرام ہے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ خُدا  
 بھی اس کو کہتا ہے سب کے واسطے موضوع تھا یعنی وقف تھا جو شان ہے مسجد کی او  
 دوسرا ایک شہر اس نام کا سرحد شام پر واقع ہے اس حرما کی آبادی اس وقت ہوئی  
 ہے جب حضرت موسیٰ نے قوم کنعانی پر جو دریائے اردن کے اس پار تھی فتح پائی  
 موسیٰ کی ۳ کتاب کا ۲۱ باب دیکھو اور اس حرما کا ذکر قبل فتح کے ہے اب ہم ایک  
 واقعہ لکھتے ہیں جس سے بہت سے مقامات کی تصریح ہو جائے گی ورنہ یہودیوں کی  
 جو کتب سابقہ سے خوب واقف ہوتے ہیں عند المباحثہ مغالطہ دیں گے سال دوم ماہ  
 دوم تاریخ بستم کو بنی اسرائیل نے میدان سینا سے بموجب فرمان الہی کوچ کیا۔ یہ اُن  
 کا وہاں سے پہلا کوچ تھا تین دن تک اُسے چلتے رہے لیکن کوئی مقام قیام کے  
 لئے نہ ملا صعوبت سفر سے کلمات شکایت ان کی زبان پر جاری ہوئے کہ یکا یک شکر  
 میں آگ لگ گئی پھر وہ حضرت موسیٰ کی کوشش و تدبیر سے گل ہوئی اس لئے اس  
 مقام کا نام تبعیرا یعنی سوختہ ہوا بعد ازیں غذا کے لئے ان کو صرف من ملتا تھا ایک  
 غذا کی تکرار سے ان کے طبائع کا رہا ہوئے گوشت کی درخواست کی خدا کی قدرت  
 سے دریائی بھیریں بہت کثرت سے سمندر کی جانب سے گریں اور وے بی اھیاطی  
 سے کھانے لگے اس لئے بہت لوگ مر گئے تو اس مقام کا نام جبرہ جبرہ جبرہ  
 جبرہ جبرہ قبروت ہٹاوا یعنی قبور الشہود رکھا پھر اس مقام سے کوچ کر کے جبرہ  
 جبرہ حصیروٹ میں پہنچے وہاں حضرت مریم کو برص ہو گیا تا صحت اُن کے وہاں  
 قیام رہا پھر اس مقام سے کوچ کر کے میدان فاران میں یعنی ملک حجاز میں پہنچے پھر  
 جب قادش یعنی مکہ معظمہ میں داخل ہوئے وہ ابرہہ جو اُن کے ساتھ چلتا تھا ٹھہر گیا تو  
 بنی اسرائیل نے وہاں قیام کیا اور وہاں سے بابہ آدمی جاسوسی کے لئے ملک  
 شام روانہ کیا وے لوگ شہر حبرون تک جواب خلیل کھاتا ہے اور نہر اشکول جو اس

پوربے، وہاں تک گئے اور چالیسویں دن فاران میں بمقام قادیش واپس آئے اور اپنی قوم میں اس ملک کی خوبیاں بیان کیں لیکن وہاں کی قوت و اطمینان و دیرری ایسی بیان کیا جس سے ساری قوم بنی اسرائیل خائف و بد دل ہو گئی اور قصد کیا کہ کسی کو سردار کر کے ملک مصر میں لوٹ جائیں شام کا جانا مناسب نہیں لیکن موسیٰ کی تدابیر سے ٹھہر گئے پھر اُن کو حکم ہوا کہ تم بحرا حمر کی راہ سے شام کو روانہ ہو لیکن وے آمادہ نہ ہوئے تب موسیٰ نے انھیں بہت ڈرایا اس سے وہ نہایت غمگین ہوئے اور شام کی روانگی کا اہتمام کیا لیکن دوسری راہ سے جدھر جبارین رہتے تھے حضرت موسیٰ نے بہت منع کیا مگر وے کب سنتے تھے نہ مانا روانہ ہوئے لیکن حضرت موسیٰ اور ہارون اور جو لوگ اُن کی رائے میں تھے وہیں رہے جب وہ لوگ سرحد جبارین میں پہنچے تو وہ مورخ کی طرح گر پڑی اور تارما اُن کو قتل کرتی ہوئی اُن کا تعاقب کیا موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۱۰ باب سے ۱۱ باب تک کا انتخاب ہے پھر موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۲۰ باب میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل پہلے سینے میں صین کے میدان میں جو ۳۰ درجہ ۵۳ دقیقہ عرض اور ۳۵ درجہ ۲۵ دقیقہ طول پر واقع ہے پہنچے اور بمقام قادیش ٹھہرے وہیں مریم کا انتقال ہو گیا (یہاں مہینہ تو لکھا ہے لیکن سال کا کچھ ذکر نہیں یہ قادیش دوسرا ہے جو میدان صین کے حاشیہ پر ۳۰ درجہ ۵۴ دقیقہ عرض ۳۵ درجہ ۲۲ دقیقہ طول پر واقع ۱۱ وودہ قادیش میدان فاران میں اسی مقام میں حضرت موسیٰ نے پتھر سے پانی نکالا تھا اسے قیاس ہوتا ہے کہ جب بنی اسرائیل کو جبارین کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو قے جب مرضی موسیٰ بحرا حمر کی راہ سے روانہ ہوئے اور مقام قادیش تک پہنچے پھر موسیٰ نے مقام قادیش سے جو بنی عیین کی سرحد پر تھا جو جبل ثمرہ اور اس کے حوالی میں سرحد شام میں سکونت رکھتے تھے پیام بھیجا کہ ہم تمھاری ریاست سے عبور کریں گے

کچھ تم کو ضرر نہ پہنچے گا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے کوہ ہبہ پر پہنچے جو بنی خیس کے جنوبی سرحد ۳۰ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض ۳۵ درجہ ۲۵ دقیقہ طول پر واقع ہے وہیں حضرت ہارون نے وفات پائی عربی میں اُسے جبل ہارون کہتے ہیں اور اس اطراف میں کنعانیوں سے اور بنی اسرائیل سے دو ایک لڑائی ہوئی بالآخر بنی اسرائیل نے فتح پائی اور اس اطراف کو خوب لوٹا اس لئے اس مقام کا نام حرمہا ہوا کیوں کہ حرمہا کے معنی ہیں لوٹ اب وہاں سے بنی اسرائیل نے کوچ کیا اور اوبو ث میں پہنچے اور وہاں سے عری میں اور وہاں سے نر زارد پر (یہ ندی دریائے اردن کے پورب واقع ہے جسے نر عرب بھی کہتے ہیں) پھر وہاں سے کوچ کر کے دریائے اردن کے کنارے پہنچے جو قوم اموری کی سرحد پر واقع ہے یہی دریا بنی لوط اور قوم اموری کی حد تھی مطابق واقعات گزشتہ کے حضرت موسیٰ نے اپنے خطبہ میں جو انہوں نے بعد فتح حسان کے کہا تھا بیان کیا ہے جس کا ذکر موسیٰ کی پانچویں کتاب کے پہلے سے شروع ہوا ہے اس کو ہم ذکر کرتے ہیں۔ اللہ ہمارے مبعود نے ہم سے حوریب میں فرمایا کہ قیام تمہارا اس پہاڑ میں بہت ہوا اب کوچ کرو اور اموری کے پہاڑ پر ہر طرف سے حملہ کرو تا دریا فرات اس پر قبضہ کر لو تب میں نے کہا کہ مجھ سے تنہا یہ ہم انجام ہو نہیں سکتی۔ قوم کی کثرت سے مناسب یہ ہو کہ سردارین مقرر ہوں (الغرض مقصود حضرت موسیٰ کا یہ تھا کہ جب حملہ کا حکم ہے تو لشکر مطابق قواعد جنگ مرتب کی جائے ایسا ہی حضرت شیبہؑ ان کو صلاح دی تھی لیکن چوں کہ وہ مقام محفوظ نہ تھا اس لئے حضرت موسیٰ نے مکہ معظمہ میں جانے کا تہیہ کیا جس کا ذکر ۱۹ آیت سے شروع ہے) پھر کوچ کیا ہم نے حوریب سے اور طے کیا اس تمامی بڑے بیابان بنانا کہ کو بجے تم نے معانیہ کیا کوہ اموری کی راہ سے اور پہنچے قادیش بربیع تک (یعنی مکہ معظمہ)



جب لشکر وہاں قریب ہوا سر داران لشکر وعدالت منتخب ہوئے، تب ہم نے ملک شام پر حملہ کا حکم دیا اُس وقت تم لوگوں نے یہ کہا کہ اولاً چند اشخاص بطور جاسوسی وہاں روانہ ہوں بعد دریافت حال بطور مناسب چڑھائی کی جائے چنانچہ یہ بات ہم کو پسند ہوئی اور اشخاص جاسوسی کے لئے روانہ ہوئے اور وہ دریا کے اشکول تک گئے اور واپس آئے وہاں خوبیاں بیان کیں لیکن تم لوگوں نے حملہ کرنے سے انکار کیا کتنا ہی ہم نے سمجھایا مگر تم لوگوں نے مانا بالآخر ہم نے تم کو حکم دیا کہ تم لوگ بحر احمر کی راہ سے روانہ ہو (یہ بھی اُن لوگوں نے مانا لیکن جب موسیٰ نے اُن کو نتیجہ بد سے آگاہ کیا) تب لوگوں نے کہا کہ ہم سے خطا ہوئی اب ہم چڑھائی کریں گے اور لڑیں گے (لیکن وہ لوگ جس راہ سے تجویز تھی حملہ کو آمادہ نہ ہوئے بلکہ دوسری راہ سے) پھر کتنا ہی ہم نے تم لوگوں کو منع کیا۔ تم لوگوں نے مانا پھر تو قوم اموری تم پر ٹوٹ پڑی اور کوہ شہار سے حرّ ماتک قتل کیا۔ پھر قادش میں مدت تک مقیم رہے بعد ازیں بحر احمر کی راہ ہم نے کوچ کیا جیسا تجویز تھی اور کوہ شہار کی گرد رہے۔ مدت تب خدا نے حکم دیا کہ پہاڑ کو گھیرے بہت دن ہوئے۔ اب بجاب شمال متوجہ ہو، لیکن بنی عیص سے جو کوہ شہار میں رہتے تھے احتیاط کرنا اُن کو کچھ گزند نہ پہنچے۔ پھر بیان کیا ہے کہ ہم گزرے سرحد بنی عیص سے عرب کی راہ سے ابلہ اور عیصون ہوئے پھر نہر زار د کو اتر گئے۔ قادش برنیع سے تا عبور نہر زار د ۳۸ برس گزرا تھا۔ مقصود ہمارا حکایت مرقومہ سے اسی قدر ہے کہ کوہ سینا جہاں حضرت موسیٰ نے مصر سے آئے قیام کیا تھا اور وہیں اولاً اُن کو تجلی ہوئی تھی۔ ملک شام سے بہت قریب تھا۔ ۴۰ درجہ عرض سے ملک شام شروع ہے خود بیت المقدس ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے کوہ سینا سے ایک درجہ کا فاصلہ ہی نہیں ہے حملہ وہاں سے کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن اُس وقت تک فوج آراستہ نہ تھی اُس کا آراستہ کرنا ضرور تھا۔ جس کے لئے مقام محفوظ مطلوب تھا اور کوہ سینا جو متصل مدین کے واقع ہے جہاں حضرت شیب کا مسکن تھا حضرت موسیٰ جن کی بکریاں حیرایا کرتے تھے





انار دا بخیر توڑ لئے عرض اشکول ۳۱ درجہ ۴۰ دقیقہ طول ۳۴ درجہ ۲۲ دقیقہ ہے۔

וְיָשְׁבוּ בְּתוֹרָה אֶרֶץ מִצְרַיִם  
וְיָשְׁבוּ בְּתוֹרָה אֶרֶץ מִצְרַיִם  
וְיָשְׁבוּ בְּתוֹרָה אֶרֶץ מִצְרַיִם  
וְיָשְׁבוּ בְּתוֹרָה אֶרֶץ מִצְרַיִם

וְיָשְׁבוּ בְּתוֹרָה אֶרֶץ מִצְרַיִם :

وَيَأْتِيَهُمْ تَوْرَاةُ آدَمِ يَوْمَ : وَيَتَلَوْنَهَا وَيَأْتِيَهُمْ أَلْ مُوسَى وَآلْ أِهْرُون  
وَآلْ أِهْرُون وَآلْ كَلْ عَدَثْ بَنِي إِسْرَائِيلْ مَدْبَرْ پاران قادیان (ترجمہ) تب لوٹے  
جاسوس ملک سے چالیس دن کے عرصہ میں یعنی چلے وہ پونچھے۔ موسیٰ و ہارون کل جماعت  
بنی اسرائیل کی پاس دشت فاران میں جو مقدس ہی بیان گزشتہ سے معلوم ہوا کہ جاسوس  
دشت فاران سے روانہ ہوئے تھے پھر وہیں لوٹ کر آئے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ جنوبی حد  
شام سے شمالی حد تک جا کے لوٹے تو جبرون بلکہ نہر اشکول پر جو بیت المقدس سے  
سمت دکھن ہے پھونچے اور بعد فراغ جاسوسی چالیس دن میں دشت فاران میں پھونچے  
اس سے پیدا ہے کہ فاران جنوبی حد شام سے قریب چار سو کوس کے ہے۔ اسی قدر مسافت  
مکہ معظمہ سے تا سرحد جنوبی شام ہی کیونکہ مکہ ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے اور نہر اشکول  
۳۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض پر تو فاصلہ درمیانی ۱۰ درجہ ہوا اور ایک درجہ ۶۹ میل ہوتا ہے  
بحساب میل انگریزی۔ اس حساب سے فاصلہ درمیانی ۳۴۵ کوس ہوا۔ جسے آدمی متوسط  
۴۰ دن میں سہولت طے کر سکتا ہے اور دوسرا فاران جس کا عرض ۳۱ درجہ ۱۵ دقیقہ ہے اور  
طول ۳۵ درجہ ہی نہر اشکول سے قریب ہی مراد ہونیں سکتا اور اگر کہیں کہ یہ مدت جاسوسی  
بیان ہے یعنی چالیس دن میں جاسوسی سے فراغت ہوئی جیسا سشلو موسیٰ و ہارون کہتا ہے تو  
یہ صحیح نہیں کیوں کہ اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ ملک شام شمالاً جنوباً چار سو کوس ہی متوسط آدمی  
دن بھر میں دس کوس چلتا ہے اس حساب سے چالیس دن میں تو صرف پچیس گے جنوب سے





اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ ملک جس کا عرض و طول اوپر بیان ہوا ہے چند حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو دجلہ سے پورب واقع ہے۔ اس حصہ کو یونانی میں آسریا کہتے ہیں عبرانی نام اس کا اشور ہے اسی میں شہر نینوی جو موصل سے متصل ہے بڑا شہر و کسی زمانہ میں دار السلطنت تھا۔ اسی حصہ میں نہر خابور جاری ہے۔ اس کے شمالی حصہ میں کرد و ارم واقع ہے جہاں کوہ ار راط یعنی جدی پہاڑ ہے جہاں نوح کی کشتی ٹھہری تھی اس کے جنوبی حصہ میں بغداد وغیرہ شہرین واقع ہیں جو اب عراق عرب کہلاتے ہیں۔ اسی حصہ میں شہر بابل جو نمرود کا دار السلطنت تھا واقع ہے۔ دوسرا حصہ وہ ہے جو دجلہ و فرات کے بیچ میں ہے اسے یونانی میں میسوپوٹیمیا کہتے ہیں اسی حصہ میں خابور جو راس العین سے نکلی ہے جاری ہے اور دریائے فرات میں گرتی ہے اس کو عبرانی میں خابور و کبار کہتے ہیں۔ راس العین ۶۲ درجہ ۳ دقیقہ طول ۳۶ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض زمین ستوی پر واقع ہے وہاں سے بہت چٹنے نکلے ہیں کہ ان سے مل کر نہر خابور ہے یہ پہلا شہر ہے دیار ربیعہ کا جانب دیار مضر اور حران سے دو دن راہ پر ہے حران جسے عبرانی میں حاران کہتے ہیں دیار مضر کا نامی شہر ہے ۶۳ درجہ ۳ دقیقہ طول ۳۶ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر آباد ہے اس میں صائبین کے معابد کثرت تھے اسی کی نواح میں سرعہ جس کا طول ۶۲ درجہ ۲۰ دقیقہ و عرض ۳۶ درجہ ۵۰ دقیقہ آباد ہے۔ حران سے یک روزہ راہ پر جس میں باغات کثرت ہیں دار الریاست دیار مضر کا رقت تھا جس کا طول ۶۳ درجہ ۱۵ دقیقہ و عرض ۳۶ درجہ ۳ دقیقہ العرض میسوپوٹیمیا میں دیار ربیعہ و دیار مضر جس کے شہروں سے سرعہ رہا حران رقت راس العین مار دین میثا فارقین قرقیسیا نصیبین بخار موصل تکریت وغیرہ ہیں مشہور خطے ہیں۔ تیسرا حصہ جو دریائے فرات سے پچھم ہے ملک شام ہے اس کی حد مشرقی فرات ہے اور غربی بحر فرنگ و دریائے جیحان اور حد جنوبی ملک عرب اور شمالی ٹماہیں پہاڑ یہ حصہ شمالاً جنوباً ۳۰ درجہ سے ۳۴ درجہ ۴۰ دقیقہ تک چلا گیا ہے۔ پس شمالاً جنوباً یہ حصہ یعنی ملک شام ۲۹۰ کوں ہوا۔ اس کا

بھی مدت جاسوسی شمالاً جنوباً ۴۰ دن نہیں ہو سکتی۔ اُنس جلیل میں لکھا ہے کہ ملک شام کے پانچ حصہ ہیں اول فلسطین (یہ جنوبی حصہ ہے) یہ نہایت سیر حاصل ہے یہ بجانب مصر عریش سے شروع ہوتا ہے اُس کے قریب ہے غزہ جسے عبرانی میں غزہ بعین مسمیٰ کہتے ہیں اُس کا طول ۵۶ درجہ ۲ دقیقہ ہے اور عرض ۳۲ درجہ ۳ دقیقہ اُس میں قبر باشم بن عبد مناف کی ہے وہیں تولد امام شافع ہے اُس کے متصل رملہ جس کا طول ۵۶ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے اور عرض ۳۲ درجہ ۲ دقیقہ عُسقلان جسے عبری میں اِشقلون کہتے ہیں طول اس کا ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ۱۵ دقیقہ ہے۔ یہ غزہ سے تین فرسخ ہے اور رملہ سے نو کوس یا فا جسے عبری میں یا فو کہتے ہیں طول اُس کا ۵۶ درجہ ۴۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ۲۰ دقیقہ ہے قیساریہ اُس کا طول ۵۵ درجہ ۲۰ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے جبرون ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول اور ۳۱ درجہ ۳۵ دقیقہ عرض پر واقع ہے اس میں قبر ابراہیم علیہ السلام کی ہے اسے اَنخلیل بھی کہتے ہیں بیت المقدس ۵۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول و ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے نابلس ۵۵ درجہ ۳۰ دقیقہ طول و ۳۲ درجہ ۲ دقیقہ عرض پر واقع ہے اریحا جسے عبرانی میں ہرئو کہتے ہیں ۳۱ درجہ ۵۱ دقیقہ عرض پر واقع ہے۔ اُنس جلیل میں عرض فلسطین یا فاسی اہیجا تک دودن کی راہ لکھی ہے اور طول چار دن سے کچھ زیادہ۔ شام دویم حوران جس کا بڑا شہر طبرئہ ہے اُس کا طول ۵۸ درجہ ۵۵ دقیقہ اور عرض ۳۲ درجہ ہے اسی حصہ میں شہر بصری واقع ہے جس کا طول ۶۰ درجہ ۳ دقیقہ ہے اور عرض ۳۲ درجہ ۵۵ دقیقہ۔ یہ دمشق سے چار منزل ہے۔ شام سوم غوطہ ہے جس کا بڑا شہر دمشق ہے۔ ۶۰ درجہ ۲ دقیقہ طول و ۳۳ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے۔ شام چہارم حمص اور اُس کے مضافات ہیں حمص شہر کا طول ۶۱ درجہ ۳ دقیقہ ہے اور عرض ۳۴ درجہ ۲۰ دقیقہ۔ شام پنجم قنسرين اس کا بڑا شہر حلب ہے جس کا طول ۶۴ درجہ ۲ دقیقہ ہے اور عرض ۳۵ درجہ ۵۰ دقیقہ۔ اُسی اُنس جلیل میں لکھا ہے کہ شام کی حد جنوبی



ارض حجاز ہے۔ ایلہ سرحد پر واقع ہے کہ وہ بیت المقدس سے ۸ منزل ہر  
اور حد شمالی بیت المقدس سے ۲۰ دن کی راہ۔ اس حساب سے شام شمالاً  
جنوباً ۲۸ دن کی راہ ہوا۔ جب بھی چالیس دن مدت جاسوسی نہیں ٹھہرتی۔ اب یہاں ایک گفتگو  
اور ہر کہ سیر جو اسی میدان صحن سے تار حوب جسے عربی میں رجبہ کہتے ہیں تورات میں لکھی ہے  
عرض صحن ۳۰ درجہ ۵۲ دقیقہ ہے اور عرض رجبہ یعنی رجبہ ۳۴ درجہ ۵۹ دقیقہ ہر تو فاصلہ  
درمیانی ۴ درجہ ۶ دقیقہ ہوتا ہے جسے آدمی ۱۵ دن میں قطع کر سکتا ہے اگر بخط مستقیم چلے تو  
ایابا و ذہاباً ۳۰ دن ہوئے لیکن جاسوسی رداری میں ہوتی نہیں ضرور کچھ نہ کچھ کہیں زیادہ  
بھی ٹھہرتا ہے۔ علاوہ بریں دسے جو اسیں براہ جبر دن نہراشکول لوٹے تھے جس میں پھر ہر  
تو چالیس دن کی مدت جاسوسی کے لئے کفایت نہیں کرتی پس یہ مدت جاسوسی کا بیان نہیں  
یہاں ایک گفتگو اور ہر کہ فاران کے معنی نور و تجلی ہیں تو جبل فاران سے مقصود جبل النور ہوگا  
اور ہر جبل النور چراگانام جو مکہ سے متصل ہر وہیں آنحضرت نے گوشہ نشینی کی تھی اور وہیں سے  
آغاز نبوت ہوا پس یہ کلام بڑی شدت سے شریعت کوہ فاران سے یعنی جبل حرا سے جاری  
ہوگی پورا ہوا۔ اب ہم یہاں موسیٰ کی کتاب کا پہلا باب ذکر کرتے ہیں۔

בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית  
בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית  
בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית  
בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית בְּרֵאשִׁית

ایمل ہر باریم ایشرد بڑ موسہ آل کل بسیر ایل بعیر ستر دی بمہ بار باعرا بامول سوف  
بین یارین و بین تو فیل ولابان و حصیر و و دی زاہاب۔ لغات سمندر کی نالی کو  
عربی میں صلیح اور انگریزی میں گلف کہتے ہیں یہ دین جسے عربی میں اُردن کہتے ہیں نام ہر  
ایکسندی کا جو بحیرہ زغر میں گرتا ہے اس دریا کی پچھم ارض کفان ہر اور پورب ارض گلفاد



لکھتے ہیں تقویم البلدان میں لکھا ہے بحر احمر یہ سمندر ایک موضع سے جن کا نام قلزم ہے شروع  
 ہوتا ہے یہ موضع شمالی کنارہ پر جس کا طول ۵۴ درجہ اور عرض ۲۸ درجہ و ثلث ہے واقع  
 ہے شاید یہ مقام اب سویس کہلاتا ہے یا سمندر میں غرق ہو گیا۔ کیونکہ سویس کا درجہ جواب  
 نقشوں میں درج ہے اس سے کچھ متفاوت ہے یہ سمندر قلزم سے دکھن کو جاتا ہے کچھ یورپ  
 جھکتا ہوا فصیر تک جہاں طول ۵۹ درجہ و عرض ۲۶ درجہ ہے پھر وہاں سے دکھن جاتا ہے  
 پچھم جھکتا ہوا عیناب تک جہاں طول ۵۵ درجہ اور عرض ۲۱ درجہ ہے پھر سیدھے جنوب  
 جاتا ہے سواکن تک جو ایک قصبہ ہے سودان کا جہاں طول ۵۸ درجہ اور عرض ۱۷ ہے  
 پھر وہاں سے جنوب کو جاتا ہے جزیرہ دہاک میں اوریہ اس کی ساحل غربی سے قریب ہے  
 جہاں طول ۶۱ درجہ اور عرض ۱۴ درجہ ہے۔ پھر ساحل حبشہ تک بڑھ جاتا ہے اور منداب  
 پہاڑ سے مل جاتا ہے جو کہ انتہائے قلزم ہے جانب جنوب جہاں بحر احمر بحر ہند سے ملا ہے  
 وہاں دونوں جانب پہاڑ واقع ہونے سے سمندر بہت تنگ ہو گیا ہے یہاں تک کہ اس  
 پار کا آدمی اس کنارہ کے آدمی کو دیکھتا ہے۔ اس مقام کا نام باب المنذب ہے۔ منذب کے  
 پہاڑ سودان کے میدان میں واقع ہیں اور عدن کے پہاڑ سے دوسری جانب سے مل گیا ہے  
 عدن باب المنذب سے دکھن یورپ کے کون پر ہے جانب شرقی قلزم بحر عدن سے شمال کو جاتا ہے  
 جس عدن کا طول ۶۶ درجہ اور عرض ۱۱ درجہ ہے۔ یہاں تک کہ یمن پر مردر کرتا ہوا حلی تک  
 پہنچتا ہے جس کا طول ۶۶ درجہ اور عرض ۱۹ درجہ ہے اوریہ آخر حد شمالی یمن ہے پھر وہاں سے  
 شمال کو جاتا ہے جدہ تک جہاں طول ۶۶ درجہ اور عرض ۲۱ درجہ ہے پھر شمال کو مغرب جھکتا ہوا  
 جحفہ تک جاتا ہے جو میقات اہل مصر ہے جہاں طول ۶۵ درجہ اور عرض ۲۲ درجہ ہے۔ پھر شمال کو  
 مغرب جھکتا ہوا ساحل نیج تک پہنچتا ہے جہاں طول ۶۴ درجہ اور عرض ۲۶ درجہ ہے  
 پھر پچھم اوترکی کون پر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مدین سے متجاوز ہو کے ایلہ سے مل جاتا ہے  
 جہاں طول ۵۵ درجہ ۴۰ دقیقہ اور عرض ۴۸ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے پھر دکھن کو مڑتا ہے طور کی طرف

جو قلزم کی دونوں شاخ کی بیچ میں ہے واضح ہو کہ قلزم دودھارہ ہو کر شمال کو بھی ہے ایک شاخ پیچیم ہو گئی اور ایک پورب اُن کو عربی میں ذراع خواہ لسان کہتے ہیں پس لسان شرقی کے سر پر ایلہ ہے اور لسان غربی کی سر پر قلزم اور اب سولیس ہے اور دونوں لسان کے بیچ میں جو میدان ہے اُس میں طور پہاڑ ہے پس طور اور میدان حجاز کی بیچ میں سمندر ہے بحر قلزم جب قصیر سے متجاوز ہوتی ہے تو پھیلتی ہے پورب دکھن کو یہاں تک کہ وسعت ۷۰ میل ہو جاتی ہے اُس قطعہ وسیع کو بحر کہ غزندل کہتے ہیں واضح ہو کہ جو علاقہ درمیان دو لسان قلزم کی واقع ہے اسے عربی میں تاران کہتے ہیں جیسا قاموس میں لکھا ہے اسی کوہ طور واقع ہے جس کے جنوبی حصہ کو عبرانی میں حوریب کہتے ہیں اور اس کا عرض ۲۸ درجہ ۲۴ دقیقہ ہے اور شمالی حصہ کو سینا جس کا عرض ۲۸ درجہ ۳۵ دقیقہ ہے کوہ سیرجے جبل شہرا کہتے ہیں ۳۰ درجہ ۵۵ دقیقہ اُس کا عرض ہے۔ دشت فاران کا عرض ۲۹ درجہ ۳۳ دقیقہ لکھا ہے۔ قادیس برنیج کا عرض ۳۰ درجہ ۵۴ دقیقہ مرقوم ہے یہ سب طول و عرض ایک نقشہ مطبوعہ لندن سے جو ۱۸۵۷ء میں چھپا ہے میں نے لکھا ہے اس حساب سے حوریب سے فاصلہ تا فاران ۴۲ کوس کا ہے اور سینا سے فاران تک ۳۷ کوس اور کوہ سیرجے سے فاران تک ۴۳ کوس کا اور فاران سے قادیس برنیج تک ۴۳ کوس تو حوریب سے قادیس برنیج تک ۸۵ کوس ہوا جسے انسان ۸ دن میں طے کر سکتا ہے۔ بلکہ ۶ دن میں۔ لہذا آیت میں جو قادیس برنیج مذکور ہے جس کی مسافت کوہ طور سے گیارہ دن لگے ہے ہو نہیں سکتا اور نہ وہاں حضرت موسیٰ تشریف لے گئے۔ دشت فاران جہاں بتاتے ہیں وہ سرحد فلسطین پر واقع ہے وہاں سے حملہ آسان تھا لیکن بنی عیسٰی نے جانے نہ دیا یہ مجبوری حملہ بنی اسرائیل نے ملک مواب سے کیا اور مدین کی راہ سے عبور کر کے عوج بن عوق سے لڑی تھی اور پھر ملک مواب کی راہ سے حملہ کنعان پر کیا بلکہ اہل مدین سے بھی لڑائی ہوئی اور مدین اُس فاران کی راہ میں نہیں پڑتا جو سرحد فلسطین پر واقع ہے اگر روانگی کوہ طور سے ہو۔

ربی سلمان یرجی نے جو اس آیت کی تفسیر کی ہے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ حوریب یعنی کوہ طور سے  
 تا قادیش برنیع گیا "رہ دن کی راہ تھی اُسے تم نے سیرت نورانی تین دن میں طے کی لیکن  
 حساب جو اُس کا لکھا گیا ہے وہ صحیح نہیں لکھا ہے کہ ۲۰ ماہ ایار کو بنی اسرائیل نے حوریب سے  
 کوچ کیا کیونکہ اُن کی روانگی کسی مقام تورات میں دوسری سال خروج کی دوسرے  
 مہینے کی ۲۰ تاریخ بیان ہوئی ہے اور سیوان کی ۲۹ تاریخ کو جو اسی ملک شام کو روانہ  
 ہوئے (تو یہ جملہ چالیس دن ہوئے) اس میں سے ۳۰ دن منہا ہونا چاہیے کیونکہ بنی اسرائیل  
 ایک ماہ قبروث میں مقیم رہے کیونکہ لکھا ہے کہ ایک ماہ انھوں نے گوشت کھایا اور گوشت  
 اُن کو قبروث میں ملا تھا اور سات دن مریم کی وجہ سے حشروت میں مقیم رہے یہ سات دن  
 بھی منہا ہونا چاہئے پس جملہ ایام منہا شدہ ۳۷ ہوئے پس ۳ نکال ڈالنے سے چالیس  
 ۳ باقی رہے کہ وہی ایام قطع مسافت ہیں حوریب سے قادیش برنیع تک انتہی: اس میں  
 نقص یہ ہے کہ ایار بنی اسرائیل کی سال کا دوسرا مہینا نہیں ہے بلکہ پہلا مہینہ ہے یوڈتشری،  
 حشوان، کسلو، طیبث، شباط، ادار، نیسان، ایار، سیوان، تمور، آب، ایلول  
 دوسرے یہ امر غیر ثابت ہے کہ بنی اسرائیل جس روز قادیش میں پہنچے اُس کی صبح کو  
 جو اسیں روانہ کیا۔ علاوہ بریں یہ امر ضرور نہیں کہ انھوں نے جو ایک مہینہ گوشت کھایا  
 تو قبروث میں ٹھہر کے کھایا۔ جائز ہے کہ راہ چلنے میں بھی کھاتے ہوں، پس قادیش برنیع  
 سے مقصود مکہ معظمہ ہے اسی وجہ سے انھوں نے قادیش برنیع کے ترجمہ میں یہ ہے ۱۰  
 ۶۶۶ ۶۶۶ رِیعام گینا لکھا ہے رِیعام کے معنی ہیں خالی اور گینا معنی وادی یعنی  
 وادی غیر ذی زرع جو حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کی نسبت فرمایا تھا کہ مکہ معظمہ کا عرض  
 ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ ہے اور عرض حوریب ۲۸ درجہ ۲۴ دقیقہ تو فاصلہ درمیانی ۶ درجہ  
 ۲۴ دقیقہ ہوا جو حساب سے ۲۴۸ کوں ہوتا ہے جسے آدمی لہولت ۲۴ دن میں قطع کر سکتا ہے  
 اور حضرت موسیٰ رات دن برابر چلتے تھے۔ اس لئے دن کو ابراہیم نے گئے رہتا اور رات کو

قدرتی نور رہتا ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے مسافت سینا سے قادیش تک ۱۱ دن کی بیان کیا۔ ابن خلدوں نے لکھا ہے کہ بحر قلزم کی پورب ملک مین ہے۔ پھر حجاز پھر مدین اور ایلہ اور اس کے اخیر میں پاران ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ قلزم سولیس کے پاس ختم ہو جاتا ہے بعد سولیس کے فاران اور بعد اس کے طور بعد اس کے ایلہ ایسا ہی عربی جغرافیہ میں مرقوم ہے۔ الغرض تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ فاران سرحد شام پر فلسطین سے دھن ایک میدان کا نام ہے لیکن وہ کوئی مشہور مقام نہیں ہے نہ وہاں کی کوئی یادگار ہے یہیود کے بیانات سے اس کی نمود ہے تورات کے بیانات سے نکلتا ہے کہ حضرت موسیٰ وہاں تشریف نہیں لے گئے اور مکہ کے میدان کو بھی تورات میں فاران لکھا ہے جیسا اوپر بیان ہوا ہے ایک مقام مشہور ہے جہاں مسجد آدم علیہ السلام واقع ہے۔ وہاں دور دراز سے لوگ زیارت کے لئے جاتے تھے۔ سام بن نوح کا وہ مسکن تھا۔ ملک عرب انھیں کے حصہ میں تھا ان کی اولاد سے اس کا معمور ہونا اس پر دلیل بن ہے۔ حضرت ابراہیم کے آباء اولاد وہیں رہتے تھے۔ پھر غزوہ کی ملازمت سے عراق میں دریائے فرات کے شرقی جانب جا بے فافم : اب ہم یہاں خطبہ موسیٰ بالاستعاب ذکر کرتے ہیں جس سے حضرت موسیٰ نے جملہ بنی اسرائیل کے سامنے ارض مواب میں جسے اب بلقا کہتے ہیں پڑھا تھا۔ اس کا ذکر موسیٰ کی پانچویں کتاب کے پہلے باب سے شروع ہوا مقصود اس سے خدا کی مہربانیوں کا بیان ہے جو بنی اسرائیل کے ساتھ ہوئیں اور اس کے وعدہ کا سچا ہونا اور قوم کے ضعف ایمان پر سرزنش تاکہ وہ قوی دل ہو کے شام پر حملہ کریں اور اس قطعہ زمین کو اتنی جام سے جو نہایت سنگ دل و سخت پرست تھے نکال لیں خطبہ یہ ہے : موجود ہمارے معبود نے حورب میں یوں فرمایا۔ تمہارا قیام اس پہاڑ میں بہت ہوا۔ پھر وہاں کوچ کر کے امور کی پہاڑ کی طرف جاؤ بلکہ اس کی سبب بستی کی طرف خواہ میدان میں ہو۔ جبل ہو یا سہل خشکی ہو یا تری یعنی ملک کفنان میں دریائے

فرات تک جادو کھو تمہارے سامنے رکھ دی ہم نے یہ سرزمین جاؤ اُس پر قبضہ کرو جس کی  
 نسبت خدا نے تمہارے آبا ابراہیم واسحق و یعقوب سے وعدہ کیا کہ تمہاری اولاد کو دیں گے  
 اُس وقت میں نے تم سے کہا کہ میں نہ تھا تمہارا بوجھ اٹھا نہیں سکتا۔ خدا نے ہم کو بڑھایا۔ اب  
 تم مثل نجوم سائے ہو خدا تم کو اور بڑھائے اور برکت دے میں نہ تھا کیونکر اٹھاؤں تمہاری  
 تکلیف تمہارا بوجھ تمہارا جھگڑا انتخاب کرو مردان دانشمند و نفیم و واقف کارانے قبائل  
 سے کہ ہم اُن کو سردار مقرر کریں تب تم نے جواب دیا کہ یہ انتظام بہتر ہے تب ہم نے تمہارے  
 قبائل سے دانشمند و واقف کار انتخاب کر کے سردار مقرر کیا۔ ہزار ہر سو پر پچاس پر  
 اور دس پر اور کو تو اُن پھر اُن کو حکم دیا کہ دیانت و امانت سے انجام دو۔ رشوت نہ لیو۔  
 بلار و رعایت فیصلہ کرنا۔ ہاں جو امر دستور ہو اُسے میرے سامنے پیش کرنا تو میں تم کو خدا کا  
 ستادوں گا۔ اُس وقت تم کو شراعی سے آگاہ کر دیا۔ تب گوچ کیا ہم نے حویب سے اور  
 طے کیا اُس کل بڑی بہیمانہ میدان کو جسے تم نے دیکھا کہ وہ اموری کی راہ سے جیسا خدا  
 فرمایا تھا اور پہنچے قادیش برنیع تک اُس وقت ہم نے تم سے کہا کہ تم لوگ وہ اموری پر  
 گزرے جسے خدا تم کو دے گا۔ دیکھو خدا تمہارے معبود نے اس ملک کو تمہارے سامنے  
 کر دیا اُس پر چڑھائی کر کے قبضہ کرو جیسا خدا نے تم کو حکم دیا کچھ خوف و خطر مت کرو تب  
 تم لوگوں نے ہمارے پاس آکر بیان کیا کہ روانہ کریں کچھ لوگ کہ اُس ملک کو دیکھ آئیں  
 اور راہ کو جدھر سے چڑھائی کریں اور شہروں کو جہاں جائیں گے یہ بات ہم کو پسند ہوئی  
 تب ہم نے بارہ آدمی تم میں سے منتخب کر کے روانہ کیا تو دسے پھرے اور روانہ ہوئے  
 پہاڑ کی طرف اور پہنچے نہر اشکل تک (یہ بیت المقدس کے جنوب ہی) اور جاسوسی  
 کیا اورے لیا اپنے ہاتھ میں وہاں کے میوے اور ہمارے پاس لائے اور وہاں کی  
 غجری کی اور کہا کہ ملک خوب ہے لیکن تم چڑھائی پر آمادہ نہ ہوئے اور خدا کو ناراض کیا  
 اور اپنے غموں میں خدا کی شکایت کرنے لگے اور کہتے گئے کہ بدخواہی سے خدا ہم کو

ملک مصر سے نکال لایا ہم کو قوم اموری کے حوالہ کرنے کو بہ نظر ہماری تباہی کے کہاں ہم چڑھیں۔ ہمارے بھائیوں نے ہمیں بد دل کر دیا یہ کہہ کے کہ وہ قوم بڑی اور قوی ہے۔ ہم سے بڑی بڑی شہریں جس کی شہر نیاد آسمان تک ہی وہاں بڑی گراں ڈیل طویل الامتداد اشخاص دیکھے ہم نے۔ تب ہم نے تم سے کہا کہ کچھ خوف و خطر مت کرو۔ اُن سے خدا تمہاری طرف سے لڑے گا۔ جیسا تم نے مصر میں دیکھ لیا ہے اور بیابان میں مشاہدہ کر چکے ہو کہ تم کو لڑکے کی طرح یہاں اٹھا لایا باوجود ان مشاہدات کے تم خدا پر ایمان نہیں رکھتے کہ رات کو تمہارے سامنے آگ جلتی تھی۔ راہ دکھانے کو اور دن کو ابر سایہ کرنے کو (واضح ہو کہ ملک حجاز میں اب تک بخون سموم دن کو راہ نہیں چلتے رات ہی کو چلتے ہیں۔ اس لئے بنی اسرائیل کو راہ دکھانے کے لئے رات کو روشنی آگے آگے چلتی تھی اور دن کو ابر سایہ کئے رہتا تھا اس سے سمجھا گیا کہ رات دن چلتے تھے) تب خدا تمہاری بات سن کے غضب ناک ہوا اور قسم کھائی کہ اس خراب دور کے اشخاص اُس عمدہ زمین کو نہ دکھیں گے سوائے کاہن بن یقینہ کے اور اُس کے پیر و ان کے جو خدا کے ساتھ پورے اُترے۔ تمہاری وجہ سے ہم کو بھی خدا نے کہا کہ تو بھی وہاں نہ پہنچے گا۔ یوشع بن نون جو تیرے سامنے کھڑا ہو وہ وہاں جائے گا۔ اُسی کو قوی کر کہ وہی بنی اسرائیل کو راہ چلائے گا۔ تمہاری اولاد جو اُس وقت تک بد نہیں سمجھتی وہ وہاں جائے گی انہیں کو ہم دینگے وہ ہی اُس پر قبضہ کرے گی۔ تم لوگ لوٹو یہاں ملے کرو بحر احمر کی راہ سے تب تم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم سے خطا ہوئی ہم چڑھائی کریں گے اور موافق حکم خدا کے لڑیں گے پھر تو ہر شخص نے اپنا حربہ سنبھالا اور آمادہ چڑھائی ہوا۔ تب خدا نے مجھ سے کہا کہ چڑھائی نہ کرو اور نہ لڑو کہ میں معین نہیں ہوں اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے تباہیت ہو تب ہم نے کہدیا۔ مگر تم نے مانا اور خدا کو ناراض کیا اور اپنے غرور سے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ تب نکلے اموری جو پہاڑ میں رہتے تھے تمہارے مقابلہ کو اور تمہارا تعاقب کیا جیسا بھڑکتی ہے اور



تم کو قتل کیا سعیر میں (یعنی جبل شراہ میں) حرما تک تباہ تم لوگ لوٹے اور خدا کے سامنے گریہ و زاری کیا لیکن خدا نے کچھ اتفاقات نہ کیا تب تم پھرے قالدیش میں بہت دنوں پھر تم لوٹے اور طے کیا بیابان کو بحر احمر کی راہ بموجب فرمان الہی اور گھیرے رہے کوہ شراہ بہت دنوں تب خدا نے مجھ سے کہا کہ تم کو اس پہاڑ کو گھیرے بہت دن ہوئے شمال کی طرف رخ کر دو اور قوم کو یہ حکم دو کہ تم لوگ اپنے بھائی بنی عیص کے حدود میں گزرو گے جو کوہ سعیر (یعنی جبل ثلث) میں بسے ہیں اور تم سے ڈرتے ہیں احتیاط کرو ان سے جدال نہ کرنا ان کی سرزمین سے تم کو ایک قدم بھر نہ دیں گے کیونکہ ہم نے بنی عیص کو کوہ سعیر میراث دی ہے ہاں ان سے دام دے کر خریدنا اور کھانا بلکہ پانی بھی مول لے کے پینا۔ خدا تیرے معبود نے تیری جملہ مکاسب میں برکت دی وہ جانتا ہے تیرا قطع کرنا اس بڑے بیابان کو چالیس برس ہوئے خدا تیرا معبود تیرے ساتھ ہے کسی چیز کی کمی نہ ہوئی تب گزیرے ہم اپنے بنی عیص کے حدود سے جو سعیر میں مسکن گزریں ہیں براہ خشک زمین ایلام اور عصبون ہو کے پھر متوجہ ہوئے بیابان مواب سے گزرنے کو اور مواب نامی قوم کا جو لوط کی اولاد ہیں اس ملک کو بھی مواب کہتے ہیں اور اب اسے بقا کہتے ہیں اس میں ایک قطعہ جسے کرک کہتے ہیں اس وقت وہاں کا بادشاہ بالاق تھا شاید اسی کے نام سے بقا مشہور ہوا اس میں ایک چھوٹا گاؤں ہے جسے عبری میں شعرا اور عربی میں زغر کہتے ہیں۔ اس گاؤں میں حضرت لوطؑ نے پناہ لی تھی جب فرشتوں نے ان کو بھگایا اسی نام سے وہ بحیرہ جس میں نہر اردن جسے نہر شریعت کہتے ہیں گرتا ہے بحیرہ زغر مشہور ہوا یہ علاقہ اس بحیرہ سے پورب طرف ہے اور دریائے اردنوں سے اور جس کا طول ۵۸ درجہ ۲۰ دقیقہ ہے اور عرض ۳۲ درجہ ۵۰ دقیقہ اور وسط بحیرہ کا طول ۵۶ درجہ اور عرض ۳۱ درجہ ہے) خدا نے مجھ سے کہا کہ قوم لوط پر حملہ نہ کرنا وہ دیار ہم نے اس کی اولاد کو دیا ہے تم کو نہ دینگے۔ اب تم مستعد ہو اور نہر زار کو اتر جاؤ تب ہم لوگ نہر زار اتر گئے (یہ نہر وسط مواب یعنی بقا میں ہے اسی کے کنارہ پر صغر یعنی زغر ہے) وہ ایام جو قالدیش برینع سے روانگی کے وقت سے تا عبور نہر زار گزرے ۳۸ برس تھے اس وقت تک جملہ اشرا رخم ہو چکے تھے تب مجھ سے خدا نے کہا کہ تو اب حدود مواب سے

گزر جائے گا اور بنی عمول کے حدود کے مقابل ہوگا اُن سے جدال مت کرنا وہ خطہ اُن کی میراث ہے تم کو نہ ملے گا۔ تم مستعد ہو کے کوچ کرو اور دریائے ارنون سے عبور کرو (یہ ندی ۵۸ درجہ ۲۰ دقیقہ طول و ۳۲ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض پر واقع ہے۔ مواب امور لے کی سرحد یہ ندی ہے اس ندی کے جنوب ملک مواب ہے اور اتر ملک امور ہے) دیکھ ہم نے رئیس خثیون سیحون اموری کو تیرے قبضہ میں دیدیا اُس سے لڑو۔ اب تمہارا رعب جملہ اقوام کے قلوب پر جادویں گے۔ تب ہم نے بیابان مذکور سے سیحون رئیس خثیون کے پاس قاصد بھیجا کہ ہم لوگ تمہاری ملک سے گزریں گے سیدھی راہ چلے جائیں گے کسی طرح ضرر نہ پہنچائیں گے۔ لیکن سیحون نے قبول نہ کیا اور قتال کے لئے نکلا اور نیکست کھائی پھر تو قتل عام جاری ہوا اور بنی اسرائیل نے اُس تمام ملک کو تباہ کیا اور لوٹ لیا اور قبضہ کر لیا (خثیون جسے عربی میں حبان کہتے ہیں ایک قطعہ ہے ملک شام کا دریا ارنون سے شمال جانب دریائے اردن تک چلا گیا ہے۔ بحیرہ زغر سے پورب طرف اُس کا دارالسلطنت اُس وقت خثیون تھا دریائے ارنون کے کنارہ عروہ شہر ہے جسے عربی میں عریر کہتے ہیں۔ دیون ایک قریہ نام ہے جسے عربی میں دوان کہتے ہیں یہ موضع صور سے قریب ہے) پھر متوجہ ہوئے اور باستان کی راہ لی تو نکلا عورخ رئیس باتان لڑنے کے لئے مقام اورعی میں (باتان جسے عربی میں بثنہ کہتے ہیں وہ قطعہ شام ہے جو بصری سے شمال و حوران سے کچھ ہے۔ یہ ریاست بہت سیر حاصل ہے بہت ندیاں اس میں جاری ہیں دمشق سے جنوب ہے اس کے شہروں میں گولان ہے جسے عربی میں جولان کہتے ہیں اور ایتھ جسے عربی میں فیق کہتے ہیں اس کا ایک صوبہ ارگوب تھا جس میں ساٹھ شہر آباد تھے اور یہی شہر دیکناہ آباد تھا عربی میں اُسے اذرعات کہتے ہیں اس میں ایک بت خانہ تھا جس کا نام عشتورت تھا اُس میں نہر کی پرستش ہوتی تھی یہ سب عورخ کی ریاست میں تھا جسے عربی میں عورخ بن عوق کہتے ہیں) پھر خدا نے مجھ سے کہا۔ اُس سے مت ڈر اُسے میں نے تیری حوالہ کیا اور اُس کی تمام قوم کو اور اُس کی تمام ریاست اُس کے ساتھ دیا ہی کرنا جیسا سیحون کے ساتھ کیا چنانچہ خدا نے دیا ہی کیا اور ہم نے قتل عام جاری کیا اُس خاندان کا کوئی نہ بچا اُس کے کل شہروں کو

قبضہ کر لیا علاقہ اور گوب میں ساٹھ شہریہ سب شہریں مسوڑ تھے جس کے گرد شہر بنا پس بہت اونچی  
تھیں سوائے دیہات کے اُس وقت لے لیا ہم نے دو بادشاہ اموری کے پاس سے وہ  
ملک دریاے اردن کے پورب اردن دریا سے کوہ حردن تک (حرمون پہاڑ ایک جانب  
لبنان کہلاتا ہے اور ایک جانب حرمون الغرض اردن دریا سے کوہ لبنان تک حضرت موسیٰ کے وقت میں  
فتح ہو گیا) انتہی یہاں یہ امر لائق لحاظ کے ہے کہ حضرت موسیٰ کو طور پر حکم جہاد ہوا۔ اس ہدایت  
کہ دریاے اردن کے پورب طرف جو دو ریاست قوم اموری کی ہے اُس پر حملہ کر کے اُس ملک کو  
لے لو۔ وہاں شریعت جاری کرو کیونکہ وعدہ تھا کہ اُس ملک کو مع قوم کے تھیں دیا ہم نے۔  
قوم کے دینے کے معنی یہی ہیں کہ وہ تمہاری مطیع ہو جائے گی اور شریعت کی نسبت حکم تھا کہ نبی  
قوم اور غیر قوم کا فیصلہ ایک بیج پر کرنا یعنی سب کے لئے ایک شریعت ہے۔ یہ ریاست ارض  
حجاز کی شمالی حد پر واقع ہے ایلہ و دین و ارض تیمار کے قریب ہے یہ علاقہ کوہ طور سے شمال شرق  
ہے۔ ایلہ ہو کے سیدھی راہ ہے اور فاران جسے یہود بتاتے ہیں وہ کوہ طور سے شمال مغرب ہے  
بیج میں ریاست نبی عیص پڑتی ہے وہ فلسطین کے حد جنوبی ہے بیت المقدس حردن مکن  
حضرت ابراہیم اُس میدان سے قریب ہے وہاں سے حملہ شام پر بہت آسان تھا مگر نبی عیص نے  
راہ نہ دی۔ اگرچہ کچھ علاقہ اُن کی ریاست کا جو دار السلطنت سے دور واد جاڑ تھا اوس  
دوسری راہ میں بھی پڑا پس حکم تو تھا کہ تم دریاے اردن کے پورب جانب ریاست اموری  
پر حملہ کرو۔ ایسی حالت میں اُن کو میدان پاران میں جانے کی ضرورت نہ تھی اور وہ راہ میں  
پڑتا تھا۔ لیکن حضرت موسیٰ کا پاران میں جانا اور وہاں سے جاسوس روانہ کرنا ثابت ہو چکا ہے  
اس لئے ضرور ہے کہ وہ پاران دوسرا ہو۔ دوسرا پاران وہی ہے جہاں مکن حضرت اسمعیل کا تھا  
دیکھو اس خطبہ میں بھی بیان ہے کہ ہم لوگ کوہ طور سے کوچ کر کے کوہ اموری کی راہ سے  
اُس بڑے بھیانک میدان کو قطع کیا اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ باران میں ٹھہرے اس سے  
نکلنا ہے کہ کوہ اموری کی راہ سے پاران گئے کوہ اموری اُس پاران کی راہ میں نہیں ہے

جو سرحد شام پر واقع ہو وہاں ارض حجاز کی راہ میں کوہ اموری پڑ سکتا ہے پس ثابت ہوتا ہے کہ کوہ اموری کی راہ سے پلidan حجازی یعنی مکہ معظمہ میں پہنچنے کے وہاں قیام کیا اس کی وجہ یہی ہے کہ بنی اسماعیل اُن کے بنی اعمام سے تھے اُن سے امداد کی توقع تھی علاوہ بریں مکہ معظمہ حرم تھا وہ جلے امن تھی وہی دیکھ کے حضرت موسیٰ نے قاتل شبہ عمد کے لئے حرم کی شہریں مقرر کئے علاوہ بریں جب حضرت موسیٰ نے کوہ فاران سے جاسوس روانہ کئے تو اُن کو حکم دیا کہ جنوب شام سے جاسوسی کرنا چنانچہ اُن لوگوں نے میدان صہن سے جو متصل دوسرے فاران کے جنوب شام میں ہے جاسوسی کی اور کل شکاریان موسیٰ وہیں فاران میں ٹھہرے رہے۔ تو اگر موسیٰ اسی فاران میں تھے جو جنوب شام میں ہے اور وہیں سے جو اسیس روانہ کئے تو کیہنا کہ تم جنوب شام سے جاسوسی کرنا فضول ہو جائے گا۔ اس سے نکلتا ہے کہ جو اسیس مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے اُن کو ہدایت ہوئی کہ تم جنوب شام سے جاسوسی کرنا۔ علاوہ بریں جاسوس شام لوٹ کے فاران میں آئے اور اُن کے بیان سے قوم بد دل ہو کر حملہ سے منکر ہوئی کہ اُن کے انکار سے ناراضی خدا کی ظاہر ہوئی جس سے وہ پشیمان ہو کے حملہ آور ہوئی اور شکست کھائی تب موسیٰ کو حکم ہوا کہ تم بحر احمر کی راہ سے لوٹو چنانچہ وہ جب لوٹے تو بحر احمر کی راہ سے ایلہ ہو کے جبل اشراہ تک پھونچی اب خیال کرنا چاہیے کہ اگر وہ لوگ اُس فاران میں تھے جو سرحد فلسطین پر ہے تو وہاں کوہ اشراہ تک پھونچنے میں ایلہ نہ پڑے گا بلکہ پہلے کوہ اشراہ ہی پڑے گا تب ایلہ اس لئے وہ لوگ مکہ معظمہ میں تھے اور وہاں کوہ اموری کی راہ سے گئے تھے اور لوٹنے میں یشرب و مدین و ایلہ ہو کے جبل اشراہ میں پھونچے پھر وہاں سے میدان مواب میں ہو کے ارفون اور ترکے حملہ کیا فتدبر: اب ہم معنی آیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں واضح ہو کہ حضرت موسیٰ نے یہ بتایا کہ خدا ظاہر ہوا کہ وہ سینا میں یعنی آغاز نبوت موسیٰ وہیں سے ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کو شریعت یعنی پوری حکمت عملی جس میں تہذیب الاخلاق و تدبیر منزل و سیاست مدن پر عنایت ہوئی پھر حکم لگا کہ وہ معبر سے مراد اس بعثت حضرت عیسیٰ کی ہے کہ



مشرق شمس سورج عد معنی تاتک ہبُو غروب صیون کوہ بیت المقدس اس کا مادہ  
 ۶۷ ۶۸ صایہ ہر جس کے معنی ہیں خشک ہونا۔ فعل اس کا غیر متعلیٰ ہر اس سے چند  
 الفاظ مشتق ہیں ۶۷ ۶۸ صیہ جس کے معنی ہیں خشکی جب ارض کے ساتھ متعلیٰ ہوتا ہر  
 ۶۹ ۷۰ ۷۱ ارض صیہ اُس کے معنی ریگستان خواہ اوسر زمین ہوتے ہیں  
 بیشتر مقصود عربستان ہوتا ہر ۶۹ ۷۰ صایون ریگستان ۷۱ ۷۲ صیون  
 معنی اس کے مقام ریگستانی خواہ خشک پہاڑ۔ عربی صہوہ اور نیز صیون مشتق ہر ۷۲ ۷۳  
 صاوہ سے اُس کے معنی ہیں ستون خصوصاً جو نشان کے لئے قائم ہو جیسے میل ۷۳ ۷۴  
 ۷۵ ۷۶ خلل یونی کامل الجلال ۷۷ ۷۸ ہو فیج اس کا  
 مادہ ۷۹ ۸۰ یقع ہے جس کے معنی ہیں نور چکنا یہ اُس کا متعدی ہر بیشتر بمعنی تجلی  
 آتا ہر ۸۱ ۸۲ یابو معنی آئے گا ۸۳ ۸۴ اودہ معبود ملک قاضی و  
 سلطان ۸۵ ۸۶ یحرش مادہ اس کا حرش بمعنی لنگ ہونا چپ ہونا  
 ۸۷ ۸۸ تسعرا مادہ اس کا سعر ہر معنی تھر تھرانا کا پنپنا و ترجمہ یہ بھجن ہے  
 بڑے گویا قوی بادشاہ کے حق میں خدا نے کہا ہر وہ تسلط کرے گا تمام روے زمین پر  
 خشک پہاڑ سے کامل الجلال بادشاہ جگ جگائے گا آئے گا۔ ہمارا بادشاہ اور چپ نہ رہے گا  
 اُس کے سامنے آگ جلا دے گی اُس کے گرد اگر دہڑا زلزلہ پڑ جائے گا۔ پکارے گا اونچی  
 آسمان کی طرف اور زمین کی طرف اپنے قوم کے انصاف کے لئے جمع ہو ہمارے واسطے  
 دیندار لوگ جن سے معاہدہ قربان ہر کہ اطلاع دیں گے۔ آسمان اُس کا صدق کہ وہ عادل  
 بادشاہ ہر۔ تفسیر: بڑے گویا سے مقصود آنحضرت ہیں۔ قرآن کی فصاحت معجزہ ہے  
 اس لئے داؤد نے آپ کو بلفظ اساف بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ہر انا فصیح العرب  
 البعیم۔ عرب کی فصاحت تو ظاہر ہر آپ سوائے عربی زبان کے دوسری زبان جانتے  
 نہ تھے۔ پھر فصیح البعیم ہونے کی کچھ معنی نہیں جز اس کے کہ خدا نے میرا یہ لقب عجی زبان یعنی

عبرانی میں دیا ہے علاوہ بریں آساف سے نبی بھی مقصود ہوتا ہے اور آپ نبی بھی تھے علاوہ بریا  
 آپ فرماں ردا تھے جس پاس غنائم و اموال زکوٰۃ جمع ہوتے تھے تو آپ گورنر و تحصیلدار  
 بھی تھے علاوہ بریں آپ پاس قابل و اقوام کا اجتماع بھی تھا۔ اس معنی سے بھی آپ آساف  
 تھے **رَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا** ان معانی کے لحاظ  
 سے واسنود نے آپ کو زبان وحی آساف فرمایا یہ موافق ہے حضرت یعقوب کے کلام کے  
 جو گزرا کہ اُس کے پاس قوموں کا جما ڈرا ہوگا آساف کے معنی حاشر ہیں جو آپ کے اسمائے  
 ہی۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ میں حاشر ہوں یعنی آساف۔ پھر داؤد نے آپ کو ایل یعنی قوی  
 فرمایا جو آپ کے اسماء سے ہی اور خود باہر کے خواب سے نکلتا ہے اور حضرت اشعیا نے  
 آپ کا یہ نام بیان کیا ہے پھر داؤد نے آپ کو الوہیم یعنی بادشاہ فرمایا اور جو تمام روئے زمین  
 پر تسلط کرے گا۔ یہ تو نسبت آنحضرت کے ظاہر ہے۔ دوسری آیت میں بیان ہے کہ خشک  
 پہاڑ سے وہ کامل الجبال بادشاہ ظاہر ہوگا۔ خشک پہاڑ سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے کیونکہ اکثر  
 مقامات میں عربستان کو ایسے لفظوں سے بیان کیا ہے۔ قرآن میں بھی اُس کا ترجمہ وادی  
 غیر ذی زرع ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا ہو فیق ہر پاران یعنی کوہ فاران سے  
 شدت متلی ہوگا۔ یہاں بھی وہی لفظ ہو فیق وارد ہے ہاں وہاں لفظ کوہ فاران ہے یہاں  
 خشک پہاڑ جسے بلفظ صیون بیان کیا ہے اُسی کا ترجمہ ہم نے خشک پہاڑ کیا ہے اس  
 لفظ پر یہود و نصاریٰ اُجھیں گے کہ صیون بیت المقدس کے پہاڑ کو کہتے ہیں بلاشبہ  
 بیت المقدس کے پہاڑ کا یہ نام ہے لیکن یہاں مقصود نہیں ہے عجیب نہیں کہ یہاں لفظ صایون  
 رہا ہو یہود نے عمدًا خواہ خطائے صیون بنا دیا ہو۔ کیونکہ عبرانی میں دونوں کی کتابت  
 یکساں ہے حرکات لگانے سے تفرقہ ہوتا ہے اور قدیم زمانہ میں حرکات لگائی نہیں جاتی تھی  
 عجیب نہیں کہ حرکات لگانے میں صایون کا صیون کر دیا ہو۔ اس کے بعد صے کہ ہمارا بادشاہ  
 مدوح جب آئے گا تو وہ چپ نہ رہے گا بلکہ اُس کے سامنے آگ کھار کو جلائے گی یعنی وہ

جہاد کرے گا کفار کو لڑائی سے فی النار کرے گا۔ چنانچہ یہ سب کچھ ہوا اُس کے بعد ہی کہ اُس کے گرد گرد زلزلہ پڑ جائے گا چنانچہ فارس و شام و افریقہ تمام زلزلہ تھا علاوہ بریں فارس میں آپ کی پیدائش کے وقت میں زلزلہ عظیم آیا تھا اس کے بعد خطاب ہوئی اسرائیل کی طرف جن پر قربان فرض تھا کہ تم مجتمع ہو یعنی اُس بادشاہ کے آنے کے وقت میں کہ آسمان اُس کے صدق کی گواہی دیں گے یعنی مبادی عالیہ سے ایسا کلام فائض ہوگا جو معجز ہوگا **فَاتَوَّابِصُورٍ مِّنْ مَّيْمَنٍ مَّيْمَنٍ** اور نیز معجزہ شق القمر و درخشش آسمانی شہادت ہو اُس کے صدق و عدالت پر اس کے بعد کی آیات میں زبور و تو بیخ و وعظ و نصیحت ہوئی اسرائیل کو۔ گیارہ زبور مصدر ہر لفظ آساف سے اگر موقع ہوگا تو اُن کی تفسیر کی جائے گی۔ اس آیت کی تفسیر میں جو ربی سلمان یرجی نے لکھا ہے وہ ہم لکھ دیتے ہیں۔

یعنی آیت تورات

لے واضح ہو کہ یہ **مِّنْ مَّيْمَنٍ مَّيْمَنٍ** قارا یقرا اس مادہ کے اصل معنی ہیں چلانا ڈپٹنا ترپنا مجازاً تسلط کرنا اور تراس کے معنی ہیں پکانا، بلانا، منادی کرنا، کننا یہ مادہ عربی میں بھی مشعل ہر پرھنے کے معنی میں یعنی قرآنہ قاف دراصل دہزہ حروف اہلی ہیں اب ہم اس زبور کا ترجمہ دوسری طور سے کرتے ہیں۔ یہ زبور حاشہ کے بارہ میں ہے۔ قوی حاکم جسے خدا نے کہا اور زمین مشرق سے مغرب تک کھیلے گایوں کھین کہ وہ زمین کو مشرق سے مغرب تک دعوت کرے گا یعنی ایک ارض کو ہلام کی طرف بلائے گا۔ حضرت موسیٰ نے اپنے بیٹے بلسان دہی آپ کو قوی کہا اور حاکم بھی۔ اس واسطے حضرت داؤد اپنی اس زبور میں فرماتے ہیں کہ اُس حاشہ کو خدا نے قوی حاکم کہا بھی ہر وہ تمام روئے زمین بھی بعد ظہور کہے گی یا یوں کہیں کہ خدا نے جسے قوی حاکم کہا ہے وہ تمام روئے زمین پر دعوت اسلام کرے گا۔ دعوت اسلام و اطاعت کی تمہی ایسی عام دعوت کسی پیغمبر کی نہ تھی۔ اس کے بعد بیان زبور یہ ہے خشک پہاڑ سے کامل الجلال حاکم بتلی ہوگا واضح ہو کہ کامل الجلال ترجمہ ہو خُلقِ یونی کا یہ مرکب ہے دو لفظوں سے ایک خُلق جس کے معنی ہیں کامل دوسرے لفظ یونی ہر اُس کے معنی ہیں جمال و جلال و مطلق خوبی۔ اس لئے خُلق یونی کے معنی ہوں گے کامل الجلال و کامل الجلال و کامل الحمد (بقیہ بر صفحہ آئندہ)



מִסִּינַי בָּרַח יֵצֵא לְבָנָהּ וְהָאֵלֹהִים לְחַתֵּן  
 אֵב בְּתוּחַתֵּית הַסּוּר פְּקֻתָּן מִיֵּצֵא לְחַתֵּן  
 לְפָנֶי פֶלֶח לֹא נָהַר - לְבָר הַסּוּר לְחַתֵּן  
 לְמִדָּנָה לֹא יֵצֵא בְּנֵהֶם: קִוְּתָה מִיֵּצֵא לְחַתֵּן  
 לְפָתָה לְבָנִי עַלְעֵל לֹא: בְּכַלֵּל הָאֵת חַתֵּן  
 וְלֹא יֵצֵא: הַלְּבָנִי פֶלֶח פֶּלֶח: לֹא קָדָה  
 לֹא: וְפָתָה לְבָנִי: לֹא מִיֵּצֵא לְחַתֵּן  
 וְלֹא יֵצֵא: וְהָאֵלֹהִים לְחַתֵּן: מִיֵּצֵא לְחַתֵּן  
 בָּרַח לֹא: וְהָאֵלֹהִים לְחַתֵּן: מִיֵּצֵא לְחַתֵּן  
 בָּרַח לֹא: וְהָאֵלֹהִים לְחַתֵּן: מִיֵּצֵא לְחַתֵּן  
 וְהָאֵלֹהִים לְחַתֵּן: מִיֵּצֵא לְחַתֵּן: מִיֵּצֵא לְחַתֵּן  
 עַלְעֵל - וְהָאֵלֹהִים לְחַתֵּן: מִיֵּצֵא לְחַתֵּן  
 יֵצֵא לְחַתֵּן: מִיֵּצֵא לְחַתֵּן: מִיֵּצֵא לְחַתֵּן

### (بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ)

چونکہ عبرانی زبان میں صیغہ اسم تفضیل نہیں ہوتا تو اسے لفظ کامل بڑبا کے بیان کرتے ہیں جیسے اسند علاوہ اسند استعراجاً تو مثل یونی کے معنی ہوئے اجل و اجل و احمد پس مثل یونی یہاں کنایہ احمد سے ہی ہے تو معنی آیت ہوئے کہ خشک پہاڑ سے احمد جو عالم پرستی ہوگا اور اگر صیون سے مراد بیت المقدس ہو تو آنحضرت لیلۃ الاسراء میں وہاں تشریف لے گئے تھے ورنہ یہ خبر ہی غلط ہو جائیگی کیونکہ بیت المقدس سے کوئی ایسا عالم بعد داؤد کے نہیں پہنچا اور آگے کا بیان واضح ہے بجز آنحضرت کے کسی پرستش نہیں اور خدا مقصود ہو نہیں سکتا قال اللہ تعالیٰ اولہم ناکھم بنبیہ ما فی الصحف الاولیٰ ترجمہ کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی دلیل نہیں پونجی ۱۱

(ترجمہ) سینا سے آیا یعنی اُن کے ملنے کو نکلا جب دے زیرِ کوہ کھڑے ہوئے تھے جیسے  
دولہ نکلے دُھن لینے کے لئے چنانچہ کہا ہر خدا کے ملنے کے لئے اس کو ظاہر ہوا کہ نکلا اُن کے  
سامنے؛ چکا سیر سے یعنی کھولا (شریعت کو) بنی عیص کے سامنے تاکہ دے شریعت قبول کریں  
مگر قبول نہیں کیا؛ شدت سے چکا کوہ فاران سے یعنی گیا وہاں اور کھولا بنی اسمعیل کے سامنے  
کہ قبول کریں مگر انھوں نے قبول نہیں کیا تب آیا بنی اسرائیل کے پاس پاک ملائکہ کی جہاں  
کے ساتھ جو سر اسر حلال تھے شریعت کی آگ سے مقصود یہ ہے کہ شریعت اُن کو آگ میں سے  
ملی تھی یہ معنی ایسے ہیں جس کا نہ سر نہ پاؤں۔ کہتا ہے کہ اللہ سینا سے نکلا جیسے دولہ آتا ہے  
دُھن کے ملنے کے لئے معلوم ہوا کہ تورات اُن کو مل گئی اب کہتا ہے کہ بنی عیص کے سامنے  
شریعت پیش کی گئی اور انھوں نے قبول نہیں کیا۔ اولاً تو اس کا ثبوت نہیں دوم یہ فقرہ  
اول کی مخالف ہے جب شریعت بنی اسرائیل کو مل گئی تھی تو بنی عیص کے سامنے پیش کرنا  
فضول تھا۔ علاوہ اس کے یہ مخالف ہے کہ حضرت اسحق کی دعا جو انھوں نے بنی عیص کے حق میں  
کی تھی کہ تو اپنے بھائی کی اطاعت میں رہے گا یعنی اُن کی شریعت پر چلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی تھا  
ایسا ہی سمجھو کہ بنی اسمعیل کے سامنے شریعت پیش ہوئی یہ محض بے اصل ہے مگر اس قدر فائدہ ہے کہ  
ہو بیع می ہر فاران سے ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰  
پہاڑ سے مقصود اس سے بنی اسمعیل ہیں اور اس مفسر کی رائے میں بھی فاران ملک حجاز ہے  
یہی تحریف معنوی ہے بحرفون الکلم عن مواضعہ کا مصداق یہود ہیں بعد اس کے یہ  
آیت ہے کہ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰  
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰  
آف جو یب عیم کل قد و شد و بباد و فام و ہم تکو لریغناں یسائد برونیا؛ (ترجمہ)  
مگر دوستدارِ قوم (یعنی اس کے ہاتھ میں تلوار تو ہوگی مگر سب قوموں کے ساتھ محبت رکھے گا یعنی  
بڑا رحم دل ہوگا۔ آپ رحمتہ للعالمین تھے جو کوئی شخص آپ کے اخلاق سے واقف ہوگا تو وہ یقین

کرے گا کہ **הַיְיָ אֱלֹהֵינוּ** جو بیش عیم یعنی صحب الاقوام آپ کی شان ہے )

اُس کے مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہونگے (یہ صحابہ کی شان میں ہی یعنی اُس کے مقدس لوگ یعنی صحابہ خدا کے ہاتھ میں ہونگے یعنی ہمیشہ اُس کی اطاعت اور ذوق شوق میں رہیں گی یہاں تک کہ جان مال کو اُس کی راہ میں نثار کرنا اُن کا شعار ہوگا) اور مارے جائیں گے تیرے سامنے (یعنی تیری راہ میں شہید ہونگے ایسا کسی پیغمبر کے وقت میں نہ تھا) تیرے کلام سے دے امامت پائیں گے خواہ یوں کہیں کہ تیرے کلام لاوے رہیں گے (یعنی چونکہ تیرے کلام پر ایمان لائیں گے اس لئے دے امامت و خلافت کے مرتبہ کو بھیجیں گے) ربی سلیمان ابن اسحاق نے اس مقام پر لکھا۔

**וְהָיָה כִּי יִשְׁמַע ה' בְּקוֹלֵךְ וְיִשְׁמַע ה' בְּקוֹלֵךְ וְיִשְׁמַע ה' בְּקוֹלֵךְ**  
**וְיִשְׁמַע ה' בְּקוֹלֵךְ**

(ترجمہ) اُن کے سب صدیق اور اچھے تجھ سے پلٹے رہیں گے اور تیرے پیچھے سے

نہ ہٹیں گے اور تو اُن کی صیانت کرے گا۔ **וְיִשְׁמַע ה' בְּקוֹלֵךְ**

**וְיִשְׁמַע ה' بְּקוֹלֵךְ**

**וְיִשְׁמַע ה' בְּקוֹלֵךְ**

(ترجمہ) دے مارے جائیں گے تیرے پاؤں تلے دے سر پر آرا اور مجتمع ہونگے تیرے

سایہ تلے **וְיִשְׁמַע ה' בְּקוֹלֵךְ**

**וְיִשְׁמַע ה' بְּקוֹלֵךְ**

(ترجمہ) دے قبول کریں گے تیری شریعت بخوشی اس مفسر کی کلام سے ہم کو کسی قدر مدد ملی

ہی اس لئے ہم نے نقل کر دیا یہ پیشین گوئی بہت صاف ہر سوائے ہمارے پیغمبر کے

اور کسی کے ساتھ منطبق نہیں اس کو خوب سمجھو: حقوق بنی نے اسی خبر کو واضح کر کے بیان کیا۔

اس کو ہم آیت آیت جدا لکھتے ہیں باب ۳ آیت ۳ **וְיִשְׁמַע ה' بְּקוֹلֵךְ**









بنی کا ممکن تھا قوم کو شش کو بھی میدان کہتے ہیں یہ قوم حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہے  
 شعیب بھی اُس قوم سے تھے یہ قوم سینا پہاڑ سے مدینہ منورہ تک آباد تھی پیدائش باب ۲۵  
 آیت ۲ کو لحاظ کرو۔ اب ہم آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ اُون کی نواح میں دیکھائیں نے خیمے  
 اہل مدین کے اور ملک مدین کے خیموں کے چوب حرکت کریں گے یہ قوم ہمیشہ بنی اسرائیل کی  
 اطاعت میں رہی مگر دور اسلام میں ائمہ اسلام کے ساتھ شام پر حکومت کرتے تھے۔ امیر معاویہ  
 بلکہ جملہ بنی امیہ کا دارالسلطنت دمشق تھا اور انصار چونکہ شعیب کے اولاد میں تھے تو وہ  
 اہل مدین سے بالضرورت تھے اس لئے یہ بنی جبروتیا ہو کر اس دور میں اہل مدین آول یعنی ریاست  
 دمشق پر محیط ہونگے چنانچہ بنی امیہ کے دور میں یہ بات پوری ہوئی۔ اس کے بعد کی آیات  
 کی تفسیر ہم نہیں لکھتے کیونکہ اس رسالہ میں ہم کو صحف انبیاء سے بحث نہیں ہر بطور تائید اخبار  
 اول بعض بعض مقام کو لکھ دیا ہے۔ اب ایک خبر اور ہم لکھتے ہیں جو اوپر کی دونوں پیشین گوئی سے

۱۔ اس خبر کو ہم جمع کر دیتے ہیں کہ اُس کو لوگ خیال کریں جتوں بنی شام میں رہتے تھے ملک عرب اُس سے جنوب  
 خلیفہ دکن سے آئے گا یعنی مقدس کوہ فاران سے روشنی صبح کی سی ہوگی وہ بہت قوی ہوگا اُس کی باطنی قوت  
 حیرت انگیز ہوگی۔ موت اُس کے آگے چلے گی اور برق اُس کے قدموں لگے گی قائم ہوتے ہی ملک پر حاظر کرنے کا  
 نعرہ اُسے گا اور مقابل کو پریشان کر دے گا بڑے بڑے پہاڑ ٹوٹ جائیں گے اور قدیم پہاڑیاں سرنگوں ہوگی اُس کا  
 ابدی ہوگا۔ دمشق کے نواح میں اہل مدین کے خیمے دیکھائیں نے طباب اہل مدین حرکت کرینگے۔ واضح ہو کہ قبائل عرب  
 خیموں میں رہتے تھے جو لوگ اس خبر کو بطبع انصاف دیکھیں گے تو سوائے آنحضرت کے دوسرے پر نہ مطابقت کرینگے  
 آخر فرقہ کا مطلب یہ ہے کہ اہل مدین اُس مقدس کے مقابل سے بھاگ کے دمشق میں پناہ لیں گے اس سلسلے ہمارے  
 پیغمبر کا ایک نشان اور بتایا کہ اُس سے مدین میں لڑائی ہوگی چنانچہ آنحضرت خود وہاں لڑنے کو تشریف لے گئے تھے  
 غزوہ تبوک آخر غزوات ہی تبوک مدین سے ملا ہوا ہے وہ علاقہ مدین میں ہے۔ ہجرت ہجری میں یہ غزوہ ہوا تھا تین ہزار  
 آدمی آئے لشکر میں تھے حضرت موسیٰ سے بھی اس علاقہ میں جنگ ہوئی تھی۔ یہاں اب کلام عام کرتے ہیں انشاء اللہ اس بنی کی  
 کتاب کی تفسیر کسی موقع میں کریں گے



تعلق رکھتی ہے وہ ہوشیاری کی ۱۲ باب کی ۱۵ آیت ہے مگر چونکہ اوپر کے بیان سے اس کی توضیح ہوتی ہے اس لئے ہم یہاں کل باب کو ذکر کرتے ہیں یہ بنی بنی افرائیم بن یوسف کی نسبت خبریں دیتا ہے کیونکہ بت پرستی بنی اسرائیل میں یاربوعام بن بناط کے وقت سے شروع ہوئی جو افرائمی تھا۔ آیت افرائیم بن بناط کے وقت سے شروع ہوئی جو افرائمی تھا۔

کہ بنی افرائیم ریشہ ناسا ہو بسیرائیل و یا مشتم بعل و یا موث لغات:  
 ریشہ خشوع - (ترجمہ) افرائیم اپنے کلام خشوع آمیز سے امام بنی اسرائیل ہو گیا اور جب بوجہ بت کے آثم یعنی گناہگار ہو گیا تو تباہ ہوا مطلب یہ ہے کہ بنی افرائیم اپنی خوش گوئی سے درجہ امامت کو چھوٹنے اور بت پرستی سے مردود ہوئے یعنی یوشع بن نون حضرت موسیٰ کی خدمت و صدق و امانت سے خلیفہ خدا ہوئے بنی اسرائیل میں پھر یاربوعام بن بناط افرائمی کے وقت میں جب بت پرستی کرنے لگے تو مردود ہوئے۔

وَمَا يَكْفُرُ الْإِسْلَامُ إِلَّا بِالْإِسْلَامِ  
 وَمَا يَكْفُرُ الْإِسْلَامُ إِلَّا بِالْإِسْلَامِ  
 وَمَا يَكْفُرُ الْإِسْلَامُ إِلَّا بِالْإِسْلَامِ

وَعَمَّا يُوسُفُ لِحُطُو لَيْسُو لَا هُمْ مَسِيحًا كَمَا كَبِشُوا نَامَ عَصْنِيمَ مَعَهُ عَارِشُ كُلِّ لَاهِم  
 ہیم اور ہم زونجی آدم عزالیم یشتاؤن (ترجمہ) اب اس پرانہوں نے اور خطا بڑھایا کہ بنایا اپنے لئے بت ڈھلی چاندی کی موافق اسی خیال کی چوبی دیوہیں بالکل کارگردس کی صنعت ان کو دی۔ کہتے ہیں کہ آدمی کی قربانی کرنے والے آسمان چوبیسے یعنی ان کو جنت ملے گی اور مراتب عالیہ کو چھو نہیں گئے۔ بت پرستوں کا یہ قدیم خیال ہے کہ

آدمی کی قربانی سے دیوتا بہت رضامند ہوتے ہیں جس کی تورات میں سخت ممانعت ہے۔ ملک شام مصر و عرب میں تو اُس کا بڑا رواج تھا ہندوستان میں بھی اس کا نشان ملتا ہے۔ راون کو کہتے ہیں کہ مہادیو کے مندر میں اپنے سر کو کاٹ کے چڑھاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑا راجا ہو گیا۔ سستی ہونا بھی اسی قسم کی بات تھی۔ ہندو لاشوں کو اسی خیال سے جلاتے ہیں کہ اسی اگن دیوتا کو جس سے روحانیت نثار مقصود ہے میت کی نجات کے لئے چڑھاتے ہیں اُس پر یہ بھی مستزاد ہوتا ہے کہ اُس کی خاک کو یا نیم سوختہ لعش کو گنگا میں بہانے ہیں تاکہ پانی کا موکل بھی رضامند ہو کے معین رہے۔ قدیم زمانہ میں ملک روس میں بھی ایسا رواج تھا۔ بت پرستوں میں اب بھی ہر اُس ملک میں جو الامکھی کی طرح بڑے بڑے کُند آگے ہیں جس قدر تئی آتش ہمیشہ افروختہ رہتی ہے اگر اُسے دوزخ کہیں تو بے جا نہیں اُسی میں مردہ کو ڈال دیتے ہیں اور جو بت پرست مردوں کو دفن کرتے ہیں دے یہ سمجھتے ہیں کہ اجزاء راضی اُس میں زیادہ ہوتے ہیں تو موکل ارض کو زیادہ استحقاق ہے مگر فارس و مصر کے لوگ بوجہ شرکت اربع عناصر اور نیز اس وجہ سے کہ زندگی اُس کی ہوا سے ہے لعش کو ہوا میں رکھتے ہیں۔ للناس فیما یعشقون مذا اھب۔ چونکہ اولاد کو بہت عزیز رکھتے ہیں اُس جو بڑے حریص جنت تھے وے اولاد چڑھانے لگے پھر بعض فرق جو بیٹے کو بہت عزیز رکھتے ہیں اُس کی قربانی کی ہمت نہ ہوئی تو لڑکیوں کو کم قدر خیال کر کے بتوں پر قربانی کرنے لگے پھر تو اُس قوم میں لڑکی کے مارنے کا رواج ہو گیا وَ اِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِآئِي ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ ہندوستان میں بھی چند قوم دختر کشی کرتی تھیں اب دولت انگلیش کی توجہ سے یہ رسم بد موقوف ہوئی قلوب بنی اسرائیل مصریوں کی صحبت سے مایل اصنام پرستی تھی اس لئے حضرت موسیٰ اُن کو ایسے مقامات میں لئے پھرے جہاں نہ بت نہ بت پرست تاکہ اُن کے خیال سے مذاق بت پرستی محو ہو جائے تاہم جب موقع پاتے تھے تو کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ قصہ گوسالہ و ابل غور کو خیال کرو اس لئے حضرت موسیٰ نے

چالیس برس جنگ و بیابان میں رہنا اختیار کیا یہاں تک کہ وہ بڑھے جن کے دل میں خیال  
 بت پرستی راسخ تھا مگر گئے جب نئے دور کے لوگ رہ گئے جن کے قلوب ایسی آلائشوں سے  
 پاک تھے ملک شام پر حملہ کیا کیونکہ اُس ملک میں بت خانے بہت تھے اُس کا کردار دیکھ کے  
 حملہ میں سستی ہوتی اور حصول مقصود میں نقص واقع ہوتا۔ سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کی برکت انفا  
 ایسی تھی کہ اُسی وقت میں آپ کے توابع احکام شرائع پر ایسا محکم و مضبوط تھے کہ سر مو  
 تجاوز نہیں کرتے تھے بت پرستی کا کیا ذکر تھا ہزار ہا بت جو خانہ کعبہ میں رکھے تھے جسے وہ  
 اپنا دین و ایمان سمجھتے تھے تو طے گئے۔ آپ کے توابع جہاں جہاں گئے بتوں کو خوب نیت نابود  
 کیا ہندوستان میں جہاں بت شکنوں کا قدم کبھی نہیں گیا تھا کیسے کیسے بت خانے برباد  
 ہوئے۔ ہندوستان کی تواریخ محمد اسلام کی دیکھو۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں خدا پرستی  
 ملک شام و کچھ حصہ عرب سے تجاوز نہ ہوئی تھی سو بھی صاف طور سے نہیں بلکہ خود  
 بنی اسرائیل ہی مبتلائے بت پرستی ہو گئے جس کے بیان سے صحف انبیاء مالا مال ہیں  
 حضرت عیسیٰ کے وقت میں تو کل بارۃ آدمی ایمان لائے تھے اُن کے بعد گو مذہب عیسوی  
 یورپ میں پھیلا لیکن بت پرستی محو نہ ہوئی صلیب اور حضرت عیسیٰ و مریم کی تصاویر گرجوں  
 میں رکھی رہتی تھیں اور اب تک رکھی رہتی ہیں جسے وہ سجدہ و سلام کیا کرتے تھے  
 اور کیا کرتے ہیں۔ علاوہ بریں اُن کا تو مذہب ہی تثلیث ہے اگر اُس کو ایک شاخ بت پرستی  
 کی قرار دیں تو بعید نہیں عیسائیوں میں خدا پرست خالص طور پر کم ہیں وہ کلام حضرت موسیٰ کا  
 کہ شریعت شرع ہوئی کوہ سینا سے اور جگجگانی سعیر سے اور بہت شدت سے چمکی  
 کوہ فاران سے نہایت سچی بات ہے یعنی آغاز خدا پرستی حضرت موسیٰ کے وقت سے ہوا  
 حضرت عیسیٰ کے وقت میں کسی قدر مدلی مگر محمد کے وقت میں اکل طور پر جاری ہوئی :  
 پیدائش باب ۱۲ کی ۳ آیت میں حضرت ابراہیم کی شان میں لکھا ہے :  
 ۱۲ : ۳ : ۱۲ : ۳ : ۱۲ : ۳ : ۱۲ : ۳ : ۱۲ : ۳ :

نہر خو بنجا غل مشحوت ہا ارا نا (ترجمہ) تجھ سے برکت پائے گی کل اقوام رئے زمین  
 مقصود اس کا یہی ہے کہ تیرے سبب سے تمام روئے زمین پر خدا پرستی پھیلے گی اب بہ نظر  
 انصاف دیکھو کہ زمانہ حضرت ابراہیم سے تا زمانہ حضرت عیسیٰ یہ وعدہ پورا نہ ہوا ہمارے  
 پیغمبر کے وجود یا جود سے اس کا تکملہ ہوا۔ عام دنیا میں اخلاق حمیدہ اور سیر پسندیدہ پھیل گئے  
 ظلمت جہل و ضلالت دور ہوئی۔ ہنود و عیسائی وغیرہ مذاہب نے اکثر امور مسلمانوں سے  
 اخذ کئے گو دے اُسے بہ تعبیت اسلام نہیں کہتے۔ اس میں شبہ نہیں کہ خدا پرستی حضرت عیسیٰ  
 بھی پھیلایا لیکن بوجہ مسئلہ تثلیث خدا پرست اُن میں کم تھے اگر ہم اس کی تفصیل لکھیں تو  
 کتابت بڑھ جائے گی الغرض یوشع بن نون کی وفات کے بعد کچھ کچھ شاہہ پرستی بنی اسرائیل  
 میں تھا مگر باربعام بن بباط کے زمانہ میں توبت و بت خانے اس قوم نے تیار کر لئے جس پر انبیاء  
 کی زبان سے وعید تھی: **וְיָבֹא אֶלְכֶם בְּיָמֵיכֶם אֶלְכֶם בְּיָמֵיכֶם**  
**וְיָבֹא אֶלְכֶם בְּיָמֵיכֶם** : ————— **לֹא־יִהְיֶה בְּכֶם**  
**כְּמוֹת יֵשׁוּעַ מְגוֹרֵן** و خا شان میا رتا (ترجمہ) لیکن ہو جائیں گی ظلمت فخر کی طرح او  
 اور شبنم صبح کی طرح مٹ جائے گی جس طرح بھوسہ خرمن سے اڑتا ہوا اور تو ہواں روزن  
 سے یعنی دے بت جن کی دے اس قدر عظمت و پرستش کرتے ہیں سب اڑ پڑ جائیں گے۔  
 یہ بات پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی کہ بت خانے توڑے گئے بت پرست راہ راست  
 پر آئے۔ مساجد اسلام کی بنا پڑی ایک خدا کی عبادت میں لوگ مشغول ہوئے گو عزرا کے  
 وقت میں بنی اسرائیل نے بت پرستی چھوڑ دی لیکن اقوام اصنام پرست میں بت پرستی و  
 کواکب و ملائکہ کی پرستش قائم رہی علاقہ بحرین میں صابئی مذہب بہت جاری تھا ملائکہ و فرشتے  
 افغانستان و توران میں آتش پرستی کا زور تھا و سرزمین ہندوتوں سے مالا مال تھی مصر و  
 تمام افریقہ میں اوثان کا ہجوم تھا و در اسلام میں یہ سب نیست و نابود ہوئے و علیٰ ہذا القیاس

یورپ میں بھی روشنی اسلام دور بنی اُمیہ اور خلفاء عباسیہ میں منبسط ہوئی: **וְהָיָה זָרְקָה**  
**וְהָיָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה**  
**וְהָיָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה**

روا نخی یہودا لویہنا بار ص مصرایم و یوہیم ردلائی لوتیدع و مویشیع این بلتی:  
 (ترجمہ) اور میں معبود تمہارا ہوں مصر سے حاکم میرے سوا کسی کو مت سمجھ میرے سوا کوئی  
 نجات دہندہ نہیں ہے: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل زمان موسیٰ بنی اسرائیل میں  
 خدا پرستی نہ تھی۔ مصریوں کی صحبت نے انہیں تباہ کیا تھا ورنہ زمانہ حضرت ابراہیم سے  
 تا زمان یوسف علیہ السلام ان کی خدا پرستی یقینی ہے۔ ہاں جس طرح اولاد حضرت اسمعیل  
 کچھ دنوں بعد بگڑ گئی اسی طرح اولاد اسحاق بھی بعد مردارایام خراب ہو گئی حضرت موسیٰ و  
 محمد سے اصلاح ان کی بلکہ عالم کی ہوئی: ۵

یارب صل وسلم دائماً ابداً علی نبیک خیر الخلق کلہم

**וְהָיָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה זָרְקָה**  
**וְהָיָה זָרְקָה זָرְקָה زَرَقَا** \_\_\_\_\_ **وְהָيَا بَد بَار ص تَلُو بُوْث**

(ترجمہ) میں نے تجھے بیابان میں پہچانا یعنی خشک زمیں میں یعنی ملک عرب میں مقصود یہ  
 کہ تمہاری حرکات ناشائستہ تو ملک عرب ہی میں ظاہر ہو گئی تھی کہ باوجود نزول رحمت و  
 برکات کہ من سلوی کھانے کو دیا اور پانی پتھر سے نکالا گیا اور ہر قسم کی آفات سے  
 حفاظت کی گئی اور کس قدر آیات معجزات برابر العین تم نے مشاہدہ کیا۔ موسیٰ اور ہارون  
 سرپرست موجود کوئی دقیقہ نافرمانی و سنگدلی و تذبذب و بے ایمانی کا اٹھا نہیں رکھا۔  
 ہم نے تم کو حکومت ملک شام اپنے وعدہ بموجب عنایت کی **وְהָيَا بَد بَار ص تَلُو بُوْث**  
**وְהָيَا بَد بَار ص تَلُو بُوْث وְهَيَا بَد بَار ص تَلُو بُوْث**

فَلَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ ————— كَمِثْلَ مَا وَتَيْبَا عَوَسَا بَعُو دَا رُم  
 لِّبَامِ عَل كَيْسِ شَخَا حُونِي: (ترجمہ) جب موٹے دسیر ہوئے تو اُن کا دل بڑھ گیا اس لئے ہم کو  
 بھول گئے یعنی جب ایسا ملک سیر حاصل اُن کو مل گیا تو چرب اُن پر چھا گیا شکر گزاری تو  
 کیا کرتے غلبہ شہوت و غضب و استیلائی ہوا وہوں سے کفران و عصیان پر کمر باندھ ہی

لَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ وَلَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ وَلَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ —————  
 لَّا اِیْ لَہُمْ کُوشَا حَل کِنَا مِیْر عَل دِیْخ  
 آشور شحال عبرانی میں شیر کو کہتے ہیں خصوصاً سیاہ شیر جو عراق میں یعنی دجلہ کی پورب جانب  
 ہوتا ہے۔ نامیر عربی تفریع چیتا آشور اصل معنی اس کے ہیں قدیم دِیْخ آشور  
 وہ راہ جو چلنے سے بنتی ہو ہندی پگ ڈنڈی اور نیز آشور نام ہی اُس حصہ ترکستان کا  
 جو دجلہ سے پورب ایران تک آباد ہو اور شمالی حد اُس کی ارمین ہو اور کبھی اُس میں علاقہ  
 کلدانیان بھی داخل رہتا ہی جہاں دار السلطنت بخت نصر اکثر حصہ اس کا اب عراق کہلاتا ہے  
 پس معنی آیت یہ ہوئے کہ ہم تمہارے لئے شیر و چیتا ہونگے عراق کی راہ میں یعنی اہل عراق سے  
 تم کو تباہ کریں گے چنانچہ سخریب بخت نصر کے وقت میں یہ خرابیاں پیش آئیں (ترجمہ) لوہوں  
 ہم اُن کے لئے شیر کی طرح جلیا چیتا دشوار گزار راہ پر یعنی جب ایسا کفران و عصیان اُن سے  
 صادر ہوا تو اب ہمارا غضب اُن پر نازل ہوگا حضرت آدم کو بھی سرزمین سیر حاصل ملی تھی ایتنا فرما  
 سے کہ وہ خطانی الاجتہاد تھی دادی غیر ذی زرع میں جو وہ سرزمین کہ معظمہ کی تھی بنچالی  
 گئی تو بنی اسرائیل پر جو ہزار ہا معاصی کے مرتکب ہوتے تھے کیوں نہ غضب نازل ہو

لَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ وَلَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ وَلَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ —————  
 لَّا اِیْ لَہُمْ کُوشَا حَل کِنَا مِیْر عَل دِیْخ  
 لَّا اِیْ لَہُمْ کُوشَا حَل کِنَا مِیْر عَل دِیْخ

اَلْغُلَیْمُ کَدُوبٌ شُکُوْلٌ وَاِذْ رُغِ سَعُوْرُ لِّبَامِ وَاِذْ خَلِیْمٌ شَامٌ کَلَابِی حَیْثُ ہَسَا وَاِذْ یَقِیْمُ







مِثْلَ شَوْلٍ قَدِيمٍ مَمَّا وَثَّ اِغْنَا لِيْمَ اِیْهِ دُبَارِیْنِجَا مَادَث اِیْهِ قَاطَابِیْنِجَا شَوْلٍ نُوْخَم  
 یَسَاثِیْرِیْعِیَا تَیْ: ۱۰۶ ۷ دُوپرَ مَعْنِی چِرَاگاہ ۱۰۷ قَاطَابِیْنِجَا مَعْنِی مَقْطَع  
 شَوْلٍ قَبْرِ وَجْهِنَم ۱۰۸ قَاطَابِیْنِجَا مَادَث قَطَبِیْنِجَا مَعْنِی کُنْثَا مَادَث مَعْنِی مَوْت  
 اَقْدِیْمِ کَا مَادَث ۱۰۹ قَدَا اِیْ اُسْ کَی مَعْنِی اِیْنِ پَنجَنَا ۱۱۰ اِیْ اِیْ  
 بَمَنْزِلَیْیِ کَی اِیْ جِسْ کَی مَعْنِی اِیْنِ ہُوْگا۔ (ترجمہ) قَبْرِ سَ اُنْ کُو چھوڑا دیں گے ہم مَوْت سے  
 اُنْ کُو بچائیں گے اب چِرَاگاہ اُنْ کی مَوْت ہوگی اور اَخِرَت اُنْ کی جَنَم رَحْم ہمارِی آنکھ سے  
 چھپ جائے گا یعنی بعد ان خرابیوں کی اُنْ کو ہم سَخْت قِید و مَصَابِ شَدِیدہ سے نجات  
 دیں گے چنانچہ بَخْت لُصْر کے زَمَانہ میں بڑے بڑے مَصَابِ اِن لوگوں نے جھیلے پھر بَخْت  
 اِنْفَاس غُرَا و دَوَائِلِ نَبِی کے جب تُو بہ کیا اور قُلُوب رَا جِ اِلِ اللہ ہوئے تُو قِید شَدِیدہ سے  
 آزاد ہوئے اور پھر سِیْتِ المَقْدِس آباد ہوا لیکن جب بَار شَانِی بَرِیَا د ہوا تُو پھر نہ آباد ہوا۔  
 اگرچہ کچھ سُرَا رِی اُنْ کے پَاس رہ گئی تھی اور شَرِیْعَت مِیْنِ زَقَام تھی اور اِلِ سَام و  
 رَوِیْلے صَادِقہ اَدْرِ کُشَف و تَصَوُّف اُنْ میں باقی تھا لیکن بعد بَعِثَت ہمارے پیغمبر کے یہ سب  
 جَا مہر ہا۔ اس آیت میں یہی بیان ہے کہ ہم تم کو اُنْ شَدِیدہ سے بچا تو لیں گے لیکن بالآخر  
 ہمارا رَحْم تم سے جاتا رہے گا اور تمھارے لئے فَا و ذَلَّت ہوگی یعنی شَرِیْعَت جَارِیہ تم سے  
 اُٹھا دی جائے گی اور فِضَان جو مَبَادِی عَالِیہ سے تم پر نازل ہو تا ہے وہ بند ہو جائے گا اور  
 پھر تم پر رَحْم نہ ہوگا جیسا پہلے بعد بَخْت لُصْر کے ہوا تھا پھر یہ کب ہوگا اُس کو اگلی آیت میں  
 بیان کیا ہے ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸

معیانو ہولیشہ اوسر کل کلی حمدہ۔ لغات ۲۶ کی جب ۲۶ ۲۶ ہو وہ جو  
 ۲۶ ۲۶ ۲۶ عربی بن یعنی درمیان ۲۶ ۲۶ ۲۶ احیم برادران ۲۶ ۲۶ ۲۶  
 — یفری خلیفہ خواہ رسول ہوگا۔ یہ لفظ ۲۶ ۲۶ ۲۶ پیر سے نکلا ہے جس کے  
 معنی خلیفہ اور رسول کے ہیں جیسا گزرا یہ صیغہ مستقبل ہے تفعل سے یعنی فر آدم ہوگا ۲۶  
 ۲۶ ۲۶ یا لوانگا ۲۶ ۲۶ ۲۶ قادم پورے ہوا کو کہتے ہیں اور کہو اُس کے  
 معنی بشر آتے ہیں جو یہاں مقصود ہے ۲۶ ۲۶ ۲۶ روح اس کے معنی ہیں ہوا اور  
 روح ۲۶ ۲۶ ۲۶ مبارک کے معنی میدان و بیابان کبھی کبھی اُس سے مراد ملکیت  
 ہوتا ہے جو بالکل رگستان ہے ۲۶ ۲۶ ۲۶ عولہ آئے گا ۲۶ ۲۶ ۲۶  
 ۲۶ ۲۶ ۲۶ پیش کش سکھاوے گا ۲۶ ۲۶ ۲۶ مقور بن چشمہ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶  
 کر دے گا ۲۶ ۲۶ ۲۶ میغان چشمہ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶  
 اوسر خزانہ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶  
 مادہ ۲۶ ۲۶ ۲۶ حامد ہے جس کے اصل معنی ستائش کے ہیں پھر نفاست و زعنت  
 ۲۶ ۲۶ ۲۶ حامد کے معنی ہیں محمود ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶ ۲۶  
 حمدہ بھی مراد محمود و محمد ہے (ترجمہ) جب وہ کہ اپنے بھائیوں میں فر آدم (یعنی  
 رسول) ہوگا جس کے پہلی روح اللہ آئے گا بیابان سے (یعنی نکاح سے) چڑھ آئے گا تو  
 سوکھاوے گا اُس کے چشموں کو اور ویران کر دے گا اُس کے عیون کو (یعنی افرام کے  
 چشموں کو) وہ لوٹے گا جو اہرات کے خزانہ کو مقصود یہ ہے کہ ایسی بربادی بنی اسرائیل  
 کی جس کے بعد ان پر رحم نہ ہوگا جب ہوگا کہ وہ شخص آئے گا جو اپنے بھائیوں میں فر آدم  
 ہوگا یہ اشارہ ہے اُس کی طرف جو حضرت اسمعیل کی شان میں بیان ہوا کہ وہ فر آدم  
 ہوگا اور بھائیوں کا لفظ جو اس مقام پر وارد ہے اُس سے اشارہ ہے اُس خبر کی طرف جو موسیٰ  
 دی تھی کہ تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰ کا سب بنی قائم کر دل گا اُس بنی کا ایک نشان

یہاں یہ بھی بیان ہوا کہ اُس کے پہلے روح اللہ آئے گا جو لقب ہے حضرت عیسیٰؑ کا اور اگر روح اللہ سے مراد روح القدس اور جبریل ہوں تو بھی کچھ بعید نہیں مقصود یہ ہوگا کہ کمال تباہی بنی اسرائیل کی کہ اُن سے سلطنت و شریعت دونوں لے لی جائے اُس وقت ہوگی جب وہ فر آدم جو موسیٰ کا سانبی ہوگا عربستان سے ظاہر ہو اور اُس پر نزول روح القدس ہو ایک نشان اُس بنی کا یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کل خزان جو اہرات لوٹ لے گا ظاہر ہے کہ خزان کل بادشاہوں کے جو مدت ہائے دراز سے مجتمع تھے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا نہ ایسا حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں ہوا اور نہ نجات وغیرہ کے اور مقصود خزانہ جو اہرات سے شرایع و احکام اتی وقت قدسیہ والہاں ربانی کہ یہ سب پیغمبر اور اُن کے توابع میں بھی اور اب بھی کسی قدر ہے۔ الغرض مراد یہ ہے کہ شریعت بنی اسرائیل اُس کی طرف منتقل ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہوا اور اگر لفظ جہدہ کو ہو کا بدل کیس تو معنی آیت یہ ہونگے کہ یہ تباہی جب ہوگی کہ وہ جو اپنے بھائیوں میں فر آدم ہو گا جس کے پہلے روح اللہ آئے گا۔ عربستان سے چڑ آئے وہ سب طرف کے خزانوں کو لے لے گا یعنی جہدہ یعنی اُس کا نام جہدہ ہو گا جو مراد محمد ہے یعنی جملہ علوم اولین و آخرین اُس کو دیا جائے گا اُس کا نام محمد ہے جہدہ کی کتابت عبرانی میں اس طرح ہوتی ہے کہ اُس کے اخیر میں ہا مختفی لکھی جاتی ہے لیکن اگر اُس کے اخیر میں الف ہو ہا مختفی کی جگہ اس طرح حمد آتو وہ مقلوب احمد ہو گا اس قسم کے الف کلدی الفاظ میں بیشتر ہوتے ہیں اس بنی کے زمانہ میں کلدی الفاظ و محاورات مخلوط ہو گئے تھے اور وہ زبان تو اُس ملک میں شائع تھی چہ جتا کہلی کے معنی تلف ہیں مراد نقوش منطبعہ ندانم آل گل خداں چہ رنگ بوداں کہ مرغ ہر چہ گشتگوئے اودارد

اس صحیفہ کی ۹ باب ۳ آیت سے ۷ تک ہم ذکر کرتے ہیں اس مقام میں یہود خیبر بنی قریظہ دہنی نقیر وغیرہ جو ملک عرب میں رہتے تھے مقصود ہیں گو اور یہود کی نسبت



حیمر معنی خرمشوق ہر جہاں چاہے ۶ حاتم سے جس کے معنی جوش و اختار کے ہیں  
اور ۷ چاہے ۸ حاتم معنی گارہ بھی اسی سے مشتق ہے اور کلدی زبان میں شراب کو  
خمر کہتے ہیں ان سب زبانوں میں یہ الفاظ مطلق شراب کو کہتے ہیں  
انگور کی ہو یا اور چیز کی ہو (ترجمہ) نہ ٹپکائیں گے خدا کے واسطے شراب اور نہ متب  
کریں گے اس کے لئے قربانی ان کی روٹی نجس ہے جو اسے کھائے گا نجس ہوگا۔ ان کی  
روٹیاں انھیں کے لئے ہیں خدا کے گھر میں نہیں پہنچتی بیت پرستوں کا دستور ہے کہ اپنے  
دیوتاؤں کو شراب چڑھاتے ہیں یعنی مقام معین پر بہا دیتے ہیں۔ یہودی بھی شبہ اس کی  
کشمش کا قلع بھاتے ہیں اور اس کو قدوس شراب ظہور کہتے ہیں اس کو بہت متبرک  
سمجھتے ہیں کسی قدر خدا کے نام پر گرد دیتے ہیں اور باقی تھوڑا تھوڑا سب تبرکاتی ہے  
یہ آیت خلقل کی ہے مطلب واضح ہے ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ -  
۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ : مَا تَعْسُوْا لِيَوْمٍ مُّوعَدٍ وَلْيَوْمٍ  
مُنْعِيْنًا (ترجمہ) تم کیا کرو گے عید خواہ وعدہ کے دن اور خدا کے حج کے دن  
مقصود یہ ہے کہ افعال تو تمھارے ایسے ہیں اور قلوب بالکل خدا کی طرف سے پھرے ہیں  
تو وعدہ کے دن یعنی زمانہ نجات نصیب تم سے کیا ہو سکے گا اور خدا کے حج کے دن سے  
مراد حج زمانہ پیغمبر خدا یعنی ان ایام میں تم سے کچھ نہ بن آئے گا۔ قتل و نسب جو کچھ مقدر ہے  
ہوگا۔ تدابیر تمھاری بالکل بے کار ہو جائیں گی ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ -  
۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ -

پھاڑوں میں اور ایک دوسرے مقام کا بھی نام ہو دیا ئے نیل کے کنارے پر محمد معنی ستودہ  
چاہا کہ کیسے روپیہ جہنم و جنت قیومش خاردار درخت  
ح زح حووح خار (ترجمہ) ہاں وہ ظلم سے پریشان ہو جائیں گے مصری  
ان کو مجتمع کریں گے۔ موت میں وہ لوگ گرینگے (یعنی مقامات مختلف میں ان کا قیام ہوگا)  
محمد ان کا مال خاردار درختوں کو اس کا مالک کرے گا (خاردار درخت سے مقصود اہل فوج ہیں  
چنانچہ مال اہل فوج میں تقسیم ہوتا تھا۔ عربستان میں سمرا اور بول بہت ہوتا ہے کھجور کے درخت بھی  
کانٹے سے خالی نہیں ہوتے اس واسطے عرب اس سے مقصود ہیں۔ جن کو اموال بنی قریظہ و بنی نضیر وغیرہ  
تقسیم ہوا تھا اور پیغمبر نے خود اسے بانٹا تھا) ان کے مکانات میں کانٹا ہوگا (مقصود معاملہ بنی نضیر  
ہے کہ یہودی بنی نضیر نے اپنے مکانات کو خود اجاڑا تھا پھر ان میں کانٹا رکھا گیا واضح ہو کہ جب سلطنت  
بنی اسرائیل برباد ہوئی تو وہ مقامات مختلف میں جس کو جاں آرم ملا جا رہے تھے لوگ مصر گئے کچھ بابل کچھ  
عربستان و ہندوستان میں پیغمبر کے زمانہ میں جو کچھ معاملہ بنی قریظہ و بنی نضیر وغیرہ کے ساتھ ہوا وہ مشہور  
ہے سب کے پھاڑوں میں جو کچھ یہود تھے نکالے گئے۔ کچھ قتل ہوئے ان کا مال و سباب لشکریوں پر تقسیم ہوا  
دورانے کی وجہ سے ان کے مکانات میں خاردار درخت جم گئے، انیس معاملات کی حکایت یہ بنی کنز یا جو  
اس پر مکتشفین ظاہر ہوا۔ اس کا قرآن میں بھی ذکر ہے هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا  
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَ  
ظَنُّوْا أَنَّهُمْ مَا نَعْتُهُمْ جُصُوْنَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَتْهُمْ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ  
لَمْ يَحْسِبُوْا وَقَدْ فِي قُلُوْبِهِمُ الرَّعْبُ يُجْرُبُونَ بَيُوْتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَ  
أَيْدَى الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ - یہ آیت قرآنی اس پیش گوئی  
کی طرف اشارہ کرتی ہے اور یاد دلانی ہے کہ یہود و نصاریٰ سمجھیں کہ وہ نہ باب واقع ہوئی چنانچہ  
آخر میں کہنا کہ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یہاں آیت صحیفہ میں لفظ محمد واقع ہے جو مراد  
محمد و حمید و محمد ہی کیا عجب ہے کہ اصل میں محمد رہا سو اعراب پیچھے سے لگایا گیا ہے اس وقت میں اعراب







پھیل گئے، پیداوار ارض میں کمی واقع نہ ہوگی اور اگر خلاف واقع ہو تو یہ امور سب بند ہو جائیں  
 انتہی: اور نیز آسمان سے مقصود علماء کبار و عرفاء نامدار ہیں اور زمین سے عامۃ الناس جن کی طرف  
 خطاب تھا کہ تم لوگ بتو جو تمام میری بات سنو اور اس کو یاد رکھو و حقیقت یہ کلام جبریلؑ ہی جو نبی  
 کے پاس پیام لاتے ہیں اور ان کو تعلیم کرتے ہیں علمہ شدیل القویٰ کو خیال کرو  
 جبریلؑ نے جو کچھ حضرت موسیٰ سے کہا اسے دے اعاذہ کرتے ہیں پس جبریلؑ نے بعد پوری  
 ہونے تو ریت قریب زمانہ وفات حضرت موسیٰ کے یہ خبر دی ہے۔ علماء بنی اسرائیل اور  
 عامۃ المؤمنین کی طرف خطاب کر کے کہ یہ یعنی جو آیات مابعد میں مصرح ہے کسی زمانہ میں واقع ہوگا۔

۱۵ میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۷﴾ ﴿۱۸﴾ شایام عبرانی میں آسمان کو بھی کہتے ہیں اور  
 اور عالم ارواح کو بھی جو مبادی عالیہ ہیں جیسے فیضان انوار قلوب پر ہوتا ہے کہ وہی نشاء مکاشفات ہے پس مقصود  
 یہ ہے کہ اگر اس تسبیح پر عمل ہو تو فیضان مبادی عالیہ سے ہوا کرے بوقت مناسب ورنہ بند ہو جائے۔ چنانچہ یہ  
 معاملہ بنی اسرائیل کے ساتھ بارہا ہوا کیا۔ بعد نزول قرآن و بعثت پیغمبر خدا و کفران یہود فیضان اس قوم سے  
 سلب ہو گیا تھا۔ ایک سترہ آئے ہم لکھے دیتے ہیں کہ اس آیت میں مدت قیام احکام تورات یعنی شریعت موسیٰ  
 علیہ السلام بیان ہوئی ہے۔ تقریر اس کی یہ ہے کہ مفردات آیت حسب کتاب عبرانی یہ ہیں:-

۱۵ اذین و ۱۶ شمری و ۱۷ ادب و ۱۸ و ۱۹ شمر ع ۱۵

۱۵ اذین و ۱۶ شمری و ۱۷ ادب و ۱۸ و ۱۹ شمر ع ۱۵ جس کا مجموعہ بحساب جمل ۲۱۴۵ ہوتا ہے کہ یہی مدت قیام  
 شریعت موسیٰ ہے بعد انقضاء مدت ہذا زمانہ نسخ تورات ہے و اجراء احکام قرآن شریعت موسیٰ کے بعد  
 کوئی شریعت جاری نہ ہوئی حضرت عیسیٰ نے بھی تورات کو منسوخ نہیں کیا۔ انبیاء سابقین کو یقین تھا کہ احکام  
 تورات کسی زمانہ میں منسوخ ہو جائیں گے۔ باجائز ان کے صحت میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے حضرت  
 عیسیٰ برابر کہتے تھے کہ میں تورات کو منسوخ کرنے والا نہیں ہوں یعنی وہ دوسرا شخص ہے۔ اب ہم کو یہ بیان  
 کرنا ضرور ہے کہ ۲۱۴۵ سال کے گزر جانے پر زمانہ نفاذ احکام قرآن کیونکر ہوا بیان اس کا یہ ہے کہ  
 سن ۲۴۷۸ ہجری میں حضرت موسیٰ کا انتقال ہوا۔ اسی سال میں (بقیہ نوٹ بر صفحہ ۱۱۴)



معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کلام مقدس نازل ہونے والا ہے تو رات اُس سے مقصود نہیں ہے  
 کیونکہ وہ پوری ہو چکی تھی۔ نوحی کے معنی وعظ و حکمت و ہدای ہیں جن کا جامع قرآن ہے  
 اُس میں تہذیب الاخلاق و تدبیر منزل و سیاست مدن پوری حکمت علمی و معارف تھا  
 جس سے تہذیب قوت نظری ہو سب کچھ موجود ہے اور تیت جوامع الکلم اُس کی  
 شان ہے اَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ سے  
 مقصود یہی ہے کہ مطابق قرآن کے ہدایت و نصیحت کی جائے اِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ  
 يَهْدِي وَذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ فِيهِ هُدًى يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قُلْ جَاءَكُمْ  
 مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ  
 و غیر آیات اس نشین کو یاد دلاتی ہے وہ کلام یہاں پانی و شبنم سے تشبیہ دیا گیا ہے  
 جس سے چند باتیں مقصود ہیں۔ اولاً نزول اُس کا بار بار جس پر لفظ تنزیل گواہ ہے۔ دوم وہ  
 کلام نصیح ہو گا۔ کلام فصیح کی تشبیہ پانی سے متعارف ہے۔ قرآن کی فصاحت اس درجہ میں  
 کہ معجزہ ہے فاتوالبسورۃ من مثله اُس کا شاہد ہے۔ سوم وہ کلام مثل پانی کے ہمیشہ  
 قائم رہے گا یعنی فسوخ نہ ہو گا۔ یہ حال ہے قرآن کا۔ چہارم اُس کلام پاک سے قلوب زندہ  
 ہونگے جس طرح پانی سے زمین زندہ ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ  
 فرمایا پیغمبر خدا نے مثل ما بعثنی اللہ عز وجل به من الہدی والعلم  
 کمثل غيث ربی سلمان یرجی نے اس کی یوں تفسیر کی ہے کہ اے آسمان زمین  
 تم شاہد رہنا میں تمہارے سامنے کہ رہا ہوں شریعت جو ہم نے بنی اسرائیل کو دی ہے  
 وہ ہمیشہ پانی و شبنم کی طرح زندہ رہے گی یہ معنی بہت بے جوڑ ہیں تو رات اُس وقت تک

پوری ہو چکی تھی وہ تحت میں حال و استقبال کے نہیں ہو سکتی اور اگر مضامین تسبیح کو کہیں تو  
 اُس میں جزِ خبر آئندہ کی کوئی ہدایت و وعظ نہیں۔ یہود کا یہ عقیدہ ہے کہ شریعت جو خدا سے  
 ملے اُسے دائمی ہونا چاہیے نسخ نہیں ہو سکتی ورنہ واجبِ تعالیٰ شانہ کا علم ناقص ہو جائے گا  
 اس لئے شریعت موسوی مؤیدِ ہر گریہ عقیدہ تورات کے خلاف ہے۔ حضرت نوح کے زمانہ میں  
 جملہ حیوانات مباح کئے گئے اور قبل اس کے بعض حلال اور بعض حرام تھے چنانچہ حضرت  
 نوحؑ نے سات سات جوڑا جانورانِ حلال کا اور ایک ایک جوڑا جانورانِ حرام کا کشتی میں  
 رکھا تھا اس سے تغیر احکام شرعی بہ تبدل احوال ثابت ہے جس کی تصریح تورات میں موجود ہے  
 تورات کے بیان سے ظاہر ہے کہ سارہ حضرت ابراہیمؑ کی بی بیات بہن تھیں پھر حضرت یحییٰ  
 کے وقت میں ایسا تزویج حرام ہو گیا۔ حضرت یعقوبؑ نے لیا وراہیل کے ساتھ جو حقیقی  
 بہنیں تھیں نکاح کیا تھا مگر موسیٰ کے وقت میں ممانعت ہوئی۔ نسخ کے معنی یہں مدت کا  
 پورا ہونا چونکہ وہ حکم اتنے ہی دن کے واسطے دیا گیا تھا بعد تکملہ مدت حکم کے اٹھ جانے سے  
 کوئی قباحت جیسا یہود خیال کرتے ہیں لازم نہیں آتی اس کی پوری بحث ہمارے یہاں  
 کتب اصول فقہ میں مرقوم و مسطور ہے۔ ہم نے بھی رسالہ کتاب الصلوٰۃ میں اس کا ذکر  
 بطور مناسب کر دیا ہے: ﴿حَلَالٌ لِّلرِّجَالِ مِثْلَ مَا لِّلنِّسَاءِ﴾ - ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ﴾ +

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ﴾ - ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ﴾

کعبیر علیؑ دیشا: وجزیم علی عیب: لغات ﴿حَلَالٌ لِّلرِّجَالِ مِثْلَ مَا لِّلنِّسَاءِ﴾ سعیر جمع اُس کی

سعیریم ہے باد لوائح و نقلوں نے اُس کے ترجمہ میں ﴿حَلَالٌ لِّلرِّجَالِ مِثْلَ مَا لِّلنِّسَاءِ﴾

رووح مطرا لکھا ہے یعنی میفہ کی ہوا ربی سلیمان ربی جی نے لکھا ہے ﴿حَلَالٌ لِّلرِّجَالِ مِثْلَ مَا لِّلنِّسَاءِ﴾

﴿حَلَالٌ لِّلرِّجَالِ مِثْلَ مَا لِّلنِّسَاءِ﴾ : لاشوں رووح سِغارا لیکن اس کی شرح یہ کہ وہ ہوا

جسے گھاس بنزہ بڑھتا ہے ﴿حَلَالٌ لِّلرِّجَالِ مِثْلَ مَا لِّلنِّسَاءِ﴾ ریم چھولی بوندوں کا مینہ عربی

شوبوب جمع شائبہ ربی سلیمان نے اس کے معنی طیفی ماطر یعنی قطرات مطر لکھا ہے



قرآن ہر جیسا کہ تسبیح موسیٰ میں اُسے مارالمطر سے تشبیہ دیا ہے۔ بلکہ مردہ سے مراد قلوب مردہ ہیں اور انعام سے مقصود طبایع کند و اشخاص متمدن ہیں اور انسان سے مقصود طبائع راستہ حق پسند ہیں کیونکہ اُس کے بعد ہی لقد صرفنا بنیہم لیلذکر واہم نے اُسے صاف صاف بیان کیا کہ اُن میں دھیان کریں یہ صفت قرآن کی ہو سکتی ہے نہ پانی کی پھر اُس کے بعد ذکر انکار کفار ہے یہ سب قرآن کے ساتھ چسپاں ہیں معنی یہ ہیں کہ نازل کیا ہم نے قرآن ہدایت خلق کے لئے اور اُسے صاف صاف فصاحت بلاغت کے ساتھ بیان کیا تاکہ اُن کے دل میں بٹھ جائے تاہم بہت لوگوں نے انکار کیا اس آیت سے خداوند کریم یاد دلاتا ہے کہ جس کلام کا وعدہ تسبیح موسیٰ میں ہوا ہے وہ یہ ہے سورہ شعراء میں قرآن کے بارہ میں نازل ہے وَاَنهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ : نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَكُوْنُ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ صَبِیْنٍ وَاَنهٗ لَفِیْ ذَبْرِ الْاَوَّلِیْنَ اَو لَمْ یَكُنْ لَهُمْ اٰیۃٌ اَنْ یَّعْلَمَہٗ عَمَلَاءُ بَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ (ترجمہ) بے شک قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے جسے جبریل نے تیرے دل پر اتارا تاکہ تو منذرین (یعنی ڈرانے والوں) میں سے ہو وہ زبان صاف عربی ہے بے شبہ وہ اگلوں کی کتابوں میں ہے یہ اُن کے لئے ایک نشان ہے کہ علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت زبان عبرانی جانتے نہ تھے پھر مضمون تسبیح موسیٰ جو آیات قرآنی میں مذکور ہے یا اور اتجار کا ذکر قرآن میں ہے دلیل صدق نبوت ہے اصنام پرستوں کو خیال کرنا چاہئے تھا کہ ایک شخص امی جو غیر زبان کی باتیں جسے نہیں جانتا بیان کر رہا ہے جزوت قدس کے کیونکر بیان کرتا ہے عام بنی اسرائیل آپ کے مخالف تھے احتمالات جو پیدا ہوتے ہیں بالکل ضعیف ہیں بلاشبہ یہ ایک دلیل نبوت ہے۔ الغرض تسبیح موسیٰ اور قرآن میں اس کتاب کو مارالمطر سے تعبیر کیا اور صفینا بنی نے اُسے سافا بروا کہا ہے سافا بروا کی معنی ہیں کلام شفاف یعنی فصیح۔ واضح ہو کہ سورہ فرقان میں جو واروہ کہ وہو الذی



یہ آیت ماتقدم سے متعلق ہے یعنی نزول کلام اُس وقت ہوگا جب میں خدا کا نام پڑھوں گا یعنی نماز فرض ہوگی حضرت موسیٰ کے وقت میں نماز فرض نہ تھی فقط قربانی فرض تھی۔ نماز آنحضرت کے وقت میں فرض ہوئی چنانچہ حضرت موسیٰ نے عند المعراج فرضیت نماز میں بہت بحث کی تھی یہ وقت نزول شریعت ثانی بیان ہوا۔ خدا کا نام پڑھنے سے مقصود فرضیت صلوٰۃ ہے۔ اُس کے بعد بیان ہوا کہ جب ایسا ہو تو تم لوگ ہمارے عالم کی تعظیم کرنا یعنی اُس پر ایمان لانا، اُس پر درود بھیجنا۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ اِنْ اَللّٰهُ وَطَلَقْتُمْ يَصْلَوْنَ عَلَى الْبَتَّىٰ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا چنانچہ ہم مسلمان ہاؤ گو دل لیلو ہینو کی تعمیل کرتے ہیں ربی سلیمان نے اس کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ یہ بیان موسیٰ کا ہے جب میں خدا کا نام لوں تو تم اُس نام کی تعظیم کرو چنانچہ جب کوئی بہو وہ کہتا ہے تو یہود تعظیماً باروخ ہود یا روخ شمو پڑھتے ہیں یعنی وہ مبارک ہے اور اُس کا نام مبارک اور کہتے ہیں باروخ شیم کہو دملخو تو پڑھتے ہیں یعنی مبارک ہے اُس کی جلال ملکیت کا نام یہ معنی آیت ہو سکتے ہیں لیکن یہ کوئی امر اہم نہ تھا جس کے لئے اس قدر اہتمام کیا گیا علاوہ بری موسیٰ نے تو یہ کہا تھا کہ جب میں خدا کا نام لوں تو تم اس کی تعظیم کرو نہ یہ کہ جب کوئی خدا کا نام لے تو تم دعا پڑھو۔ اب اس کے بعد اُس خلیفہ کا بیان ہے جس کی تعظیم کا جبرئیل حکم دیتے ہیں

بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مَا كَسَبُوْا مِنْ اَمَالٍ ۚ وَهُمْ لَا يَخْسِرُوْنَ

لے واضح ہو کہ مادہ اقوال کے معنی عبرانی میں پڑھنے کے بھی ہیں اور زور سے پکارنے کے بھی اور اولہ کے معنی قوت اور قوی بھی ہیں اس لئے اس آیت کے یہ معنی بھی ہیں کہ وقت موعود اُس وقت ہوگا جب میں خدا کا نام زور سے پکاروں یہ اشارہ ہر اذان کی طرف یعنی اُس وقت کا نشان ہے کہ جب خدا کا نام زور سے پکارا جائے اذان کا دستور دوسرا سلام سے پہلے تھا اُس وقت تم ہماری قوت کی تعظیم کرنا اور قوی آپ کے اسما سے ہے۔ فقہر





وَبَاشَاءُ۔ لغات یہ ہے۔ ایل قوت و قوی دہادر اسماء حسنی سے بھی ہر ہپ ہا  
 ۶ ۶ ۶ اِموٰنہ سَکَم مَضْبُوٰط و عَظَمَت و حَفَاطَت و اَمِن و دِیَانَت و اَمَانَت ۶ ۶ ۶  
 ۶ ۶ ۶ ہپ ہا ہا ہا دیکھی بادور اِموٰنہ اُس کے ہاتھ مضبوط تھے اِمن اور  
 اِیَان یہ ہے۔ اِن حَرف نَفِی ۶ ۶ ۶ عَادِل ظَلَم ۶ ۶ ۶ صَدِیق  
 مَعْنٰی صَدِیق ۶ ۶ ۶ یا شارر راست (ترجمہ) قوی اور مضبوط ہو گا نہ ظالم  
 صَدِیق و راست وہ ہو گا۔ واضح ہو کہ پیغمبر کے ناموں میں سے قوی ہر جیسا کہ اشعیا پیغمبر کی  
 پیشین گوئی میں اور پر گزرا ہے کہ اُس کا نام قوی ہو گا۔ ایل کبوتر بیان ہوا اور یہاں  
 ایل اِموٰنہ حَافِل دو نوں کا ایک ہے۔ حضرت عیسیٰ پر تو یہ ہرگز منطبق نہیں اُن کو شجاعت  
 و یرہی و قوت کے ساتھ نہیں بیان کرتے۔ یہودیوں نے اپنی دانت میں اُن کو چروں  
 کے ساتھ پکڑ کے پھانسی دیا۔ حضرت داؤد و سلیمان کے ساتھ موافق ہے لیکن اور کہا بیان  
 نہیں ملتا کہ اُن سے کوئی قوم نکلی ہو۔ علاوہ بریں یہ وہ ہی شخص ہے جسے اشعیا نے مع دیگر  
 نشانات ایل کبوتر لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ تا زمانہ اشعیا ایل اِموٰنہ ہوا نہ تھا جس کی توضیح  
 وے ایل کبوتر سے کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یاں داؤد و سلیمان نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ  
 اشعیا بنی سے بہت پہلے تھے اس لئے اس سے مقصود ہمارے پیغمبر ہیں واضح ہو کہ ایل کے  
 معنی سردار و امام کے آئے ہیں۔ کہتے ہیں ایل گویم یعنی سردار اقوام تو ایل اِموٰنہ کے  
 یہ معنی ہونگے کہ ایسا سردار جس کی سرداری و امامت کے لوگ دل سے تصدیق کریں گے  
 آپ امام المومنین بلا شک تھے اور ایمان ہی کی آپ دعوت کرتے تھے اس وجہ سے بھی  
 آپ ایل اِموٰنہ تھے علاوہ بریں اِموٰنہ کے معنی امین بھی ہیں جو آپ کے اسماء میں سے ہے  
 واضح ہو کہ بیت اول اور اس بیت کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی رسول کی خبر دیتا  
 ہے کیونکہ صور کے معنی ہیں جس سے کوئی قوم پیدا ہو یعنی مشاعر کہ دی رسول ہوتا ہے۔  
 الغرض صور سے مقصود رسول ہے۔ اُس رسول کی چند صفات ان دو نوں بیتوں میں مذکور ہیں۔





روٹ یہ **לַחֵם עֵם** قوم **בְּכָדָה** نابال۔ اجماع فاجر کافر نجس **לַחֵם**  
 لورٹ نفی **בְּכָדָה** حاکم = دانشمند حکیم (ترجمہ) واہ تم خدا کو یہ بدلا دیتے  
 ہو۔ اے قوم کافر نادان۔ یہ حکایت ہے ہمارے پیغمبر کے زمانے کی کہ یہود نے انکار کیا تو  
 جبرئیل تعجب سے کہتے ہیں کہ جس خدا نے تمہارے ساتھ بے حد احسان کئے اُس کا حکم تم  
 نہیں مانتے یا جو دیکھ اُس کی اطاعت کا حکم پہلے سے دیا گیا اس یہودہ عذر سے کہ ہم  
 وہی شریعت سابقہ پر چلیں گے یہ کوئی اطاعت نہیں ہے۔ چونکہ انکار پیغمبر تورات کے حکم  
 کے بھی خلاف تھا جیسا اس بھیج میں ہے۔ بڑے اہتمام سے حضرت موسیٰ نے بیان کیا  
 اس لئے ان کو کافر کہا۔ الغرض کفر یہود خود اس مقام سے پیدا ہے۔ جس نے اس پیغمبر  
 آخر الزمان کی اطاعت قبول کی وہ بالکل پاک و صاف ہو گیا۔ ورنہ نجاست کفر سے ملوث  
 ہو کے ذلت و مسکنت میں رہا ہل جزاء الاحسان الا احسان تفسیر رشتی میں  
 اس مقام پر یہ لکھا ہے: **לַחֵם עֵם** **בְּכָדָה** **לַחֵם** **בְּכָדָה** **לַחֵם** **בְּכָדָה**  
**לַחֵם** **בְּכָדָה** **لַחֵם** **בְּכָדָה** **لַחֵם** **בְּכָדָה** **لַחֵם** **בְּכָدָה** **لַחֵם** **בְּכָדָה**  
 جو بھول گئی جو اُن کے ساتھ کیا گیا یہ تو ظاہر ہے کہ یہود سلوکات ربّانی کو بھول نہیں گئے  
 تھے ہاں اس بھیج و قرآن کے مضمون کو بلاشبہ بھول گئے جو کچھ موسیٰ نے اس کا  
 مطلب بیان کیا تھا وہ اُن کو یاد نہ رہا۔ دوسرے معنی اپنے دل سے تراش کر کہنے لگے  
 اور نیز بھول جانے سے یہ مقصود ہے کہ وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ اُن کے ساتھ جو احسان  
 خدا کی جانب سے ہوا وہ کیوں ہوا کیا خصوصیت تھی اُس کو اختیار ہے جس قوم کو چاہے  
 بڑھائے جس کو چاہے گھٹائے جو حکم چاہے جاری کرے جسے چاہے منسوخ کر دے  
 ذلک فضل اللہ یؤتہ لمن یشاء **لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה**  
**لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה**  
**لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה** **لַחֵם** **بְּכָدָה**

بیاد و لہریطیب و لہاریع نادان حوادث کی امتیازیں کہ نیک و بد کرنے کا اختیار اسی کو  
 ہی اوتقلوس نے اس مقام میں یہ ترجمہ کیا ہے: **הָאֱלֹהִים יִשְׁמְרֵם מִכָּל**  
**הָאֲשֶׁר יַעֲשֶׂה הָאֱלֹהִים לָכֵן** : افسوس ہے تم خدا کے سامنے ایسا کرتے ہو۔ ایسی قوم کہ  
 تورات پر ایمان لائی اور سمجھتی نہیں۔ یہ مترجم یہود کی طرف حق و نادانی کی نسبت کرتا ہے:  
**וְהָאֱלֹהִים יִשְׁמְרֵם** - **הָאֱלֹהִים יִשְׁמְרֵם** : **הָאֱלֹהִים יִשְׁמְרֵם** : **הָאֱלֹהִים**  
**יִשְׁמְרֵם** : **הָאֱלֹהִים** : **הָאֱלֹהִים** : **הָאֱלֹהִים** : **הָאֱלֹהִים** : **הָאֱלֹהִים**  
 خریدار نہیں ہے۔ اُس نے تجھ کو بنایا ہے اور مہذب کیا ہے خلق کل شی فہدیٰ اس کی  
 تفسیر چرشی نے کی ہے اُسے ہم نقل کر دیتے ہیں **וְהָאֱלֹהִים** : **הָאֱלֹהִים**  
**יִשְׁמְרֵם** : **הָאֱלֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**  
 فرمایا ہے **וְהָאֱלֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**  
**יִשְׁמְרֵם** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**  
 اور قوی ملک میں: **הָאֱלֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**  
 (ترجمہ) اُس نے تجھے امتوں میں ایک امت بنایا۔ مقصود یہ ہے کہ جس نے تم کو ایک  
 امت بنایا وہ دوسری امت بھی قائم کر سکتا ہے **וְהָאֱלֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**  
**יִשְׁמְרֵם** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**  
**יִשְׁמְרֵם** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**  
 ائمہ میں تم میں سے انبیاء اور سلاطین ہوئے۔ یہ سب اُسی کی بر قدرت میں ہے۔ **וְהָאֱلֹהִים**  
**יִשְׁمְרֵם** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**  
 زخور میوث عولام: **יִשְׁמְרֵם** : **הָאֱלֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**  
 مادہ اس کا **וְהָאֱלֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים** : **הָאֱلֹהִים**

یوم عربی یوم : ۲۴ سائے یومٹ اُس کی جمع ہے جیسے ایام ۲۴ سائے عوام  
 بمعنی عالم ۲۴ سائے بیو صیغہ امر ہوا وہ اس کا ۲۴ سائے بن ہے معنی اُس کے  
 سمجھنا ۲۴ سائے شہوت جمع ہے ۲۴ سائے کی بمعنی سنہ یعنی سال  
 ۲۴ سائے دور بمعنی دور (ترجمہ) یاد کرو ایام عالم خیال کرو سنہ ادوار مقصود یہ ہے  
 کہ تغیرات عالم تبدلات ازمنہ پر نظر ڈالو کہ کیسے کیسے تغیرات ہوا کرتے ہیں۔ رشی میں اس کی  
 تفسیر یہ لکھی ہے کہ ایام دنیا پر نظر ڈالو کہ اگلوں کے ساتھ اُس نے کیا کیا۔ جب اُنھوں نے  
 اُس کو ناراض کیا اور سینہ ادوار کو خیال کر دو انوش میں بحر اوقیانوس کو اُن پر آٹ دیا  
 اور دو رطوفان کو کہ اُن کو ڈوبا دیا انتہی : اس مفسر کے کلام سے نکلتا ہے کہ قبل طوفان نوح  
 ایک اور طوفان عظیم آیا تھا جیسا پہاڑوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس طوفان عظیم سے  
 مٹیاں جہاں جہاں ملتی تھیں وہ حرارت شمس سے متحرک ہو کر صورت جبال پیدا ہوئی  
 طبیعت عناصر تقضی ہے کہ زمین ہمیشہ تر آب ہو اور مولد ثلثہ معلوم لیکن بقوت قسری جب کسی قدر  
 پانی مستحیل ہو ہوا تو زمین مکشوف ہوئی پھر طوفانات عظیم کی وجہ سے جمادات دجو پذیر  
 ہوئے اور بعد ہٹ جانے میاء کے جو طوفان اول میں جو شمس زن تھی مٹی سڑ کے نباتات و  
 حیوانات متکون ہوئے اُس وقت حضرت آدم ابو البشر پیدا ہوئے چنانچہ تورات کے اول  
 ہی میں لکھا ہے کہ زمین تو ہوا اور لو ہو تھی یعنی بالکل تہ آب تھی اور ہوا پانی کو محیط تھی یہاں  
 تربیت عناصر برہ لسان وحی معلوم ہوئی بعد اس کے عالم ایجا دو تکوین کی تفصیل ہے۔  
 قال اللہ تعالیٰ لقد خلقنا الانسان من صلصال من حماء مسنون  
 اور چونکہ کشف ارض قسری اور قوت قسری دائمی نہیں ہوتی اس لئے ضرور ہے کہ جب عناصر  
 پہ حالت طبعی پر ہو جائیں تو زمین تہ آب ہو جائے اور مولد ثلثہ دامن فنا میں مستور کہ وہ  
 ایک طرح کی قیامت ہے اس کا پورا بحث کتاب کو طولانی کرے گا۔ اس لئے قصر ادلی ہے  
 یہ مفسر لکھتا ہے کہ زمانہ انوش میں بحر اوقیانوس کو جو شمس ہوا تھا اس کا ثبوت تواریخی شکل ہے

























شہر احمیہ مارے گئے تھے یہ شہرت دی کہ جو کوئی عاصم بن ثابت کا سر لائے میں اسے  
تواؤنٹ بہت اچھے دوں۔ عاصم کے ہاتھ سے اُس کے دو بیٹے مارے گئے تھے  
اس لئے سلا فہ نے یہ نذر کی تھی کہ میں عاصم کے کاسہ سر میں شراب پیوں گی کیونکہ بت پرستوں  
کے عقیدہ میں یہ بات تھی کہ اس عمل سے مقتول جہنم میں جاتا ہے جیسا ہنود کی عورتیں سر  
مقطوع پر اس غرض سے نہاتی ہیں! الغرض سفیان بن خالد کو سو اونٹوں کی طمع ہوئی  
اُس نے اپنے گھر بھر کے سات آدمی عضل و قارہ کے مدینہ میں بھیجے۔ انھوں نے حبشہ کا  
سفیان یہ قریب کیا کہ ظاہر میں مسلمان ہو گئے اور حضور اقدس میں عرض کیا کہ ہمارے ساتھ  
اپنے اصحاب میں سے چند آدمی ساتھ کر دیجئے کہ ہماری قوم کو قرآن مجید سکھایں اور  
کوشش اس بات میں کی کہ عاصم کو آپ ساتھ کر دیں اور ثابت ابی الافلح عاصم کے باپ کے  
گھر جا ٹھہرے اور عاصم سے بہت محبت ظاہر کی اُن سے کہتے کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ہمیں ہمارے ساتھ کر دیں تو بہت خوب ہے۔ آخر الامر آنحضرت نے دس آدمی اُن کے ساتھ  
کر دیئے اور عاصم کو اُن کا سردار مقرر کیا۔ دسوں آدمی اُن ساتوں کے ساتھ روانہ ہوئے  
جب درمیان عسغان اور مکہ کے آئے ایک نے اُن ساتوں میں سے جا کے سفیان بن خالد کو  
خبر دی وہ دوسو آدمی لے کر چڑھ آیا۔ عاصم مع اپنے ساتھیوں کے فذ پر کہ ایک  
اونچا ٹیلا تھا چڑھ گئے۔ جب دشمن اُن کے قریب پہنچے عاصم نے اپنے ساتھیوں سے  
کہا کہ حصول شہادت کو غنیمت سمجھو اور سب لڑائی کے لئے مستعد ہو گئے کفار نے کہا کہ ہم  
مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عاصم نے کہا ہمیں مارے جانے کا ڈر نہیں۔ دین کے لئے سر دینا ہمارا  
کام ہے۔ کافروں نے عاصم سے کہا کہ جلدی نہ کرو اور اپنی جان مت کھو۔ آؤ ہم تمہیں امان  
دیں گے۔ عاصم نے کہا۔ میں شرک کی امان نہیں چاہتا اور میں نے سنا ہے کہ سلا فہ نے  
قسم کھائی ہے کہ میرے کاسہ سر میں شراب ہے۔ یا اللہ تو ہمارے حال کی خبر اپنے پیغمبر کو  
دے۔ سو اللہ جل جلالہ نے یہ دعا قبول کی اور اُن کے حال کی آپ کو خبر دی اور عاصم نے

پہلی تیر کفار کو ماری جب تیر ختم ہو گئے تیرے سے لڑے، جب نیزہ ٹوٹ گیا تب تلوار لی اور یہاں تک لڑے کہ شہید ہوئے اور دعا کی کہ اٹھی میں نے تیرے دین کی حیات کے لئے جان دی تو میرے بدن کو بچا کہ کفار کے ہاتھ نہ لگے۔ بعد ازاں کفار نے چاہا کہ اُن کا سر کاٹ لیں تاکہ سلافہ کے پاس لے جائیں خدائے تعالیٰ نے شہد کی کھٹی کا لشکر بھیجا۔ انھوں نے جھرمٹ باندھا کسی کافر کو عاصم کی نعش کے پاس پھٹکنے نہیں دیا۔ جب رات ہوئی ایک سیلاب آیا کہ عاصم کا بدن بہا لے گیا۔ کافر خائب خاسر رہے۔ جب سلافہ کے پاس سفیان بن خالد نے آدمی بھیجا کہ سٹو اونٹ بھیج دے ہم نے عاصم کو قتل کیا۔ سلافہ نے کہلا بھیجا کہ میری شرط یہ تھی کہ عاصم کا سر یا عاصم کو جیتا لے آؤ سو تم نے دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہ کی۔ میں اونٹ ہرگز نہ دوں گی۔ باقی رہتھار عاصم کا یہ حال ہوا کہ چھ شخص اور لڑ کر شہید ہوئے۔ مگر تین شخص حبیب بن عدی و عبد اللہ بن طارق و زید بن دثنہ کافروں کے سمجھانے سے اُن کے امان میں آئے پہاڑ سے اترے کفار نے بد عمدی کر کے اُن کے ہاتھ کمان کے چلتے سے باندھے۔ عبد اللہ بن طارق نے جب غدر اُن کا دیکھا چلتے سے ہاتھ کھول تلوار کھینچی اور کفار سے قتال شروع کیا۔ کافر اُن کے حملہ شیرانہ سے حیران ہو گئے اور پتھر برسا کے انھیں شہید کیا۔ لیکن حضرت حبیب اور زید کو کفار اسیر کر کے لے گئے۔ حبیب کو حارث بن عامر بن نوفل کی بیٹیوں نے سوا اونٹ دے کے مول لیا تاکہ بعض اپنے باپ کے جسے حبیب نے قتل کیا تھا ماریں اور زید کو صفوان بن امیہ نے بعض پچاس اونٹ کے لے لیا تاکہ بعض عتبہ اپنے باپ کے جسے زید نے قتل کیا تھا ماوڑے۔ دونوں صاحب مکہ میں بہا ذی قعدہ پہنچے تھے بانتظار گزرتانے اشہر حرم انھیں قید رکھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حبیب نے ایک بار استرہ پاکی لینے کے لئے حارث کے ایک بیٹے سے مانگ لیا تھا اُسی حالت میں ایک لڑکا اُس کا حبیب کے پاس جا پہنچا۔ حبیب نے اسے اپنے زانو پر بٹھالیا اس کی عورت کو ڈر ہوا کہ یہ قیدی ہے کہیں

میرے بیٹے کو مار نہ ڈالے غیب نے کہا کہ مت ڈرو میں ایسا نہ کروں گا۔ بچہ کو قتل نہ کرو گا وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے غیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے غیب کی حالت قید میں انگو رکھائے دیکھا اور ان دنوں کے میں کوئی میوہ نہ تھا اور غیب زنجیروں میں قید تھے وہ انگو رزق الہی غیبی تھا کہ خداوند کریم نے غیب کو بھیجا تھا (جیسے ایساں کو کتوں کے ذریعے سے غذا پہنچاتا تھا) بعد گزر جانے ماہمائے حرام موضع یتیم میں کہ خارج حرم ہے غیب اور زید و دونوں کو سولی دی۔ غیب نے کفار سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے منظور کیا حضرت غیب نے دو رکعت نماز ادا کی بعد ازاں انھوں نے یشعر پڑھے ۵

وَلَسْتُ أَبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا      عَلَيَّ شِقَاقِ خَانَ اللَّهِ مُصْرَعِي  
وَذَلِكَ فِي خَاتَمِ الْإِسْلَامِ وَإِنْ لَيْشَاءَ      بِيَارِدِ عَلَى أَوْصَالِ شُلُومِ مَزْجِ

(ترجمہ) جب میں مسلمان مارا جاتا ہوں تو کچھ پروا نہیں کسی پہلو پر ہو میرا گرنا۔ خدا کے لئے ہو یہ میرا قتل۔ اگر خدا بچا ہے۔ برکت کرے عضو پارہ پارہ کے ٹکروں میں غیب کو دار پر چڑھایا اور قبلے سے منہ پھیر دیا۔ غیب نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے آئینہ نما تو لو افخم وجہہ اللہ پھر غیب سے کہا کہ اگر تم دین اسلام چھوڑ دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں غیب نے کہا کہ اگر تمام روئے زمین مجھے دیں تو بھی میں اسلام سے نہ پھروں کافروں نے کہا کہ تمہارا جی چاہتا ہے کہ تمہارے بدلے محمد کو سولی ہو اور تم اپنے گھر سلامت چلے جاؤ۔ غیب نے کہا کہ میرا دل ہرگز نہیں چاہتا کہ میں گھر میں ہوں اور جناب پیغمبر صلعم کے پاؤں میں کانٹا چبھے پھر مقتولان بدر کی اولاد اوراق چالیں آدمی نے نیزے سے ہر طرف سے حضرت غیب کو مارنا شروع کیا۔ اس وقت منہ حضرت غیب کا قبلے کی طرف ہو گیا انھوں نے کہا شکر خدا جس نے میرا منہ اس قبلے کی طرف کر دیا جو اس نے اپنے رسول اور مسلمانوں کے لئے پسند کیا ہے اور حضرت غیب نے کہا۔ الہی یہاں سب دشمن ہیں کوئی

دوست نہیں تو ہی میرا سلام اپنے حبیب کو پہنچا۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مجلس شریف میں مع جماعت اصحاب کے حاضر تھا آپ پر آثار وحی ظاہر ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ حبیب کو کافروں نے قتل کیا اور یہ جبریل سلام مجھے پہنچاتے ہیں پھر آپ نے فرمایا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر حضرت زید کو سولی دی انھوں نے بھی پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور حبیبی گفتگو کفار نے حضرت حبیب سے کی تھی ویسی ہی اُن سے بھی کی اور ویسا ہی جواب سنا۔ حضرت حبیب کی نعش کو دار پر لٹکا رکھا جناب رسول اللہ نے اصحاب سے فرمایا کہ کوئی ہے کہ حبیب کی نعش سولی پر سے اُتار لائے۔ حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما نے اس کام کا اقرار کیا اور روانہ ہوئے دن کو چھپ رہے تھے اور رات کو چلتے یہاں تک کہ نعش کے پاس پہنچے چالیں آدمی محافظت کے لئے اطراف دار میں سوتے تھے۔ انھوں نے آہستہ حبیب کو سولی پر سے اُتارا اور گھوڑے پر رکھ کے لے چلے۔ چالیں دن اُن کے قتل سے گزرے تھے۔ بدن اُن کا ویسا ہی تھا زخموں سے خون ٹپکتا تھا اور مشک کی خوشبو آتی تھی صبح کو قریش نے خبر پائی شتر سوار دوڑائے جب اُن صاحبوں کے پاس پہنچے حضرت زبیر نے نعش حبیب کی زمین پر رکھ دی فوراً زمین اُسے نگل گئی۔ حضرت حبیب کو "بیع الارض" اسی لئے کہتے ہیں حضرت زبیر نے کفار کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ میں زبیر ابن العوام ہوں اور ماں میری صفیہ بنت عبد المطلب ہے اور یہ میرے رفیق مقداد بن الاسود ہیں۔ تمہارا جی چاہے تو لڑو اور نہیں تو پھر جاؤ۔ کفار پھر گئے۔ حضرت زبیر و مقداد نے حضور اقدس میں جا کے حال عرض کیا۔ عکرمہ بن ابی جہل کو اسلام سے کمال نفرت تھی جب سلمان ہوئے تو قرآن کو پڑھتے تھے اور اُن کو وجد ہوتا تھا اور کہتے تھے۔ ہذا کلام ربی۔ صحابہ کو آنحضرت کی صحبت سے کمال سرور تھا اور عند الفتح تو مسرور ہوتے ہی تھے مرنے میں بھی بہت خوش ہوتے تھے۔ کمال لطف سے گلا کٹاتے تھے و مسرت

بعد الموت کا بیان میں کیا کروں۔ انھیں مسرتوں کو حضرت داؤدؑ یہاں بیان کر رہے ہیں:

ہ آیت  $\text{فَلَا يَرَوْنَ فِيهَا كُفْرًا وَلَا حِلًّا وَلَا مِلًّا وَلَا$

$\text{ذَرْبًا وَلَا يَرَوْنَ فِيهَا كُفْرًا وَلَا حِلًّا وَلَا مِلًّا وَلَا$

شیر و یلوہم زمر و شمو سو تو لا رخیب بعرا بوٹ بیاہ شمو و اعزل و لفانا و خلاہ

شیر کی معنی ہیں گیت۔ اس کا فعل بھی مستقل ہے یہاں صیغہ امر ہے الوہیم کے معنی ہو چکے

لام اس کے اول میں صلہ ہے  $\text{فَلَا يَرَوْنَ فِيهَا كُفْرًا وَلَا حِلًّا وَلَا مِلًّا وَلَا$  زمر و مادہ اس کا زمر ہے  $\text{فَلَا يَرَوْنَ فِيهَا كُفْرًا وَلَا حِلًّا وَلَا مِلًّا وَلَا$

معنی گانا بجانا مثل عربی زمر کے  $\text{فَلَا يَرَوْنَ فِيهَا كُفْرًا وَلَا حِلًّا وَلَا مِلًّا وَلَا$  سو تو مادہ اس کا  $\text{فَلَا يَرَوْنَ فِيهَا كُفْرًا وَلَا حِلًّا وَلَا مِلًّا وَلَا$

سئل ہے معنی ہم وار و صاف کرنا (ترجمہ) اُس سلطان کی طرح گاؤ اُس کا نام

زفر نہ کرو۔ سوار عرب کے لئے راہ ہموار و صاف کرو جس کا نام خدا کے نام کے ساتھ

ہوگا۔ اُس کے سامنے خوشی کرو  $\text{فَلَا يَرَوْنَ فِيهَا كُفْرًا وَلَا حِلًّا وَلَا مِلًّا وَلَا$  عرا باصل معنی اس کے

میدان خشک ہیں مقصود یہاں عرب ہے اور دوسرے پر یہ خبر منطبق نہیں۔ غیب بعرا بوٹ

یعنی سوار عرب خواہ خشک میدانوں کے سوار کے لئے راہ صاف کرو۔ اس سے مقصود

کون ہو سکتا ہے اپنے اوپر تو داؤد کہتے نہیں حضرت سلیمان کب ملک عرب میں گئے تھے

اور بعد اُس کے تو سلطنت بنی اسرائیل ضعیف ہو گئی اور اگر کہیں کہ خدا کو یہ کہا ہے تو

اُس کی صفت رکوب قرار دینا بے ادبی ہے۔ اُس کے بعد بیاہ شمو مرقوم ہے یا عبرانی میں

خدا کا نام ہے معنی یہ ہیں کہ خدا کے نام کے ساتھ اُس کا نام ہوگا۔ یہ ہمارے پیغمبر کا حال ہے

پانچوں وقت اذان میں خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام یا آواز بلند پکارا جاتا ہے

لا الہ الا اللہ۔ وغیرہ مقامات کو لحاظ کرو کہ خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام لیا جاتا

ہے۔ یہاں ایک سر ہے  $\text{فَلَا يَرَوْنَ فِيهَا كُفْرًا وَلَا حِلًّا وَلَا مِلًّا وَلَا$  بیاہ شمو عبری میں بیاہ تین حرف سے

لکھا جاتا ہے ب ی ہ جس کا مجموعہ ۱۷ ہوتا ہے اور احمد بحساب قصیر ۱۷ ہوتا

پس داؤد فرماتے ہیں کہ اُس سوار کا نام احمد ہوگا بحساب قصیر کا مطلب یہ ہے کہ

حساب جل یو دیں دوطور سے کیا جاتا ہے ایک کو مسپار گا و دل کہتے ہیں وہ وہی ہے جو ہمارے یہاں ہے۔ دوسرے کو مسپار قاطان کہتے ہیں اُس میں وہائی کو رد کرتے ہیں یگائی کی طرف اور سیکڑے کو وہائی کی طرف و علیٰ ہذا القیاس پس بحساب مسپار قاطا یعنی بحساب قصیر احمد کے، اہوتے ہیں۔ فتدیر: آیت ۶:  $\text{בְּבִיבִי בְּבִיבִי}$

$\text{זֶמֶר־הַיָּדָיִם הַיְּמָנִיתִּים בְּבִיבִי בְּבִיבִי בְּבִיבִי}$   
 $\text{בְּבִיבִי בְּבִיבִי בְּבִיבִי}$  : ابی شیویم و دین المانوث الوسیم بمعون قدشو

(ترجمہ) یتیموں کا سرپرست اور بیوہ عورتوں کا حامی ہوگا اُس کے مقام میں ملائکہ ہونگے۔ ہمارے پیغمبر اس صفت میں مشہور تھے کہ آپ خود بھی یتیم تھے اور یتیموں کی بڑی خبر گیری کرتے تھے اور بیوہ عورتوں پر کوئی ظلم نہیں کرنے پاتا تھا۔ ابوطالب نے یہ شعر آپ کی شان میں جب آپ کا سن بہت نیل تھا کہا تھا

و ابیسیستے الغما بوجہ :  $\text{فَمَالِ الْيَتَامَىٰ عَصَمَةَ لِلْأَرْحَامِ}$   
 یہ اس آیت سے نہایت انطباق رکھتا ہے فرشتوں کا آنا تو آپ کے پاس اظہر من الشمس ہے  
 اس کا انکار ظلم ہے آیت :  $\text{بְּبִיבִי بְּبִיבִی بְּبִی}$   
 $\text{بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی}$   
 $\text{بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی}$   
 $\text{بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی بְּبִی}$

الوہم موشیب محمدیم بایشہ موصی اسیرم بکوشارت لخ سورم شخنو صحیا  
 لغات :  $\text{בְּבִיבִי}$  موشیب اس کا مادہ  $\text{בְּבִיבִי}$  یا ثلب ہے جس کے  
 معنی ہیں بیٹھنا و جلوس مجازاً بنا و سکونت اس کا افعال تفعیل بھی متعل ہے یہاں صیغہ  
 اسم فاعل ہے باب افعال سے معنی بٹلانے والا :  $\text{בְּבִיבִי}$  یا حیدیم جمع ہے واحد  
 اس کا  $\text{בְּבִיבִי}$  یا حید ہے مادہ اس کا یحد ہے  $\text{בְּבִיבִי}$  معنی تنہا اکیلا و حید  
 فرید فرد خصوصاً لڑکا جسے اکلوتا کہتے ہیں و غزلت گزین مجازاً متروک و مصیبت زد

جس کے کوئی یار و مددگار نہ ہو بیٹ  $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ מִלְּפָנֶיךָ ה'}$  گھر  $\text{בְּיָדֶיךָ ה'}$   
 موصی = نکالنے والا آزاد کرنے والا  $\text{בְּיָדֶיךָ ה'}$  اسیریم جمع  
 $\text{בְּיָדֶיךָ ה'}$  اسیریم کے معنی قیدی دایرہ  $\text{בְּיָדֶיךָ ה'}$  کو شمار مادہ  
 $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$  کا شر سے معنی راستی باء موحده جو اس کے اول میں ہر بار ظرفیت  
 یا سببیت ہو۔ اس مادہ کے دو معنی ہیں راستی چنانچہ  $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$  کا شر کے معنی  
 ہیں راست و صواب  $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$   $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$   $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$   
 کا شیرازہ یار لفظی پہلے یہ بات بادشاہ کے سامنے راست و صواب ہوئی۔ دوسری  
 معنی ہیں سرسبز ہونا اوگنا۔ تیسرے معنی ہیں انتفاع  $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$  اخ گر لیکن  
 $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$  سوریم جمع ہر  $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$  سوریر کے معنی شیر  
 $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$  شاخو صیف جمع غائب فعل ماضی مادہ  $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$  شاخو  
 جس کے معنی ہیں سکونت  $\text{כִּי הָיָה יָסִידٌ}$  صحیحاً مقام گرم خشک -  
 (ترجمہ) وہ سلطان بھلائے گا غریبوں کو جن کے نہ یار ہر نہ مددگار گھر میں اول  
 آزاد کرے گا مقید راستی یعنی جن کی طبیعت راست ہو اور اسلام قبول کریں گے  
 ان کو ہر طرح کی آزادی دے گا مگر اشارہ اصل جہنم ہونگے۔ اس کا ترجمہ یہ بھی  
 ہوتا ہو کہ "بھلائے گا وہ بادشاہ معصیت زدوں کو گھر میں اور قیدیوں کو بہ سبب  
 راستی کے۔ چونکہ اصل گھر حضرت آدم کا جنت تھا یہ سبب نافرمانی کے نکلے گئے  
 تو حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ وہ خلیفہ موحدین کو جنت میں لوٹائے گا یا یوں کہیں کہ  
 وہ خلیفہ کا ملین کو جنت میں آبا د کرے گا۔ یعنی ان کو اپنے ایمان تصدیق سے کامل کر کے  
 جنت میں پہنچائے گا۔ چونکہ ارواح بحصول کمال زمرہ ملائکہ میں داخل ہوتے ہیں کہ  
 یہی جنت ہو۔ قال اللہ تعالیٰ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی او  
 حصول کمال بلا وساطت آنحضرت دشوار۔ اس لئے حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ





## تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد

اصل مقصود اس زلزلہ سے تغیرات ہیں چنانچہ آپ کے وجود سراسر باوجود سے بڑے بڑے غیرات حادث ہوئے۔ شریعت موسوی منسوخ ہوئی تمام ملکوں میں دین اسلام پھیل گیا۔ عرب میں با شام و مصر و فارس و توران و افغانستان میں بت پرستی کا نشان نہ رہا۔ بڑی بڑی بری سلطنت برپا ہوئیں۔ ایسا کسی پیغمبر کے وقت میں نہیں ہوا تھا اور تاروں کے ٹوٹنے سے مقصود یہ ہے کہ زول وحی نہایت شدت سے ہوگا پھر بعد اُس کے بند ہو جائے گا۔ اگرچہ پیغمبر کی ولادت کی شب نو تارے بھی بکثرت ٹوٹے تھے۔ عرب کے ملک کو اس وجہ سے بھی ویرانہ کیا ہے کہ وہاں بت پرستی باری تھی و دیانت داری و خدا پرستی بعد زماں اسمعیل سے کبھی نہ تھی۔ یہاں ایک سر ہے جسے کر کرنا مناسب ہے وہ یہ ہے کہ حضرت داؤد نے اس زبور میں لفظ الوہیم اختیار کیا ہے جس کے معنی سلطان ملک ہیں اور حضرت موسیٰ نے لفظ ایل باعث اس کا یہ ہے کہ الوہیم بحساب ابجد ۹۱ ہوتا ہے کہ وہی عدد محمد کے ہیں۔ آپ بادشاہ بھی تھے اور نام آپ کا محمد تھا اور عبرانی میں گو الوہیم کی کتابت بلا داؤد ہو لیکن اس کے مفرد میں وا ضرور ہے الوہ یقل کی وجہ سے داؤد گر گیا۔ متعرب

یاد رب صل وسلم دائماً ابداً علی نبیک خیر الخلق کلہم  
یہاں تک آیات اس مزمور کے جو موسیٰ کے مزمور سے متعلق تھے وہ تو ہم نے لکھ دیا  
باقی کی تفسیر کا یہ مقام نہیں۔ اس لئے چھوڑ دیتے ہیں اور پھر موسیٰ کے کلام کی طرف متوجہ  
ہوتے ہیں۔  $\text{ה' ה' ה' ה' ה' ה' ה' ה' ה' ה'}$  +  $\text{ה' ה' ה'}$  -  $\text{ה' ה' ה' ה' ה'}$  :  $\text{ה' ה'}$   
 $\text{ה' + ה' ה' ה' ה' ה' ה' : ה' ה' ה' ה' ה' ה'}$  -  $\text{ה' ה'}$   
 $\text{ה' ה' ה' + کیشیر یا غیر قو، عل گوزالاویر حیف : یفرؤس کنا فا}$   
 $\text{و یقا حیما : یسا ایو عل ابراؤ - لغات : ہ' ہ' ہ'}$  نیشر معنی نسر یعنی گدہ  
 $\text{ہ' ہ' ہ' یا غیر ماہ اس کا لکھ ہ' عور ہ' معنی بیداری - یہاں صیغہ مضارع ہے}$

باب افعال سے معنی جگانا مجازاً ہوشیار کرنا جیسے پرند اپنے بچوں کو ہوشیار کرتے ہیں ﴿۱﴾  
 یقین معنی گھونسا کبھی اس کا اطلاق بچوں پر ہوتا ہے جب ان میں استعداد اڑنے کی آجائے بلکہ  
 بچے کو کہتے ہیں ﴿۲﴾ عَلَّ مَثَلُ عَرَبِيٍّ عَلَّی کے معنی پر ہے ﴿۳﴾ گوزال معنی  
 فرخ یعنی چھوٹا بچہ جس کے پر پرزے ہنوز درست نہ ہوئے ہوں ﴿۴﴾ بِر حِیْف  
 اس کا مادہ ﴿۵﴾ راحہ ہے جنبش خصوصاً جنبش کرنا طیور کا اپنے بچوں پر  
 ﴿۶﴾ یفروس مادہ اس کا ﴿۷﴾ فارس ہے معنی پھیلانا  
 ﴿۸﴾ کائف عربی صنیع یعنی بازو ﴿۹﴾ رِیْقًا جیو مادہ اس کا  
 ﴿۱۰﴾ لَاحِی ہے معنی لے لینا یعنی اخذ گرفتن یہاں صیغہ مضارع ہے ﴿۱۱﴾  
 ہو ضمیر غائب جو پھرتی ہے ایل امونہ کی طرف ﴿۱۲﴾ یثا سوا مادہ اس کا  
 ﴿۱۳﴾ ناسا معنی مالدینا یہاں صیغہ مضارع ہے ﴿۱۴﴾ ابرا سہر۔  
 (ترجمہ) جیسے نسر اپنے پٹھوں کو ہوشیار کرتا اور بچوں پر جنبش کرتا ہے اسی طرح اپنے  
 دُنیوں کو پھیلانے کے لئے لے گا اور اُس کو اٹھائے جلے گا۔ اپنے شہر پر یہ اشارہ ہے  
 حالت معراج و زمان ہجرت کی طرف یعنی جس طرح نسر اپنے بچوں کو ہوشیار کرتا ہے تو ایک  
 درخت سے دوسرے پر اور ایک پہاڑ سے دوسرے پر لئے پھرتا ہے اسی طرح اللہ جل شانہ  
 اُس پیغمبر و امام کو معراج دے گا پھر کفار کے غلبہ سے اُسے مدینہ منورہ میں اپنی کار سازی و  
 حکمت سے بچو بچا دے گا۔ جب کفار نے آپ کے قتل پر متفق ہوئے آپ کے مکان کو گھیر لیا  
 کسی طرح وہاں سے نکلنا ممکن نہ تھا تو آپ نے حسب ہدایت ربانی ایک تمھی خاک کا فروں پر  
 پھینکی جس سے آپ کا فروں کو نظر نہ آئے اور وہاں سے نکل گئے جس کی حکایت کَا رَمِیْتَ  
 اِذْ رَمِیْتَ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ رَحِی سے کرتا ہے پھر حضرت ابو بکر صدیق کو لے کر اُس غار  
 تیروتا رہیں جانیئے اور فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا پھر ساندھنی پر سوار ہو کر بلازاؤ  
 توشہ جو اس قدر مسافت دور دست کے لئے کفایت کرے روانہ دینے میں لے پھر سراقہ نے

تعاقب کیا وہ مع اپنے گھوڑے کے زمین میں دھس گیا ہر طرح کی بلا سے آپ محفوظ رہ کر مدینہ میں پہنچ گئے۔ اسی وقت کی حکایت حضرت موسیٰ بزبان جبریل یہاں کر رہے ہیں اور شب معراج میں بھی آپ مسیحی حرام سے بیت المقدس تک طرفہ العین میں پہنچ گئے تھے جس کا آیت تورات میں بیان ہے۔ **بُشِحَانَ الَّذِي آسَوَىٰ بِعَبْدِهِ لِيَمْلِكَنَّ الْمَسِيحُ الْحَرَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَىٰ** : اس آیت تورات کو یاد دلاتا ہے۔ ختم بردار یا اولیٰ الاوصیاء یہود اس آیت کو نبی اسرائیل کی شان میں کہتے ہیں کہ خدا اُن کو چالیس برس ملک عرب میں لئے پھرا پھر اُن کو ملک شام میں پہنچایا۔ لیکن اس میں یہ قباحیت ہے کہ وقت نزول اس آیت کے یہ معاملات نبی اسرائیل طے ہو چکے تھے۔ وے سرحد شام تک پہنچ گئے تھے اور یہاں بیان بصیغہ مستقبل ہے۔ لہذا منطبق نہیں۔ **لَا يَكُونُ لَكَ فِيهَا مَلِكٌ** — ہو ابا دوخیخو : و این عمویا ایل بخارہ

**لغات** **כָּרַךְ** یاد دہانی کا جیسے لہذا اور بے خوف و خطر **כָּרַךְ** **כָּרַךְ** یہ بخنو مادہ اس کا **כָּרַךְ** ناخا ہی جس کی معنی ہیں سوق و چلانا مجازے جانا پہنچانا یہاں صیغہ مضارع ہے (ترجمہ) خدا بے خوف و خطر اُسے چلائے گا اور اُس کے ساتھ جنبی معبود نہ ہوگا۔ مقصود یہ ہے کہ اُس کی شریعت و حکم و فرمان اُس کا بلا معارض و مخالفت جاری ہوگا چونکہ اب کوئی شریعت ہونے والی نہیں تو اُس کی شریعت بلا تعارض ہے اور اُس کے ساتھ اجنبی معبود نہ ہوگا یعنی اُس کے ملک میں سوائے خدا پرستی کے اور کسی کی پرستش نہ ہوگی جیسا کہ تمامی ملک عرب میں مشاہد ہے۔ رشتی میں اس کی تفسیر یہ لکھی ہے کہ خدا نے اُن کو یعنی نبی اسرائیل کو تنہا و بے خوف بیابان میں چلایا اُس کے ساتھ اجنبی معبود نہیں یعنی دوسرے معبودوں میں یہ قوت نہیں کہ اُس کا مقابلہ کریں بعد اُس کے کہتا ہے کہ اکثر علماء اس کی تفسیر آئندہ کے لئے کرتے ہیں کہ یہ آئندہ ہوگا اس کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں کہ وہ امام تنہا خدا کی پرستش دنیا میں پھیلانے گا۔ اُس کے تواضع نہرگز کسی دوسرے کی پرستش نہ کریں گے چنانچہ مسلمانوں کا اب تک



وادی موسیٰ کہتے ہیں کیا عجب ہے کہ اُس کی فتوح کی طرف اشارہ ہوا اور خلافت میں صور سے  
 اشارہ ہوا و مۃ الجندل کی لڑائی کی طرف :  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים}$   
 $\text{וְהָאֱלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים}$  — — — لغات  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$   
 رحمت۔ کھن گرنیس نے اُس کے معنی دی اور نیز لکھا ہے  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$  حلاب  
 $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$  حلیب معنی حلیب یعنی دودھ  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$  حلیب روغن دخلاصہ  
 جو ہر  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$  باقار معنی بقرہ یعنی گائے  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$  صُؤن صان بھیڑ  
 $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$  کاریم جمع ہے  $\text{הַיְיָ הָאֱلֹהִים}$  کڑکی ہے جس کے معنی ہیں بھیڑ خصوصاً  
 جو فریب ہوا اور اُون کو بھی کہتے ہیں مجازاً اور ڈیل کو بھی کہتے ہیں  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$  ایل منیدہا  
 اس کی جمع  $\text{הַיְיָ הָאֱلֹהִים}$  ایلیم ہے۔ (ترجمہ) دے گا اُس کو خدا گائے کھن  
 اور بکری کا دودھ چرب بیش معنی واضح ہیں۔ لیکن مراد گائے کے کھن سے ملک مصر ہے کہ  
 وہاں پرستش گائے کی ہوتی تھی اور اگر ہند بھی شامل ہو تو بعید نہیں اور بھیڑ سے مقصود حبشہ  
 نوبہ وغیرہ ہے۔ رشی میں لکھا ہے کہ یہ پیشین گوئی زمان سلیمان علیہ السلام پر ہے  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$   
 $\text{וְהָאֱלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים}$  — — —  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$   
 $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$  : بنی باشان و عتودیم : عم حلیب کلیوٹ  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$  لغات  $\text{הַיְיָ הָאֱלֹהִים}$   
 $\text{הַיְיָ הָאֱلֹהִים}$  بنی باشان کوئی قسم کی بکری ہے جو ملک بت و تاناری میں ہوتی ہے  
 اُس کے روئیں کا دوشالہ بنتا جاتا ہے  $\text{הַיְיָ הָאֱلֹהִים}$  عتود بکرا عسری عتود —  
 $\text{הַיְיָ הָאֱلֹהִים}$  حطہ۔ گندم عربی حطہ  $\text{הַיְיָ הָאֱلֹהִים}$  کلیوٹ  
 حطہ کوئی قسم گیہوں ہوتا ہے عمدہ (ترجمہ) دے گا اُس کو بنی باشان اور بکری ساتھ  
 مائدہ کے بمقصد اس سے ملک بت و تانار و ہندوستان ہے۔ ربی سلیمان کہتا ہے کہ  
 یہ سلیمان علیہ السلام کے وقت میں تھا کہ دے گیہوں کی روٹی کھایا کرتے تھے اور نقلوں سے

جو اس مقام پر ترجمہ کیا ہے مضمون اُس کا یہ ہے کہ اُن کی سلطنت بڑی ہوگی ۶۶-۵-۶۷  
 ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰  
 ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰

لغات ۱۵۱ دم معنی خون ۱۵۲ عیناب عربی عنب یعنی انگور  
 ۱۵۳ تشہ بیگا ۱۵۴ حامر عبرانی زبان میں یہ لفظ کسی معنی میں  
 متعمل نہیں چنانچہ ربی سلیمان یرجی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ لفظ کسی شے کے واسطے  
 موضوع نہیں ہے مقصود اس سے وہ چیز ہے جس کا مزہ اچھا ہو۔ مادہ اس کا ۱۵۵  
 حامر ہو سکتا ہے اس مادہ کے چند معنی آئے ہیں اول جوش کھانا جیسے عربی خمر اسے  
 ۱۵۶ حمر بمعنی شراب یعنی خمر مشتق ہے لیکن یہ لفظ کلدی میں کثیر الاستعمال ہے  
 عبرانی میں اس معنی میں دو جگہ بتاتے ہیں ایک ہیں جو نزاعی ہے دوسری اشعیاباب ۴۷  
 آیت ۲ میں آیا ہے لیکن خمر کو عبرانی میں ۱۵۷ ۱۵۸ کیا کہتے ہیں اور کلدی میں خمر اور  
 اور حمر رشی میں تفسیر آیت ہذا میں لکھا ہے کہ حامر شراب بزبان کلدی اس سے بھی نکلتا ہے کہ  
 اس معنی میں یہ لفظ عبری میں متعمل نہیں۔ دوسرے معنی اس مادہ کے سرخ ہونا مثل عربی حمرة  
 اسی سے ۱۵۹ ۱۶۰ حمر بمعنی احمر نکلا ہے اس مادہ سے صرف دو اسم  
 عبری میں متعمل ہے ۱۶۱ ۱۶۲ حمار یہ لفظ مقامات متعددہ میں آیا ہے اس کے اصل  
 معنی گارہ معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ربی سلیمان یرجی نے پیدایش باب ۱۴ آیت ۳ کی  
 اس فقرہ میں ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰  
 ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰

(ترجمہ) بہت چشمے وہاں تھے کہ اٹھائے جاتے ہیں وہاں سے عمارات کے گارے کے کڑے  
 چہار کو طیط سے بیان کیا ہے عربی میں جسے ضویطہ کہتے ہیں وہ عربی میں کچلی مٹی کو کہتے ہیں  
 لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی خاص قسم کی مٹی ہے جس کا گارہ عمدہ ہوتا ہے اس کے چشمے  
 نواح بابل اور بحر الملح کے اطراف میں بہت تھے وہ قسم دلدل ہو گا یہی قدرتی گارہ دیکھ کے  
 شہر بابل کی بنا پڑی تھی۔ تیسرے لفظ ۶۷ ۶۶ حور ہو اس کے معنی ہیں گچ کرنا  
 کھل گانا، لینا۔ ربی سلیمان نے اس کا ترجمہ ۶۷ ۶۶ طوفح سے کیا ہے  
 طوفح کے معنی وہی ہیں جو ہم نے اوپر لکھا ہے اس کے معنی جوش آب موج بھی آئے ہیں  
 اس کے معنی ڈاسر بھی ہیں اور کوئی چمانہ بھی ہے لیکن حامر کا پتا نہیں لگتا۔ اس لئے اس  
 آیت کے معنی میں دقت ہے۔ یہود و نصاریٰ جو اس آیت کے معنی کہتے ہیں وہ قابل التفات  
 نہیں۔ الفاظ اور سیاق کلام سے مربوط نہیں اس لئے جو کچھ بادی النظر میں معلوم ہوتے ہیں  
 اُسے لکھتے ہیں حامر کے معنی یا گدھے کے ہونگے کیونکہ عبرانی میں گدھے کو حور کہتے ہیں  
 مادہ دونوں کا ایک ہی ایسی صورت میں یا تو گدھا اپنی اصل پر ہو گا یا اس سے مجازاً مرد عرب  
 ہونگے جو جہالت و حماقت میں ضرب المثل تھے اور خون انگور سے یا مقصود اس کا شیر ہو گا  
 یا شراب پس معنی یہ ہونگے کہ شیرہ انگور گدھے پیئے گے۔ خواہ عرب جو کچھ ہو مقصود یہ ہے  
 کہ اس امام کے وقت میں ملک فارس پر قبضہ عربوں کا ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے  
 وقت میں یہ بات پوری ہوئی۔ مدت دراز سے اہل فارس کا قبضہ ملک عرب پر تھا چنانچہ  
 یمن میں ایک حاکم کسریٰ کی طرف سے رہتا تھا۔ اس پیغمبر کے وقت میں معاہدہ بالعکس ہو گیا۔  
 فارس سے بہتر انگور روئے زمین پر نہیں اس لئے انگور سے کنایہ ملک فارس ہے یا یہ معنی  
 ہوں گے کہ شراب اُس وقت حرام ہوگی یا حامر معنی حور ہو جس کے معنی ہیں گارہ، کچڑ۔  
 معنی یہ ہونگے کہ شراب اُس وقت گارے میں پڑے گی یعنی حرام ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہوا  
 شراب کے گھڑے آنحضرت کے وقت میں توڑے گئے جس سے زمین بالکل شراب کا گارہ











[illegible]

دے لوگ بڑے بڑے تھے۔ یہی وہ قوم تھی جس کا دارالسلطنت شہر بابل تھا یہی دارالسلطنت فرود کا بھی تھا بہت پرانا شہر تھا۔ بغداد کے متصل حضرت ابراہیم اور فرود میں مخالفت مذہبی نہیں پیدا ہوئی اس وجہ سے وہ حضرت ابراہیم کو بہت تکلیف دینے لگا یہاں تک کہ اُن کو آگ میں ڈال دیا بالآخر حضرت ابراہیم نے وہاں سے ہجرت کی پھر تین سو اٹھارہ آدمی کے ساتھ مقابل ہوئے اس جنگ میں فرود مارا گیا۔ یہ لڑائی جنگ بدر سے مشابہ ہے ابو جہل سنگدلی میں فرود سے کم نہ تھا پھر حضرت موسیٰ کے دور میں حضرت ابراہیم کی اولاد کو بڑا غلبہ ہوا۔ بالکل حصہ سلطنت فرود کا اُن کے قبضہ میں آ گیا پھر بعد مدت دراز نخب حضرت ابراہیم کے زمانہ میں پھر اہل بابل نے قوم بنی اسرائیل کو جو حضرت ابراہیم کی اولاد میں تھے برباد کیا انواع انواع ظلم سے پیش آئے۔ پھر جب زمانہ حضرت محمد صلعم کا آیا تو حضرت ابراہیم کی اولاد نے ایسا غلبہ پایا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ قوم صائبی بالکل نیست و نابود ہو گئی اور یہ تاقیامت باقی رہے گا۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کا ضعیف الایمان ہونا بیان ہوا۔ فی الواقع وہ ایسے تھے باوجودیکہ حضرت موسیٰ کے وقت میں کیسے کیسے معجزات و آیات دیکھے تھے لیکن چالیس دن کی مفارقت میں گوسا بنایا پھر تازمان یوسع بن نون اور کچھ دن تک بعد اُن کے اپنی شیریت پر قائم رہے۔ بعد ازاں برابرت پرستی کرتے رہے۔ کبھی کبھی انبیاء کے افہام و تفہیم سے درست ہو جاتے تھے۔ تھوڑے دنوں

[illegible]







اپنی طرف نسبت کریں اور جو کچھ خدا نے اُن کی نذر کیا اُن کے دشمن اُس کی نسبت اپنی طرف کریں۔

וְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי וְעַבְדִּי לַשֶּׁמֶשׁ ۖ

وְלַقֶּמֶחַ ۚ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

وְלֹא יִשְׁתָּחֲוּ אֲנִי ۖ

۱۶۱۔ میں ہر معنی فہم و تصدیق و ایمان ہے ۱۶۲۔ آخریت معنی  
 انتہا۔ اخیر ۱۶۳۔ کیونکہ ۱۶۴۔ پر دُوف صیغہ مضارع  
 ہر مادہ اس کا ۱۶۵۔ رُوف ہر معنی تعاقب ہے ۱۶۶۔ احاد معنی واحد  
 ہے ۱۶۷۔ اِلَف معنی ہزار ۱۶۸۔ سِتّائِم معنی اثنین دو  
 ۱۶۹۔ یا نِسْوُ صیغہ مضارع ہر مادہ اس کا ۱۷۰۔ نوس ہر معنی فرار  
 یہاں باب نفعیل سے ہے جو بمنزلہ افعال کی ہے ۱۷۱۔ ربا با معنی دس ہزار  
 اور کبھی عدد کثیر کے لئے آتا ہے ۱۷۲۔ صور کے معنی اوپر گزرے ہیں ۱۷۳۔  
 ماخر صیغہ ماضی ہر معنی بیع یعنی بیچنا خواہ خریدنا ۱۷۴۔ ہسگیر مادہ اس کا  
 ۱۷۵۔ سفر ہر معنی بند کرنا قبضہ میں کر دینا ۱۷۶۔ پیل گنا ہگار  
 ۱۷۷۔ سزایاب ۱۷۸۔ تلخ درخت ۱۷۹۔ خشک ۱۸۰۔ خوشہ  
 جھونپا ۱۸۱۔ مارو معنی تلخ ۱۸۲۔ حمت سمکف ۱۸۳۔  
 تمین۔ اژدر ۱۸۴۔ میہن۔ شراب (توجہ) سمجھتی اپنی عاقبت (یعنی اگر  
 اُن کی تمیز ہوتی تو اپنی انتہا سمجھتی کہ اب یہ دور ختم ہو گیا۔ اب دور حال کی جو خدا کی جانب سے ہر طبیعت کو کرنا چاہیے  
 اور پیغمبرِ آخر الزمان جس کا اب دور ہے اُس پر ایمان لانا واجب ہے نشانات نبوت جیسا موسیٰ میں تھے ویسے ہی اس  
 شخص موعود میں بھی ہیں پھر اُس کے نشان کو بیان کیا) کیونکہ ایک تعاقب کرتا ہے ہزار کا اور دو بھگا دیتے  
 ہیں لاکھوں کو اگر اُن کے معبود نے اُن کو نہیں خرید لیا ہے تو ایسا کیوں ہے (یہ خدا بنی اسرائیل کو  
 بتاتا ہے کہ جیسے زمانہ قضاۃ میں بعض بعض لڑائیوں میں بنی اسرائیل نے تھوڑے آدمیوں سے بتائید ربانی افواج  
 کثیرہ کفار پر فتح پائی اُس طرح اس رسول اور اُس کے خلفاء کے وقت میں مشاہد ہے یہ بلاتائید ایزدی علم  
 پر ہونے لگا کہ من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ۔ غزوہ بدر میں ۳۱۳ تعداد مسلمانوں کی تھی اور  
 کفار ہزار سے اوپر تاہم کفار کو شکست فاش ہوئی۔ غزوہ موتہ میں تین ہزار لشکر اسلام تھا اور لشکر کفار لاکھوں سے زیادہ  
 بتائید ربانی کفار نے شکست پائی۔ اس لڑائی میں آپ نے زید بن حارثہ کو سردار مقرر فرما کر یہ حکم دیا تھا کہ اگر





یہاں سے تمہید ہی بیان قیامت و روز جزا کی کیا وہ ہمارے پاس محفوظ نہیں ہے ہمارے خزانہ میں مخزون ہے  
 (افعال عبادتیک ہوں یا یہ ہوں محفوظ رہتے ہیں روز جزا کے واسطے چنانچہ قرآن میں بصراحت تمام جایزہ کو ذکر  
 ان علیکم لحافین کلمہ کا تبیین .... وما ادریٰ لک ما سبحین ....  
 کتاب مرقوم) ہم کو ہی جزا دینا اور مکافات (یعنی ہم مطابق اعمال کے جزا دیں گے) اس  
 مقام پر شی میں لکھا ہے **مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ** (ترجمہ) ان کے سب کام ہمارے  
 پاس مخزون و محفوظ ہیں اس وقت کے لئے کہ ان کے پاؤں بے کار ہو جائیں گے (پاؤں سے  
 مقصود قوت علی ہے یعنی ان کے اعمال مخزون رہیں گے ان کی موت تک) کیونکہ ان کے فنا کے ایام قریب  
 ہیں ان کو جو ہونے والا ہے مستعجل ہے یعنی جب اللہ اپنی قوم کا انصاف کرے گا اور اپنے  
 بندوں کی طرف انصاف کرے گا جب دیکھے گا ہر شخص انقطاع قوت مقصود یوم دین ہی  
 جس دن کسی کا کچھ بس نہ چلے گا۔ **يَوْمَ لَا يَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا** = **مَا يَلِيْهِ**  
**مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ** **مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ** **مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ**  
**مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ** **مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ** **مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ**  
**مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ** **مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ** **مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ**  
**مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ** **مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ** **مَا يَلِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّجْزِيَ**  
 (ترجمہ) اور جس دن نہ محسوس نہ مطروح (یعنی جس دن نہ کچھ قوت ہوگی اور نہ کوئی قسم مال خواہ  
 محسوس ہو خواہ متروک یعنی روز جزا) تب خدا کے گا کہاں ہیں ان کے معبود وہ چٹان جہاں پناہ  
 لیتے تھے جو ان کی قربانی کی چربی کھاتے تھے ان کا چڑ بایا شراب پیتے تھے کھڑے ہوں  
 ان کی مدد کریں **لَنْ يَّجْزِيَ** **لَنْ يَّجْزِيَ** **لَنْ يَّجْزِيَ** **لَنْ يَّجْزِيَ** **لَنْ يَّجْزِيَ**  
**لَنْ يَّجْزِيَ** **لَنْ يَّجْزِيَ** **لَنْ يَّجْزِيَ** **لَنْ يَّجْزِيَ** **لَنْ يَّجْزِيَ**



بھگا دینے عوام الناس کے۔ قائم کرے گا قوموں کے حدود مطابق کتاب بنی اسرائیل کی۔ دیکھو اُس کی قوم خدا کا حقہ ہے۔ اور بنی اسرائیل اُس کی میراث ہیں۔ پائے گی اُسے ملک پرا  
غیر ذی زرع میں۔ سباع و دوحش کے شور و غل میں۔ اُس کا طواف کریں گے اُس پر ایمان  
لائیں گے۔ اُس کی حفاظت کریں گے تپلی کی طرح۔ جیسے نسر اپنے پٹھوں کو ہوشیار کرتا ہے۔  
اور اپنے بچوں پر خشک کرتا ہے۔ اُسی طرح اپنے شہر کو پھیلانے کے لئے لے گا۔ اُسے  
اپنے شہر پر لے جائے گا۔ خدا بے خوف و خطر اُسے جلائے گا۔ اُس کے ساتھ معبود باطل  
نہ ہوگا۔ خدا چڑھائے گا اسے دنیا کی بندیوں پر۔ اور وہ ہماری کشت زار کا پیداوار کھا بیگا  
اور پلائے گا اُسے شہد تپھر سے۔ اور روغن چٹان سے۔ دے گا خدا اُسے گائے کا مکھن۔  
اور بکری کا دودھ مع چرب میش۔ اور دے گا اُسے خدا نبی با شان اور کرا۔ ساتھ  
مائدہ کے۔ اور شراب گارہ میں پڑے گا۔ مگر بنی اسرائیل فریبہ ہونگے اور کفران کریں گے۔  
جب تو موٹا ہوگا اور چرب چھا جائے گا۔ تو اپنے معبود کو جس نے تجھے بنایا ہے چھوڑ دے گا۔  
اپنے پیشوا نجات دہندہ کی تختیر کریں گے۔ اُس کو ناراض کریں گے بدعات سے فجور سے  
اُس کو غضب میں لائیں گے۔ شیاطین کے لئے قربانی کریں گے۔ نئے معبود جسے وہ  
نہیں جانتے تھے۔ اطراف سے آئیں گے۔ اُن کے سامنے خستہ نہ کیا تمہارے آبانے  
اپنے خالق کو تو بھول جائے گا۔ اور تو بھول جائے گا اپنے پیدا کرنے والے کو۔ یہ دیکھ کے  
خدا تجھے مردود کرے گا۔ لڑکے بالوں کی بخشش سے کہے گا۔ کہ اپنا منہ چھپا لیں ہم  
اُن سے دیکھیں اُن کی عاقبت کیا ہے۔ کہ دور معکوس ہیں وہ لوگ۔ ایسے لڑکے  
جن میں ایمان نہیں ہے۔ اُنھوں نے تجھے آزر دہ کیا لغو معبود سے۔ رنج دیا اپنے  
لغوایات سے۔ میں اُن کو رنج دوں گا مبتذل قوم سے۔ قوم ناپاک سے اُن کو تنگ  
کریں گے ہم۔ جب آگ بھڑکے گی میرے منہ سے۔ تو مشتعل ہوگی تحت الزمی تک  
اور جلا دے گی ملک اور محاصل کو۔ پھر مشتعل ہوگی پہاڑوں کی جڑ۔ اضافہ کریں گے ہم



اُن پر برائیاں - اپنے تیراں پر تمام کریں گے - مغلطان اور دھوکے چلے - اور عاقبت تلخ اور دزدان بہائم - ساتھ سمیت حشرات الارض کے - باہر سے فکارے گی تلوار - اور اندر سے خوف - جوان اور چھو کری کو - شیر خوار کو مع مرد پیری - ہم نے خیال کیا تھا کہ ان کو مجرور کر دیں - مٹا دیں انسان سے اُن کا ذکر - اگر دشمن کا غصہ شامل نہ ہوتا - شاید اُن کے دشمن تجاہل کریں - شاید کہیں کہ ہماری قوت بلند ہو - خدا نے یہ سب نہیں کیا ہو - کیونکہ وہ قوم نادان ہیں - اُن کو فہم نہیں ہو - اگر اُن کو تمیز ہوتی تو یہ سب سمجھتے - سمجھتے اپنی عاقبت - کیونکہ ایک تعاقب کرتا ہو ہزار کا - اور دلوں بگا دیتا ہو لاکھوں کو - اگر اُن کے معبود اُن کو نہیں خریدا ہو - اور خدا نے اُن کو نہیں بند کیا ہو - کہ ہمارے معبود سے اُن کے معبود نہیں - اور ہمارے دشمن ہم پر حاکم ہیں - کیونکہ سدوم کے بیل سے اُن کے بیل ہیں - اور عمور کے کھیت - ان کے انگور بجائیں - اُن کے خوشے تلخ ہیں - اُن کی شراب زہر مار ہو اور اُن کا جام اثر درک کھو پیڑھی - کیا وہ ہمارے پاس مخزون نہیں - ہمارے خزانہ میں مختم نہیں - ہمارے اختیار میں جزا ہے جب اُن کے پاؤں بے کار ہو جائیں گے کیونکہ اُن کے جزا کے دن قریب ہیں - اور منجمل ہو اُن کا پاداش - جب انصاف کرے گا خدا اپنی قوم کا - یعنی جب اپنے بندوں کو جزا دے گا - جب دیکھے گا زوال قوت ہو اور نہ مال صامت ہو نہ ناطق - تو کہے گا کہ اُن کے معبود کہاں ہیں - اور اُن کے معبود جہاں پناہ لیتے تھے - جو اُن کی قربانی چسپ رہی کھاتے تھے - اُن کی شراب پیٹتے تھے - بھلا کھڑے ہو کے اُن کی مدد کریں - دے چھپ جائیں گے - اب دیکھو کہ میں میں ہوں - میرے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں - ہم مارتے ہیں اور ہم جلاتے ہیں - میں ہی زخمی کرتا ہوں میں ہی اچھا کرتا ہوں - میرے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہیں اب دو ایک فرماؤ داؤد علیہ السلام کے جو نبیج موسیٰ علیہ السلام کو یاد دلاتے ہیں کہتے ہیں چونکہ اُس میں لفظ شیر سے بیان ہو اس لئے پہلے اس کی تحقیق کرتے ہیں خلیفہ ۶۴ شیر اہل لغت اس کے معنی گانا اور گیت کہتے ہیں لیکن محاورات کتب مقدسہ اور اُن کے

استعمالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر اطلاق اس کا ایسی نظم پر ہوتا ہے جو بذریعہ روح القدس کے حاصل ہوں اُس میں اکثر حمد و ثناے باری تعالیٰ غراسمہ ہوتا ہے اور کبھی خواب بالغیب بھی اُس میں شامل و درج ہوتا ہے۔ روح القدس سے مراد وہ حالت ہے جو انبیاء پر بوقت نزول وحی طاری ہوتی ہے۔ عبرانی میں اُس حالت کو روح کہتے ہیں۔ شوقلم باب ۱۴ آیت ۶ کو دیکھو اور اُسی باب کے ۱۹ آیت کو معائنہ کرو وشمویل باب ۱۰ آیت ۱۰ و ۱۶ باب کے ۱۴ لایق مشاہدہ ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مقامات کثیرہ میں آیا ہے انجیل میں بھی لکھا ہے کہ قبل رفع حضرت عیسیٰ کے اور بعد الرفع نزول روح القدس حواریوں پر ہوا تھا جس سے انھیں مختلف زبانوں میں گفتگو کرنے کی طاقت آئی تھی وہ ایک حالت تھی جو اُن پر طاری ہوتی تھی ہمارے پیغمبر پر بھی طاری ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ ام المؤمنینؓ سے روایت ہے کہ حارث ابن ہشام نے رسول اللہ صلم سے پوچھا کہ وحی آپ پر کیونکر آتی ہے تو آپ نے فرمایا۔ اَحيَانًا يَاتِنِي مِثْلَ صَلَٰصَةِ الْجَوْسِ وَهَوَ أَشَدُّ عَلَيَّ فَيَقْصِمُ عَنِي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالُوا وَاحْيَانًا يَمَثِلُ بِي الْمَلَكُ سِرَجًا فَيَكْلِمُنِي فَأَعْمَى مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ سُرِّيَتْهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَقْصِمُ عَنْهُ وَإِنْ جَبِينَهُ لِيَتَقَصَّدَ عِرْقًا يَنْتَبِهُ لَهَا تِي هِيَ مِيرَءٍ بِأَسْ جَهَانَجْهِ كِي جَهْنَكَار كِي طَرَحْ اور وہ مجھ پر نہایت سخت ہوتی ہے وہ مجھ کو متغیر کر دیتی ہے اور یاد کر لیا میں نے جو اُس نے کہا اور کبھی فرشتہ شکل انسان آتا اور مجھ سے گفتگو کرتا تو جو کچھ وہ کہتا میں یاد کر لیتا ہوں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پیغمبر خدا کو دیکھا وقت نزول وحی کے کہ ایام سرمائے سخت میں وحی متغیر کر دیتی تھی کہ جبین مبارک سے پسینہ ٹپکتا تھا۔ اس حدیث میں صرف ایک قسم کی وحی کا بیان ہے جو بذریعہ صوت کے اعلام ہوتا ہے خواہ فرشتہ شکل انسان آکے کہدے یا صرف آواز آئے کہنے والا معلوم نہ ہو۔ اعلیٰ اقسام وحی وہی ہے جو بذریعہ ملک ہو اور دوسری قسم اُس سے رتبہ میں کچھ کم ہے احکام الہی متعلق بحکمت عملی بیشتر انہیں طریقوں سے پہنچتے

ہیں حضرت موسیٰ کو پہلے کوہ سینا پر آواز آئی تھی۔ پھر عشر کلمات بھی اسی طریقہ سے ملے تھے اور ملک کا بار بار آنا اور احکام آسمی کا پہنچانا بخوبی ثابت ہی حضرت عائشہؓ سے روایت ہر اول ما یدئی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النّوم فكان لا یرئی رویا الاّ جاءت مثل فلق الصبح ثم حبس الیہ الخلاء فكان یخلو بغار حراء فیتحنّث فیہ وهو التّعبد للیالی ذوات العدّد قبل ان ینزع الی اہلہ ویتزوّد لذلك ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزوّد مثلہا حتی جاء الحقّ وهو فی حراء فجاء الملک فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطّنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطّنی الثانیۃ حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطّنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربّک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقرأ وربّک الاکرم الذی علم بالقلم فارجع بہا رسول اللہ صلعم یرجف فوادہ فدخل علی خدیجۃ بنت خویلد فقال یملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنہ الدرع فقال لخدیجۃ وَاخبرہا الخبر لقد خشیت علی نفسی فقال خدیجۃ کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدًا انک لتصل الرّحم وتحلّ کل وتکسب المعدوم و تقری الضیف وتعین علی نوائب الحقّ فانطلقت بہ خدیجۃ حتی اتت بہ ورفقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی ابن عم خدیجۃ وكان امرءاً متصرّفاً بالجاهلیۃ وكان یکتب الکتب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعربیۃ ما شاء اللہ ان یکتب وكان شیخاً کبیراً قد عمی فقالت لہ خدیجۃ یا ابن عم اسمع من ابن اخیک فقال ورقہ یا ابن اخی ماذا تری۔ فاخبرہ رسول اللہ صلعم خبر ما رئی فقال لہ ورقہ هذا موس الذی نزل اللہ علی موسیٰ

یا لیتے فیہا جذع یا لیتے اکون حیّا اذا انخرجک قومک فقال رسول اللہ  
صلعم او مخرجی ہم قال نعم لیا ت رجل قط بمثل ما جئت به الاعدوی  
وأن یدرکنی یومک انصرک نصرأ مودراً ثم لم ینشب ورقۃ أن توفی  
وفتر الوحی - اور بعض روایت میں ہے فحمی الوحی و تتابع (ترجمہ) آغاز وحی  
رسول اللہ صلعم سچا خواب تھا جو خواب آپ دیکھتے فوراً واقع ہوتا۔ پھر آپ کو تنہا ہی محبوب  
ہوئی تو آپ غار حرا میں تنہا جا بیٹھے اور راقوں کو اُس غار میں عبادت کرتے اس لئے کھانا  
اپنے ساتھ لے جایا کرتے پھر خدیجہ کے پاس آتے اور اُسی قدر کھانا لے جاتے یہاں تک کہ  
قوت وحی اُٹھانے کی ہو گئی پھر آپ پاس وہیں فرشتہ آیا اور کہا کہ پڑھ۔ آپ نے کہا  
میں پڑھا نہیں ہوں تو اُس نے گود میں لے کر خوب دبا دیا ایسا ہی تین مرتبہ کیا پھر کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ  
رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَ رَبُّکَ الْاَكْرَمُ  
یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون بستہ سے پڑھ اور تیرا رب  
بڑا مہربان ہے (پھر تو لوٹے رسول اللہ اور ان کا دل دھڑکتا تھا۔ پھر پہونچے خدیجہ بنت  
خویلد کے پاس اور کہا مجھے اور ھادو مجھے اور ھادو مجھے اور ھادو تو اور ھادو دیا۔ یہاں تک کہ خوف  
دل سے جاتا رہا تو خدیجہ سے ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں اپنی جان پر ڈرا تو خدیجہ نے کہا  
اے خدا تجھے کبھی رسوا نہ کرے گا تو تو یگانوں سے سلوک کرتا ہے اور مہمان کی خدمت کرتا ہے  
اور مصیبت کے وقت مدد کرتا ہے اور حاصل کرتا ہے جو کسی کو نہ ملے اور سب کا بوجھ اُٹھاتا ہے پھر خدیجہ  
آپ کو لے گئیں یہاں تک کہ لے گئیں آپ کو درق بن نوفل اپنے چچے بھائی پاس جو نصرانی  
ہو گئے تھے اور کتب عبرانی لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ انجیل کو عبرانی میں لکھتے تھے اور وہ  
بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ آنکھوں سے معذور تھے۔ پھر خدیجہ نے کہا۔ اپنے بھائی کی بات  
سنو۔ تب ورقہ نے کہا اے بھیا کیا دیکھا۔ تب رسول اللہ نے سب بیان کیا تو ورقہ نے  
کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰؑ پاس آیا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں اُس وقت

زندہ رہتا جب تجھے تیری قوم نکالے گی۔ تب رسول اللہ نے کہا کیا دے مجھے نکالیں گے  
ورق نے کہا۔ تیری ایسے شخص کے لوگ ہمیشہ دشمن رہے اگر مجھ کو وہ زمانہ ملتا تو میں تیری  
مدد کرتا۔ بعد ازیں ورق کا انتقال ہو گیا پھر توحی کی جھڑ لگی۔ قسطلانی نے فتوالوحی کے معنی  
یہ لکھے ہیں کہ وحی ٹھیکر لگتی لیکن میرے نزدیک یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ حلی الوحی و تنابع  
کے خلاف ہے جو دوسری روایت میں وارد ہے۔ فتوالسحاب بولتے ہیں اور بعض روایات  
میں ہے کہ پھر توحی گرم ہوئی اور اس کا تار بند ہوا۔ عادیث مقدمہ سے تین قسم وحی ثابت ہے  
رویا صوت بلا ظہور قائل اور بذریعہ ملک۔ ان سب طرق سے پیغمبر پاس وحی آتی تھی۔  
قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ  
حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بآيَاتِهِ مَا شَاءَ (ترجمہ) بشر سے  
خدا گفتگو نہیں کرتا مگر بذریعہ وحی کے یا پردہ سے یا بھیجتا ہے کوئی قاصد تو وہ پیام پہنچاتا ہے  
اُس کی اجازت سے جو وہ چاہتا ہے۔ وحی سے مقصود وہی ہے جسے حضرت عائشہؓ روایہ  
بیان کرتی ہیں اور وراء حجاب سے مقصود صوت ہے جس کا قائل معلوم نہ ہوا اور قسم سوم ظاہر  
ہے۔ اس سے بھی تین ہی قسم وحی ثابت ہے۔ اس حدیث میں چند بات قابل لحاظ کے ہے اولاً یہ کہ  
ورق بن نوفل نے کہا کہ قوم تجھے نکال دے گی یہ بات اُن کو کہاں سے معلوم ہوئی بظاہر  
معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰؑ کے شیر کی اُس آیت سے جس میں بیان ہوا ہے کہ نسر کی طرح اُسے  
اپنے جناح پر لادے جائے گا جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ دوسرے یہ کہ پھر وحی کی جھڑ لگی  
یہ مطابق اُس کے ہے جو اوائل شیر میں مرقوم ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ عبادہ ابن صامتؓ  
روایت ہے۔ کان النبی صلعم اذا انزل عليه الوحی کرب لذلك و تبدل  
وجھہ پیغمبر خدا پر جب وحی نازل ہوتی بے چین ہوتے اور آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔  
تحقیق المقام یہ ہے کہ وحی درحقیقت اعلام ربانی ہے اور یقیناً اُس کا ویسا ہوتا ہے جیسا  
امور طبیعیہ کا۔ اس لئے امورات طبیعیہ پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے جیسے اَوْحِيَ رَبِّي









[illegible]

بِرَّكَتٍ تَعْلَمُ سِتْوَهُ مُحَمَّدٍ بِرَّكَتٍ تَعْلَمُ سِتْوَهُ مُحَمَّدٍ  
 ذُو الْجَلَالِ اَوْ ذِي الشُّكُوتِ بِرَّكَتٍ تَعْلَمُ سِتْوَهُ مُحَمَّدٍ  
 حَکَامٌ بِرَّكَتٍ تَعْلَمُ سِتْوَهُ مُحَمَّدٍ بِرَّكَتٍ تَعْلَمُ سِتْوَهُ مُحَمَّدٍ  
 عربی منہج کہتے ہیں (ترجمہ) کہ بڑا ہی اللہ اور محمد قوی (یعنی بیان کرو قبائل میں اُس کا جلال و  
 قہر میں اُس کی عظمت کہ اللہ بڑا ہی اور محمد قوی ہے چنانچہ اذان میں اللہ اکبر پانچوں وقت پڑھا جاتا ہے۔  
 اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ سے عظمت باری تعالیٰ اور عظمت اُس کے  
 رسول کی مصحح ہے) کیونکہ وہ ذوالجلال ہے سب معبودوں سے (یہ اُس وقت ہوگا کہ متعلق اللہ کے ساتھ ہو  
 اور اگر محمد کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہونگے کہ وہ سب رسولوں سے ذی شکوت و پرشکوہ ہوگا چہ بنظر کثرت اتباع و چہ بنظر  
 جہاد و قتال کیونکہ الوہیم کے معنی معبود بھی ہیں اور حکام و افسر بھی ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ کو الوہیم کہا ہے حکام سے  
 مقصود شائع و رسول ہے جس کے احکام میں احکام الہی ہوتے ہیں) کیونکہ سب معبود اقوام لغویہ ہیں اور  
 خدا نے آسمان بنایا ہے ہاں اشہدان لا الہ الا اللہ سے اشارہ ہے دوسرے معبودوں  
 کی لغویت کی طرف جس کے سامنے جمال بھی ہے اور جلال بھی جس کے پاک گھریں کبریا و تفاخر  
 ہے۔ لاؤ خدا کے واسطے اے قبائل اقوام (یعنی ایمان و تسلیم) لاؤ اُس کے واسطے عزت و قوت  
 (یعنی اُس کو مغز جانو اور قوی) یہ اشارہ ہے جو اذان میں کہا جاتا ہے قوم سے کہ تم نماز کے لئے  
 حاضر ہو ہیصل الصلوٰۃ کے مضمون کو بخانا کرو۔ پس حضرت داؤد اُسی کی طرف اشارہ  
 کرتے ہیں کہ اے قبائل خدا کے واسطے ایمان و تصدیق لاؤ یعنی نماز کے لئے حاضر ہو یہ  
 مطابق اُس کے ہے جو حضرت موسیٰ کی تسبیح میں گزرا ہے خَلاَہُ بِرَّكَتٍ تَعْلَمُ سِتْوَهُ مُحَمَّدٍ  
 جب میں خدا کا نام پکاروں تو تم لوگ ہمارے معبود کے لئے عظمت لاؤ یعنی نماز کے لئے  
 آمادہ ہو خدا کے نام کی تعظیم کرو نذرانہ لاؤ اُس کے احاطہ میں یہ اشارہ ہے اُس کی طرف  
 جو کہ معظمہ میں اب تک تمام دنیا سے نذرانہ جاتا ہے خَلاَہُ بِرَّكَتٍ تَعْلَمُ سِتْوَهُ مُحَمَّدٍ

[illegible]



כָּדָה חֶלְאָה הָיָה לָהּ בְּכַח הַזֶּה הָיָה  
 כָּ : ————— בָּלְלוּ יָאֵה שִׁיר וְלִי הוּא שִׁיר עֲדָשׁ תִּבְלָה תוֹ

بَقْمَلْ حَسِيم (ترجمہ) خدا کی حمد کرو اُس کو نئے بھجن سے بھجو یعنی اُس کی  
 ناز زہاد کی جماعت میں : ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ شیر عداش سے مقصود قرآن ہے  
 وہی لفظ یہاں بھی واقع ہے اُس کی تفسیر یہاں اور بھی ہے کہ وہ جماعت زہاد میں ناز مقرر ہوگی۔

فَاقْرَءُوا مَا تَكْسَرُ مِنَ الْقُرْآنِ كَوْنِ لَهَا لَفْظُ  
 حَسِيم آیا ہے جس کے معنی ہیں سرحاء یہ شان صحابہ ہے رحماء بینہم کو خیال کرو  
 حسیم کے معنی ہیں زہاد یعنی جو خدا ہی سے اپنا تعلق رکھیں واضح ہو کہ حضرت  
 موسیٰ کے وقت میں بڑی عبادت قربانی تھی عام طور پر نماز نہ تھی کچھ دعا  
 بضرورت پڑھتے تھے اب اس دور میں نماز ہی عبادت مقرر ہوئی اس لئے

داؤد کہتے ہیں کہ وہ شیر عداش ناز مقرر ہوگی۔

כָּדָה חֶלְאָה הָיָה לָהּ בְּכַח הַזֶּה הָיָה

כָּ : ————— אֶסְחָךְ יִשְׂרָאֵל יְעֹזְבָהּ בְּנֵי חִטּוֹן בָּאֵי לָהּ (ترجمہ) خوش ہونگے

بنی اسرائیل اپنے خالق سے اور مکان بیت المقدس و جد کریں گے اپنے سلطان پر اس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد خبر دیتے ہیں کسی بادشاہ کی جو بنی اسرائیل کا معاون ہو گا یعنی  
 دین خدا پرستی کو قوت دے گا اور بت پرستوں کے ہاتھ سے اس قوم کو بچائے گا چونکہ وہ  
 خدا کی جانب سے ہو گا۔ اس لئے خدا سے خوش ہونے کو یعنی اُس کی شکر گزاری کو بیان  
 کرتے ہیں چָدָה - حָدָה - چָدָה اور بنی حیتون سے مراد عرب ہو سکتے ہیں کیونکہ

















[illegible]



بت خانے توڑے گئے اور کیسی کیسی سخت قوم بت پرست ایمان لائی۔ بہت عیسائی جو مثل بت پرست تھے سب راہ راست پر آئے۔ خدا پرستی دنیا میں شائع ہوئی۔ یہ بوضوح حاجت بسط و شرح نہیں حضرت موسیٰ کے وقت میں بھی شیوعِ خدا پرستی ہوا لیکن نہ اس قدر فتنہ برپا ممکن ہے کہ پہاڑ و پگ ڈنڈی سے مراد جبل و سهل ہو مقصود یہ ہے کہ اُس زمانہ میں بلاد کوستان و سہول میں کچھ طاقت نہ رہے گی و علیٰ هذا القياس جزائر و باتندگان بحر میں اور ممکن ہے کہ پہاڑ سے مراد بڑی ریاست ہوں اور پگ ڈنڈی سے چھوٹی اور ممکن ہے کہ انہار سے مقصود بڑی اذنان ہوں اور تالاب سے چھوٹی جو بہت مروج نہ ہوں اور یہ سب آنحضرت کے وقت میں برپا ہوئے اور ممکن ہے کہ اندھوں سے مراد بنی قیدار ہوں جو محض نافرمان و جاہل تھے پر خدا اکتا ہی ہم اُن کو چھوڑیں گے نہیں یعنی اُن کی شرعیّت منسوخ نہ ہوگی ۔

ترجمہ : بہرے شیم شماعو دیا عوریم بطیلو لرسوت :

(ترجمہ) بہروں نے صنّا اور اندھوں نے دیکھا مقصود بہیرے سے وہ ہے جس نے حکمت و دانش کی بات نہیں سنی اور اندھے سے مراد وہ ہے جو ایسی باتیں نہ پڑے ہو یعنی امّی شخص جیسا آگے خود صرح ہے :

ترجمہ : کون اندھا ہے سوائے ہمارے غلام کے کون بہرا ہے سوائے ہمارے بیٹے پیغمبر کے کون اندھا ہے مسلمان کا سا اور کون اندھا ہے خدا کی بندگی کی طرح۔ اوپر کی آیت میں وعدہ تھا کہ بہرے سینیں گے اور اندھے دیکھیں گے۔ یعنی فیضانِ الہی اندھے اور بہرے پر نازل ہو گا یعنی امّی محض پر اب اس آیت میں اُس امّی کی تصریح ہے کہ اندھے سے

مقصود مسلمان ہے اور جس کا خطاب عبد اللہ ہوگا مقصود یہ ہے کہ فیضان الہی نازل ہوگا  
امی محض پر جو مسلمان اور رسول اللہ و عبد اللہ ہوگا امی آپ کا ہونا تو ظاہری ہے خلیا  
ہے سلام کے معنی مسلمان اور کامل آپ کامل ہی تھے اور مسلمان بھی جبرئیل نے  
مسلمان کے یہی معنی بیان کیا ہے کہ جو نماز پڑھے روزہ رکھے حج کرے  
زکوٰۃ دے اور پیغمبر کی رسالت کا اقرار کرے یہ کچھ آپ میں تھا اور رسول  
یرون کمال کے ہوتا نہیں اور عبد اللہ تو آپ کا خطاب ہی ہے اَشْهَدُ اَنْ هُمَا عَبْدُ  
وَرَسُولُهُ کو لحاظ کرو خلاصہ کلام یہ ہے کہ قیدار بیت المقدس پر قبضہ کرے گا یعنی اُس کی  
اولاد میں کوئی ایسا ہوگا جو بیت المقدس کو لے لے گا۔ بت پرستوں کو راہ راست پر  
لائے گا خدا پرستی دنیا میں بھیلانے گا وہ خدا کا رسول ہوگا اور وہ امی ہوگا وہ عبد اللہ  
اقتب پائے گا اور مسلمان بلکہ اُس کے اتباع بھی مسلمان کہلائیں گے۔ اَلْبَشَرُ اَلَا رَحِي  
الَّذِي يَجِدُ وَنَهْ مَكْتُوبًا عِنْدَ لَهْمُ فِي التَّوْرَةِ وَالْانجِيلِ سے خدا ہی مقام کو یاد دلاتا ہے :  
ہے ہر نبی کا یہ ہے کہ وہ اپنے رب سے ملے گا اور اپنے رب سے ملے گا اور اپنے رب سے ملے گا  
تسمو ریا قو ورح از نامیم و کو شملع (تہ جمہ) بہت بنیا آ نکس لحاظ نہ کریں گی  
کھلے کائیں نہ سنیں گے یہ اشارہ بکری اسرائیل کی طرت کہ باوجود واقفیت و تیز کے  
اُس امی پر ایمان نہ لائیں گے۔ اکثر یہود کہتے تھے بلکہ اب تک کہتے ہیں کہ ہاں محمد  
نبی تو تھے لیکن نبی اسمعیل کے لئے نہ ہمارے لئے ہمارے پاس تو شریعت  
عطیہ ربانی موجود ہے۔ یہ ایک حیلہ می نوشی کے لئے ہے کیونکہ شراب اُس  
دور میں حرام ہوئی علاوہ بریں روزہ ایک مہینے کا فرض ہوا جو محنت شاقہ  
ہے۔ نماز پنج گانہ اُس پر مستزاد ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں کوئی نماز مقرر  
نہ تھی۔ علاوہ بریں بہت سے احکام اُن کی عادت جاریہ و مالوفہ کے خلاف ہیں



جو باعث عصیان و کفران ہیں :  $\text{הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה}$   
 $\text{הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה}$  : یہو ا حافیض لمن  
 صدق تو یغذیل تو را و یا دیر : (ترجمہ) خدا رغبت کرے گا (یعنی اُس اُمی کی) بہ سبب  
 اُس کے صدق کے وہ شریعت کو عظمت و قوت دے گا پیغمبر کو قبل نبوت کے بھی لوگ سچا  
 سمجھتے تھے یہ یقین تھا کہ آپ کذب کے نزدیک نہیں ہیں تاکہ آپ کو لوگ محمد امین  
 کہتے تھے اور آپ کو مستجاب الدعوات بھی سمجھتے تھے چنانچہ عتبہ کے حق میں آپ نے فرمایا تھا  
 اللَّهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كَلَابِكَ تَوْجِبْ لَهُ الْوَلَسْبَ كَمَا تَوْجِبُ لِقَائِهِ قَائِدَ قُرَيْشٍ  
 ملک شام میں بطور تجارت گیا تھا تو ابولسب نے اُس کی حفاظت میں بڑا اہتمام کیا تھا اور  
 کہتا تھا کہ مجھ کو اس لڑکے کی نسبت محمد کی دعا کا بہت خوف ہے چنانچہ باوجود احتیاط تمام  
 اُسے شیر نے توڑ ڈالا **شعر**

یا رب صل وسلم دائماً ابداً ۞ علی نبیک خیر الخلق کلهم  
 اس میں شبہ نہیں کہ زمانہ اسلام میں شریعت کو نہایت عظمت و قوت ہوئی اصول حکماء  
 ایسے بے کار ہوئے کہ کہیں نہ تھے، نجوم کی قدر بالکلیہ جاتی رہی رمل و کمانت کو کوئی  
 پوچھتا ہی نہیں۔ دیوتا بت پرستوں کی نظریں بھی ذلیل ہو گئے۔ سحر و جادو برائے نام  
 رہ گیا۔ حضرت موسیٰ نے ان سب امور کے مٹانے میں بہت کوشش کی لیکن اُن کے اتباع  
 کی نالائقی و عیش طلبی سے خوب اہتمام اُن سخت احکاموں کا نہ ہوا۔

$\text{הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה}$   
 $\text{הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה}$   
 $\text{הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה}$   
 $\text{הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה הָיָה}$   
 ففتح بحوریم کلام و بیا تی کلا یم بحبا تو با یو لا نبز و این مقصیل مشا و این او میر

بِشَبَّ : ۶۶۶۶ بازوؤ اس کا مادہ ۶۶۶۶ بز ہے بمعنی لوٹ لینا شکار کرنا  
 یہاں صیغہ اسم مفعول ہے ۶۶۶۶ شاسوی مادہ اس کا ۶۶۶۶  
 شَسَا ہے بمعنی لوٹنا یہ خطاب ہے قیدار کی طرف (ترجمہ) وہ قوم لوٹی ماری جلے گی  
 شکار کرے گا وہ بندہ خدا سب جوانوں کو اور حرم میں چھپیں گے تاہم لٹ جائیں گے اور  
 کوئی لوٹ بچانے والا نہ ہوگا ۶۶۶۶ ۶۶۶۶ ۶۶۶۶ باقی کَلَام کے معنی  
 ہم حرم کہتے ہیں باقی جمع ہے بیت کی جس کے معنی ہیں گھر اور کَلَام نکلا ہے کَلَام سے جس کے  
 معنی ہیں روکنا و بند کرنا باقی کَلَام کا ترجمہ لغوی روکاؤ و منع کا گھر مقصود حرم ہے جہاں  
 خوں ریزی وغیرہ ممنوع ہے : ۶۶۶۶ ۶۶۶۶ ۶۶۶۶ بیت ہکلا قید خانہ  
 کو کہتے ہیں وہ لفظ اور ہے اور یہ اور یہ خبر ہے فتح مکہ کی جیسا کہ قرآن میں فتح کی خبر دی گئی  
 اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا فتح مبین ہے یہی مقصود ہے کہ جس کو ہم اشعیاء پیغمبر کے  
 ذریعہ سے واضح کر چکے ہیں۔ اب ہم یہاں قصہ فتح مکہ لکھ دیتے ہیں تاکہ لوگ اس خبر سے  
 منطبق کر لیں۔ حدیبیہ میں جب آنحضرت صلعم سے اور قریش سے صلح ہوئی تو من جملہ شرائط  
 صلح یہ امر قرار پایا تھا کہ آنحضرت کے حلفاء یعنی ہم عہدوں سے قریش نہ لڑیں نہ اُن کے  
 مخالفوں کی مدد کریں اور ایسا ہی آنحضرت بھی قریش کے حلفاء کے ساتھ کریں وہاں  
 دو قبیلہ تھے خزاعہ اور بنی بکر۔ خزاعہ حلیف یعنی ہم عہد پیغمبر خدا تھے اور بنی بکر کو عہد تھا  
 قریش کے ساتھ اب اتفاق یہ ہوا کہ دونوں قبیلہ میں جنگ ہوئی زیادتی بنی بکر کی تھی  
 بنی بکر نے شیخوں مارا اور میں آدمی خزاعہ کے مارے گئے قریش نے خفیہ ان کی مدد کی  
 بلکہ عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ بعض سردار خود بھی موٹھ چھپا کر گئے۔ آنحضرت صلعم کو اسی وقت  
 بذریعہ وحی کے معلوم ہو گیا۔ خزاعہ کے راجز یعنی کرطخت نے اُسی وقت رات میں آپ کو  
 پکارا اور استغاثہ کیا۔ خداے تعالیٰ نے آپ کو وہ آواز پہنچا دی اُس وقت آپ نے نائیں  
 حضرت میمونہ کے حجرہ میں وضو کر رہے تھے سنتے ہی آپ نے فرمایا لَبِیکَ لَبِیکَ لَبِیکَ

یعنی میں پہنچا۔ حضرت میمونہ نے لبیک سُن کے پوچھا کہ کس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا راجز خزامہ مجھے پکار رہا ہے مجھ سے فرمایا کرتا ہے کہ نبوکرہم پر شبنوں لائے اور قریش نے اُن کی مدد کی پھر آپ نے صبح کو ماجراے شب حضرت عائشہ سے بیان کیا حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ قریش عہد شکنی پر جسارت کریں گے تلوار نہ تو انھیں تباہ کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انھوں نے عہد توڑا اب خدا کا ایک حکم اُن میں ظاہر ہوگا (غالباً حکم سے مقصود یہی حکم ہوگا جسے اشعیا بیان کر رہے ہیں) پھر تین دن کے بعد عمرو بن سلم خزامی نے حضور اقدس میں پہنچ کر روبرو اصحاب کے سب حالِ نظم میں عرض کیا بعد وقوع اس قصہ کے قریش کو ڈر ہوا کہ اگر آنحضرت کو خبر ہوگئی تو بے شک فوج کشی کریں گے۔ اس لئے ابوسفیان کو حضور اقدس میں بھیجا کہ حال دریافت کر آئے اور مدت صلح کچھ اور زیادہ کر لائے۔ ابوسفیان مدینہ گیا۔ پہلے ام حبیبہ جو اُس کی بیٹی اور ازداجِ مطہرات میں تھیں اُن کے پاس گیا۔ جناب رسول اللہ کے بچھونے پر بیٹھنا چاہا ام حبیبہ نے بچھونے کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا مجھے بچھونے پر بیٹھنے نہیں دیتی ام حبیبہ نے کہا کہ تم مشرک ہو یہ بوریہ حضرت سید بظاہرین کے جلوس کا ہر نجاست شرک ہے۔ ابوسفیان نے کہا مجھ سے الگ ہونے کے بعد تیری خود بدل گئی ہے۔ ام حبیبہ نے کہا کہ خداے تعالیٰ نے مجھے اسلام نصیب کیا ہے اسے باپ تو سردارِ قوم ہے اور دعویٰ عقل رکھتا ہے مسلمان نہیں ہو جاتا۔ پتھروں کو پوجتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ تعجب ہے تو نے میری بے حرمتی کی مجھ سے کہتی ہے کہ دین آبا چھوڑ دوں اور ناخوش ہو کے اٹھ آیا اور حضور اقدس میں آ کے تجدیدِ عہد کے لئے گفتگو کی آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ بعد ازیں حضرت ابو بکر سے جا کر اپنا مطلب کہا حضرت ابو بکر نے عذر کیا اور کہا میں آپ سے گفتگو نہیں کر سکتا اور حضرت عمر نے اور حضرت فاطمہ نے بھی ایسا ہی جواب دیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزاج میں ظرافت تھی جب ابوسفیان نے بہت مبالغہ کیا کہ کچھ تدبیر بتاؤ حضرت علی نے کہا کہ تم مسجد شریف میں آپ کے

سانے کھڑے ہو کے پکار کے کہہ دو کہ میں نے قریش کو امان دی محمد میری امان کو نہ توڑیں گے تم  
بڑھے آدمی سردار قریش ہو۔ اس طرح کہہ دو۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مفید  
ہو گا۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ یہ میں نہیں جانتا جو بات میرے خیال میں آئی سو میں نے کہی  
ابوسفیان نے ویسا ہی کیا۔ مسجد شریف میں جا کر اُسی طرح کہہ دیا۔ بعد ازاں روانہ مکہ ہوئے  
وہاں پہنچ کے قریش سے سب حال بیان کیا۔ یہوں نے بہت نفوس کی اور کہا کہ نہ تو  
خبر صلح لایا کہ اطمینان ہوتا اور نہ خبر جنگ کہ تیاری کرتے۔ علیؑ نے تجھ سے ٹٹھکا کیا اور تو  
نہ سمجھا ویسا ہی کر گزرا۔ ہند ز وجہ ابوسفیان نے کہ بہت زبان دراز تھی ابوسفیان کو بہت  
لعنت ملاست کی۔ آنحضرت صلمؐ نے تیاری لشکر کشی کی بکھر پر کی اور خبریں بند کر دیں کہ  
قریش کو آپ کے عزم کی خبر نہ ہو۔ اچانک اُن کے سر پر جا پہنچیں۔ حاطب ابن ابی بلتعہ نے  
قریش کو ایک خط لکھا اور آپ کے عزم کی اطلاع دی اور ایک عورت کو وہ خط دیا کہ چپکے  
سے لے کے مکہ روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حال سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے  
حضرت علیؑ اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو بلا کے فرمایا کہ جھپٹ کے مکہ کی راہ پر  
روضہ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت مع خط کے جاتی ہے اُسے لاؤ۔ تینوں صاحب  
گھوڑا دوڑاتے روضہ خاخ تک کہ ایک جگہ مکہ کی راہ میں ہی پہنچے۔ وہاں ایک عورت  
ملی۔ تلاشی میں اُس کے پاس کوئی خط نہ ملا۔ حضرت علیؑ نے تلواریں نکال لی اُس عورت کو  
دھمکایا اور کہا کہ پیغمبر نے جھوٹ خبر دی ہے خط تیرے پاس ہے شک ہے اگر تو مجھے نہ دیگی  
تو میں تجھے ننگا کروں گا۔ تب اُس نے اپنے جوڑے سے خط نکال کے دیا۔ حضور اقدسؐ میں  
لائے۔ اُس خط میں بنام سرداران قریش لکھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلمؐ مع لشکر حجازِ مرقم پر  
آتے ہیں اگر دس تہا بھی تم پر قصد کریں تو خدائے تعالیٰ اُن کو تم پر غالب کرے تم اپنی  
فکر کرو۔ آپ نے حاطب کو بلا کے حال پوچھا۔ انہوں نے اقرار کیا اور کہا کہ میں نے یہ کام  
براہ ارتداد نہیں کیا بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اور سب مہاجرین کے مکہ میں ایسی قرابت ہے جس کی

جہت سے اُن کے اقارب قریش اُن کے عیال و اطفال کی محافظت کریں گے اور میں قریشی نہیں ہوں کہ وہ میرے عیال و اطفال کی حفاظت کریں اور یہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے گا۔ میرے اس نگھنے سے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا سچ کہتا ہے حضرت عمرؓ کہا اجازت ہو تو اس منافق کی گردن ماروں۔ آپ نے فرمایا کہ اے عمر یہ اہل بدر سے ہے تم نہیں جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے ساتھ توجہ خاص فرمائی ہے۔ انھیں کہا ہے اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ یعنی تم جو چاہو سو کرو میں نے تمھیں بخش دیا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ پر رقت طاری ہوئی۔ آپ نے حاطب کو رخصت کر دیا۔ آپ نے مع لشکر مہاجرین و انصار و دیگر قبائل عرب کو حج فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر میں تھے اور کوچ بہ کوچ روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت عباسؓ ملے کہ ہجرت کے ہوئے آتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباسؓ کی ہجرت آخری ہے جیسے میری نبوت آخری ہے اور حضرت عباسؓ سے آپ نے فرمایا کہ اسباب مدینہ کو روانہ کرو اور تم ساتھ چلو جب قریب کہ پہونچے منزل مَرَّ الظُّلَمَانِ میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ رات میں ہر شخص اپنے خیمے کے آگے آگ روشن کرے۔ عرب کا یہی دستور تھا۔ حضرت عباسؓ نے خیال کیا کہ اگر ایک بارگی یہ لشکر کہ پر پہونچ جائے گا تو قریش سب تباہ ہو جائیں گے لشکر سے نکل کے جانب مکہ روانہ ہوئے کہ اگر کوئی مل جائے تو اس کی زبانی قریش کو کہلا بھیجیں کہ اپنے بچاؤ کی کچھ صورت کر لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحیم ہیں اگر یہ تضرع دینا زندگی پیش آئیں گے تو آپ رحم فرمائیں گے ادھر سے ابوسفیان اور حکیم بن خرام اور ہذیل بن ورقاء اس طرف آتے تھے تلے کے لوگوں نے دریافت حال کے لئے بھیجا تھا۔ آنحضرت کے لشکر کشی کا اُن کو خوف تھا مگر کچھ حال معلوم نہ تھا۔ جب پستہ مَرَّ الظُّلَمَانِ پر چڑھے آگ کی روشنی دیکھ کے متحیر ہوئے۔ آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ ہذیل نے کہا قبیلہ خزاعہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا اُن کی جماعت اتنی نہیں ہے کہ اتنی آگ اُن کے لشکر کی ہو۔ حضرت عباسؓ وہاں پہونچے اور اُن کی باتیں سنیں

ابوسفیان کی آواز پہچان کے اُس کو بچا را اور اُس نے پہچانا اور حال پوچھا۔ حضرت عباس نے حال کہا۔ بلکہ اُسے اپنے لشکر میں لے گئے۔ ابوسفیان کو حضرت عمر نے دیکھ کر چاہا کہ اُسے قتل کریں۔ حضرت عباس نے کہا کہ میں نے امان دی ہے۔ حضرت عمر جیسے کہ حضور اقدس سے اجازت قتل ابوسفیان لے لیں۔ حضرت عباس ابوسفیان کو لے کے پہلے پہونچے حضرت عمرؓ نے حضور میں پہونچ کے عرض کیا کہ یہ دشمن خدا ابوسفیان بے ایمان بے امان آتا ہے حکم ہو تو اُس کی گردن ماروں۔ حضرت عباس نے کہا۔ میں نے امان دی ہے۔ حضرت عباس اور حضرت عمرؓ میں اس باب میں گفتگو ہونے لگی۔ آپ نے دونوں کو روک دیا اور حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں رکھو۔ صبح کو لے آئیو۔ صبح کو حضرت عباس ابوسفیان کو حضور اقدس میں لے گئے۔ آپ باخلاق پیش آئے اور فرمایا کہ افسوس ہے ابوسفیان اب تک تو نہیں اعتقاد کرتا کہ سوائے خدا کے اور کوئی لائق پرستش کے نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ بڑے رحیم و کریم ہیں باوصف میری ایسی عداوت کے ایسی مہربانی فرماتے ہیں۔ واقعی سوائے خدا کے اور کوئی نہیں نہیں تو ہماری مدد کرتا۔ آپ نے فرمایا کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری پیغمبری کی تصدیق کرے۔ ابوسفیان نے تامل کیا۔ حضرت عباس نے کہا۔ اب تامل کا وقت نہیں ایمان لاؤ نہیں تو عمر آگے ابھی سرکاٹ لے گا۔ ابوسفیان نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ بعد ازیں ابوسفیان آپ سے رخصت ہو کے روانہ ہوا۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں ابوسفیان مکہ میں جا کے مرتد نہ ہو جائے۔ آپ اُسے جانے نہ دیجئے اور سب لشکر اُسے دکھایا جائے کہ ہدیت اسلام اُس کے دل میں سما جائے۔ آپ نے فرمایا۔ بہتر ہے۔ ابوسفیان کو ٹھیرا لو اور سارے لشکر اُسے دکھاؤ۔ حضرت عباس نے ابوسفیان کو بلایا اُسے لے کے ایسی جگہ جا بیٹھے جہاں سے سب لشکر کا مرو رہو۔ ابوسفیان کے سامنے رسالے سواروں کے اور غول پیدلوں کے الگ الگ اپنے اپنے

امیروں کے ساتھ نکلنے لگے۔ ابوسفیان کی آنکھیں کھل گئیں۔ حضرت عباس سے کہنے لگا کہ تمھارا بھتیجا بڑا بادشاہ ہو گیا۔ تیرے نگر تا چہرہ ہی گرفت۔ حضرت عباس نے کہا پیغمبری ہو کہ بادشاہی۔ غرض کہ ابوسفیان نے سب لشکر دیکھا حضرت عباس نے بوقت اسلام ابوسفیان حضور اقدس میں عرض کیا تھا کہ ابوسفیان اپنی نمود اور ظہور سرداری کو بہت دوست رکھتا ہے۔ اُس کے لئے کوئی بات ایسی ارشاد ہو جائے جس میں اُس کا فخر ہو۔ آپ نے فرمایا من دخل دار ابی سفیان فہو امن یعنی جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو اُس کو امان ہو اور آپ نے فرمایا جو مسجد حرام میں داخل ہو اُسے امان ہو جو ہتھیار ڈال دے اُسے امان ہو اور جو دروازہ بند کر لے اُسے امان ہے۔ بعد ازیں موکب ہمایوں داخل مکہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک کوئی لڑائی تم سے نہ کرے قتال نہ کرو۔ ایک جانب سے عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ کچھ جھگڑنے لگے کہ مقابل ہوئے اُس جانب سے لشکر حضرت خالد بن ولید کا تھا۔ انھوں نے اُن سے قتال کیا۔ لڑائی سخت ہوئی۔ مسلمانوں نے مارتے مارتے قریب دروازہ حرم تک کافروں کو پہنچایا۔ چوبیس کفار بنی بکر کے اور چار ہذیل کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے۔ ایک مسلمان عکرمہ کے ہاتھ سے شہید ہوا آپ یہ خبر سُنکر متبسم ہوئے۔ اصحاب کو تعجب ہوا آپ نے وجہ تبسم ارشاد فرمائی کہ قاتل و مقتول کو دیکھا کہ ساتھ بہشت میں چلے جاتے ہیں۔ اس سے سامعین کو اور تعجب زیادہ ہوا کیونکہ عکرمہ کافر تھا اُس کا اسلام دشوار جانتے تھے مگر آپ کی پیشین گوئی کے مطابق وہ مسلمان ہو گیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم کے میں داخل ہوئے حضور اقدس میں استغاثہ ہوا کہ خالد اہل مکہ کو قتل کئے ڈالتے ہیں۔ آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ خالد سے کہدے اور فتح عنہم السیف یعنی تلوار قریش سے اٹھا لو اُس نے جا کے کہا صبح فتحہم السیف یعنی تلوار قریش میں رکھو خالد رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی

کی یہاں تک کہ ستر آدمی قتل ہوئے۔ آپ نے خالد پر عتاب کیا اور سب نافرمانی پوچھا۔ خالد نے عرض کیا۔ مجھے حکم ممانعت نہیں بلکہ قتل کا حکم پہنچا تھا۔ آپ نے حکم لے جانے والے سے پوچھا۔ اُس نے کہا کہ راہ میں ایک شخص مہیب سر آسمان پر پانوں زمین میں مجھے ملا اور اُس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اُس نے مجھ سے کہا تو یوں کہہ کے وضع فیہم السیف یعنی قریش پر شمشیر زنی کرو نہیں تو میں تجھے اس حربہ سے قتل کروں گا۔ مجھ پر ایسا عیب غالب ہوا کہ سوا اس بات کے کچھ کہہ نہ سکا۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص مہیب فرشتہ تھا اور منظور جناب ایزدی یہ تھا کہ ستر آدمی مقتولان احد کے برابر قتل ہوں اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے بروز اُحد جب کہ حضرت حمزہؓ آپ کے چچا شہید ہوئے تھے کہا تھا کہ میں اگر قریش پر قابو پاؤں گا ستر آدمی ان میں قتل کروں گا۔ سو خدا نے تعالیٰ نے آپ کی بات پوری کر دی۔ دخول مکہ کے وقت میں بنظر تواضع آپ نے سر مبارک بہت جھکا دیا یہاں تک کہ گجاوے سے ریش مبارک لگ گئی۔ بدیں خیال کہ کس طرح یہاں سے نکلنے کا اتفاق ہوا تھا اور کس شوکت و عظمت کے ساتھ رب العزۃ نے داخل کیا مکہ میں پہنچ کے آپ نے ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر میں جا کے غسل کیا اور آٹھ رکعتیں چاشت کی منسا ز پڑھیں۔ ام ہانی نے عرض کیا کہ میرا بھائی علیؓ فلا نے کو قتل کیا چاہتا ہے اور میں نے اسے امان دی ہے وہ حضرت ام ہانی کے شوہر کے اقارب سے تھا۔ آپ نے فرمایا جسے تم نے امان دی اُسے میں نے بھی امان دی۔ بڑے بڑے سردار قریش شہر کے شہر چھوڑ کے بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُن کا قصور معاف ہوا۔ اُن سے آپ نے پوچھا کہ تمہارا مجھ سے کیا گمان ہے۔ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا انھوں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ برادر کریم ہیں ہمارے مالک ہوئے ہیں ہم پر رحم فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے حق میں وہ کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ لَا تَزِرُ وَبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللہ لَکُمْ وَهُوَ رَحِیْمٌ۔ آج تم کو کچھ ملامت نہیں



اللہ تم کو بخشے جو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحیم ہو۔ گرد خانہ کعبہ کے مشرکین نے تین سو ساٹھ بت رکھے تھے اور پاؤں اُن کے سیسے سے جمادیئے تھے۔ آنحضرت صلعم جس وقت وہاں تشریف لے گئے ایک لکڑی آپ کے ہاتھ میں تھی آپ یہ آیت پڑھتے تھے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا: یعنی آیا حق اور مٹا باطل بے شک باطل مٹنے والا ہو۔ اور لکڑی سے آپ بتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے سو جس کے منہ کی طرف آپ اشارہ کرتے تھے وہ بت چت گر پڑتا تھا اور جس کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ اونڈھا کرتا تھا اس طرح سب بت اوکھڑا اوکھڑے گر پڑے اور تصویریں جو دیوار کعبہ پر کھینچی تھیں اُس کو آپ نے زفرم سے پانی منگو کے دھلوا ڈالا۔ اُن میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کی صورتیں جو تھیں اُن کے ہاتھوں میں تیر قمار کی بنادی تھی آپ نے فرمایا کہ مشرکین خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں پیغمبر نے یہ کام کبھی نہیں کیا براہ شرارت اُن کے ہاتھ میں تیر قمار کی صورت بنادی تھی۔ گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا خون آپ نے ہدر فرمایا تھا یعنی جہاں پاؤ مار ڈالو۔ مرد تو یہ ہیں: عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ وحشی قاتل حمزہؓ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، کعب بن زہیر، ہیار بن اسود۔ عبداللہ بن زبیری عبدالغریٰ بن خطلمیس بن ضابہ، حارث بن طلحہ، حویرث بن نفیعہ یہ چار کھیل قتل ہوئے باقی سب مسلمان ہوئے اور عورتیں ایک ہند زوجہ ابی سفیان۔ دوسری قرسا۔ تیسری قرنہ چوتھی اربن پانچویں سارہ جھٹی ام سعد یہ چار کھیل قتل ہوئیں۔ عبدالغریٰ بن خطلم اگر کعبہ کے پردوں سے لپٹ گیا۔ لوگوں نے حضور اقدسؐ میں یہ حال عرض کیا آپ نے فرمایا وہیں مار ڈالو۔ چنانچہ قتل کر ڈالا۔ اللہ جل جلالہ نے اُس دن حرم میں اجازت قتل کی آپ کو دی تھی۔ لہذا آپ نے وہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ پہلے مدینہ میں آ کے مسلمان ہو گیا تھا آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ پہلے عبدالغریٰ تھا۔ آپ نے ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لینے کو اُس کو بھیجا تھا۔ اُس سفر میں اُس نے اپنے خدمتگار کو کہنا پکانے میں اُس نے دیر لگی

مار ڈالا۔ پھر اس ڈر سے کہ آنحضرت صلعم قصاص میں اُسے قتل کریں گے۔ مدینہ کو نہ گیا اور زکوٰۃ کا مال لے کے مرتد ہو کے نکل چلا گیا۔ اس لئے آپ نے اُس کا خون ہدر کیا تھا کہ مارا گیا۔ یوں ہی حضرت سلیمان نے یوات کو بیت المقدس کے اندر جہاں خون کرنا جائز نہ تھا قتل کروایا۔ ملاخیم اول باب دوم ۲۸ سے ۳۴ تک دیکھو مقیس بن ضابہ کا یہ جرم تھا اُس کے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے مشرک جان کے قتل کیا تھا۔ آنحضرت نے دیت دلوادی مقیس نے بعد لینے دیت کے انصاری کو قتل کیا اور مرتد ہو کے بھاگ گیا۔ روز فتح اور مشرکین کے ساتھ مکہ میں ایک گوشے میں شراب پی رہا تھا۔ نبیلہ بن عبد اللہ لیشی کو خبر ہوئی انھوں نے اُسے قتل کیا۔ حارث بن ظلالہ بھی آنحضرت صلعم کو ایذا میں دیتا تھا۔ حضرت علی نے اُسے قتل کیا۔ حویرث بن نفید کو بھی حضرت علی نے قتل کیا۔ گھر میں بیٹھ رہا تھا حضرت علی اُس کے دروازہ پر اُس کی تلاش میں گئے گھر میں سے کہا کہ جھگ کو گیا ہو۔ حضرت علی وہاں سے چلے آئے۔ تب وہ گھر سے نکلا۔ حضرت علی کو مل گیا۔ انھوں نے قتل کیا۔ وہ شاعر تھا آنحضرت صلعم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ عکرمہ بن ابی جبل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکے سے بھاگ گیا۔ ام جمیل اُس کی زوجہ مسلمان ہو گئی اور اُس نے حضور اقدس میں عرض کیا کہ عکرمہ کو امان ملے۔ آپ نے عکرمہ کو امان دی۔ تب ام جمیل نے عکرمہ سے جا کر کہ وہ ہمارے چڑھ کے ارادہ بھاگ جانے کا رکھتا تھا حال بیان کیا۔ اُس نے بڑا تعجب کیا کیونکہ بنظر اپنی ایسی عداوت کے جو بدرجہ اتم تھی امان کو محال سمجھتا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں آپ کو ایسی ایذا میں دیتا رہا اُس پر بھی امان دی۔ ام جمیل نے کہا کہ آپ ایسے کریم و رحیم ہیں کہ تعریف نہیں ہو سکتی عکرمہ ام جمیل کے ساتھ ہو گیا۔ حضور اقدس میں آکر براہ تعجب عرض کیا کہ یہ عورت کہتی ہو کہ آپ نے مجھے امان دی۔ آپ نے فرمایا کہ سچ کہتی ہو۔ عکرمہ نے کہا کہ اتنا حلم سوائے پیغمبر کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا۔ پھر اُسی وقت میلان ہو گیا پھر تو حضرت عکرمہ بڑے مقبول ہوئے۔ لکھا ہے کہ قرآن دیکھ کے انھیں وجد ہوتا تھا جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارہ لشکر اپنی ابتدائی خلافت میں واسطے

دفع فتنہ مرتدین اور قتال کفار کے مامور کیا۔ اُن میں ایک لشکر کے سردار عکرمہ بھی تھے اور اُسی عہد میں جنگ اجدادین میں شہید ہوئے صفوان بن امیہ کو آپ نے مہلت دی یہاں تک کہ غزوہ حنین واقع ہوا اُس کے لئے آپ نے کچھ زرہیں صفوان سے بطور عاریت لیں اور بعد فتح حنین کے کہ غنیمت بہت اہل اسلام کے ہاتھ آئی تھی اور ایک ہمارا غنیمت کے بھڑوں اور بکریوں دہنوں سے بھرا ہوا تھا صفوان بن امیہ نے دیکھ کے تعجب کیا اور کہا کس قدر مولشی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ سب کے سب میں نے تمہیں دیں اُسی وقت صفوان مسلمان ہو گئے اور کہا اس قدر سخاوت سوائے نبی کے دوسرے سے نہیں ہو سکتی۔ وحشی کا حال یہ ہوا کہ اُس نے مہلت لی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ : تو کہ اے بندو جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بے شک اللہ بخشنا ہی سب گناہ وہی ہر بڑا بخشنے والا نہایت مہربان) تب مسلمان ہوا۔ حالت اسلام میں اُس کے ہاتھ سے یہ بہت اچھا کام ہوا کہ مسیکہ کذاب کو جس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا تھا عبدالبکر صدیق میں مار ڈالا۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کا قصور یہ تھا کہ وہ کاتب وحی تھا کبھی آخر آیات میں اس جنس کے کلمات میں جیسے وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ يَا اِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ اُس نے تغیر و تبدل کی اور کبھی قبل اس کے کہ آپ فرمائیں اس جنس کا کلمہ اُس کی زبان سے نکل جاتا اور فرماتے یہی لکھ لو۔ اُس نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ تم کو خبر نہیں ہوتی میں جو چاہتا ہوں لکھ دیتا ہوں اور مجھ پر بھی وحی آتی ہے اور مرتد ہو کے بھاگ گیا وہ حضرت عثمان کا رضاعی بھائی تھا حضرت عثمان اُسے اپنے ساتھ حضور اقدس میں لائے اور بمبالتہ تمام اُس کی سفارش کی کہ قصور اُس کا معاف ہوا اور اسلام اُس کا قبول۔ حضرت عثمان کے عہد میں افریقہ انیس عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ وے حاکم مصر تھے اور

بعد شہادت حضرت عثمان کے خون مسلمان سے بچنے کی نظر سے کسی طرف شریک نہ ہوئے کعب بن نہ ہیر کا یہ قصور تھا کہ اُس نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کی سچو کی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق کے پہلے آنحضرت صلی علیہ وسلم کی خبر سن کے اپنے بھائی کو واسطے دریافت حال کے بھیجا تھا وہ آ کے بہ سبب اگلی شناسائی کے حضرت ابوبکر صدیق سے ملا اور اُن کی ہدایت سے حضور اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ کعب بن نہ ہیر کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ بلا مشورہ میرے کیوں مسلمان ہوا اور کچھ اشعار لکھ بھیجے اُس میں ایک بیت یہ ہر شعر سے

سَقَاكَ ابُو بَكْرٍ بِكَاسٍ رَدِيَّةٍ فَأَنْهَكَ الْمَامُورَ مِنْهَا وَعَلَّكَ

پلایا تجھے ابوبکر نے بُرا پیالہ: پھر تو سیراب کیا تجھے مامور نے اُس سے اور دوبارہ دیا۔ مامور اُس شخص کو کہتے ہیں جسے جن سے رابطہ ہو جس کو ہمارے ملک میں اوجھا کہتے ہیں یہ کنایہ کیا تھا آنحضرت صلی علیہ وسلم سے اور جو میں بھی اُس نے کہی تھیں۔ اس لئے خون اُس کا آنحضرت نے ہر کیا تھا بعد فتح مکہ کے ہاتھ نہ آیا جب آپ مدینہ میں رونق افروز ہوئے بقصد مدینہ روانہ ہوا دن کو چھپ رہتا رات کو چلتا۔ آپ مسجد شریف میں تشریف رکھتے تھے یکبارگی مسجد کے دروازہ پر اذنی بٹھا کر اُس نے کہا میں کعب بن نہ ہیر ہوں اُشہد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله اور حضور میں حاضر ہو کر قصیدہ بان سعاد جو نعت میں لکھا تھا سنایا۔ آپ خوش ہوئے۔ ردائے مبارک صلی علیہ وسلم میں عنایت فرمائی قصیدہ کے اس شعر میں ۵

إِنَّ الرَّسُولَ لَسَيْفٌ يَسْتَضَاءُ بِهِ ۖ هَمْدٌ مِنْ سَيُوفِ الْهَمْدِ مَسْلُوكٌ  
آپ نے صلح فرمائی لسیف کی جگہ لنوس کر دیا اور سیوف الہمد کی جگہ سیوف اللہ اور آپ نے کعب سے پوچھا کہ یہ شعر تیرا ہی ہے: ۵

سَقَاكَ ابُو بَكْرٍ بِكَاسٍ رَدِيَّةٍ ۖ فَأَنْهَكَ الْمَامُورَ مِنْهَا وَعَلَّكَ  
اُس نے براہ ذہانت دو حرف اُس شعر میں ایسے بدل دیئے جس سے وہ شعر ہجو کا

نہ رہا بلکہ مدح کا ہو گیا۔ کہا میں نے دُحیہ دال سے نہیں کہا ہر جگہ واو سے کہا ہر یعنی خوشگوار اور ماموس نہیں کہا ہر مامون کہا ہر یعنی وہ شخص کہ امانت دار میں خدا کی وحی میں۔ آپ کعب کی حاضر جوابی اور جودت ذہن سے بہت راضی ہوئے۔ منقول ہے کہ حضرت معاویہ اپنے ایام خلافت میں دس ہزار دنیا رکعب کو ردائے مبارک کی قیمت کی دیتے تھے۔ انھوں نے نہ بیچی اور کہا تبرک آنحضرت کا میں ہرگز نہ بیچوں گا۔ بعد وفات اُن کی اولاد سے امیر معاویہ نے بیس ہزار کو ردائے مبارک خرید لی۔ ہبّار بن اسود کا یہ جرم تھا کہ جب بی بی زینب صابرا دی کو اُن کے شوہر ابو العاص نے بموجب وعدہ کے مکے سے مدینہ کو ہودج میں بٹھا کے ساتھ ابورافع اور سلمہ بن اسلم کے کہ حکم آنحضرت صلعم لینے کو اُن کے گئے تھے روانہ کیا۔ ہبار نے چند ابابش قریش کے ساتھ راہ میں پہنچ کے ایک نیزہ بی بی زینب کو مارا۔ وہ ایک پتھر پر گر پڑیں اور حمل اُن کا ساقط ہوا اور وہ بیمار ہو کے اُس صدمہ سے مر گئیں۔ اس لئے آپ نے اُس کا خون ہر کیا تھا۔ ایام فتح میں مکہ میں نہ ملا۔ بعد مراجعت مدینہ آپ ایک دن اصحاب میں بیٹھے تھے کہ کیا رگی ہبار نے آکے چلا کے کہا کہ میں مقرباً سلام آیا ہوں اور مسلمان ہو گیا اور آپ نے قصور معاف کیا۔ ہند عورتوں میں ہو کے حضور میں آئی اور مسلمان ہو کے عرض کیا کہ میرا حال یہ تھا کہ سب سے زیادہ آپ کے دشمن رکھتی تھی۔ اب میں سب سے زیادہ آپ کو دوست رکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اور بھی محبت زیادہ ہو جائے گی پھر ہند نے گھر جا کے جتنے بت تھے توڑ ڈالے اور کہا کہ میں تمھارے فریب میں تھی اور حضور اقدس میں دو بکری کے بچے بطور ہدیہ بھیجے اور عند کلمہ بھیجا کہ میرے پاس بکریاں کم ہیں آپ نے اُس کی بکریوں کے لئے دعائے برکت کی۔ بکریاں اُس کی بہت زیادہ ہو گئیں۔ ہند کہتی تھیں کہ یہ برکت جناب رسول اللہ صلعم کی ہے۔ قرناً مسلمان ہوئی باقی سب ماری گئیں۔ ایام ردنی افروزی مکہ میں آپ نے ایک دن کعبہ معظمہ کے اندر داخل ہونے کا قصد کیا۔ عثمان بن طلحہ سے کبھی طلب کی وہ لے آئے۔ آپ کعبہ میں داخل ہوئے

حضرت عباس نے درخواست کی کہ سقایہ حاجیوں کا مجھ سے متعلق ہر کنبی بھی عنایت ہو حضرت علیؑ بھی کنبی کی درخواست کی۔ خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ اَنْ تُوَدَّ وَالْاِمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا: خدائے تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ ادا کرو امانتیں امانت والوں کو آپ نے کنبی عثمان کو دے دی اور فرمایا لو ہمیشہ کے لئے نہ لے گا تم سے کوئی مگر ظالم مطابق اس پیشین گوئی کے کنبی خانہ کعبہ کی خاندان عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ میں اب تک چلی آتی ہے۔ عثمانؓ کے اولاد نہ تھی انھوں نے کنبی اپنے بھائی شیبہ کو بوقت وفات دی شیبہ کی اولاد میں وہ کنبی رہی۔ لہذا صاحبِ مضاح شیبی کہلاتا ہے اور آپ نے عثمان کو اُس وقت وہ قصہ یاد دلایا کہ قبل ہجرت آپ نے ایک مرتبہ عثمان سے کعبہ کے کھولنے کو کہا تھا۔ اُس نے نہ مانا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن یہ کنبی میرے ہاتھ میں ہوگی جسے چاہوں گا دوں گا۔ عثمان نے کہا کہ اُس دن قریش بہت ذلیل ہو جائیں گے جو ایسی بات ہوگی آپ نے فرمایا نہیں بلکہ قریش کو اُس دن بڑی عزت ہوگی سو مطابق اس پیشین گوئی کے واقع ہوا غزوات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش پیغمبر کے زمانہ میں کس قدر لوٹے مارے گئے اور ہر قسم کی ذلت و نکبت اُن کو نصیب ہوئی۔ اصنام جن کو وہ معبود سمجھتے تھے توڑے گئے اسیر ہوئے۔ خدیہ دینے میں کیا کیا دقت اٹھائی ان وجہ سے اشعیا پیغمبر نے قیدار کو قوم منبروز و مسلوب کہا اور اس وجہ سے بھی دے منبروز و مسلوب تھے کہ حضرت اسمعیل مع ہاجر کے نکالے گئے تھے۔ پھر بعد حضرت اسمعیل کے فیضانِ الہی بند ہو گیا۔ برکاتِ ابراہیمی چھین لی گئی۔ بت پرستوں کا غلبہ ہو گیا۔ ہمیشہ کفار کی اطاعت میں رہے۔ پھر پیغمبر کے زمانہ حسب وعدہ اتنی ایسی عزت ہوئی کہ کبھی کسی کو نہ ہوئی۔ یہ معنی جب ہوئے کہ ضمیر قیدار کی طرف راجع ہو اور اگر بندہ خدا کی طرف پھری تو معنی یہ ہونگے کہ وہ بندہ خدا جس کو اُس کی قوم لوٹے گی۔ جوانوں کو شکار کرے گا۔ کہیں دے چھپیں اُس کے ہاتھ سے نجات نہ پائیں گے تو اشارہ زمانہ ہجرت و فتوح دونوں کی طرف ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

מִי כָּדָם יֵהֶב יְיָ וְזֶה תִּבְלָה לָב לִי לֵאמֹר  
 כִּי תִלְכֶּם חֲדָשִׁים בְּחֵם יֶאֱרִין זְרוֹת לִיעֲשִׁיב וּשְׁמִיעַ לְאֶחָד :

(ترجمہ) تم سے کون ہی جو اُس پر کان رکھے متوجہ ہو کے قبول کرے۔ خبر آئندہ یہ کلام  
 حضرت اشیا کا بطور کشف ہی یعنی بنی اسرائیل اس بات کو جب اُس کا وقت آئے گا تسلیم نہ کریں گے۔

מִי-נָתַתָּה לָב לָבִי חֲדָשִׁים יִבְלֶה לָב לִי לֵאמֹר  
 חֲדָשִׁים לָב לִי חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים

כִּי-לֹא-יָדָעְתָּ בֶן-בְּדָדָךְ-יִדְּלֶה לָב  
 חֲדָשִׁים לָב לִי חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים :

חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים  
 חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים

בֶּן-יִלְדָּה בֶן-יִלְדָּה-חֲדָשִׁים חֲדָשִׁים :

مِی تَا شَن بَلِشِیْسَا یَعْقُوبَ وَیَسْرائِیلَ بְיֹזֶזִים یֹהֵי אֶזְרוּ חָאָפוֹ לוֹ וְלוֹ אֲבוֹ בְּרָאָה  
 וְהָאֶלֶךְ וְלוֹ שֶׁמֶן יִתְּרוֹ : יִשְׁחָךְ עָלָא וְיִחָא אֲפֹ וְעֶזְרָא מָא וְתִלְמִיטָהּ מִסָּבִיב  
 וְלוֹ יָאֵדָע וְתִעָבְדָהּ לוֹ יָאֵסֵם עַל לֵיב : (ترجمہ) یعقوب کو کس نے تباہ کیا اور  
 اسرائیل کو کس نے لٹوایا۔ جز خدا کے کہ اُس کی خطا کی پھر اُس کی راہ پر چلنا نہ اختیار کریں گے  
 اور اُس کا دین نہ قبول کریں گے تو اُن پر اپنے غضب کی گرمی بہائے گا اور سخت لڑائی  
 کی کہ ہر طرف سے شعلہ زن ہوگی۔ لیکن نہ سمجھے گا اور اُس کو جلانے کی لیکن نہ خیال کرے گا  
 مقصود یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اگلی خطاؤں پر تو سزا پایا اور پاتے جاتے ہیں اب اُس







لش

וְיָבֹא בְּיָמָיו כָּל־יְהוָה בְּיָמָיו  
וְיָבֹא בְּיָמָיו כָּל־יְהוָה בְּיָמָיו  
בְּיָמָיו כָּל־יְהוָה בְּיָמָיו :

وَعَمَّا كَوَّمُوا بَوْرِيَّحَا يَعْقُوبُ وَيُوصِرُ خَايَسْرَائِيلَ اَلْ تِيرَاكِي كَالِيَّحَا قِرَائِي شَمِيحِي  
اَتَا + كِي تَعْبُورَ بَايَمِ اِتَّحَا اَنِي وَبَهَارُوتْ لُوشَطْفُو خَاكِي تِيلِيحْ جُومِيشْ لُوتْكَادُوتْ  
بَا لُوبِعْرَ بَاخ + كِي اَنِي يَهُوَا اَلُوبِيحَا قِدُوشْ يِسْرَائِيلْ مוֹשִׁיחָא תַשְׁתִּי כִפְרָא מִצְרַיִם  
كُوشْ وَبُتְאِ تَحِيحَا: يَمِاشْرِيَا قَرَمَا بَعِينَايْ نَحْبِدْ مَا وَاَنِي دَا بِيَتَّحَا دَاتِينْ اَدَامْ تَحِيحَا  
وَلَايَمِ تَحْتِ نَفְشِيحَا اَلْ تِيرَاكِي اِتَّحَا اَنِي مَمْرَا جِ اَبِي زَرْعَا مَمْعَرَابْ اَقْبَصَا:  
اُمِيرَ لَصَا فُونِ تَنِي وَلَشِمَانْ اَلْ تَحْلَايْ بَايِي بَانَايْ مَرَا حُوقْ وَبُونَايْ مَقْصَه  
اَرِصْ + كُولْ اَنْقَرِ لَشِيحِي دِلْجِنْدِي پَرَايْشُوبَصْرِي تَوَا فِ عَيْشِيو + هُوضِي عَمَّ عَجِيرِو لُو  
عِينَايَمِ بَشْنْ وَخِيرَشِيمْ وَازْ نَايَمِ لَامُوكْلْ كُوكُومِ اَقْبَصُوكُودِيَا سَفُوكُومِ مِي بَايَمِ  
يَكْنِيدْ زُوتْ وَرِشِيو كُوتْ لَشِمَعِينُوكُوتْ عِيدِ هِمْ دِلْجِدَا قُودْ لَشَمْعُوكُوتْ وَوَمَرُوكُوتْ:  
اَتَمَّ عِيدَايْ نَامْ يَهُوَا وَعَبْدِ لِي اَشْرَبَا حَرَّتِي لِمَعْنِ تِيدِعُوكُوتْ مَانِيوَكُوتْ دَنَاوُوكُوتْ  
اَنِي هُوتْ نَايْ لُوكُوتْ صَرِيلْ وَاَحْرَايْ لُوكُوتْ: לִשְׁמִיחָא עֲשֵׂה סֵבִיב דְּ  
كُومَعْنِي يُونْ جُوكُوتْ لِي ۶۶ اَمْرُ مَعْنِي كَا ۷۶ لِي ۶۶ بُورِي مَعْنِي بَارِي دَا



ایمان لاؤ ہم پر اور سمجھو کہ میں میں ہوں ہمارے سامنے کوئی قوی نہیں اور نہ ہمارے پیچھے ہوگا۔ نفسیں اب خدا تیرے باری نے اے یعقوب تیرے مصور نے، اے اسرائیل یوں کہا کہ مت ڈریں نے تجھے لے لیا۔ تجھے اپنے لئے نام زد کیا اگر تو پانی میں جائے گا میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ اگر تو دریا میں ہوگا تو تجھے بہا نہ لے جائے گا اگر تو آگ میں جائے گا تو داغ نہ لگے گا اور شعلہ تجھے نہ جلائے گا۔ میں تیرا خدا تیرا معبود ہوں قدوس۔ اسرائیل تیرا کفارہ کیا مصر کو مدین اور سبا کو تیری تخت میں کیا ہم نے یہ حکایت حضرت موسیٰ کے دقت کی۔ دے لوگ سمندر پایاب اتر گئے اور سموم عرب نے جو مثل شعلہ تھی کچھ اثر نہ کیا۔ مصری مغلوب ہوئے کہ بنی اسرائیل اُن کے پھندے سے چھٹے اور بالآخر ڈوب کے کفارہ ہوئے اور کوش یعنی اہل مدین بھی مغلوب مقهور ہوئے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اہل سبا چونکہ تو ہماری نظر میں موثر ہوا تو مغرور ہوا اور میں نے تیرے ساتھ محبت رکھی کہ بنی آدم کو تیری ماتحت کیا اور احم کثیر کو زیر فرمان قوم تیرے مشرق سے تیری اولاد کو لاؤں گا اور مغرب سے تجھے اکٹھا کروں گا شمال کے لوگوں گا دے دے اور جنوب سے کہ مت مٹا میرے لڑکوں کو مسافت بعیدہ سے حاضر کر اور میری لڑکیوں کو انتہائے ارض سے یہ وعدہ انہی حضرت عزرا کے وقت میں پورا ہوا کہ یہودان منتشر و پریشان بیت المقدس میں جمع و آباد ہوئے جو کچھ ہمارے نام پر کہا گیا اُسے ہم پیدا کریں گے اُسے ہم تیار کریں گے اُسے ہم کریں گے پہلے خدا فضائل و انعام بنی اسرائیل بیان کیا بعد اُس کے جو کچھ فصل گزشتہ میں بیان ہوا اُس کی ایجاد و تکوین کی تاکید کرتا ہے کہ وہ سب بالضرور وجود پذیر ہوگا فصل گزشتہ میں قیدار کی اولاد سے ایک پیغمبر کا ہونا اور اُس کے ہاتھ سے تباہی بت پرستان و شیوع حتیٰ پرستی کا بیان ہے۔ اس لئے یہاں کہتا ہے کہ اُسے ہم پیدا کریں گے تیار کریں گے اور تباہی اور شیوع کی نسبت کہتا ہے کہ کریں گے شروع فصل میں جو لفظ اب واضح ہو اُس سے عیاں ہے کہ

یہ فصل گزشتہ کے بیانات سے متعلق ہے۔ نکلے گا ہمارا جلال قوم اندھی جس کی آنکھیں بند تھیں اور ہرے جس کے کان ہوں گے بمقصد یہ ہے کہ قوم جاہل کو اپنا فیض دیں گے یعنی اُس سے نبی قائم کریں گے اور یہ معنی ہیں کہ ایسی قوم نکالیں گے کہ باوجود آنکھ کے اندھی ہوگی امور دنیا سے علیٰ ہذا القیاس۔ باوجود کان کے ہرے ہونگے یہ شان تھی صحابہ کی، باوجود کمال بنیائی قلب کے کہ صاحب قوت قدسیہ تھے امور دنیا میں اندھے تھے احکام ربانی کو بلا پس و پیش اٹھا لیتے تھے خدا کی راہ میں بڑے شوق سے سرکھٹتے تھے حضرت عمر کا قصہ یا ساریۃ الجبل الجبل مشہور ہے اگر صحابہ کے ایسے امورات کو لکھوں تو ایک دفتر ہو جائے۔ الغرض مقصود یہ ہے کہ ایسی قوم پیدا کروں گا کہ سوائے ہمارے بات کے نہ دیکھے گی نہ سنیں گی۔ حضرت موسیٰ کے اتباع ایسے نہ تھے حضرت موسیٰ چالیس دن کا وعدہ کر کے پہاڑ میں گئے تھے ایک دن کا فرق پڑا سو وہ بھی حساب کی غلطی تھی باوجود حضرت ہارون کے سمجھانے کے مرتد ہو گئے۔ گو سالہ پرستی کرنے لگے واضح ہو کہ دو آیات گزشتہ میں ہم نے ماضی کو مستقبل سے ترجمہ کیا ہے سو ایسا ہوتا ہے کہ مستقبل ضرور آجوت کو بلفظ ماضی وحی بھیجے ہیں اور اگر ماضی مقصود ہو تو مکمل ہو جائے۔ ظاہر معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ اُس رسول کو جس کی بعثت کا ذکر فصل سابق اور آیت گزشتہ میں ہے قوم جاہل یعنی قریش نکال دے گی۔ اندھی بہری قوم سے مقصود جاہل قوم ہے یہ اشارہ ہے واقعہ ہجرت کی طرف چنانچہ ورقر بن نوفل نے کہا تھا کل قویم اکٹھی ہوں گی اور ائم کثیرہ مجتمع اُن میں کوئی ایسا نہیں کہ اس کی اطلاع دے اور اگلی خبریں سنائے اور اُن کو شواہد دے کہ تصدیق کریں اور سُن کے کہیں کہ سچ ہے اللہ کا فرمان ہے کہ تم ہمارے اور ہمارے بندہ کے شاہد ہو جسے ہم نے منتخب کیا۔ اس نظر سے کہ تم سمجھو اور ہم پر ایمان لاؤ اور سمجھو کہ میں ہی ہوں میرے سوائے کوئی معبود نہیں مقصود یہ ہے کہ اقوام اصنام پرست کو پہلے سے اُس بندہ رسول کی کچھ خبر نہیں دی گئی تھی پہلے سے

سلسلہ نبوت جاری تھا انبیاء بکثرت تم میں مبعوث ہوئے۔ تم اُن کے نشانات جانتے ہو اور پہلے سے خبر بھی اُس کے بعثت کی دی جاتی ہے تم خود بھی اُس پر ایمان لانا اور دوسری قوموں کو شہادت دینا واضح ہو کہ تسبیح موسیٰ میں ذکر ہے کہ ایک بانی قوم ہوگا اُس کی نافرمانی کی بڑی مذمت ہوئی ہے۔ پھر اُس تسبیح کے بعد اُسی باب میں یعنی حضرت موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۳۲ باب میں یہ لکھا کہ موسیٰ نے اس تسبیح کے رموز کو مع یوشع بن نون کے قوم کو سنا دیا اور ایصال وحی متعلق احکام ختم کر دیا اور قوم سے کہا کہ تم لوگ اپنا دل لگاؤ ان سب باتوں میں جس کے لئے میں آج تم کو گواہ کرتا ہوں کہ تم اپنی اولاد اس تسبیح پر عمل کرنے کی وصیت کرنا کہ وہ فضول باتیں نہیں ہیں انتہی باب ہم کہتے ہیں کہ تسبیح موسیٰ میں جس بانی قوم کا ذکر ہے اُسی کی یہ نبی تصریح کرتا ہے اور موسیٰ نے قوم کو گواہ کیا تھا یہ نبی یاد دلاتا ہے کہ تم لوگ گواہ ہو اور تسبیح مذکور کے اول ہی میں خدا نے آسمان وزمین کو گواہ قرار دیا ہے۔ سورہ آل عمران میں مذکور ہے اِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ بَمَا اَتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتَقُولُنَّ يَٰهٗ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ اَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُكُمْ عَلٰٓىٰ ذٰلِكُمْ اِحْصٰرِيْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاَشْهَدُوْۤا وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ فَمَنْ تَوَلٰٓىٰ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (ترجمہ) یاد کرو جب لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا کہ جب دوں میں تم کو کتاب و حکمت یعنی آئے تمہارے پاس رسول موافق تمہاری کتاب کے تو تم اُس پر ایمان لانا ضرور اُس کی مدد کرنا خدا نے کہا تم نے اقرار کیا اور تم نے اُس پر عہد کیا تو اُنھوں نے کہا۔ ہم نے اقرار کیا تو خدا نے کہا گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پھر جو کوئی بنہ اُس کے پھر جائے تو وہ فاسق ہے) بیان اس کا یہ کہ کہ موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۸ باب میں وعدہ تھا کہ اب شریعت رعد و برق کے ذریعہ سے نہ دی جائے گی بلکہ نبی تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا جو کچھ وہ حکم دے اُس کی



וְהָיָה כִּי יִשְׁמַע ה' אֶת הַקּוֹל בְּהַר הַשִּׁינַי וְהָיָה  
 שֶׁיִּשְׁמַע ה' אֶת הַקּוֹל בְּהַר הַשִּׁינַי : וְהָיָה  
 כִּי יִשְׁמַע ה' אֶת הַקּוֹל בְּהַר הַשִּׁינַי :  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַע ה' אֶת הַקּוֹל בְּהַר הַשִּׁינַי :

آنوخی آنوخی پیو واپن پہلے دی موسیٰ + آنوخی بکرتی و ہوشی و شہمتی  
 واپن باختم زار و آتم بندہ نام پیو و اپنی ایل + کم میٹوم اپنی ہو واپن مٹاوی  
 مفصل انجیل و می بشینا : (ترجمہ) میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی نجات  
 دینے والا نہیں میں نے تمہیں اطلاع دی (یعنی نیک برے زبان موسیٰ علیہ السلام) اور

تم کو نجات دی (یعنی اکثر مصائب سے) اور تم کو سنایا (یعنی تسبیح موسیٰ جو ایک قسم کا عہد تھا) او  
 تم میں کوئی اجنب نہیں (یعنی سب رسالت و وحی و ملائکہ سے واقف ہیں) خدا کا فرمان ہو کہ تم  
 شاہد ہو اور میں معبود میں ہمیشہ سے کیساں ہوں اور میرے ہاتھ سے کوئی بچانے والا  
 نہیں جو میں کرتا ہوں اُس کو کوئی روئیں کر سکتا) اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَ  
 یَحْكُمُ مَا یُرِید۔ وَہی ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر :

وہی ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر :  
 و ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر :  
 و ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر :

گو امر پیو گو انجیل قدوس اسرائیل لمعن شلحی بابل و ہو ردتی بار بحیم  
 کلام و خدمت باؤ کیٹیوٹ رتنا نام لغات و ہر ہر : بار شمعنی آزاد  
 و خوشخوار کہتے ہیں و ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر : و ہر ہر :  
 (ترجمہ) یوں کہا خداوند قدوس اسرائیل تم کو لے لینے والے نے تمہاری جہت سے





کُواھِرِہُوَاہِنُوْمِیْنِ بَیَامِ دِرِخْ وَبَہَاہِمِ عَزِیْمِ نَبِیَاہِمُوْصِی رِخْبِ وَسُوْسِ  
 حَلْ وَغَزُوْرِیْخْ اَوِشْکِیُوْبِلْ یَا قُوْمُوْدَا عِبُوْا کِیْشَہَ کَبُوْ + اَلْ نَزْکِرُوْ رِیْشُوْثْ  
 وَ قَدْمُوْ یُوْثْ اَلْ تَشُوْ نُوْ + ہِنِیْ عُوْسَہَ صَدَا شَاعَتَا تَعْمِجْ ہَلُوْ تِیْدَا عُوْہَا اَفْ  
 ہِمْدَ بَارِ دِرِخْ بِشْمُوْنِ ہِنَارُوْثْ + تَخْدِیْ حِیْثْ ہَسَاوِہِ تَنْہِمِ وَ بُوْثْ یَعْنَا  
 کِی نَا ثَنْتِیْ ہِمْدَ بَارِ مَہَاہِمِ ہِنَارُوْثْ بِشْمُوْنِ لَہْشَقُوْ عَمِیْ بِحِیْرِیْ عَمِ زُوْ یَا صِرْتِیْ  
 لِی تِہَلَا تِیْ سِرُوْ : لَیْسَ : عَزِیْمِ جَمْعِ ہِیْ مَفْدَا س کا لَیْسَ

غز ہی بمعنی مضبوط و مستحکم و قوی یہ صفت ہوتی ہے قوم کی اور ہوا کی اور پانی کی  
 اور بمعنی سنگدل اور ظالم بھی آتا ہے اور بمعنی قوت بھی آیا ہے لَیْسَ :  
 غز و بمعنی قوی و سپاہی لَیْسَ : دَا عُوْ مَادَہِ اس کا لَیْسَ :  
 و عِ ہِیْ بمعنی گل ہو جانا جیسے چراغ لَیْسَ : پَشْتِ سَنَ خواہ سن  
 کی بتی لَیْسَ : کَا بُوْ مَادَہِ اس کا لَیْسَ : کَا بَہِ ہِیْ جس کے معنی ہیں  
 گل ہو جانا لَیْسَ : تَعْمِجْ مَادَہِ اس کا لَیْسَ : سَمِجْ ہِیْ جس کے  
 معنی ہیں اوگنا اور حادث ہونا لَیْسَ : اَنْتَ معنی نیز ایضاً بھی (ترجمہ) یوں کہا  
 خدا نے جو سمندر میں سڑک نکالتا ہے اور دھاری میں راہ جو سواری اور گھوڑا اور لشکر  
 اور پہلوان معاً نکالے گا۔ سو جائے گی بلکہ کھڑی ہو کے بچھ جائے گی بتی کی طرح یہ خبر  
 ہر زمانہ بخت نصر وغیرہ ظلم کی اگلی باتوں کو یاد مت کرو گزشتہ کا خیال نہ کرو اب  
 نئی بات کرنے والے ہیں وہ بات اب شروع ہوگی۔ کیا تم اسے نہیں جانتے یعنی پہلے  
 بھی خبر دی گئی بے شک قائم کریں گے ہم بیا بیان میں سڑک وادی غیر ذی زرع  
 میں نہیں۔ اب یہاں سے خدا اپنا اصل مطلب بیان کرتا ہے کہ اگلی شرائع و احکام کا

تم خیال مت کرو۔ اب ہم نئی بات کرنے والے ہیں یعنی نئی شریعت جاری کریں گے  
 تم لوگ اُسے جانتے ہو جیسا ہم نے موسیٰ کی کتاب میں خبر دی ہے اب اُس کا آغاز ہوگا۔  
 بعد ازیں اس کی توضیح کرتا ہوں کہ بیابان میں ہم راہ نکالیں گے اور وادی غیر ذرع میں  
 انہار جاری کریں گے یعنی ملک عرب میں ایسا کچھ موسیٰ کی تسبیح میں مذکور ہے نہر جاری  
 کرنے سے مقصود نزول وحی ہے اور سُرک سے شریعت اور زبیدہ کی نہر سے ظاہر  
 آیت بھی پوری ہوئی۔ ہماری تعظیم کریں گے جنگلی جانور اثر در شتر مرغ جب بیابان میں  
 نہر کا پانی دیں گے ہم اور وادی غیر ذی زرع میں اپنی مقبول قوم کے سیراب کرنے کو  
 جنگلی جانور و اثر در شتر مرغ سے مقصود عرب ہیں کیونکہ نہایت جاہل قوم تھی یعنی ملک عرب  
 میں نزول وحی ہوگا تو بڑی بڑی جاہل قوم ہماری تعظیم کریں گی۔ قوم مقبول بھی مسلمان  
 ہیں بنی اسرائیل اس سے مقصود ہونیں سکتی ان میں نبوت قدیم الایام سے جاری  
 اور نہرں بھی مثل فرات و دجلہ وغیرہ کے بہتی تھیں یہ پیشین گوئی بہت واضح ہے۔  
 جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ  
 الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا اس قوم کو ہم نے اپنے لئے بنایا ہماری حمد کو خوب  
 بیان کریں گے مسلمانوں کی نمازیں پنجگانہ حمد باری بیان ہوتی ہے۔ سورہ فاتحہ  
 پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد ۲۷ آیت تک بنی اسرائیل کی نافرمانی اور غلوں سے عبادت  
 نہ کرنے کا بیان ہے۔ بعد شکایت و حکایت کے ۲۸ آیت میں اپنا غضب اور نتیجہ بد اعمالی کا  
 بیان ہے: **لَا يَرْجِي الْكَافِرُ نَجَاتٍ مِنَ اللَّهِ وَمَا يُخْلِقُ إِلَّا الْيَاسِينَ**  
**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي اتَّبَعُوا لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ**  
**وَأَخْلَسَ سَارِي قُودُشَ وَارْتَارَ كِرِمَ يَعْقُوبَ وَيَسْرَأَسِلَ لَعْنُ وَفِيمَ (ترجمہ)**  
 تو پاک سرداروں کو چھوڑ دیں گے ہم اور یعقوب کو لٹا دیں گے اور اسرائیل کو قطع  
 کر دیں گے یعنی فیضان جو ان پر نازل ہوتا ہے بند کر دیں گے اور مقطوع کر دیں گے

مقصود یہی ہے کہ نبوت آن میں سے جاتی رہے گی۔ چنانچہ یہ سب کچھ ہوا۔ یہ آیت مطابق ہے جو اس صحیفہ کی دوسرے باب میں ثبت ہے۔

وَمَا يَكُنْ بِأَحَرِثَ هَيْئًا مِمَّنْ نَاخُونَ بِهِيَ هَرَبِثَ يَوْمَ اِبْرُوشَ هَبَارِثَ وَنَا  
 كَلْبَا عَوْثَ وَنَا هَرَوِ الْأَوَّلَ كَلْبُوتِيمَ : (ترجمہ) ان ایام کی انتہا میں بیت اللہ کا  
 قائم ہوگا اور سب ٹیکروں سے اونچا ہوگا وہاں قربانی کریں گے جملہ اقوام انتہائے  
 ایام سے مقصود وہ ایام ہیں جب شریعت موسوی منسوخ ہوگی و زمانہ بعثت سید المرسلین  
 ہو دور کے مناسب شریعت جاری کی جاتی ہے پھر جب وہ دور بمبرور ایام منقض ہو جاتا ہے  
 تو وہ شریعت منسوخ ہو جاتی ہے اتنے ہی دن کے واسطے دی گئی تھی اگر بالفرض وہ دور  
 عود کرے تو وہی شریعت واجب التعمیل ہوگی تو مقصود آیت یہ ہے کہ جب شریعت موسوی کا  
 وقت منقض ہو جائے گا اور دوسری شریعت کا وقت آئے گا تو قربانی و حج کے لئے  
 بیت اللہ کا پہاڑ قائم ہوگا اور وہاں جملہ اقوام قربانی کریں گے۔ بیت اللہ کے پہاڑ سے  
 مراد مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے۔ بیت المقدس کا پہاڑ مقصود ہونے سے نہ سکتا۔ کیونکہ وہاں تو قربانی  
 مدت دراز سے ہوتی تھی۔ اشعیاء کے زمانہ میں تو وہ قائم ہی تھا۔ یہ خبر ہمارے پیغمبر کے وقت میں  
 پوری ہوئی کہ وہاں جملہ اقوام حج و قربانی کرتی ہیں۔ بیت المقدس میں صرف بنی اسرائیل  
 قربانی کرتے تھے۔







اَنَا شِمٌ وَتِلْكَ بِهَوَا الْبَدْوِ يَوْمَ هَوَا: لغات ۶ کی زمانی معنی  
 جب ۱۶ ۱۵ قِدم اصل معنی اس کے میں پورب مشرق پھر اطلاق اس کا  
 ایک حصہ عرب پر ہوا جو پورب طرف ہر اور فلسطین سے بھی شرقی ہے وہاں مسکن حضرت  
 ابراہیم کے آبا کا تھا حَرَّان اُس کے شہروں میں سے ہے۔ رَبْعَا حضرت اسحق کی بی بی کا  
 میگا دیں تھا جسے حضرت ابراہیم نے حفظ نسب کے لئے اپنے خاندان سے کفنان میں  
 منگا کر حضرت اسحق سے مزدوج و کد خدا کیا پھر جب ربعا کو حضرت یعقوب کی ہلاکت کا  
 خوف ہوا تو اُن کو اپنے بھائی کے پاس روانہ کیا ملک قِدم میں حبیا تورات کے  
 بیانات سے واضح ہر یہاں کے لوگوں کا مذہب صابئی تھا جو ارواح کو اکب و ملائکہ  
 کی پرستش کرتے اور اُن کے نام پر اصنام رکھتے تھے و سحر و کمانت وغیرہ اعمال اُن کا  
 شعار تھا۔ زمانہ اسلام میں وے نیست و نابود ہوئے۔ ثابِت ابن قرہ بھی اولایہی مذہب  
 رکھتا تھا۔ قوم کی سرزنش سے دامن اسلام میں پناہ لیا۔ خلفائے عباسیہ کے دور میں بغداد  
 میں رہتا تھا ریاضی و نجوم میں اس کو یدِ طولی تھا رمل میں کمالِ مشائی رکھتا تھا زحل کو  
 اس سے بڑی مناسبت و غلت تھی اکثر مصائب میں اس کا معین رہتا تھا۔ غوص شہر  
 جہاں حضرت ایوب کا مسکن تھا اسی حصہ میں واقع تھا اس کی سرحد شام و عراق تک تھی  
 وہاں کے سگان ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱ ۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵





رمل و تنجیم کے معتقد ہونگے اور بت پرستی اور غفلت روحانیت اُن کے دلوں میں متمکن ہوگی اور بت پرستوں سے ہم عہد ہونگے۔ چنانچہ منشی بن حُر قیاء کے وقت سے اس کی بڑی ترقی ہوئی اور خزائن و اموال و عساکر و مراکب فراہم ہونگے پھر ذلت و مسکنت بدرجہ اتم اُن کو حاصل ہوگی جیسا بخت نصر و طیلوس کے وقت میں اُن کو نصیب ہوئی پہلے مدت دراز تک یہ حال رہا کہ بنی اسرائیل بار کتاب اصنام پرستی وغیرہ معاصی مقہور و مغضوب ہوتی لیکن توبہ و گریہ و زاری سے سب اُن کے گناہ معاف ہو جائے اور خدا اُن کا معین رہتا لیکن بعد خرابی بیت المقدس بار ثانی باوجود توبہ و گریہ و زاری خضوع و اِخلاج بسیار اُن کی نہ توبہ قبول ہوتی نہ اُن کی دعا مقبول وہ حالت اُن کی اب تک ہر اب اس پیغمبر کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کو یہ خبر دی گئی ہر کہ جب تمھاری یہ حالت ہو جائے تو تمھاری نجات کی کوئی صورت نہیں جز اس کے کہ تم رسول وقت کی جس کا ذکر موسیٰ کی شیر میں ہر عجز و خشوع کے ساتھ اطاعت کرو۔ اب اُس کے بعد اُس رسول کا بیان ہے :-

בְּשָׁחַ וְשִׁחַ מֵלֶכֶת: וְעַל כֵּן לֹא-יִשְׁחָדּוּ  
וְזָדוּ מִמֶּנּוּ וְחֵן לֵבָשׁ יִשְׁלַח-בְּלִבָּם  
חֶסֶד וְחֶסֶד: וְעַל-כֵּן יִשְׁחָדּוּ מִיָּד  
לֹא-יִשְׁחָדּוּ מִיָּד: וְעַל כֵּן יִשְׁחָדּוּ  
בֵּית וְעַל-כֵּן יִשְׁחָדּוּ מִיָּד: וְעַל-כֵּן  
לֹא-יִשְׁחָדּוּ מִיָּד: וְעַל כֵּן יִשְׁחָדּוּ  
מִיָּד: וְעַל כֵּן יִשְׁחָדּוּ מִיָּד: וְעַל כֵּן  
רִיבֵם יִשְׁחָדּוּ מִיָּד: וְעַל כֵּן יִשְׁחָדּוּ  
מִיָּד: וְעַל כֵּן יִשְׁחָדּוּ מִיָּד: וְעַל כֵּן

בְּיָמָיו בְּמִצְרָיִם וְצוּרֵי חֶפְזוֹ  
 מִן הַבְּרִיָּה מִן הַבְּרִיָּה מִן הַבְּרִיָּה  
 וְהַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה  
 וְהַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה  
 הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה  
 הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה  
 הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה  
 הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה הַזֶּה

کی یوم یهو اصبا نوث عل کل گنیا و ارام و عل کل نشا و شافیل + و عل کل  
 ار ز می بعلیا نو ن هارا ایم و نهسایم و عل کل الونی هبا شان + و عل کل  
 صهاریم هارا ایم و عل هکبا عوث حفسا نوث + و عل مغذال گابو وه و عل  
 کل سوما بصورا + و عل کل اونیوت تریش و عل شیموت هجماه + و شح گنهوت  
 ما ارام و شافیل روم اناشیم و نیگب یهو البد و بیوم صمو: و عا الیلم کایل  
 یکلوف و با سوبجارو ش صوریع و مجلوت عانا رنپی یچد یهو + و میهدر گنوتو  
 بقومو لعرص ما ارس + بیوم صموم یسلح عا ارام ایل کسپوت و ایل  
 ایل زما بو اشترعاسو لو لهشتو رو ش پچمور پیرو ش و لا عطلصیم: -

بہ ہ گئی بند ہ رام بند بہ ہ ہ زنا بند  
 ہ ہ شافیل پست ہ ہ ہ لیرز عربی ارز یعنی صنوبر

یہ درخت نہایت خوبصورت اور اُس کی لکڑی بہت عمدہ و مضبوط ہوتی ہے جڑ  
 ۱۶۶ یانوں یہ سلسلہ پہاڑ کا نام ہے جو ملک کنعان کے شمالی حصے میں واقع ہے  
 جس کے دامن میں صور و صیدا کی آبادی تھی جسے عبری میں صور بوا و مہول و  
 صیدون کہتے ہیں شہر صیدا ۳ درجہ ۲۸ دقیقہ ۲۲ ثانیہ طول اور ۴۲ درجہ ۴۰ دقیقہ  
 عرض پر قلم سوم میں ہے یہ شہرین قدیم زمانہ میں دارالسلطنت تھے وہاں کے لوگ بڑے  
 دولت مند تھے اس پہاڑ کی دو اونچی چوٹیاں ہیں غربی کو بالخصوص بانوں کہتے ہیں  
 عربی میں لبنان اور شرقی کو جو پیشتر برف سے چھپی رہتی ہے کلدی میں ۱۶۷  
 ۱۶۸ جڑ ۱۶۹ طور شنگا یعنی جبل اشح کہتے ہیں اسی کو اہل فرنگ انٹی لبنان  
 کہتے ہیں اس پہاڑ کی جانب جنوب کو ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ جرمون یعنی جبل اشح  
 واقع ہے ان سب حصص کو یونانی میں فینیشیا کہتے ہیں اس پہاڑ میں صنوبر بہت ہوتا ہے  
 چنانچہ حضرت داؤد کے زمانہ میں وہاں کے حاکم نے اس کی لکڑی بیت المقدس کی  
 بنائیں کام میں لانے کو بھیجی تھی پھر حضرت سلیمان کے وقت میں حیرام کے راجہ نے  
 بہت لکڑیاں اس کی ارسال کیں جو بیت المقدس کی تعمیر میں صرف ہوئیں ۱۷۳  
 ۱۷۴ اُنوں یہ قم درخت ہے جس کی لکڑی بہت مضبوط ہوتی ہے عسری بلوط  
 ۱۷۵ ۱۷۶ باشان یہ جنوبی حصہ ارض کنعان کا ہے کوہ جرمون یعنی جبل اشح سے  
 جانب جنوب۔ اسی لئے جبل اشح کو کوہ باشان کہتے تھے اس کی حد کسی زمانہ میں  
 بحرین تک تھی عوج بن عوق یہاں کا بادشاہ تھا۔ اس کو عربی میں ہنہ بوزن مہینہ کہتے  
 ہیں۔ اُنوں کے درخت اس علاقہ میں بہت ہوتے ہیں ۱۷۷ ۱۷۸ گیعہ پہاڑ  
 اور پہاڑی بلاد ۱۷۹ ۱۸۰ اونیہ کشتی جہاز ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳  
 تریشش فرنگستان خصوصاً اسپانیہ ۱۸۴ ۱۸۵ رسیخا۔ صورت  
 ۱۸۶ ۱۸۷ حمد مطبوع مرغوب ۱۸۸ ۱۸۹ حلف مٹ جانا

پس ۳ عارض معنی ڈرانا (ترجمہ) کہ خدا کا حکم جاری ہوگا ہر بلند و پست پر اور ہر صنوبران لبنان پر جو بلند و مرتفع ہیں اور اُلُونِ ثینہ پر اور ہر اونچے پہاڑ پر اور جبال شامخات پر اور منارات عالیہ پر اور محیط شہرِ نیا ہوں پر اور مراکبِ فرنگ پر اور ہر صورِ محمود پر: اور پست ہو جائے تعلیٰ انسان کی اور تکبر آدمیوں کا خدا ہی کا حکم جاری رہے گا۔ اصنام بالکلیہ مٹ جائیں گے خدا کے خوف اور اُس صورت یعنی رسول کے جلال کی عظمت سے مغارت اور خاک میں جائیں گے جب وہ رسول دنیا کی تہنیت کو مستند ہوگا اُس زمانہ میں پھینک دے گا آدمی چاندی سونے کے بتوں کو جسے سجدہ کرنے کے تیار کیا تھا ناموس اور چمگا در کو بظاہر تو بیان یہ کہ اُس وقت جب حکم خدا کا ہر بلند و پست پر ہوگا مگر دقتِ نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ مقصود اس سے معجزات اُس رسول کے ہیں کیونکہ معجزہ فی الواقع فعل خدا کا ہوتا ہے جو انبیاء کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اسی واسطے اُسے معجزہ کہتے ہیں کہ قوت بشری ایسے افعال کے اصدار سے عاجز ہوتی ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم ایسے آتش کدہ سے صحیح و سالم نکل آئے اور اُس میں پھرتے رہے طبیعتِ نار کو مغل کر دینا یہ فعل خاص خدا کا ہے یا نار کو کونی بردار و سلاماً علیٰ اٰبنائِہیم علیٰ ہذا القیاس حضرت موسیٰ نے سمندر کو بھاڑ کر راہ بنا دیا یہ ہرگز کسی انسان کا کام نہیں ایسے افعال بضرورت ظاہر کئے جاتے ہیں ظاہرِ مطلب آیت مراد ہو نہیں سکتا کیونکہ خدا کا حکم پست و بلند پر ہر وقت میں ہے تو مقصود آیت یہ ہے کہ اُس رسول کا حکم پست و بلند سب پر ہوگا۔ پست سے مراد زمین ہے اور بلند سے افلاک و کواکب یعنی حیولی عناصر و افلاک اُس کے اختیار میں ہوگا۔ اس لئے اُس کا حکم عناصر پر بھی ہوگا اور کواکب پر بھی یہ ایک نشان ہمارے پیغمبر کا اشعیا کی زبانی بیان کیا گیا چنانچہ یہ نشان آپ میں پایا جاتا تھا حکم آپ کا عناصر و موالید ثلثہ و کواکب سب پر ظاہر ہوا اُس کو یا مختصراً ہم بیان ذکر کرتے ہیں۔ آپ کے حکم سے زمین مراقبہ بن مالک کے گھوڑے کو اُس کے

شکم تک نکل گئی اور وہ زمین سخت تھی اور پھر آپ ہی کے حکم سے اُسے چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر جو آپ کے ساتھ تھے سراقہ کو دیکھ کر ڈرے تھے۔ آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا کیا اطمینان کا یہ کلام ہر ایسا ہی حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا۔ جب تم کہنا۔ اِنَّا لَمَعْدٌ سَرَكُونُ كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّي یہ فعل شبیہ ہر حضرت موسیٰ کے فعل کی کہ اُن کے ایما سے قارون زمین میں خسف ہو گیا وہ مرتد ہو کر حضرت موسیٰ سے باغی ہو گیا تھا۔ موسیٰ کی چوتھی کتاب کے ۶ باب میں اُس کا قصہ مذکور ہر حضرت سراقہ کو اُس کے عجز و کجاح سے چھوڑ دیا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ وہ مرتد نہ تھا اور نیز اُس میں مصلحت یہ تھی کہ سراقہ نے عہد کیا تھا کہ قوم جو متعاقب ہر چلی آتی ہو اُسے ہم لوٹا دیں گے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ ایک نصرانی مسلمان ہو کر پیغمبر کی خدمت میں رہتا تھا اور کتابت اُسی کے متعلق تھی پھر وہ مرتد ہو کر مشرکین سے جاملایا پیغمبر نے فرمایا زمین اُسے قبول نہ کرے گی چنانچہ بار بار اُسے گاڑا لیکن زمین نے قبول نہیں کیا وہ باہر پڑا رہتا تھا۔ بس زمین نے پیغمبر کے حکم کی اطاعت کی اور اُس کی لاش کو قبول نہیں کیا۔ اس سے زمین کا مطیع ہونا ثابت ہر صحیحین میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ ایک سال پیغمبر خدا کے زمانے میں قحط پڑا آپ بروز جمعہ خطبہ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے شکایت امساک باران کی اور دعائے مطر کے لئے اُٹھاس کیا۔ آپ نے دعا کی اُس وقت بدلی کا ٹکڑا ابھی نہ تھا۔ مگر بادل اُٹھا۔ آپ منبر سے اُترے بھی نہ تھے کہ مینہ برسنے لگا وہ مینہ دوسرے جمعہ تک رہا۔ لوگ مینہ سے تنگ ہو رہے تھے کھل جانے کی درخواست کی آپ نے دعا کی مینہ کھل گیا۔ اس سے حکومت ہوا پر ظاہر ہے کہ آپ کے مرضی کے مطابق اُس نے صحابہ مجتمع کر کے مینہ گرایا۔ انتہی ایسا چند بار ہوا ہے۔ انس فرماتے ہیں کہ آپ مقام زوراء میں جو ایک مکان ہر مدینہ میں تھے۔ آپ نے ہاتھ برتن میں رکھ دیا۔ آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا جسے تین سو آدمیوں نے

وضو کیا ایسا ہی عبد اللہ ابن مسعود بھی بیان کرتے ہیں کسی سفر میں ہوا متحیل ہوا ہوئی آپ کے حکم سے ہوا پانی ہو جاتی تھی جیسا کتب فلسفہ میں ثابت کیا گیا ہے: صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ لوگ معرکہ حدیبیہ میں پیاسے ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ پانی اسی قدر ہے جو آپ کے رکوع میں ہے رکوع ایک طرف ہوتا ہے پانی رکھنے کا آپ نے ہاتھ اُس میں رکھ دیا۔ پانی آپ کی انگلیوں سے جاری ہوا تو لوگوں نے پیاسا اور وضو کیا جابر نے بیان کیا کہ پندرہ سو آدمی تھے۔ ایسا ہی براء ابن عازب بھی روایت کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہی غنا صراہ رابع کا ایک ہے۔ اب ہم کچھ تصرفات مرکبات عنصریہ کے لکھتے ہیں۔ جابر سے روایت ہے کہ میں رسول خدا کے ساتھ ایک وادی وسیع میں تھا۔ آپ قضاے حاجت کے لئے تشریف لے گئے وہاں سولے دو درختوں کے کچھ جھل و جھاڑی کا نشان نہ تھا۔ آپ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کی ڈالی پکڑ کے کہا چل میرے ساتھ تو وہ چلا یہاں تک کہ آپ دوسرے درخت کے پاس آئے اور اُس سے فرمایا کہ میری اطاعت کر۔ وہ بھی اُسی طرح چلا۔ پھر دونوں کے منصف فاصلہ پر آپ نے فرمایا دونوں مل جاؤ تو وہ مل گئے۔ بعد اس کے آپ وہاں سے پھرے اور دونوں درخت متفرق ہو کے اپنی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے۔ عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور پیغمبر خدا سے کہا کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تم رسول ہو آپ نے فرمایا اگر میں اس کچور کے خوشہ کو بلالوں اور وہ میری رسالت کی تصدیق کرے تو تم تصدیق کرو گے۔ پھر آپ نے اُس خوشہ کو بلایا تو وہ خوشہ آپ کے پاس اُتر آیا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ لوٹ گیا۔ تب وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا کسی سفر میں تھے ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا تو میری رسالت کی تصدیق کرتا ہے اُس نے کہا آپ کے دعوے کی کون تصدیق کرتا ہے۔ آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا۔ وہ زمین پھاڑتا ہوا آپ پاس آیا اور تصدیق رسالت

کی تین مرتبہ پھر لوٹ گیا۔ جب اس قسم کے معجزات آنحضرت سے بہت دیکھے گئے تو کفار نے کہا کہ ان سے کوئی معجزہ عظیم طلب کرنا چاہیے۔ تجویز کی کہ افلاک میں تصرف دشوار ہے وہ ایک حالت پر رہتے ہیں قابلِ خرق و الیام نہیں ان کا تصرف اس کرہ پر بہت ہی نہ بالعکس تب انہوں نے معجزہ شق القمر طلب کیا۔ عجیب نہیں کہ سائلین میں یہودی رہے ہوں اور بموجب اس آیت کے امتحان کیا سو تب آپ کے حکم سے انشقاق قمر واقع ہوا۔ فیصل آپ کا مشاہیر اُس کے جو حضرت یوشع بن نون نے کیا تھا کہ شمس دائرہ نصف النہار پر چار پہر قائم رہا۔ دیکھو صحیفہ یوشع بن نون باب ۱۰ آیت ۱۳

וַיְהִי כִּי יָשָׁם יוֹשֻעַ בְּעֵינֵי כָל יִשְׂרָאֵל וַיֹּאמֶר יוֹשֻעַ  
 אֶל כָּל הָעָם הָאֵלֹהִים הָאֵלֶּה הֵם הָיוּ עִמָּךְ  
 וְעִמָּךְ מִשְׁתִּימִשׁ בְּחִשְׁתִּי הֵמָּה וְלֹא אֲנִי וְלֹא כֹהֵל  
 אֲנִי וְלֹא שֹׁמֵר אֲנִי וְלֹא מִשְׁתִּימִשׁ אֲנִי

وَعِوُودٌ مְشִׁימִשׁ بְחִשְׁתִּי הֵמָּה וְלֹא אֲנִי وَלֹא כֹהֵל  
 آَنִی وَلֹא שׁוֹמֵר آَنִی وَلֹא מִשְׁתִּימִשׁ آَنִی  
 نَصَف سَمَاءِ پَرادور جنبش نہ کیا غروب کے لئے قریب دن بھر کے اس معجزہ کی روایت صحیحین  
 میں بھی ہے بہت صحابہ اس کو بیان کرتے ہیں یوسل بنی نے کہا ہے کہ قریب قیامت کے  
 انشقاق قمر واقع ہوگا ہم اُس کو ذکر کرتے ہیں یوسل باب ۳ آیت ۴

وَلَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ طَرَجًا وَمَنْ يَتْلُكْهُ  
 فَيَسْأَلْ عَنَّا مِنَّا فَكُنْ لَنَا ذِكْرًا  
 ذَرَف : مَشْمِشْ يَمَافِخْ لَحْوَ شَمِشْ وَهَيَّا رِيحَ لِدَامِ لَعْنِي يَوْمَ يَوْمِ يَوْمِ  
 دُول وَهَنُورِ لَغَاتِ

خَلَا : حَوْشِ ظَلَمَتْ دِيَا يَارِيحَ - قمر دَامِ یہ لفظ  
 بمعنی خون کثیر الاستعمال مثل عربی دم کے ہے لیکن بعض محاورات میں اطلاق اس کا  
 مقتول پر بھی آیا ہے بخوف تطویل سند درج نہیں کرتے اور بمعنی منقطع و منشق۔  
 (ترجمہ) سورج ہو جائے گا تیرہ اور قمر منشق خدا کی بڑے اور بھیانک دن کے



آنے سے پہلے پس مقصود یہ ہے کہ قریب قیامت کے شمس منظم ہو جائے گا اور قمر شق اس کی حکایت کلام مجید میں بھی ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالشَّمْسُ الْقَمْرُ سِاقِ کلام سے ظاہر و آشکار ہے وَانْ يَّرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَهَرٌّ یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ یہ پیغمبر کے معجزہ کا بیان ہے کیونکہ بعد آپ کے کوئی پیغمبر نہیں ہوگا جو یہ معجزہ دکھائے پس حل کرنا اُس کو خبر آئندہ پر تعسف ہے: واضح ہو کہ بوسیلہ بنی نے خردی تھی کہ قریب قیامت کے سورج تاریک ہو جائے گا اور قمر شق ہو جائے گا یہ مقصود نہیں ہے کہ دونوں امر ایک ہی وقت میں ہوگا۔ انشفاق قمر تو آپ کے وقت میں ہوا اور آپ کی پیدائش بھی اشراطِ ساعت سے ہے کیونکہ وحی منقطع ہو گئی اس لئے خدا یاد دلاتا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالشَّمْسُ الْقَمْرُ ترمذی میں روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے بُعِثْتُ فِي نَفْسِ السَّاعَةِ صحیحین میں انس سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ کھائین ہاتین سے اشارہ کیا وسطی و تابعہ کی طرف جیسا ترمذی کی روایت میں تصریح ہے مقصود یہ ہے کہ جس طرح وسطی و سبباً بعداً پیدا ہوتی ہیں اسی طرح میں اور ساعت خافہم: اس معجزہ پر مدت سے طاعنہ اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔ پہلے زمانہ میں یہ اعتراض مشہور تھا کہ اگر قمر چھٹا ہوتا تو تمام دنیا کے لوگ دیکھتے اور نہیں تو اکثر بلاد میں خبر ہوتی کہیں کی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں جواب اس کا ظاہر و مشہور ہے کہ یہ معجزہ اوائلِ شب میں نہیں واقع ہوا۔ غالباً اواخرِ شب میں ہوا جب لوگ سوئے ہوئے تھے اس لئے اس کا شہرہ نہیں ہوا اور ایسی سوانح گواریاں تھیں کہ اہل رصد قلم بند کرتے ہیں نہ عام موزنین۔ ایسے لوگوں کی نظر اُس پر نہ پڑے تو درجہ تواریخ کیونکر ہو۔ علاوہ بریں یہ معاملہ دیر تک رہا نہیں جن لوگوں نے یہ معجزہ طلب کیا تھا ان لوگوں نے بخوبی دیکھ لیا پھر قمر بدستور ہو گیا اتنی دیر تک رہا نہیں جس پر ارباب تجسیم اعتماد کر کے درج کتاب کرتے بلکہ اپنی خطائے نظر پر حل کیا اس قسم کے واقعات کوئی بھی

بطور واقعات تاریخی نہیں لکھے گئے جیسے ٹھیر جانا شمس کا نصف النہار پر حضرت یوشع کے وقت میں واقع ہوا لیکن کسی تاریخ میں رجب نہیں قازم کا پھٹ جانا تو سوانحہ عظیمہ سے تھا اور اہل مصر صاحب قلم تھے تاہم یہ واقعہ مصریوں کی کتاب میں مذکور نہیں کیفیت یہ ہے کہ جو لکھتے ہیں اُن کا لکھنا محمول ہوتا ہے طرف داری پر اور معاندین لکھتے نہیں اب ہم اصل حقیقت اس شق قمر کی لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ اشتقاق قمر دو مرتبہ ہوا یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے پہلے مقام منامیں یہ معجزہ دکھایا گیا پھر کفار نے یہ خیال کر کے کہ قمر زمین سے بہت قریب ہے کسی دوسرے کو کب کو آپ شق کریں تو آپ نے اتمار زحل میں سے ایک قمر کو چار ٹکڑے کر دیا کہ اب تک وہ چاروں ٹکڑے بدستور موجود ہیں اُس وقت سائیکس کو ایسا حدید البصر کر دیا کہ اتمار زحل کو جو بلا اعانت منظار نظر نہیں آتے دیکھا۔ سبحان اللہ کیسی وہ ذات بابرکات تھی کہ اب تک جس کا معجزہ قائم و موجود ہے جس کا جی چاہے باعانت دوربین دیکھ لے۔ شعر ۵

یا رب صل وسلم دائماً ابداً \* علی نبیک خیر الخلق کلہم

ہمارے زمانہ میں اہل فرنگ اور اُن کے متبع شق القمر پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آپ ہوتا تو قیامت آجاتی۔ کیونکہ نظام عالم اجسام جذب و انجذاب پر ہے اگر قمر شق ہو جاتا تو بقدر جذب یہ نظام درہم برہم ہو جاتا یہ اعتراض مغالطہ ہے تاوانفین کو دھوکہ دینے کے واسطے تراش گیا اولاً تو نظام عالم جذب و انجذاب پر نہیں ہے دلائل جذب بالکل بודی ہیں ہرگز مفید نہیں اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو شق ہونے سے جذب کیوں باطل ہو جاتا۔ بسیط کے جزو کل کی طبیعت ایک ہوتی ہے اگر جذب اُس کی طبیعت میں ہے تو اُس کے ہر جز میں ہوگا نظام نہ بگڑے گا۔ دیکھو زمین برابر شق ہوتی ہے اور جذب باطل نہیں ہوتا۔ مضافیں کو کسی ٹکڑے کر ڈالتے ہیں تاہم جذب نہیں جاتا۔ ایسے اعتراضات واہیہ قابل التفات نہیں اہل فرنگ تو زمین کو بھی سیارۂ انت سے سمجھتے ہیں اور اُس کی حرکت کے قائل ہیں اور قمر کو اُس کے توائج

شمار کرتے ہیں! وجودیکہ اُس کا اشتقاق ہمیشہ دیکھتے ہیں تاہم ایسے اعتراضات پیش کرتے ہیں  
 باعث اس کا قصور نظر ہو مسلمانوں کے نزدیک جملہ اجسام مرکب اجزاء لایہ تجزی سے ہیں۔  
 دی مقراطیس حکیم جس کو فن کیمیا میں ید طولیٰ تھا وہ بھی ایسا ہی کہتا تھا۔ حکماء ہند کا بھی یہی مذہب  
 ہو۔ میں نے ایک کتاب فن کیمیا میں ترجمہ انگریزی دیکھی تھی اُس میں قمر اور بعض کوکب کی  
 ترکیب ایسی ہی لکھی تھی۔ ایسی صورت میں امکان اشتقاق قمر و جملہ کوکب و اجسام میں کچھ  
 شبہ نہیں اور افلاطون و اکثر اہل اشراف کے نزدیک جسم بسیط قابل الانفکاک و التمسک ہو۔  
 ایسی صورت میں بھی اشتقاق مستحیل نہیں ارسطو اور مشائین کی رائے بموجب بھی استحالة  
 اشتقاق قمر معلوم نہیں ہوتا اور جب اشتقاق ممکن ہو تو دست قدرت واجب الوجود تعالیٰ بنا  
 و جلت برہانہ اُس سے قاصر نہیں ہو سکتا اور معجزہ و حقیقت فعل حکیم مطلق ہوتا ہے اگر اس کے  
 استحالة پر کوئی دلیل ہو تو معاندین پیش کرین میں نے ایک کتاب اہل فرنگ میں دیکھا تھا  
 اُس میں لکھا تھا کہ فلاں سنہ میں ایک کوکب ذو ذنب پھٹ گیا تھا حالانکہ دسے لوگ ایسے  
 کوکب کو مواد ارضیہ سے شمار نہیں کرتے اور اُس کی ضخامت قمر سے بہت زیادہ تھی  
 باوجود اس کے اعتراض شق قمر پر عجیب ہے اس کی انتہا یہی ہے کہ جس کو ہم نہیں دیکھتے  
 نہیں مانتے جیسا بعض فلاسفہ کہتے ہیں جو محسوس نہیں موجود نہیں واضح ہو کہ امکان اشتقاق  
 قمر پر اہل ملت اعتراض نہیں کر سکتے اُن کے اصول کے خلاف نہیں جب وہ واجب الوجود  
 فاعل مختار و بالارادہ کہتے ہیں اور حکماء جو ترکیب اجسام جو ہر فرد سے ثابت کرتے ہیں  
 محال نہیں کہہ سکتے اور اہل اشراف جن کے نزدیک اجسام حقیقت واحدہ ہیں اختلاف  
 اُن میں صرف خواص و اعراض سے ہے وہ بھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ صرف ارسطو کے مذہب سے  
 اعتراض ہو سکتا ہے اگر امتناع خرق و الیام کوکب ثابت ہو سو وہ ثابت نہیں ہاں یہ بحث  
 کہ ایسا ہوا یا نہیں کر سکتے ہیں واضح ہو کہ اشتقاق قمر ایک مشہور معجزہ آنحضرت کا ہے  
 اس میں بعض اہل اسلام کو بھی اختلاف ہے دسے لوگ اس آیت کو جو قرآن میں واقع ہے

اَقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالشَّيْءُ الْقَمَرُ : تاویل کرتے ہیں کہ یہاں ماضی مستقبل کی جگہ واقع ہو کیونکہ عرب کبھی مستقبل ضروری الوجود کو ماضی سے تعبیر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اشتقاق قمر قریب قیامت ہو گا۔ قسطلانی میں لکھا ہے کہ قائل اس کا عثمان ابن عطار ہے اگرچہ قرأت وقد الشئ القمر اس کی منافی ہے باعث اس کا خیالات فلسفی ہیں بعض فلاسفہ سوائے مرکبات عنصریہ کے کسی کو لائق فنا نہیں سمجھتے اور ایسے ہیں کہ کسی موجود کو قابل عدم نہیں جانتے دلائل اس گروہ کے بالکل ناتمام ہیں اپنے خیالات و مہومات سے کہتے ہیں۔ اعتراض ناقابل التفات ہے اب ہم یہاں اُن احادیث کو نقل کرتے ہیں جن میں اشتقاق قمر مصرح ہے۔ صحیح مسلم میں عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر ہو گیا اور دوسرا اُس کے پاس تو فرمایا رسول اللہ صلعم نے دیکھو صحیح بخاری میں بھی عبد اللہ ابن مسعود سے ایسی ہی روایت ہے اُس میں بیان منیٰ نہیں ہے فقط اسی قدر ہے کہ ہم لوگ پیغمبر کے ساتھ تھے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ پیغمبر نے فرمایا دیکھو دیکھو اس حدیث سے اشتقاق ضرور ثابت ہوتا ہے مگر یہ نہیں ثابت ہوتا کہ از خود ہوا یا بطور معجزہ اور ایسا ہی بیان عبد اللہ ابن عمر کا بھی ہے دوسری روایت صحیحین میں عبد اللہ ابن عباس سے ہے اُس میں اسی قدر ہے کہ پیغمبر کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔ صحیح بخاری میں انس سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ سے معجزہ طلب کیا تو دکھلایا اُن کو اشتقاق قمر صحیح مسلم میں ایسی ہی روایت ہے لیکن ایک روایت میں اس قدر زیادہ ہے کہ دکھلایا اُن کو اشتقاق قمر دومرتبہ عبد اللہ ابن مسعود کا بیان ہے کہ شئ القمر منیٰ میں واقع ہوا اور انس کا ظاہر بیان یہ ہے کہ مکہ میں ہوا اس سے بھی نکلتا ہے کہ شئ قمر دومرتبہ ہوا واللہ اعلم۔ صحیح مسلم مطبوعہ جو میرے پاس ہے اُس میں لفظ مرتین موجود ہے اب ہم ایک معجزہ پیغمبر آخر الزمان کا اور لکھتے ہیں کہ خیبر کی لڑائی میں آنحضرت جناب امیر کے زانو پر سر رکھ کے سو گئے۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر جناب

علی مرتضیٰ کی قضا ہو گئی جب آپ بیدار ہوئے اس کا تذکرہ جناب اقدس میں کیا آپ نے اشارہ کیا شمس لوٹ آیا اور جناب علی مرتضیٰ نے نماز عصر ادا کی معجزہ روشمس متعدد طرق سے ثابت ہے یہ معجزہ بمقام خیر اس غرض سے ظاہر کیا گیا کہ وہ مقام مسکن یہود تھا اور یہود قائل تھے کہ شمس حضرت یوشع بن نون کے حکم سے ٹھیر گیا تھا تاکہ اُس کو دیکھ کے انہیں معجزہ حضرت یوشع یاد آجائے اور سمجھیں کہ الہ ابراہیم واسحق اس پیغمبر کے ساتھ بھی ہے نیک نیتوں و بد بختی نے اکثر لوگوں کو ایمان سے روکا خسرو الدنیا والاخرۃ ہوئے اور ایک وجہ اس کی اور بھی ہے اُسے ہم لکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے خبر دی تھی کہ سورج ٹھیر جائے گا اور چاند بھٹ جائے گا تو یہ معجزہ وہاں ظاہر کیا گیا کہ یہود کلام یوشع کو لحاظ کریں وہاں کی عبارت پیچیدہ ہے اس لئے ہم اُسے نقل کرتے ہیں کتاب یوشع باب ۱۲

آیت ۱۲

וַיִּהְיֶה כִּי יָרָא יְהוֹשֻׁעַ כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ כִּי יָרָא

כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ כִּי יָרָא יְהוֹשֻׁעַ כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ

כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ כִּי יָרָא יְהוֹשֻׁעַ כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ

כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ כִּי יָרָא יְהוֹשֻׁעַ כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ

כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ כִּי יָרָא יְהוֹשֻׁעַ כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ

כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ כִּי יָרָא יְהוֹשֻׁעַ כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ

כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ כִּי יָרָא יְהוֹשֻׁעַ כִּי הָיָה הַחֹדֶשׁ

وَيَوْمَ مَرَّ عَيْنِي بِسَرَايِلَ شَمْرَيْشَ بَعْبُوعُونَ دَوْمَ وَيَارِئِخَ لَعِمْتُ أَيَا لَوْنِ ۝

وَيَوْمَ شَمْسٍ وَبَارِحٍ عَادَ يُقَوْمُ كَوَاوِيَا وَهَلْكَوْا هِيَ كَثُوبًا عَلٰى سَفَرٍ هَيَّاشَ رُو  
يَعْمُوْا شَمْسٍ بَحْصِيْ هَيَّاشَ نَائِمٍ وَلَوْ اَصْلَابُ كَبُومٍ نَائِمٍ: لغات خُلاصہ خلا

۱۔ واضح ہو کہ یہ دو معجزے یعنی انشقاقِ قمر و شمس بہت بڑے ظاہر ہوئے جو بغرض اثباتِ نبوت پیش ہوئے  
امکانِ شقِ قمر میں کچھ شبہ نہیں سمیت اُس کے امکانِ انشقاق پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حرمِ قابلِ قسمت ہوتا ہے اُس کے  
استحالة پر کوئی دلیل نہیں اور معاذین کی طرف سے یہ اعتراض تھا۔ استحالة خرق و الیتام اگر ثابت بھی ہو تو فلک الافلاک  
سے تجاوز نہ کرے گا۔ بعد ثبوت امکانِ انشقاق قمر بحث اس قدر ہے کہ ایسا ہوا یا نہیں ایسے واقعات صرف خبرات  
ثابت ہوتے ہیں اگر حد تو اتر کر ہو نہیں تو مفید یقین ہوتے ہیں جیسے اخبار مکہ و کلمتہ وغیرہ۔ اگر کوئی شخص منکر  
تو اتر ہو تو محمولِ بھانت ہو گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص انکار کرے کہ جوا لکھی سے شغلہ نہیں نکلتا ہم نے دیکھا نہیں تو  
اُسے واقفانِ باد لا بتائیں گے۔ اگر کوئی شخص انکار کرے کہ کوب ذوزنب نہیں نکلا حالانکہ ہزار ہا آدمیوں نے اُسے  
دیکھا ہے تو حرجاً حق و قصہ کے اُسے کیا کہہ سکتے ہیں۔ انشقاقِ قمر حد تو اتر کر ہو چکا ہے۔ پہلے یوشع بن نون نے خبر دی کہ  
قمر شق ہو جائے گا پھر موسیٰ بنی نے بیان کیا کہ قمر شق قیامت کے شق ہو گا۔ گویا یہ علامت قیامت سے شمار ہوا۔ جب ان  
انبیاء کی سیکڑوں باتیں مطابق واقع ہوئیں تو اس خبر کو بھی کہو نہ کہو واقع ہونا ضرور ہے۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ کو  
اعتقاد ہے کہ قمر قیامت کے ایسا ہو گا مسلمان کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے وقت میں آپ کے اشارہ سے قمر شق ہو گیا  
اس کو وہ تو اتر سے ثابت کرتے ہیں اس واقعہ کی صداقت پر ایک دلیل لطیف ہے کہ بعد معانہ انشقاق قمر کچھ لوگوں نے  
تصدیقِ رسالت کی اور مسلمان ہو گئے۔ بہتوں نے کہا کہ یہ سحر سے دکھایا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر یہ واقعہ ہوا ہوتا  
تو کفار سحرِ محمول نہ کرتے۔ واقعہ یوں ہوا کہ ایام حج میں کفار رات کو جمع تھے آن میں ابو جہل بھی ایک یہودی کے  
ساتھ تھا۔ آنحضرتؐ دعویٰ نبوت سب کو سمجھاتے تھے سب معجزہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ کہو وہ تامل میں ہو  
کہ کیا کہیں اُس یہودی نے کہا کہ ان سے انشقاقِ قمر کی درخواست کرو۔ ابو جہل نے کہا کہ تم چاند کو دو ٹکڑے کر دو  
آپ نے سارے اشارہ کیا چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو دیکھو یہودی فی الفور مسلمان ہو گیا۔ ابو جہل  
بشع کرنے لگے یہ سحر سے دکھایا ہے اس کا سحر بہت قوی ہے اسی کی حکایت قرآن مجید میں ہے اَقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ  
وَانشَقَّ الْقَمَرُ۔ وَاَنْ يَّرْءَوْا آيَةً لِّعَرَضُوا وَلْيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمَرٌّ۔ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا اٰهْوَا اٰهْهُمْ  
وکل امر مستنصر۔ (ترجمہ) قیامت قریب ہوئی کہ چاند بھٹ گیا۔ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں عابری  
جادو ہے جھٹلایا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگے حالانکہ ہر بات قرارِ پا چکی ہے۔ یعنی ان کے جھٹلانے سے کچھ ہو گا نہیں  
خدا کے نزدیک ثبوت تیرے قرارِ پا چکے ہیں۔ اسی طرف اشارہ ہے جو سورہ حجر میں واقع ہے وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم



تب ٹھیر گیا سورج نصف سمار پر اور خورش نہ کیا غروب کے لئے قریب دن بھر کے مقام گبعون  
یعنی حیت میں لڑائی ہو رہی تھی جہاں آفتاب پرستی بڑی زور شور سے ہوتی تھی اور  
اُس کی حوالی میں قمر پرستی۔ تو حضرت یوشع نے شمس سے فرمایا کہ ٹھیر جا اور قمر کو بھی ایسا  
اشارہ کیا چنانچہ وہ ٹھیر گیا جس کی حکایت اخیر آیت میں ہے اور بیچ میں بطور حبلہ مقررہ کے  
یہ بیان ہے کہ جیسا شمس ٹھیر جائے گا اور قمر ٹوٹ جائے گا پس یہ پیشین گوئی تھی کہ کسی زمانہ میں  
ایسا ہوگا۔ اس خبر کے پورے ہونے کے واسطے یہ معجزہ وہاں دکھایا گیا کہ یہود اُس کو بحفاظ  
کر کے آپ کی رسالت کی تصدیق کریں اور عذاب دنیا اور آخرت سے نجات پائیں۔ یہود  
اس کے معنی یہ کہتے ہیں کہ ۱۲ آیت میں بیان ہے کہ یوشع نے شمس و قمر سے کہا کہ ٹھیر جاؤ اور  
۱۳ آیت میں اُن کے ٹھیر جانے کا بیان ہے یعنی وہ حسب ایام یوشع ٹھیر گئے تا جنگ نہتی  
اگرچہ یہ معنی ظاہر نہیں لیکن قیامت یہ ہے کہ آیت میں تکرار لازم آتی ہے کیونکہ بعد ہی اُس کے  
مذکور ہے کہ سورج نصف آسمان پر ٹھیر گیا بعد اُس کے ۱۴ آیت میں یہ لکھا ہے کہ اُس دن کاسا  
کوئی دن متجانب الدعوات نہ پہلے تھا نہ پیچھے۔ جب خدا بنی اسرائیل کی طرف سے لڑا  
اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ ایسا فعل نہ پہلے کہی ہوا نہ بعد کو قتل ہوا یا اولی الالبصار  
اس مقام میں لفظ نرا جو واقع ہر اُس سے ثابت ہے کہ جنگ خیر یہود کے قصور سے  
واقع ہوئی کیونکہ وہ اپنی جنابت سے بت پرستوں کو مسلمانوں کی ہلاک کے لئے چڑھائے  
تھے غزوہ خندق کے بانی یہود تھے حالانکہ اُن کو یہ مفصلہ پر داری مناسب نہ تھی۔ بت پرستوں  
کی موافقت بمقابلہ موحدین سراسر بے جا تھی فقط

اب کچھ بیان معجزہ و سحر باختصار یہاں مناسب ہے اس لئے لکھتے ہیں وبالله التوفیق  
معجزہ عبرانی میں اس کو مَوْفِیث دیکھا جاتا ہے کہتے ہیں اور اُسے آوٹ بھی  
کہتے ہیں جیسا عربی میں آیت ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی نشان ہیں دونوں زبانوں  
میں اس کے معنی گزینش میں لکھے ہیں کہ وہ نشان ہوتا ہے تصدیق رسالت کا ایسا ہی



رہی اسحٰی نے ثنوت یعنی موسیٰ کی دوسری کتاب کے، باب کی تفسیر میں لکھا ہے ایسا ہی خود تورات کے بیان سے بھی نکلتا ہے اسی کتاب کے ۴ باب میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ نے جناب باری میں اتماس کیا کہ وہ لوگ مجھ پر ایمان نہ لائیں گے کہیں گے کہ خدا تجھ پر متجلی نہیں ہوا خدا نے کہا کہ تیرے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے پھینک دے۔ انھوں نے جو پھینکا تو وہ اثرور ہو گیا پھر حکم کیا کہ دم پکڑے۔ جب دم پکڑ لی تو وہ پھر سونٹا ہو گیا۔ پھر کہا اپنا ہاتھ جیب میں لے جاؤ اور نکال جب ایسا کیا تو وہ براق ہو گیا۔ پھر جیب دوبارہ ایسا کیا تو وہ ہاتھ بدستور ہو گیا۔ تب خدا نے کہا کہ اگر وہ پہلی آیت پر ایمان نہ لائیں تو دوسری آیت دکھانا۔ اس کلام سے ظاہر ہے کہ نشان جو انبیاء کو تصدیق نبوت کے واسطے ملتا ہے وہی آیت ہے اسی کو معجزہ بھی کہتے ہیں۔ لیکن اتنی سے حقیقت معجزہ کی منکشف نہیں ہوتی کہ وہ کیا چیز ہے اور

لَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ رَسُولًا إِلَىٰ ابْنِ إِسْرَٰئِيلَ وَأَنَّىٰ قَدْ جِئْتُكُمْ بَآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلَقْتُ لَكُمْ مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخْ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَابْرَأِي الْأَكْمَدَ وَالْأَبْرَصَ الْحَمِيُّ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بَآيَةً مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزِلْتُكُمْ بَعَائِدًا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخُرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ أَن فِي ذَٰلِكَ لَآيَةٌ لِّكُم إِن كُنتُمْ مُّؤْمِنِينَ (ترجمہ) کہے گا (یعنی مسیح) میں بنی اسرائیل کے پاس رسول بھیجا گیا ہوں بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس خدا کی طرف سے نشان۔ ہاں میں بناتا ہوں تمہارے سامنے چڑھنے کی صورت اور اُس میں پھونکتا ہوں وہ خدا کے حکم سے چڑیا بن جائے گا اور اچھا کر دوں گا اور زادا اذہ سے کو اور کوڑھی کو اور زندہ کر دوں مردے کو جو حکم خدا اور بتا دوں تمہیں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھر میں رکھ چھوڑا ہو۔ ضرور اُس میں تمہارے لئے حجت ہے۔ اگر سمجھو نہ تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ خرق عادت جو اثبات نبوت کے لئے پیش کی جائے وہی آیت ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ قَالُوا هُمَا مَا تَشَابَهُ مِنْ آيَةٍ لِّتَسْكُرُنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ بِمُؤْمِنِينَ هَٰ قَارِئُ سَلَامٍ عَلَيْهِمُ الطُّوفَانُ وَالْجَرَادُ وَالْقُمَّلُ وَالضَّفَادِعُ وَالْدمُ آيَاتٌ مُّفَصَّلَاتٌ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَجْرَمِينَ هَ (ترجمہ) اُن لوگوں نے کہا جو نشانی تو ہمارے سامنے لایا کہ ہم پر جادو کرے ہم تجھ کو ماننے والے نہیں پھر تو بھیجا ہم نے اُن پر طوفان اور ملخ اور جون اور مینڈک جدی جدی نشانیاں تو بھی سرکشی کی انھوں نے وہ تو قوم مجرم تھی) یہاں بھی اطلاق آیت کا خوارق پر ہوا ہے جس سے مقصود اثبات رسالت تھا۔ (بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

سحر میں اُس میں کیا فرق ہو۔ خلاصہ کلام امام نووی صاحب کا یہ ہے کہ معجزہ اُس خرق عادت کہتے ہیں جس کا سا خلق سے نہ ہو سکے اور بغرض تصدیق رسالت ظاہر کیا جائے فقط۔۔۔  
خرق عادت اُس فعل کو کہتے ہیں جس کی قوت طبیعت انسانی میں نہ ہو۔ پس ایسے افعال اگر ایسا کسی آدمی سے ظاہر ہوتے ہیں خواہ بذریعہ سحر کے ہوں یا بطور معجزہ تو دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں اور اُس آدمی کو معزز جانتے ہیں پس سحر و معجزہ میں التباس ہے۔ سحر کے معنی لغت میں دو لکھے ہیں ایک خدع و فریب دوسرے جس کا ماخذ لطیف و دقیق ہو چنانچہ بیضادی میں بھی لکھا ہے ماخفی سبب یعنی جس کا سبب مخفی ہو اور اصطلاح میں اُس خرق عادت کو کہتے ہیں جو بواسطہ کسی قول یا فعل کے صادر ہوں یہ چند طور پر ہوتا ہے کبھی

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) قال اللہ تعالیٰ۔ لقد آتینا موسیٰ تسع آیات بدینات

فمنئل بنی اسرائیل اذا جاءهم فقال له فرعون انی لا اظنک یا موسیٰ مسیحی

(ترجمہ) ہاں دیا ہم نے موسیٰ کو نوٹ نیاں ثابت کرنے والیں تو پوچھ تو بنی اسرائیل سے جب آیا اُن کے

پہن موسیٰ اور فرعون نے اُس سے کہا کہ اے موسیٰ ہم تجھے جادوگر سمجھتے ہیں۔ فتدبر چو کہ قرآن کا سا کوئی بنا

نہیں سکتا چہ بنظر فصاحت کلام چہ بنظر تعلیمات حقہ چہ بنظر اخبار بالغیب چہ بنظر عجائب یا نیرات۔ لہذا وہ معجزہ ہو

قال اللہ تعالیٰ۔ لان اجتمعت الالہات والجن علی ان یا تو بتمثل هذا القرآن لا یا توت

بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا (ترجمہ) اگر اکٹھے ہوں آدمی اور جن قرآن کا سا بنانے کے لئے

تو اس کا سا نہ بنا سکیں گے گو اُن میں سے بعض بعض کے مددگار ہوں۔ پھر فرمایا ان کنتم فی ریب عما نزلنا علی

عبدنا فاقلوبسورۃ من مثله (ترجمہ) اگر تم کو کچھ شک ہو اُس میں جسے ہم نے اپنے بند پر امارا ہو تو اُن کی

ایک سورۃ کا سا قوت بنا دو۔ اشاعرہ نے معجزہ کی تعریف میں لکھا ہے۔ جس سے اظہار صدق رسالت مقصود ہو

مواقف میں معجزہ کی سات شرطیں لکھی ہیں اکثر فضول ہیں ہاں یہ شرط کہ اُسے خارق عادت ہونا چاہیے ضرور ہر قرآن

میں جا بجا معجزہ کو بنیہ سے تعبیر کیا ہے گو بنیہ کے معنی عام ہیں مثلاً تعلیمات حقہ بلا کتاب بنیہ ہو سکتے ہیں نہ معجزہ۔

شرح مقاصد میں خوارق عادت کے تعریف میں لکھا ہے امور جو فی نفسہ ممکن ہوں اور جن حیث العادۃ محال یعنی اُن کے وقوع کی عادت نہ ہو ۱۲

بواسطہ اصوات ہوتا ہے جیسا غزایم و منتر سے اگر اپنے شرائط کے ساتھ پڑھے جائیں وجودِ زیر ہوتا ہے اور کبھی بواسطہ نقوش و طلسم کے غزایم کا رواج سربانیوں میں بہت تھا اور نقوش کا مصریوں میں اور یونان و ہند میں دونوں کا ایسے افعال کبھی بمعاونت نقوش کو اب اور ملائکہ ملا را علی کے صادر ہوتے ہیں اُسے علوی کہتے ہیں اور کبھی استعانتِ اجنہ اور نقوشِ عنصریہ سے مطلوب ہوتی ہے اُس کو سفلی کہتے ہیں۔ پھر سحر و قسم ہوتا ہے کبھی تصرف فی الخیال کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں جو اشیاء دکھائی جاتی ہیں وہ واقع میں نہیں ہوتیں لیکن انسان کو نظر آتی ہیں اس کو اس زمانہ میں نظر بندی کہتے ہیں یہ کثیر الوقوع ہے دوسرا قسم سحر یہ ہے کہ وہ خرق عادت واقع میں ہوتی ہیں جو کچھ ہو لیکن بلا اعانت و وساطت کسی قول یا فعل کے نہیں حادث ہوتے بخلاف معجزہ کے وہ بلا اعانت و ترکیب کے ہوتا ہے علاوہ بریا سحر سے پیشتر وہی امور واقع ہوتے ہیں جو ہوا کرتے ہیں چونکہ انسان میں اُس کی اصدار کی قوت نہیں ہوتی اس لئے وہ خارق عادت ہوتے ہیں ورنہ بنظر حدوث و وقوع وہ چنبی چنبی نہیں ہوتے جیسے تمریض و ازالہ مرض کہ بذریعہ غزائم و خواہ نقوش سحر بیمار کر دیتے ہیں یا صحیح کرتے ہیں پس چونکہ انسان میں اس کی قوت نہیں تو یہ اس نظر سے خرق عادت ہے مگر صحت و مرض خواہ حیوانات ہے ہمیشہ مشاہدہ ہے و علیٰ ہذا القیاس اہلاک و تالیف تبغیض جس کی حکایت قرآن میں بھی ہے فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بِلَاءَ الْمُرَّةِ وَ رَوْحِهِ اور سانپوں کو جو سپیرے اپنے بس میں کرتے ہیں وہ بھی تصرف فی الخیال ہے یہ بھی اسی قسم کی بات ہے کیونکہ حیوانات دوسرے طریق سے انسان کے اختیار میں ہو جاتے ہیں ہاں ایسے امور جو کبھی اس عالم کون و فساد میں نہیں ہوتے وہ بذریعہ سحر کے پیدا نہیں ہوتے اور اگر ہوتے ہیں تو واقع میں نہیں ہوتے بطور نظر بندی کے مشاہدہ ہو جاتے ہیں چنانچہ ایک گروہ منکر سحر ہیں کہتے ہیں کہ اشیاء جو سحر سے دکھائے جاتے ہیں وہ نفس الامریں نہیں ہوتیں مقصود اُن کا یہی ہے اور جو امور کہ ہوا کرتے ہیں جیسے تمریض وغیرہ وہ اُن کے

نزدیک خارق عادت نہیں مگر چونکہ قرآن میں اُس پر اطلاق آگیا ہے جیسا گزرا تو ہم لوگوں کو چارہ نہیں ہے ہم اُسے سحر جانتے ہیں اور بنظر تصور قوت بشری وہ خارق عادت کسے جانتے ہیں اور معجزہ ایسے امور ہوتے ہیں جو اس عالم کون و فساد میں کبھی کس طرح نہیں ہوتے حتیٰ کہ پتھری اُسے محال سمجھیں گے دیکھو عصا کا اثر درہو جانا یا سمندر کا پھٹ کر بارہ رستے ہو جانا یا سورج کا ٹھہر جانا یا انگلیوں سے اتنا پانی جاری ہونا جس سے پندرہ سو آدمی اپنی رفع حاجت کریں یا چاند کا شق ہو جانا یا مردہ کا زندہ ہونا۔ یہ امور ایسے ہیں کہ کبھی واقع نہیں ہوتے اور نہ اُن کے وقوع کے لئے کوئی تدبیر ہے جز حکم الہی کے یہ امور واقع نہیں ہو سکتے یہ محال عادی ہیں علاوہ بریں معجزہ ایسا خرق عادت ہوتا ہے جو کسی دوسرے سے ہو نہیں سکتا یعنی وہ کسی دوسرے سے نہ پہلے ہوا ہوتا نہ بعد اُس کے ہوتا۔ جیسا یوشع بن نون کی ۱۰ باب کے ۱۴ آیت میں مذکور ہوا۔ محی الدین عربی نے فتوحات مکی میں لکھا ہے کہ معجزہ جو کسی نبی سے ظاہر ہوتا ہے وہ نہ پہلے ہوا ہوتا نہ بعد کو کبھی ہوتا۔ لیکن میرے نزدیک اُس نبی سے چند بار ہو سکتا ہے دوسرے سے نہیں جیسا حضرت موسیٰ نے عصا کو بار بار اثر درنایا لیکن دوسرے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ نکثیر میاء و طعام آنحضرت صلیعہ علیہ وسلم سی چند بار ہوا اور سحر میں ایسا نہیں ہوتا جو ایک ساحر کرتا ہے ویسا دوسرے بھی کر سکتے ہیں اُس میں تعلیم و تعلم ہوتا ہے اب معجزہ و سحر میں کسی طرح التباس نہ رہا۔ فرعون سے یہی غلطی ہوئی کہ اُس نے معجزہ کو سحر سمجھا اور جب سحر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں عاجز رہا تو اُس نے یہ تصور کیا کہ یہ ان سب سے بڑے ہیں اور گمان سازش کا بھی ہوا۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ جو سورہ طہ میں مذکور ہے اُسے لکھتے ہیں کہ سحر کا اطلاق نظر بند ہی پر بھی آیا ہے کہ وہ دراصل فریب ہوتا ہے اور نیز ایک معجزہ ایک پیغمبر سے بار بار ہوتا ہے اور انبیاء کے مقابل میں وہ بے کار ہو جاتا ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى - وَهَلْ أَتَبْتَ حَدِيثَ مُوسَى إِذْ مَارًا فَقَالَ لِهَلْ أَمْكُتُوا إِنِّي أَنَسْتُ نَارًا - لَعَلَّ آيَتَكُمْ مِنْهَا يَعْزُبُ أَوْ أَحَدُ عَلَى النَّارِ

هُدًى فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَمُوسَىٰ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ  
 بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۚ إِنِّي  
 أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۚ إِنَّ السَّاعَةَ  
 آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِيُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعُ ۚ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا  
 مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَمُوسَىٰ قَالَ  
 هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا وَاهْتَسِبُوهَا عَلَىٰ عَنَمٍ ۚ وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ  
 أُخْرَىٰ ۚ قَالَ أَلْقَاهَا يَمُوسَىٰ فَالْقَهَا فَإِذَا هِيَ حَبَّةٌ تَسْعُ ۚ قَالَ خُذْهَا  
 وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سَايِرَهَا الْأُولَىٰ ۚ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ  
 تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةٌ أُخْرَىٰ لِأَنَّا الْكُفْرَ  
 إِذْ هَبَّ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ : (ترجمہ) موسیٰ کی بات تو تو نے سنی ہے  
 جب اُس نے آگ دیکھ کر اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو میں نے دیکھی ہے شاید ایک تنگاری  
 مل جائے یا کچھ پتہ راہ کا ملے پھر جب وہاں پہنچا آواز آئی اے موسیٰ میں تیرا مالک ہوں  
 اپنے پاؤں سے جوتیاں اُتار ڈال تو ہر پاک میدان طویٰ میں سو تو میرا پیام سن میں اللہ ہوں  
 میرے سوا سچا معبود نہیں تو میری عبادت کر میری یاد کے لئے نماز قائم کر قیامت آئے گی  
 اُسے مخفی رکھتا ہوں۔ جزاے اعمال کے لئے سو کہیں روک نہ دے تجھے اُس سے وہ  
 جس کو اُس کا یقین نہیں ہے اور اپنی اُمنگ میں رہتا ہے کہ تو ٹپکا جائے۔ تیرے داہنے  
 ہاتھ میں یہ کیا ہے لے موسیٰ۔ کہا یہ میرا سونٹا ہے اُس سے میں ٹیکتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں  
 اپنی بکریوں کے لئے اور اس میں کسی کام ہیں۔ کہا اُسے ڈال دے اے موسیٰ پھر جب  
 ڈال دیا تو وہ سانپ ہو کے دوڑنے لگا اور کہا پکڑ لے اُس سے ڈرمت وہ بدستور

ہو جائے گا اور اپنا ہاتھ پہلو سے ملا کے براق نکال کے دوسری آیت دکھا کہ دکھائیں تجھ کو بڑی  
 نشانیاں۔ جافرعون کے پاس کہ اُس نے سر اٹھایا۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ  
 آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى قَالَ أَجِئْتَنَا لِنُخْرِجَنَّا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ  
 يَمُوسَى فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرِ مِثْلِهِ فَأَجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا  
 لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سَوَى قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ  
 وَإِنَّ مِجْشَرَ النَّاسِ ضَمَحَى فَتَوَلَّى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى قَالَ  
 لَهُمْ مُوسَى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ  
 وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى فَتَنَّا زَعْوَاهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسْرُوا النِّجْوَى  
 قَالُوا إِنَّ هَٰذِهِ لَسِحْرَانِ يَرِيدَانِ أَنْ يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا  
 وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثَلَّةُ فَاَجْمَعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ أَتُوا صَفًّا وَقَدْ  
 أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَى قَالُوا يُمُوسَى إِمَّا أَنْ تُلْقَى وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ  
 مَنْ أُلْقِيَ قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبالُهُمْ وَعَصِيُّهُمْ يُخِيلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ  
 أَنَّهُ تَسْعَى فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةُ مُوسَى قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ  
 أَنْتَ الْأَعْلَىٰ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا  
 كَيْدٌ سِحْرٍ وَلَا يُفْلِحُ السِّحْرُ حَيْثُ أَتَى فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَجْدًا قَالُوا آمِنَّا  
 بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَى قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ إِنَّهُ  
 لَكَبِيرٌ كُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ (ترجمہ) جب دکھا دیں ہم نے

اس کو اپنی سب نشانیاں تو اُس نے جھٹلایا اور انکار کیا۔ بولا کیا تو آیا ہی بزور جادو ہم کو ہمارے ملک سے نکالنے کے لئے اے موسیٰ سو ہم تجھ پر دیا ہی جادو کریں گے۔ ٹھہرا ہمارے اور اپنے بیچ میں کوئی وقت جس سے نہ ہم تجاؤ کریں نہ تو۔ کسی صاف میدان میں۔ کہا وعدہ تمہارا جتن کا دن ہے کہ جمع کئے جائیں لوگ دن چڑھے تب لوٹا فرعون اور اپنے معتمد کو اکٹھا کر کے آیا۔ موسیٰ نے اُن سے کہا برا ہو تمہارا جھوٹ نہ بولو اللہ پر کہ کھپا دے تم کو عذاب سے اور نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا تب جھگڑے وہ اپنے معاملہ میں مشورہ چھپا کر بولے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ بزور سحر تم کو ہمارے ملک سے نکال دیں اور تمہاری پہلی راہ اٹھا دیں تو جمع کرو اپنے مدبر اور آؤ قطار باندھ کر پھر توجہیت گیا جو غالب رہا۔ بولے وہ یا تو ڈال دے نہیں تو ہمیں پہلے ڈال دیں۔ موسیٰ نے کہا تمہیں پہلے ڈالو پھر تو اُن کی رسیاں اور سونٹے بزور سحر دوڑتے متخیل ہوئے جس سے موسیٰ کے دل میں خوف ہوا ہم نے کہا مت ڈرو تو ہی غالب رہے گا۔ ڈال دے جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے اُن کی بناؤ کو اُن کی بناؤٹ فریب ہی نظر بند کا نظر بند کو فلاح نہیں عند المقابہ۔ پھر تو نظر بند سب اونٹ سے ہو گئے اور بولے موسیٰ اور ہارون کے معبود پر ایمان لائے ہم۔ وہ بولا تم لوگ بلا اجازت ہمارے ایمان لئے وہ تمہارا بزرگ ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ سورۃ شعرا میں بھی اس کا ذکر ہے اور تورات میں بھی اس کا ذکر ہے اور تورات میں بھی ایسا ہی کچھ مذکور ہے اب ہم کو کچھ اور لکھنا ضرور ہے جس سے فرق معجزہ و کرامت، سحر میں بخوبی ہو جائے و علیہ التوکل و بہ الاعتصام۔ انسان فقط بدن کا نام نہیں ہے بلکہ گوشت پوست سے علیحدہ ایک چیز اور ہے نہ وہ جسم ہے نہ جسمانی کمیت و مقدار سے وہ بالکل منزہ ہے زمان و مکان سے پاک و مبرا نہ کاٹنے سے کٹے نہ جلانے سے جلے۔ حرکت و سکون سے دُور وہ عجب ایک جوہر لطیف و سرا سر نور ہے و نشتمندوں نے اُسے بدلائل ثابت کیا ہے اس کو فنون حکمت میں نفسِ ناطقہ کہتے ہیں اُسی کو عرف میں رُوح سے تعبیر کرتے ہیں ہندی میں جان کہتے ہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (ترجمہ) تجھ سے لوگ رُوح کو پوچھتے ہیں بیان کر رُوح عالم

امر ہے یعنی جو نہ جسم ہے نہ جسمانی مجردات کو امر کہتے ہیں اور عالم اجسام کو خلق قال اللہ تعالیٰ  
 اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خدا ہی کا خلق ہے اور خدا ہی کا امر درک بالذات وہی ہے  
 فرج و غم و انقباض و انبساط و شہوت و غضب اُسی کی شان ہے بعض اشیاء کو وہ خود  
 ادراک کرتی ہے بعض کو بواسطہ آلات جسمانی۔ وہ حقیقت ملک ہے ہاں اپنے اشکمال  
 میں محتاج بدن ہے بخلاف ملک کے خدا ہی اُسے ملک کے ساتھ ملا دیتا ہے یَوْمَ يَقُومُ  
 الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ - تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ یہیں سے نازل  
 کتا ہے شعر

من ملک بودم و فردوس بریں جا یم بود ۛ آدم آورد دریں دیر خراب آبادم  
 اس جو ہر لطیف کی دو خاصیت ہیں جس سے وہ تمامی اجسام سے ممتاز ہے اور یہی  
 اُس کی بزرگی کا باعث ہے۔ ایک علم قدیم قدرت یہ دونوں صفیتیں ملائکہ کی ہیں اگرچہ  
 روح من حیث الذات ملک ہے لیکن من حیث الصفات دونوں میں بڑا فرق ہے ملائکہ کے  
 جملہ کمالات فطری ہیں اُن کو حاجت اکتساب نہیں بخلاف ارواح کے کہ قبل تعلق بالبدن  
 اُن کو دونوں صفیتوں سے خالی سمجھنا چاہیے ہاں علم حضوری سے خالی نہیں ہوتیں۔ پھر  
 جب بدن سے تعلق ہوتا ہے تو بذریعہ قواسم درکہ و محرکہ اُس کی دونوں صفیتیں قوی ہوتی  
 جاتی ہیں پھر اگر جسمانیات اُس پر غالب ہوئی اور لذائذ جسمانی میں پھنس گئی تو یہ دونوں  
 صفیتیں ایک درجہ کو پہنچنے کے رہ جاتی ہیں اُن کی ترقی نہیں ہوتی اور اپنے کمال کو  
 نہیں پہنچتیں اور اگر ملکیت غالب ہوئی اور خواص جسمانی مضہل تو یہ دونوں صفیتیں  
 رفتہ رفتہ کمال کو پہنچ جاتی ہیں اور سعادت سرمدی نصیب اول حال میں یہ جان  
 کم زور و ناتوان رہتی ہے جو کچھ کرتی ہے بواسطہ آلات جسمانی کے کرتی ہے لیکن جب  
 اپنے عیوب نفسانی یعنی حرص و حدود کبر و غیرہ سے جو مثل زنگ کے ہیں کلاً بکل  
 رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ پاک کرتا ہے تو علم و قدرت دونوں



کمال کو پہنچتی ہیں یہاں تک کہ جو عوام کو خواب میں نظر آتا ہے وہ اُس کو لقطہ میں دکھائی دیتا ہے جو کسی کو بتانے سے معلوم ہوتا ہے وہ اُن کو خود منکشف ہوتا ہے جیسا اُس کو اپنے جسم میں تصرف کا اختیار ہے دوسرے اجسام میں بھی بلا وساطت کسی آلہ و ذریعہ کے تاثیر کرتی ہے یہی اُس کی فلاح و نجات ہے قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا (و فلا ینجو) ... إِلَّا مَن آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ کو لحاظ کرو الغرض تجربہ و قیاس سے روح کا تصرف بدن میں بخوبی ثابت ہے کہ وہی اُس کی مدبر ہے دیکھو وہ اُس کو موافق اپنے ارادہ کی حرکت دیتی ہے اور غصہ سے تمام بدن گرم ہو جاتا ہے و علیٰ ہذا القیاس جملہ حرکات ارادہ کا منشاء وہی ہے پھر جب ترکیب سے پاک و صاف ہو جاتی ہے تو وہ دوسرے اجسام میں بھی تاثیر کرتی ہے مثلاً اگر شیر پر بیت ڈالے تو وہ مطیع و رام ہو جاتا ہے۔ سعدی اپنی آنکھ کی دیکھی حکایت کرتے ہیں : ۷

یکے دیدم از عرصہ رودبار کہ پیش آدم بر پلنگے سوار  
اور اگر کسی بیمار کی طرف توجہ کرے تو وہ اچھا ہو جائے اور اگر صحیح کی طرف ہمت باندھے تو بیمار ہو جائے اگر کسی شخص کو چاہے کہ ہمارے پاس آئے تو اُس کا دل اُسے کشاں کشاں اُس تک پہنچائے یہ سب تجربہ سے معلوم ہوتا ہے حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم خدا کی اطاعت کرو گے تو کوہ و ہامون تمہارے مطیع ہونگے وَ سَخَّرَ لَکُم مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیعًا اسی کی طرف اشارہ ہے الغرض جب روح مرتاض اپنے مجاہدہ سے متعلیٰ بفضائل و متحلّیٰ عن الرذائل ہو کے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو اُس کی قوت بہت بڑھ جاتی ہے کہ اُس سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو قوت جسمانی سے باہر ہوں اس قوت کی استعداد جملہ نفوس میں ہے کفر و اسلام کو اس میں چنناں مداخلت نہیں انبیاء و اولیاء و حکماء و سادہ و سنت و قیس و رہبان سب کو جو اُس کی روش اختیار کرتے ہیں کچھ نہ کچھ ہوتی ہے اُس کی مراتب شدت و ضعف کے بہت ہیں۔ البتہ فاسق کو یہ قوت نہیں ہو سکتی یہ قوت انبیاء کو

نہایت درجہ کی ہوتی ہے ویسی کسی کو نہیں ہوتی۔ اس لئے اُن کا تصرف بہت زیادہ ہوتا  
 ہے اور یہ قوت اُن کو بلا اکتساب حاصل ہوتی ہے اور دوسروں کو یا کتساب پس جو خوارق  
 کہ اس قوت سے صادر ہوں تو اگر انتہائی قوت سے اُن کا حدوث ہو تو وہ معجزہ ہے اور نہیں تو  
 کرامت ہے یہی وجہ ہے کہ ایتان معجزہ سے بشر عاجز رہتا ہے ہاں کرامت سے عاجز نہیں ہوتا یہی  
 وجہ ہے کہ امام الحرمین اور ابوسعید متولی کہتے ہیں کہ کرامت فاسق سے ظاہر نہیں ہوتی لیکن ایسے  
 خوارق پر اطلاق سحر کا نہیں ہوتا۔ صاحب ارشاد القاصد اس کو سحر میں داخل کرتا ہے  
 اصطلاح میں کچھ مناقشہ نہیں لیکن محاورہ و استعمال سے کچھ بددینیں ملتی امام غزالی بھی منشاء  
 معجزہ و کرامت و سحر کا اسی قوت کو ٹھہراتے ہیں لیکن محاورہ قرآن و احادیث اس کے خلاف  
 ہے اِنَّمَا سَكَّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ وَ سَكَّرُوا اَعْيُنَ  
 النَّاسِ وَاَسْرَوْهُمُوْهُمَّ وَجَاوُاْ لِیْسُ عَظِیْمٌ وغیرہ مقامات کو لحاظ کرو غالب  
 اطلاق سحر کا نظر بندی ہی پر ہوتا ہے اور چونکہ یہ فریب ہے تو حرام بھی ہے۔ خدا بھی اس کی  
 مذمت میں کہتا ہے لَا یَفْلَحُ السَّاجِدُ حَیْثُ اَتٰی: اس کو عبرانی میں حشوف کہتے ہیں اسے  
 ساحروں کو قتل کا حکم دیا تھا۔ حضرت موسیٰ نے بحکم تورات سحر حرام کہا ہے حضرت سلیمان کے  
 زمانہ سے سحر بنی اسرائیل میں شروع ہوا۔ سحر ہی کے ذوق میں روحانیات کی پرستش  
 بنی اسرائیل میں رواج پائی۔ تکمیل سحر کے لئے اجنہ کی پرستش بھی کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ  
 اَتَاٰکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبٌ جَهَنَّمِ ثُمَّ اور جن کی تم پرستش کرتی ہو  
 جہنم میں جائیں گے مقصود وہی شیاطین ہیں کہ وہی ایسی تعلیم کرتے تھے۔ لہذا عابد و معبود  
 دونوں متحی تار ہوئے سحر کی وجہ سے انسان خدا پرستی سے باز رہتا ہے اور اپنے کمال سے  
 محروم اس لئے تورات میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ حریق کے پاس وحی آئی کہ تم بنی اسرائیل  
 کے حال کو ملاحظہ کرو انھوں نے مراقبہ میں دیکھا تو چالیس ہیود خاص بیت المقدس میں  
 شمس کو سجدہ میں پڑے ہیں یہ سب سحر کی بدولت تھا پس وہ اقسام سحر جن میں شبابہ

کفر با فریب ہو حرام ہوگا اُس کی مذمت قرآن میں آئی ہے کہ قال اللہ تعالیٰ وَلَمَّا جَاءَهُمْ  
رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ بَنَدَ فَرِیقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُولَئِكَ  
کِتَابُ اللَّهِ وَرَأَوْهُمُ مُّوَہِّرَهُمْ کَا فَعَهُمْ لَا یَعْلَمُونَ : وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّیَاطِیْنُ  
عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمَانَ وَمَا کَفَرَ سُلَیْمَانُ وَلٰکِنَّ الشَّیَاطِیْنَ کَفَرُوا وَیَعْلَمُونَ  
النَّاسِ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَی الْمَلَائِکَیْنِ بِبَابِ هَارُوتَ وَمَارُوتَ  
وَمَا یَعْلَمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰی یَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَکْفُرْ فِیَتَعْلَمُو  
مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُونَ بِهِ بَیْنَ الْمُرءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُم بِضَارِّیْنِ بِهِ  
مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَیَتَعْلَمُونَ مَا یُضَرُّهُمْ وَلَا ینْفَعُہُمْ وَلَقَدْ  
عَلِمُوا أَنِّیْ أَشَدُّ رَاۤءَ مَا لَهُ فِی الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (ترجمہ) جب اُن کے پاس  
کوئی رسول خدا کا مصدق تورات آیا تو بہترے اہل کتاب نے کتاب اللہ کو اپنے پیچھے بھینکا  
گویا نہیں جانتے اور پیچھے لگے اُس کے جسے پڑھتے شیاطین بعد سلیمان - سلیمان نے تو  
کفران نہ کیا لیکن شیاطین نے کفر بھیلایا۔ لوگوں کو سحر سکھا کے اور پیچھے لگے اُس کے جو دو  
فرشتے ہاروت ماروت پر بابل میں نازل ہوا وہ نہیں سکھاتے کسی کو جب تک نہ کہیں  
کہ ہم لوگ امتحان میں ہیں تو کا فرمت ہو پھر تو سیکھتے ہیں ایسی چیز جس سے مرد عورت میں  
جدائی ڈالتے ہیں۔ لیکن وہ ضرر نہیں پہنچا سکتے بے حکم خدا کے۔ سیکھتے ہیں جو انہیں مضر  
نہ نافع۔ یہود کو معلوم ہو چکا ہے کہ جس نے اُسے خریدا وہ آخرت میں بے نصیب ہے (معجزہ و  
سحر میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ تاثیر سحر قطعی نہیں ہے کبھی اُس سے اثر ہوتا ہے کبھی نہیں کیونکہ  
وہ اقوال و افعال مثلاً اصوات و نقوش جس کو ذریعہ خوارق کرتے ہیں علت تامہ نہیں  
ہے۔ یہ تجربہ سے بخوبی ثابت ہے خدا بھی اشارہ کرتا ہے وَمَا هُمْ بِضَارِّیْنِ بِهِ إِلَّا  
بِإِذْنِ اللَّهِ مسلمانوں کے مذہب میں علت فاعلی سوائے ذات واجب الوجود کے کچھ  
نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ باوجود انبیاء بنی اسرائیل کو روحانیات کی پرورش و سحر و جادو سے

بموجب حکم تورات ممانعت کرتے تھے لیکن وہ اُس پر کچھ التفات نہ کرتے تھے صحیف انبیاء ایسے مواعظ سے مالا مال ہیں ہاں وہ سحر سازی کی ذہن میں رہتے تھے کبھی اجڑے سے سیکھتے تھے اور کبھی ہاروت ماروت سے۔ ہرچند ہاروت و ماروت اُس کے نہ سیکھنے کی ہدایت کرتے تھے مگر وہ سیکھتے تھے۔ پھر خدا کساہ کہ باوجود اس کے کہ تعلم سحر اُن کو منہر تھا کیونکہ کمال نفس امارتی سے محروم رہتے تھے تاہم وہ مانتے نہ تھے۔ حالانکہ تورات کے ذریعے سے وہ جانتے تھے کہ سحر حن عاقبت سے محروم ہیں اس سے ظاہر ہے کہ جس سحر میں استمداد شیاطین سے ہو وہ قطعاً ممنوع ہے جیسے نظر بندی اور جس سحر میں روحانیات سے مدد ملتی ہے اگر اُس میں شائبہ کفر ہو تو وہ بھی ویسا ہی ہے کیونکہ خلا تکلف ہدایت ملک ہے اور وعید جو آخر آیت میں ہے وہ بھی راجح اُسی طرف ہے پیغمبر نے بھی سحر کو سبع موبقات سے شمار کیا ہے اس سے بھی مقصود وہی سحر ہو گا جو ناجائز ہے یعنی جس کی ممانعت قرآن خواہ حدیث سے ثابت ہو مطلق سحر کی ممانعت ثابت نہیں ہے رقی کو آپ نے جائز رکھا ہے جو تمام سحر سے ہے۔ انبیاء پر باقتضائے بشریت کبھی سحر اثر کرتا ہے آنحضرت پر سحر کی تاثیر کی حدیث مروی ہے لیکن اُس کا علاج وہ خود کر لیتے ہیں لیکن دل و دماغ محفوظ رہتا ہے یہ تاثیر لسی ہے جیسی ادویہ میں ہوتی ہے۔ حضرت ایوبؑ پر جو تباہی آئی وہ اثر سحر کا تھا۔ بالآخر اُنھوں نے اپنا علاج کر لیا۔ ایوبؑ کی کتاب کو بغور دیکھو۔ امام فخر الدین رازی نے مباحث مشرقیہ میں اس بارہ میں جو لکھا ہے اُسے بحسنہ نقل کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ احوال عجیبے غریب جو اس دنیا میں حادث و پیدا ہوتے ہیں دو حال سے خالی نہیں اُن کے اسباب یا تصورات نفسانی ہونگے یا امور جسمانی۔ اگر حدوث غرائب صرف تصورات جسمانی سے ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا اُن عجائب و غرائب سے مقصود صلاح خلق ہدایت راہِ راست ہوگی یا نہیں۔ صورت اول معجزہ ہے اور ثانی سحر اور اگر حدوث غرائب اسباب جسمانی سے ہوں تو دو حال سے خالی نہیں یا اُن کا حدوث قوائے ارضی و سماوی کی تخریج سے ہو گا یا اُن کا

حدوث بسبب اُن خواص غریبہ کے ہوگا جو اجسام عنصریہ میں موجود ہوں۔ اول طلسمات ہیں اور ثانی نیرنجات انتہی۔ بلاشبہ یہ بیان بہت قریب تحقیق ہے لیکن بعض باتیں ناپسندیدہ ہیں فرق معجزہ و سحر میں اعتباری رہ جاتا ہے عقلاً و خود امتیاز کر لیں گے۔ اس کا بیان بہت طولانی ہو ہم کو فقط معجزہ کا لکھنا مقصود تھا اس لئے زبان کو روکتے ہیں اور اصل مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس آیت میں تو اُس رسول کے معجزہ کا بیان ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ اُس کا حکم صنوبر لبنان پر ہوگا یعنی حصہ شمالی کنعان اُس کے قبضہ میں ہوگا۔ جہاں صنوبر کثرت ہوتا ہے اور اُن بٹیئیں سے حصہ جنوبی اُس کا جس کی حد علاقہ بحرین تک تھی وہاں یہ درخت کثرت ہوتا ہے اور اونچے اونچے پہاڑوں سے کوہستانی بلاد مقصود ہیں اور منارات عالیہ سے ملک مصر

لے چونکہ حکماء کے نزدیک معجزہ و کرامت میں کچھ ایسا فرق نہیں لہذا وہ معجزہ کی جہاں تین قسمیں لکھتے ہیں اُس سے مراد عام ہوتا ہے معجزہ ہو یا کرامت اُس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ قسم اول ترک وہ روکنا ہے قوت معاد کا ایک مدت تک یعنی اُسے اپنے کام سے معطل کر دینا بسبب اس کا انجذاب نفس ہے عالم قدس کی طرف اور تخیل مادہ بدن سے بے پردہ ہونا یعنی جو نفوس کدورت بشری سے پاک ہوتے ہیں خواہ بعضائی فطری ہوں جیسے انبیاء کو ہوتی ہے خواہ یہ تصفیہ مجاہدہ ریاضت جیسا اولیاء و ارباب اشراق کو جب وہ عالم قدس کی طرف منجذب ہو جاتے ہیں تو وہ ایسی حالت میں محتاج بدن نہیں رہتے اور مواد بدن کو تحلیل نہیں کرتا۔ دیکھو اکثر امراض میں جب نفس مقادست و دفع مرض میں مشغول رہتا ہے تو تحلیل مواد بدن کو نہیں کرتا۔ اور مریض اصلاً لاغر نہیں ہوتا اور کچھ نہیں کھاتا۔ کیونکہ جب اجزاء محمودہ بدن تحلیل نہیں ہوتے تو ضرورت بدل مانتھیل بھی نہیں ہوتی۔ اگر اُس کا نصف صحت میں روکے تو مریض مرجائے۔ جب طبعی حالت میں یہ حال ہے تو دلی نفوس جو سلسلہ عالم اعلیٰ میں منظم ہیں اُن میں کہاں گفتگو کر سکیں۔ کیونکہ اُن کو لذات روحانی جو انوار قدسیہ سے حاصل ہوتے ہیں قائم مقام غذا ہو جاتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ 'بل احياء عند ربهم يرزقون۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ ابیت عند ربی لطعمتہ و یسقیئہ۔ اس کے شواہد بہت ہیں حضرت ابوبکر سات روز تک کھانا نہیں کھاتے تھے حالانکہ وہ اکثر جہاں رہتے تھے دار و اراج شرع رکھتے تھے۔ ضعف اصلانیں ہوتا تھا۔ فافہم۔ قسم دوم قول۔ جیسے انجذاب سبب اس کا انجذاب نفس ہے ملائکہ سماوی کی طرف اور اُس میں اُن کے صور کا انتقال۔ قسم سوم فعل یعنی ایسا کام کر دینا جو دوسروں سے نہ ہو سکے۔ قرآن معجزہ قولی و فعل دونوں ہے۔ فتدبر

جہاں کے منارے مشہور ہیں اور محیط شہر تیار ہوں سے ملک فارس جس کی حد تا سرحد ہندوستان  
 تھی۔ مراکب فرنگ سے مقصود ملک یورپ ہے اور صور محمودہ سے مقصود ترکستان و گرجستان ہے  
 چنانچہ اس سب ملکوں پر مسلمانوں کا قبضہ بخوبی ہوا اس کے بعد لکھا ہے کہ کبر و نخوت آدمیوں کا  
 زائل ہو گا یعنی اُس رسول کے فیض صحبت سے آدمی نفس امارہ کے پھندے سے چھٹے گا۔  
 چنانچہ قصہ مشہور ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے ایک کافر کو پٹک کر اُس کے سینہ پر سوار تھے  
 سر کاٹنے کو اُس نے آپ پر تھوکا۔ آپ نے اُسے چھوڑ دیا کہ اب قتل خالص خدا کے واسطے  
 نہ ہو گا اور صحابہ کی شان میں کہاں تک لکھوں۔ اور نیز یہ بھی مقصود ہے کہ بڑے بڑے سرکش  
 زیر فرمان ہو جائیں گے بعد اس کے بیت پرستی مٹانے کا ذکر ہے۔ یہ سب کچھ واقع ہوا حضرت  
 عیسیٰ پر یہ منطبق نہیں۔ میخانہ کی ۴ باب کی ۴ آیت تک بخینہ وہی ہے جو اشعیا کے ۲ باب  
 کی ۳ آیت سے ۴ تک ہے۔ کسی قدر تفاوت ہے۔ اس لئے اس کو ہم نقل کرتے ہیں واضح ہو کہ  
 بنی اسرائیل ہمیشہ سحر و جادو کے پیچھے رہے اُس کی طمع میں کو اکب و روحانیات کی پرستش  
 کرتے تھے سحر بالکل محیط تھے۔ سلاطین اُن کے قبضہ میں تھے اپنے کو نبی کہتے کھلاتے تھے  
 خدا پرستی کی طرف اصلاً توجہ نہ تھی وہ سحر کچھ خیر آئندہ بھی بتا دیتے تھے اور اپنے شعبہ  
 اور نیرنجات سے بیوز کو اپنے دام میں لاکر چوٹ کئے تھے بالکل اعمال اُن کے خلاف مرضی الہی  
 جو تورات میں مصرح ہے ہوا کرتے تھے بظاہر تو وہ پیران تورات سے تھے لیکن باطن میں  
 بالکل انھیں سحر کے مطیع رہتے تھے۔ اور نفوس تورات کو اپنے مطلب کے موافق تاویل  
 کرتے تھے اور فتن و فجوہر میں رات دن منغمس رہتے تھے۔ خدا پرست اُن میں بہت کم تھے  
 اس کے بیان سے تمامی صحف انبیاء بھرے ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دو بادشاہ اسرائیلی کو  
 جنگ پیش تھی اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شہر میں کوئی نبی ہے معلوم ہوا کہ  
 اس شہر میں پانسو نبی ہیں۔ یہ درحقیقت کہنے تھے اپنے کو نبی کہتے تھے اور غلطی نظر سے عوام  
 خواص بھی ایسا ہی کہتے تھے۔ بادشاہ نے اُن کو بلا کے پوچھا کہ اس لڑائی میں ہم کو فتح

نصیب ہوگی یا شکست ہوگی۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ آپ لڑیں فتح ہوگی۔ تب اُس بادشاہ نے کہا کہ اب کوئی بی ادب نہیں معلوم ہوا کہ ایک اور بی ہر وہ بلایا گیا۔ عند الاستفسار اُس نے کہا کہ شکست ہوگی۔ تب وہ پانسو گریڑے کہ مکاشفہ پانسو کا بمقابلہ ایک شخص کے رد ہو جائے گا۔ اُس نے کہا کہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے بتایا ہے۔ بالآخر بادشاہ نے کثرت رائے پر عمل کیا اور لڑنے گیا اور جنگ میں اُس کی شکست ہوئی۔ یہود کو علوم حکمت مثل فلسفہ ونجوم ودرل وغیرہ میں یدِ طولی تھا۔ اگرچہ علماء اسلام نے فلسفہ ونجوم وغیرہ کی جڑ کھود ڈالی تاہم یہ مادہ اُن میں بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ علاء الدین خلجی کے زمانہ میں ایک پنڈت کو جس کا نام راگھو تھا، نیرنجات میں بڑا دخل تھا۔ راجہ رتن سین جس کی رانی پدموات تھی اُس کا بڑا مقصد تھا اُس کی بات بہت مانتا تھا۔ اس واسطے قریب دوسو پنڈت کے جو اُس شہر میں تھے سب اُس کے دشمن تھے۔ ایک مرتبہ راجہ نے سب پنڈتوں سے پوچھا کہ آج چاند نظر آئے گا یا نہیں چونکہ اُس روز دوج بہت کم تھی تو سب نے کہا کہ چاند نظر نہ آئے گا۔ لیکن راگھو جی نے اپنی نفسانیت سے کہا کہ چاند نظر آئے گا۔ جب شام کو سب چاند دیکھنے کو جمع ہوئے تو چاند بڑا سا نظر آیا اور سب پنڈت راجہ کے حضور میں جھوٹے ہو گئے۔ پنڈتوں نے کہا کہ یہ چاند فی الواقع چاند نہیں ہے۔ یہ راگھو جی کا کرشمہ ہے آپ اور مقامات سے دریافت کریں۔ بعد دریافت کے معلوم ہوا کہ چاند کہیں نظر نہ آیا۔ پنڈتوں کو موقع ہاتھ آیا راجہ کے دل کو راگھو کی طرف سے ایسا پھیرا کہ اُس نے نکال دیا۔ تب وہ شہر دہلی میں گیا اور اپنے شہیدہ وغیرہ سے اپنی عزت یہاں تک بڑھائی کہ علاء الدین خلجی کا ندیم ہو گیا۔ کسی روز موقع پا کر اُس راگھو نے راجہ رتن سین کی رانی پدموات کی تعریف ایسی کی کہ علاء الدین فریفتہ ہو کر راجہ کو گرفتار کر کے دہلی میں قید کیا اور رانی کی گرفتاری کی فکریں تھا کہ رتن سین کی بیٹی نے پدموات کے حیلہ سے کئی سو راجپوت مسلح ڈولوں میں سوار کر دہلی روانہ کیا۔ وہ سب راجہ کو قید سے نکال لے گئے۔ علاء الدین کے لشکر نے اُن کا تعاقب کیا۔ بالآخر راجہ بہت زخمی ہو کر مر گیا۔





یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم میں خدا نہیں ہے، ہمارا بڑا نہ ہوگا۔ لیکن تمہارے سبب سے بیت المقدس ویران ہوگا اور اورشلیم برباد۔ مقصود یہ ہے کہ خدائے عزوجل نبی اسرائیل سے اور اُن سحرہ سے جو اُن کے سردار مِشیوا بنے تھے اور اپنے کو نبی کہتے تھے اور سلاطین سے ہمیشہ کہتے تھے کہ تم پر کوئی بادشاہ فتح نہ پائے گا۔ کتا ہے کہ ایسا وقت آئے گا کہ تم خدا کے سامنے چلاؤ گے اور کچھ شنوائی نہ ہوگی اور جو نبی بنے ہیں شرمندہ ہوں گے۔ چنانچہ بخت نص کے وقت میں سب کچھ ہوا۔ اگرچہ عزرا و دانیال کے وقت میں کچھ سنبھل گئے تھے لیکن پھر وہی کردار ہو گئے تو حضرت مسیح تشریف لائے اور اُن کو وعظ و نصیحت کرتے رہے اُس کے حکایت بھی یہاں ہے۔ اُس کے بعد پھر بیت المقدس کی بربادی کی خبر دی ہے۔ چنانچہ خراب بھی ہوا۔ اب اس کے بعد ۴ باب میں اس زمانہ کے بعد کی خبر دیتا ہے اُسے ہم نقل کرتے ہیں

וְהָיָה בַּיּוֹם הַהוּא יִהְיֶה חֵרֶשׁ בְּכָל הָאָרֶץ  
 וְהָיָה בְּכָל הָאָרֶץ חֵרֶשׁ וְהָיָה בְּכָל הָאָרֶץ  
 חֵרֶשׁ וְהָיָה בְּכָל הָאָרֶץ חֵרֶשׁ וְהָיָה בְּכָל הָאָרֶץ  
 חֵרֶשׁ וְהָיָה בְּכָל הָאָרֶץ חֵרֶשׁ :

وہاں بآ حریث، حیتا، میم پیہ، ہر بیت، یہو، ناخون، بروش، ہماریم، ورتا، ہو، مگبا، عوث، ونا، عرو، عالا، و عتیم (ترجمہ) ان ایام کے بعد بیت اللہ کا پہاڑ سب پہاڑوں سے مغرز ہوگا اُس پر اقوام قربانی کریں گے یعنی بعد زمانہ مسیح کے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ بیت اللہ یعنی مکہ معظمہ کا پہاڑ مغرز یعنی قبلہ اقوام ہوگا جہاں اقوام مختلفہ قربانی کریں گے۔ چنانچہ آنحضرت کے وقت میں ایسا ہوا۔ یہود بیت اللہ کے پہاڑ۔ بیت المقدس کا پہاڑ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اُس وقت بھی قبلہ تھا اور نہ اُس پر اب تک اقوام مختلفہ قربانی کرتیں اور مسجد مکہ معظمہ پر اطلاق بیت اللہ بعید نہیں اس کو تو یہود بھی تسلیم کریں گے کہ یہ مسجد حضرت اسمعیل کے وقت میں بنی تھی اور مسجد بیت المقدس حضرت داؤد

کے وقت میں تو اس کا بیت اللہ ہونا مقدم ہے۔

וְהָיָה לְכָל הָעָם יְהוָה יְהוָה  
 וְהָיָה לְכָל הָעָם יְהוָה יְהוָה  
 וְהָיָה לְכָל הָעָם יְהוָה יְהוָה  
 וְהָיָה לְכָל הָעָם יְהוָה יְהוָה  
 וְהָיָה لְכָל הָעָם יְהוָה יְהוָה  
 وَكَانَ يَوْمَئِذٍ رَجِيمٌ وَأَمْرٌ نَحْوُ الْهَرَمِ هُوَ إِذْ بَشَّ الْوَيْسُ يَعْقُوبَ وَيُورِئِيلَ  
 بِدَرَاخَدٍ وَنِيحَانَا وَرَحُومًا وَكِي مَصِيُونٌ تَيْصِي تَوْرًا وَدَبْرَهُوَا مِيرُوشَا لَاهِم  
 (ترجمہ) اور چلیں گی بہت قویں اور کہیں گی چلو چڑھ چلیں خدا کے پہاڑ پر یعنی سچے معبود  
 کے گھر اور کہیں گے بتاؤ ہمیں اُس کی راہ کہ ہم اُس کی راہ پر چلیں کہ صہیون سے نکل جائیں گی  
 شریعت اور کلام الہی اور شلم سے اس میں نسخ تورات کی خبر ہے۔ اس مقام میں یعقوب کے  
 معبود کا لفظ واقع ہے جس کا ترجمہ ہم نے سچا معبود کیا ہے کیونکہ وہ سچے معبود کی پرستش  
 کرتے تھے۔ وَخَلَا يَدُهُ يَدَايِمْ يَدَايِمْ يَدَايِمْ يَدَايِمْ  
 יְהוָה יְהוָה יְהוָה יְהוָה יְהוָה יְהוָה  
 חַדְשֵׁי יָמָם לְחַדְשֵׁי יָמָם לְחַדְשֵׁי יָמָם  
 שְׁנֵי שָׁנִים שְׁנֵי שָׁנִים שְׁנֵי שָׁנִים  
 חַדְשֵׁי יָמָם לְחַדְשֵׁי יָמָם לְחַדְשֵׁי יָמָם  
 וְשָׁפַט בֵּין עֵיטִים רֵיטִים וְיֹחֶיץ לְעוֹיִם עֲשׂוּמִים עֲדָרָהּ וְחִתּוֹ חֲבוּתִים לֵאמֹר  
 וְחִתּוֹ שִׁימָם לְמִירוֹת לְיִשְׂרָאֵל לְיִשְׂרָאֵל לְיִשְׂרָאֵל  
 (ترجمہ) اور اقدام کثیرہ میں شریعت پھیلانے کا اور بڑے بڑے گروہ پر وعظ کرے گا  
 دوسرے تک وہ اپنے ہتھیار کو توڑ ڈالیں گے اور نیزوں کو بے کار کر دیں گے۔ ایک قبیلہ

دوسرے پر تلوار نہ اٹھائے گا اور پھر قتال نہ سیکھیں گے۔ واضح ہو کہ خدا خود تو شریعت پھیلاتا نہیں اور نہ خود وعظ کرتا۔ بالضرور کسی پیغمبر کے ذریعہ سے کرے گا۔ یہ خبر ایک پیغمبر کی نسبت ہے جس کے وقت میں تورات منسوخ ہوگی اور شریعت جدید جاری ہوگی اور قربانی ریت اللہ میں اقوام کثیرہ کریں گی اور امن و قعدیل مشائع ہوگی۔ یہ سب کچھ ہمارے پیغمبر کے وقت میں ہوا۔

וְהָיָה בְּהַיּוֹם הַהוּא יִשְׂרָאֵל יִשְׂרָאֵל  
וְהָיָה בְּהַיּוֹם הַהוּא יִשְׂרָאֵל יִשְׂרָאֵל  
וְהָיָה בְּהַיּוֹם הַהוּא יִשְׂרָאֵל יִשְׂרָאֵל :

وَيَا شَيْئًا لِّشَيْءٍ تَحْتَ كَفْنٍ وَتَحْتَ تَبْنٍ تَوَاوَيْنَ مَحْرِيْدِي بِي يَهُوَا صَبَا سَوْتٍ وَتَبِيْرٍ  
(ترجمہ) اور ہر شخص اپنے انگور اور اپنے انجیر کے نیچے بے خوف و خطر بیٹھے گا۔ یہ خدا کے منہ کی بات ہے۔ بخاری میں عدی ابن حاتم سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تو دیکھے گا کہ ایک عورت حیرہ سے ہودج میں بیٹھ کر آئے گی اور کعبہ کا طواف کرے گی سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے گی۔ پھر عدی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حیرہ ایک موضع ہے کوفہ کے پاس کہ وہاں تک اُس وقت تک مسلمانوں کا قبضہ نہ تھا۔ مقصود پیغمبر کا یہی تھا کہ دور اسلام میں بڑا امن ہو گا چنانچہ ہوا جیسا میخا بنی نے خبر دی تھی شعر ہے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا      عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

וְהָיָה בְּהַיּוֹם הַהוּא יִשְׂרָאֵל יִשְׂרָאֵל  
וְהָיָה בְּהַיּוֹם הַהוּא יִשְׂרָאֵל יִשְׂרָאֵל  
וְהָיָה בְּהַיּוֹם הַהוּא יִשְׂרָאֵל יִשְׂרָאֵל :

کے خَلِّ ہائیم تلخو ایش لبیم الوہا دوا و انخو بلیج لبیم یہوا الوہینو یوولام واعز  
کیونکہ سب قومیں جلیں گی اپنے معبود کے نام پر اور ہم لوگ علیں گے اللہ کے نام پر جو ہمارا  
قدیم معبود ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اُس زمانہ میں ہر شخص اپنے معبود کی پرستش کرے گا اور





اُس کے کسی کو لائق عبادت نہیں جانتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اُن کا درد زبان ہر حسبِ  
افضل الاذکار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہر گدے سے اُن کے یہی صدا و بیان ہے۔ قد بر

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا السَّوْفَیَّۃَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَنَعٰیۤہُمْ لَا یَعْمَلُوْنَ  
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا السَّوْفَیَّۃَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَنَعٰیۤہُمْ لَا یَعْمَلُوْنَ

عَمَّا لَا تَأْتٰ بِہِمْ رَیِّ رَاغٌ تَمْلِیْجٌ اِیْسِیٰ بَاخٌ اِمٌّ یُوْصِیْخُ اَبَدَہُ ہِجْرٌ یَقِیْجُ جِلُّ کِیُوْلِیْدَہُ :  
(ترجمہ) اب تو کیوں نالہ کرتی ہو تیری بادشاہ نہیں مبر سے خالی ہو جو اس ق  
بے چین ہو یہ ہی خطاب ہو اسی نور کی طرف جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا تھا ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ  
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ  
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ  
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ یُؤْتُوْنَہٗ مِنْہٗ

حَوٰی وَنُوْحِیْ بَشَاصِیْوْنَ کِیُوْلِیْدَہِ اِکِی عَمَّا یَقِیْصِیْ مَقَرِّیَا وَشَاخْتِ بَسَاوَدَہُ وَبَارَا  
عَدَّ بَابِلَا شَامِ تَنَاصِلِ شَامِ یَغْنِیَا یَمِیْجُ یُہُوَا بَلْکَفْ اَوِیَا یَمِیْجُ (ترجمہ) وجد کہ  
قرار پکڑ اے نور بیت المقدس زچہ کی طرح کہ اب تو نکلے گا گانوں سے اور بیٹھے گا  
میں اور بابل تک پہنچے گا وہیں تو آزاد ہوگا۔ وہیں تجھے خدا ترے دشمنوں کے پیچہ  
چھڑائے گا۔ بیت المقدس ایک آباد جگہ ہو اُس کے اطراف میں دور تک آبادی ہو  
ملک سیر حاصل اور کعبہ وادی غیر زرع میں ہو اب خدا اُس نور کو جو بیت المقدس پر  
پیغمبر کے زمانہ کی بشارت دیتا ہو اور کہتا ہو کہ تو وجد کر کہ اب تیرا مقام کعبہ میں ہوگا۔ و  
تو اپنے دشمن یعنی شیاطین کے ہاتھ سے چھوٹے گا۔ یعنی وہاں اُس دور میں خالہ









جنے ایک عورت ایک لڑکا جس کے بقیہ برادران بنی اسرائیل کی طرف رجوع کریں ۔  
 تفسیر۔ بیت لحم عربی بیت اللحم یہ ایک گانوں کا نام ہے اور شلیم یعنی بیت المقدس سے  
 ۶ میل پر ہیں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔ اے بیت اللحم تو حلقہ یہود میں بہت چھوٹا ہے  
 تجھ سے میرا خاص نکلے گا بنی اسرائیل پر حکومت کے لئے۔ اُس کا خروج قبل شریعت ابدی  
 کے ہوگا۔ شریعت ابدی ہمارے پیغمبر کی ہے کہ کبھی منسوخ نہ ہوگی اور اب کوئی نبی نہ ہوگا اور  
 نیز اُس کا خروج قریب قیامت کے ہوگا (خاص خدا کا پیغمبر ہوتا ہے بنی اسرائیل پر حکومت سے مقصود یہ ہے  
 کہ اس کی اطاعت بنی اسرائیل پر واجب ہوگی چنانچہ ہزار ہا یہود عیسائی ہوئے) لیکن قائم رکھے گا اُسے  
 خدا اُس وقت تک کہ جتنے والی جنے اور بقیہ بھائی اُس کے بنی اسرائیل کی طرف رجوع ہوں  
 مقصود یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی رسالت اُس وقت تک واجب التسلیم ہوگی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا  
 اور اُس کے بھائی بند یہود سے اتفاق کر لیں گے چنانچہ قریش با اتفاق یہود آنحضرت سے لڑتے  
 تھے یہ خبر موافق اُس کے ہے کہ حضرت اشعیا نے خبر دی ہے کہ ہمارے لئے ایک لڑکا پیدا ہوگا  
 جس کا نام اریل گنور وغیرہ ہوگا اُس کا بیان اوپر ہو چکا ہے چونکہ پیغمبر کا حکم ہے پیغمبر ہی سے  
 منسوخ ہوتا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ وہ لڑکا پیغمبر ہوگا اُس کی رسالت سے حضرت عیسیٰ کا حکم  
 منسوخ ہو جائے گا۔ اس میں ایک بھید : **اَبَر ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰**  
**۱۶۶ : تِنِیم عَدْعَثْ یُولِیْدَہ یِلْدَہ۔ تِنِیم معنی اُنھیں قائم رکھے گا عَد معنی نکلے**  
**عَثْ معنی وقت یُولِیْدَہ معنی زچہ، یِلْدَہ معنی بچے : عَثْ یُولِیْدَہ یِلْدَہ کے عد و بحباب**  
 جمل ۴۷، ۴۸ ہوتے ہیں۔ مفردات اُس کے یہ ہیں۔

ع ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

مطلب یہ ہے کہ زمان قیام رسالت حضرت عیسیٰ ۴۷ سال چنانچہ آپ ۴۷ سال پر  
 بعد رفع حضرت عیسیٰ بنی ہوئے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ۳۳ برس اس دنیا میں رہے



وہا یازہ شالوم اشور کی یا بوبار صینو وخی بدر روح بار مینو شینو و متقینو عا  
 و شبار و عیم و شمو ناسیجی آدم: و راعواث ارض اشور بحرب واث ارض  
 نمرود بقتل صہبا و مصیل با شور کی یا بوبار صینو وخی بدر روح بعبنو لیتو :

لغات ۱۵۱۵ شالوم معنی سلام و صحت تندرستی پورا بھر پور محفوظ  
 ساکن قرار گیر دوست موافق امن و خیریت و دوستی و میل، ۱۵۱۶ اشور  
 مادہ ۱۶ اشور ہے جس کے معنی ہیں راستی اس لئے اشور کے معنی ہر  
 راست و خدا پرست اور نیرا شور نام ہر ایک خطہ کا ملک شام میں ۱۵۱۷  
 ارمون قلعہ و قصر۔ (توحما) اور یہ ہوگا سالم و راست (یعنی کامل) کہ آئے گا ہمارے  
 مقام میں اور راہ نکالے گا ہمارے قسروں میں ہم قائم کریں گے اس پر سات چرواہے اور  
 آٹھ خلفاء ۱۵۱۸ نسخ امام و خلیفہ کو کہتے ہیں مقصود یہ ہے کہ وہ لڑکا کامل و صدق  
 ہوگا جو شان ہر انبیاء کی اور ہم اس کی حفاظت کے لئے سات محافظ یعنی تبعہ سیارہ  
 اس کا نگہبان مقرر کریں گے قالہ تعالیٰ واللہ یعصمک من الناس چنانچہ جب کہ  
 بقصد قتل آپ کا مکان گھیر لیا اس وقت آپ گھر سے نکلے اور ایک مٹھی خاک کفار کی طرف پھینک  
 اور پڑھا فاعشیدناہم فہم لا یبیرون کفار کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا۔ آپ  
 نظر نہ آئے۔ اندھا کر دینا یہ کرشمہ زحل کا تھا جنگ بدر میں کفار کے سر کٹتے جاتے تھے  
 اور قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا۔ یہ مریخ کی نگہبانی تھی مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ ایک  
 صحابی ایک کافر کے پیچھے بقصد قتل جاتے تھے انھوں نے آواز سنی اقلیم یا حیدرہ  
 یعنی بڑھ اے حیروم اور ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی پھر اس کافر کو اپنے سات  
 فرمایا ناک اس کی پھٹ گئی مٹی کوڑے کے اثر سے۔ حضور اقدس میں اس بات کا ذکر  
 ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ آسمان سوم کا تھا۔ فلک مریخ زحل کی جانب سے



כְּכַמֵּיךְ בְּיַלְדֶיךָ עֲלֵיךְ חֶפְצֶיךָ הֵם לִי  
 חֶבְרֹנָה וְשֶׁמֶרַיִם וְהַיְיָן מִצְרַיִם : וְהַלֵּל  
 בְּיָדְךָ עֲלֵי-חֶבְרֹנָה וְכֹס-הַיְיָ הֵם  
 יִתְּנֶה :

وہا یا شیریش یعقوب بقرب عتیم رتیم کطل پائت یہوا کریم علی عیب  
 اشر یو یقو لائش و لو یحیل لبنی آدم و ہا یا شیریش یعقوب بگوئیم بقرب عتیم  
 رتیم کار یہ یہیمو شاعر کھنیز بگری صون اشر ارم عابرو راس و طارو  
 و طارو این مقصیل : تا روم یاد و خال صا رنجا و خل او یخارینو :

(ترجمہ) اور ہونگے بقیہ یعقوب قوموں میں قبائل کثیرہ میں ربانی شبنم کی طرح :  
 بوندیاں گھاس پر کہ وہ امید نہ رکھیں گے آدمی سے اور نبی آدم سے ان کی چشمہ دش  
 نہ ہوگی اور وہ ہونگے جیسے شیر جنگلی بہائم میں جیسے بھیریا بھیرے گلوں میں اگر وہ نہ  
 روند لے و پال کرے تو کوئی بچا نہ سکے گا۔ اپنا ہاتھ اپنے دشمنوں پر اٹھا کر تیرے  
 اعدا رٹ جائیں گے بقیہ نبی اسرائیل سے مراد وہ ہیں جو ایمان دار شیاطین کے پھن  
 میں نہ تھے سحر و جادو و عقائد فاسدہ سے و بدعات منحصر سے پاک تھے یہ وہ لوگ  
 جنہوں نے اسلام قبول کیا اور یہ سمجھا کہ خدا کا حکم جس عنوان و زبان میں ہو قبول کرنا  
 ان کی شان میں جو لکھا ہو وہ پورا ہوا :   
 חֶבְרֹנָה - חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה :  
 חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה :  
 חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה :  
 חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה : חֶבְרֹנָה :



کبوتر سے تعبیر کرتے تھے (ترجمہ) افسوس ہوئے شہر محبوب، خطرناک نجس ہو۔ گینگنا  
بنسبت اور شلیم کے جو یہ سب فوراً لئی کے نہایت محبوب و پیارا تھا لیکن اس زمانہ میں بوجہ  
کفر و عصیان کے نجس ہو لیا گیا تھا:  $\text{זָכַרְנוּ אֶתְּךָ אֱלֹהֵינוּ יְיָ אֱלֹהֵינוּ יְיָ אֱלֹהֵינוּ}$   
 $\text{יְיָ אֱלֹהֵינוּ יְיָ אֱלֹהֵינוּ יְיָ אֱלֹהֵינוּ}$ ۔

وَلَوْ شَاءَ مَعَالِيقُ لَوْلَا قَحَا مَوَکْسَارُ بَهِیْوَا لَوْ بَاطِلُ اِلْ لَوْ صَیْهَمَا لَوْ قَارِیْتَا۔  
(ترجمہ) بات نہ مانی ادب قبول نہ کیا خدا پر تکیہ نہ کیا اپنے معبود کے پاس نہ گ  
اُسی شہر کو کہتا ہے جس کی نسبت اور پر افسوس کیا ہے اب وجہ افسوس کی بیان کرتا ہے  
 $\text{הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים}$   
 $\text{הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים}$ ۔

سارہا بقرہ اَرَا یُوثُ شَوَا غِیمُ شَوْ فِطِیْمَا زِیْمِی عَرَبُ لُو گَارِ مَوَ لَبَو قَرُ  
لغات  $\text{זָכַרְנוּ אֶתְּךָ אֱלֹהֵינוּ יְיָ אֱלֹהֵינוּ יְיָ אֱלֹהֵינוּ}$  شوریج تڑپتا ہوا جیسے شیر (ترجمہ) اُس  
سردارین تڑپتے شیر ہیں۔ بھوکے بھڑپے ہیں یعنی ظالم و خونخوار ہیں:  $\text{הָאֵלֹהִים}$   
 $\text{הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים הָאֵלֹהִים}$ ۔  $\text{זָכַרְנוּ אֶתְּךָ אֱלֹהֵינוּ יְיָ אֱלֹהֵינוּ}$   
 $\text{יְיָ אֱלֹהֵינוּ}$ ۔

نہیا پوچھ کریم اَنَشِی بُو عَذُوث کو حُصِنَمَا عَلَلُو قُو دِش عَامِسُو تورا  
لغات  $\text{זָכַרְנוּ אֶתְּךָ אֱלֹהֵינוּ יְיָ אֱלֹהֵינוּ}$  پوچھتا ہوا یعنی حبشیت  
 $\text{זָכַרְנוּ אֶתְּךָ אֱלֹהֵינוּ یְיָ אֱלֹהֵינוּ}$ ۔ اَنَشِی بُو عَذُوث مکار  $\text{זָכַרְנוּ אֶתְּךָ}$  عَامِسُو  
مادہ  $\text{זָכַרְנוּ אֶתְּךָ}$  جس پر اس کے معنی پھاڑ ڈالنا ہے اور معنی بھی ہیں لیکن یہ  
یہی مقصود ہے (ترجمہ) اُس کے انبیاء حبشیت و مکار ہیں اُس کے ائمہ نے پاک  
نجس کیا تورات کو بگاڑ دیا۔ انبیاء سے مقصود سحرہ ہیں جو اپنے کو نبی کہتے تھے اور



اُن کی نبوت کو تسلیم کرتی تھی۔ اس میں انبیاء اور ائمہ بنی اسرائیل کی اور خود قوم کی شکایت  
ہی کہ کفر و ضلالت سے بھگتی تھی اور بیت المقدس کو فسق و فجور سے نجس کر دیا تھا اور تورات  
کی بھی تحریف کرتی تھی۔ اُن کے دل میں ایمان نہ تھا۔ ایماندار بہت تھوڑے تھے اُن کی کوئی  
سننا نہ تھا۔ تحریف معنوی میں تو کچھ شبہ نہیں عجیب نہیں کہ کچھ تحریف لفظی ہوئی ہو جیسا کہ  
בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי הָיָה בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי הָיָה בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי  
کے ۲۲ باب میں یہی مذکور ہے בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי הָיָה בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי  
اُس کے کانہوں نے ہماری شریعت کو بگاڑ دیا۔ شریعت بھی تورات تھی۔ اشعیا کے ۴۴ باب  
میں لکھا ہے בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי הָיָה בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי  
בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי הָיָה בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי  
وَمَا آتَىٰ خَانِئَاتِهِ يُوَسِّوهُنَّ عَلَىٰ مَا بَرَأَ  
تُورُوثَ حَالِقِ خُوقِ حَيْفُو بِرِثَ عُولَامِ : (ترجمہ) زمین نجس ہوئی اپنے ملک  
سے جنہوں نے شرائع کو چھوڑ دیا حکم الہی کو بدل دیا۔ عہد قدیم کو کاٹ دیا یہاں لفظ  
بְּحֹדֶشׁ کا لغوی معنی ہے جس کے معنی میں بدل دیا اقل درجہ ہے کہ معنی بدل دیا جیسا کہ  
عبداللہ ابن عباس یحذفون الکلم عن مواضعہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ای یثاکولونہ  
یعنی اُس کی تاویل کرتے ہیں لیکن اُن فساق سے جو جھوٹا دعویٰ نبوت کرتے تھے اور  
روحانیات کی پرستش بدل جان کرتے تھے اور سحر و جادو اُن کا شعار تھا اور کتب مقدسہ  
بسبب سیادت و امامت اُن کے قبضہ میں رہتی تھیں۔ تحریف لفظی بھی بعد نہیں ان تحریفات  
کا قبل زمانہ حضرت مسیح کے بڑا موقع تھا۔ بعد قیام دین مسیحی ہیووی کی قوت بہت سلب  
ہو گئی تھی۔ ضرورت تحریف کم پڑی یہاں بحث تحریف نہیں ہے جو ہم بسط کریں۔ اب  
حضرت صفینا کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי  
בְּחֹדֶשׁ הַיָּרֵךְ הַשְּׁלִישִׁי ہاں یہاں بھلائی ہے







یہ دونوں ہونیں سکتا جزا اس کے کہ اقوام اپنا دین و مذہب چھوڑ کے ایک مذہب اختیار کریں۔ اس کا وقت نزول کلام فصیح بیان ہوا اس لئے جز زمانہ پیغمبر خدا کسی زمانہ پر منطبق نہیں انجیل اگرچہ کلام ربانی ہر لیکن نمازیں اس کے پڑھنے کا حکم نہیں اور نہ وہ کلام فصیح ہے۔

וְיִשְׂרָאֵל כָּל־יְהוּדָה כָּל־בְּנֵי־יִשְׂרָאֵל כָּל־יִשְׂרָאֵל  
וְיִשְׂרָאֵל כָּל־יְהוּדָה כָּל־בְּנֵי־יִשְׂרָאֵל כָּל־יִשְׂרָאֵל :

میں غیر ہنری کو شش غناری بت پوچی یو بیلون مخائی لغات پلہ پلہ  
عائتارہ خدا پرست (ترجمہ) دریاے نیل کے پرے سے ہمارے عباد و زہاد میرے لئے

ہدیہ لائیں گے ایام حج میں دیکھو کہاں کہاں سے ہایا اور قربانی آتی ہے۔  
וְיִשְׂרָאֵל כָּל־יְהוּדָה כָּל־בְּנֵי־יִשְׂרָאֵל כָּל־יִשְׂרָאֵל

وְיִשְׂרָאֵل کُلُّ یَہوذا کُلُّ בְנֵי یִשְׂרָאֵל کُلُّ یִשְׂרָאֵל  
وְיִשְׂרָאֵל کُلُّ یَہוּדָה کُلُّ בְנֵי یִשְׂרָאֵל کُلُّ یִשְׂרָאֵל :

وְיִשְׂרָאֵل کُلُّ یَہוּדָה کُلُّ بְנֵי یִשְׂרָאֵل کُلُّ یִשְׂרָאֵل  
وְיִשְׂרָאֵل کُلُّ یَہוּدָה کُلُّ بְנֵי یִשְׂרָאֵل کُلُّ یִשְׂרָאֵل :

وְיִשְׂרָאֵل کُلُّ یَہוּدָה کُلُّ بְנֵי یִשְׂרָאֵل کُلُّ یִשְׂרָאֵل  
وְיִשְׂרָאֵل کُلُّ یَہוּدָה کُلُّ بְנֵי یִשְׂرָאֵل کُلُّ یִשְׂرָאֵل :

وְיִשְׂרָאֵل کُلُّ یَہוּدָה کُلُّ بְנֵי یִשְׂرָאֵل کُلُّ یִשְׂرָאֵل  
وְיִשְׂرָאֵل کُلُّ یَہوּدָה کُلُّ بְנֵי یִשְׂرָאֵل کُلُّ یִשְׂرָאֵل :

وְיִשְׂرָאֵل کُلُّ یَہوּدָה کُلُّ بְנֵי یִשְׂرָאֵل کُلُّ یִשְׂرָאֵل  
وְיִשְׂرָאֵل کُلُّ یَہوּدָہ کُلُّ بְנֵی یִשְׂرָאֵل کُلُّ یִشְׂرָאֵل :

وְیִשְׂרָאֵل کُلُّ یَہوּدָہ کُلُّ بְנֵی یִشְׂرָאֵل کُلُّ یִشְׂرָאֵل  
یہ سنی بھی ہوتے ہیں کہ بت بدل دیں گے ہم شریعت یا نزول قرآن شریعت موسوی جاری تھی ۱۲











جب اس قدر مہم ہوا تو لکھتے ہیں (اشیاب ۵۲) **לַלְלָהּ לִי לַלְלָהּ לִי לַלְלָהּ לִי**  
**לַלְלָהּ לִי לַלְלָהּ לִי לַלְלָהּ לִי**  
**לַלְלָהּ לִי לַלְלָהּ לִי**  
**לַלְלָהּ לִי - לַלְלָהּ לִי**  
**لَا يَأْتِي** : عَوْرِي عَوْرِي لِبَشِي عَوْرَتِي صَيُّونَ لِبَشِي بَعْدِي  
تفاریخ پر دشا لایم غیر مہم دشا کی تو یوسف یا تو باخ عود عاریل طامی  
(ترجمہ) بیدار ہو بیدار ہو بہن اپنا جلال اے صہیون بہن اپنے جمال کے کپڑے  
اے اورشلیم پاک تھرک اب تجھ میں نا مختون اور جس نے آسے گا خبر ہی نسبت  
بیت المقدس کی کہ یہ مسجد پھر آباد ہوگی اور اس میں نماز پڑھی جائے گی اور ہلال  
جمال یزدان پاک وہاں نازل ہوگا اور پھر اس پر قبضہ نا مختون دنا پاک کا نہ ہوگا نا مختون  
سے جملہ اقوام بت پرست و نصاریٰ مقصود ہیں جن کا حقہ نہیں ہوتا اور جس سے مقصود ہو  
ہیں جن کی طرف جا بجا صحف انبار میں نجاست کی نسبت ہوئی ہے حزقیل کی باب ۲۲  
۴ آیت دیکھو یہ نسبت بوجہ ان کی کفران و اصرار پرستی و سحر سازی و فسق و فساد و غرور  
و فریب و دغا بازی سے واقع ہوئی۔ مقصود یہ ہے کہ خوش ہوئے بیت المقدس کہ اب تجھ  
کسی قوم بت پرست اور یہود و نصاریٰ کا قبضہ نہ ہوگا چنانچہ جب سے اہل اسلام کے قبضہ  
آیا پھر کسی قوم کا قبضہ اس پر نہ ہوا۔ مسلمانوں کی طہارت ظاہر و باطن میں کچھ شبہ نہیں اُن  
مذہب ہر شتم کے ادہام و شکوک سے پاک ہے اجنہ و روحانیات کے کچھ بھی غفلت نہیں جا  
سحر سے مبرا ہیں۔ **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ**  
**يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا**  
**مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ** (ترجمہ) وہی ہے جس نے بیجا ان پڑھوں میں  
رسول اُن میں سے جو پڑھتا ہے اُن پر اُس کی آیتیں اور پاکیزہ کرتا ہے اُن کو اور سکھاتا

انہیں کتاب رکمت۔ اگرچہ وہ پہلے بڑی گمراہی میں تھے۔ مقصود یہ ہے کہ وہ رسول بھی ان پڑھ ہے۔ اگرچہ اُس کو علم اولین و آخرین سب کچھ دیا گیا تھا وعلہنا من لدنا علما یعنی اُس کو جملہ علوم بلا کتاب حاصل ہیں کہ یہی شان انبیاء ہے اور نیز اُس میں اشارہ ہے حضرت موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۱۸ باب کی طرف کہ اُس میں وعدہ تھا کہ تم میں سے تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰ کا سابی بھیجوں گا پس اس آیت میں خدا یاد دلاتا ہے کہ وہ وعدہ ہم نے پورا کیا بیتلوا علیہم آیتہ سے یاد دلاتا ہے۔ اُس وعدہ کو جو شیر موسیٰ میں گزرا کہ ہمارا کلام میتھ کی طرح نازل ہوگا اور پاکیزہ کرنا ہے انہیں یعنی عیون نسانی سے پاک کر کے فضائل انسانی ان میں بھر کر ان کو مستہر بنانا ہے اور کتاب سے مقصود عالم مثال ہے جس میں تمامی کلیات عالم موجود ہیں اُس کی تعلیم سے مقصود وہاں کی سیر ہے۔ کلی سے مطلب ہمارا کلی منطقی نہیں بلکہ اصل اُس کی جو اس عالم میں موجود اور یہ عالم اُس کا پرتو ہے۔ بیان اُس کا بہت طولانی ہے اور یہی انسان کی دانش و کمال ہے کہ اُس عالم کی سیر کرے و قبل بعثت پیغمبر کے تمام دنیا ضلالت میں تھی اصنام پرستوں کی ضلالت تو ظاہر ہے اور یہود کی ضلالت سے صحیف انبیاء رب ریزہ اور نصاریٰ کی تلیث اُن کی گواہ ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہے المومن لا ینجس اور مسلمان مخموت بھی ہوتے ہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ اُن کے یہاں ختنہ نہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ۲ آیت میں اس کی

تائید ہے + ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

مشرقی معارف تو مبنی شہی پر و شالایم حقیقی مؤثری صوابی شہبیا  
بش صیون (ترجمہ) بدن جھاڑ کے خاک سے اٹھ اے اور شلیم لوٹی ماری  
کھول دی اپنی گردن کے طوق اے بیت المقدس ویران ہے - ۱۱





عذاب آخرت سے ڈراتے تھے مَا اَنَا اِلَّا لَبْثٌ وَّ ذَنْبٌ : اب خدا کتابی کہ اس  
 بشر کے پاؤں پہاڑوں پر کیسے جم گئے یعنی اُس کی شریعت کبھی منسوخ نہ ہوگی اور  
 اُس کی حکومت بیت المقدس سے جائے گی جیسا اور اُس کا بیان ہو چکا ہے سلام سنانے سے  
 مقصود یہ ہے کہ اب انسان کے بعد الموت سالم رہنے کی تدبیر بتاتے تھے۔ مِنْ اَمِنْ بِاللّٰهِ  
 وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ علاوہ بریں اذان  
 میں پانچ وقت حی علی الفلاح لوگوں کو سنایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں مسلمانوں میں  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ کمنا سنت ہے۔ ان سب باتوں کی طرف سلام سنانے سے اشارہ کرتا ہے  
 ایسا ہی ماحوم نبی کی کتاب میں مذکور ہے اُسے ہم اس کے بعد تائیداً لکھیں گے اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی  
 بِمَنْزِلَةِ رَبِّكَ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ اَلَمْ يَكُنْ لَكَ اٰیٰتٌ اَلَمْ يَخْلُقْكَ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَلَمْ يَخْلُقْكَ  
 قَوْلٌ صَوْنٌ نَّاسُوْهُ قَوْلٌ يَّحْدُ اَوْ يَرْثِيْنُوْهُ اَلَمْ يَكُنْ لَكَ اٰیٰتٌ اَلَمْ يَخْلُقْكَ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَلَمْ يَخْلُقْكَ  
 صوفیہ اصل میں یہ لفظ اُس پر بولا جاتا ہے جو منارہ پر بیٹھا ہے اُس غرض سے کہ حوادث کی  
 خبر دے لیکن اطلاق اس کا نبی پر ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی غیب کی خبر دیتا ہے۔ (توجہ) کلام  
 تیرے بنی کا اٹھالیں گے اور ایک زبان ترنم کرے گی جب بالمشافہ رجعت الہی بیت المقدس  
 کی طرف دکھیں گے) یہ حال صحابہ و جماعت مسلمین کا بیان ہوا ہے کہ وہ لوگ  
 کلام موسیٰ کا اٹھالیں گے یعنی اُس کی تصدیق کریں گے اور اُس کے اکثر  
 احکام پر عمل ہو گا جیسے خدا پرستی اور جادو و سحر سے اجتناب۔ نجوم و تطہیر  
 رمل و قیافہ و فال گوئی، اوہام باطلہ سے احتراز و حلال و حرام میں امتیاز  
 طہارت و پاکی و حج و زکوٰۃ و صوم و صلوٰۃ و قربانی و ذبح و عتہ و غیہ  
 تورات و قرآن کے احکام بہت ملتے ہیں۔ البتہ بعض بعض احکام منسوخ ہوئے  
 ہیں ایک زبان ترنم کرنے سے مقصود نماز جماعت ہی یعنی وہ لوگ جماعت

کی نماز پڑھیں گے جماعت کی نماز کا یہ طور کبھی نہ تھا۔ اور خدا کی رحمت بیت المقدس کی طرف اس سے مقصود واقعہ معراج ہو جب آنحضرت بیت المقدس میں تشریف لے گئے تھے بیت المقدس تک تشریف لے جانا آپ کا منصوص ہو۔

## واقعہ معراج

اب ہم کو یہاں کچھ واقعہ معراج لکھنا ضروری ہے۔ معراج کے اصل معنی ہیں سُلّم و زردبان سیرطی و عروج لیکن مقصود معراج انبیاء سے انتہائی کمال انسانی ہے۔ ہم اور پر بیان کر چکے ہیں کہ روح انسانی میں دو وصف ہیں۔ ادراک و تصرف اس میں جملہ ارواح متساوی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہر انا بشر مثلكم یعنی نفس الادراک و تصرف میں تم لوگ میرے شریک ہو۔ لیکن ارواح ان دونوں وصفوں میں بحسب شدت و ضعف متفاوت ہیں ارواح نبیاء ان دونوں صفت میں درجہ اعلیٰ میں ہوتی ہیں کہ کسی بشر کی روح اُس درجہ کو نہیں پہنچتی پس انبیاء کا اپنے کمال کو جو اُن کے لئے ممکن ہے پہنچنا یہی معراج ہے لیکن مجرد نبوت یہ درجہ اُن کو حاصل نہیں ہوتا جب اُس درجہ کو پہنچتے ہیں تو اُن کی نبوت تام و کل ہو جاتی ہے۔ عالم ملکوت اُن پر آشکارا ہو جاتا ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَذَلِكَ نَذَرِي اِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یہ اُن کو بعد المعراج حاصل ہوا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ آنحضرت کو فرمایا لَنَزِيهٍ مِّنْ اٰیٰتِنَا اور تصرف سے بڑے بڑے معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور پانی اوڑھو کر چلنے کی قوت غیر انبیاء کو بھی حاصل ہوتی ہے گو اُس درجہ کی نہ ہو۔ اس کے امکان میں کبھی شبہ نہیں۔ استجارہ کی کوئی وجہ نہیں حضرت ایسا سے جب ملک انیریل نے کہا کہ کل میں تم کو قتل کروں گی۔ وہ وہاں سے جا کر ایک مقام پر سو رہے۔ فرشتہ نے آکر جگایا اور کچھ روٹیاں اور پانی دیا کہ کھاؤ پیو وہ کھاپی کے سو رہے پھر فرشتہ نے آکر جگایا اور کچھ روٹیاں اور پانی دیا کہ کھاؤ اور پیو تم کو مسافت بعید قطع کرنا ہے اُس کی تاثیر سے وہ

چالیس دن رات کی راہ طے کر کے کوہ طور پر پہنچے یہ اُن کی معراج تھی۔ یہ قلعہ سلاطین  
باب ۱۹ میں بھی مذکور ہے۔ حضرت الیاس میں یہ قوت بہت شدید تھی جہاں چاہتے تھے فوراً پہنچ  
جاتے تھے جیسا یاق کلام کتاب مذکور سے سمجھا جاتا ہے۔ جب راجہ داسہیر بمقابلہ محمد ابن قاسم  
مارا گیا تو برہمنوں نے اُس کی نعش کو چھپا دیا اور مشہور کیا کہ راجہ لنگا گیا ہے وہاں سے فوج چرا  
لے کر آئے گا جب اس کو بہت دن گزرے تو راجہ داسہیر کا بیٹا بہت تنگ ہو کر وہاں ایک  
جوگن رہتی تھی اُس کے پاس گیا اور راجہ داسہیر کا حال پوچھا کہ وہ لنگائیں ہی یا نہیں جوگن نے  
کہا کہ اس کا جواب کل دوں گی۔ صبح کو میرے پاس آنا۔ جب صبح کو وہ اُس جوگن کے پاس  
گیا تو اُس نے ایک تازہ ٹہنی ایک درخت کی جو خاص سرزدیپ میں ہوتا ہے نکالی اور کہا کہ  
میں رات بھر میں تمام لنگا گھوم آئی وہاں راجہ نہیں ہے۔ یہ شاخ میرے تعذیب کی گواہ ہے  
اب دیکھو کہ وہ جوگن رات بھر میں سمندر طے کر کے گئی اور لنگا سے لوٹ آئی۔ ذوالنون  
مصری نے لکھا ہے کہ میں جہاز پر سوار جاتا تھا اُس جہاز میں ایک درویش بھی چڑھا تھا میرا  
جی بے اختیار چاہتا تھا کہ اُس سے کچھ بات کروں لیکن اُس کے رعب سے کچھ بول نہیں سکتا  
تھا۔ اتفاقاً اہل مرکب میں سے کسی کا ایک جو ہریش قیمت گم ہوا۔ ناخدا نے سب کی تلاش  
یعنی شروع کی۔ یہاں تک کہ نوبت اُس درویش تک پہنچی۔ جب اُس سے ناخدا نے تلاش  
کے لئے کہا اُس نے اپنے سب کپڑے دکھا دیئے جو ہر نہ ملا بعد اُس کے درویش سمندر  
میں اتر پڑا اور مثل خشکی کے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اہل مرکب کے نظر سے غائب ہو گئے  
واللہ اعلم کہاں گیا۔ المحی مصرعہ سے

کہ ابدال در آب و آتش روند

ایک مرتبہ رابعہ بصری اور ایک درویش ساتھ ساتھ کہیں جاتے تھے چپ ٹھہرا  
وقت ہوا تو درویش نے وضو کر کے اپنی جانماز پانی پر بچھا کر نماز پڑھنے لگا۔ رابعہ  
بصری یہ دیکھ کر اپنا مصلیٰ ہوا پر بچھا کر نماز پڑھنے لگیں۔ بعد ان فراغ رابعہ بصری نے کہ



پانی پر چلنا خواہ ہوا پر موجب فخر نہیں پانی پر جملہ حیوانات آبی چلتے ہیں اور ہوا پر کبھی بھی چلتی ہے۔ حضرت یونس کے قصہ کو بخانا کرو کہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن تین رات رہے اور مچھلی کے پیٹ کی آگ نے اُن پر کچھ اثر نہ کیا۔ بالآخر مچھلی نے اُن کو اُگل دیا۔ وہاں سے نینوا تین دن کی راہ تھی حضرت یونس نے اُسے دن بھر میں طے کیا۔ ان سب حکایات کی معاذین بلا وجہ اپنے تصور نظر سے تکذیب کریں گے۔ واضح ہو کہ حرکت و مکون خواص جسم سے ہے لیکن اجسامِ عرث بطور میں متفاوت ہیں حرکت اولیٰ جس سے طلوع و غروب ہوتا ہے نہایت سریع ہے کہ ہفتی مدت زمانہ میں لفظ و حرفی یعنی سبب خفیف جیسے قلیل بسرعت تمام ادا ہوتے ہیں اتنی دیر میں اجسام اُس حرکت سے دو ہزار میل سے زیادہ قطع کرتے ہیں حرکات کو اکب کو لچا کر دے۔ کوئی سریع ہے اور کوئی بطی۔ قمر کی سرعت السیر ہے اور زحل بطی عناصر بھی بعض سریع ہیں بعض بطی حیوانات میں بھی بعض سریع حرکت کرتے ہیں اور بعض بطی حرکت کرتے ہیں عرث بطور حرکت کی کوئی علت ہوگی و علت جسمیت نہیں ہو سکتی کیونکہ کبھی چھوٹا جسم حرکت سریع کرتا ہے و بالعکس منشا اس کا بغاہر قوت و ضعف محرک ہے اور محرک حرکات ارادیہ میں نفس مجرد ہوتی ہے جس کی قوت گھٹتی بڑھتی ہے۔ دیکھو جنین رحم میں دودی حرکت کرتا ہے۔ پھر اُس کی حرکت کسی قدر زیادہ ہو جاتی ہے۔ پس اگر نفس ناطقہ میں وہ قوت آجاوے جو موکل ہوا میں ہو تو وہ بدن کو ہوا کی طرح حرکت دے سکے گی۔ و علیٰ ہذا القیاس۔ یہ امر محال نہیں ہے جسمِ ہریم کی حرکت کر سکتا ہے۔ ناممکن نہیں فقط۔ اگرچہ انبیاء کو اپنے استکمال میں حاجت اکتاب نہیں تاہم قطع علاقہ جسمانی میں کچھ کچھ تفکر کرنا پڑتا ہے قال اللہ تعالیٰ و تبطل الیہ بتیلا یعنی اُسی کا ہورہ۔ چنانچہ آنحضرت صلم نے اولاً عزت و گوشہ نشینی حرام میں اختیار کی کہ دفعۃً جبرئیل وہاں آئے اور آپ کو زور سے گود میں دبایا جس کے اثر سے تعلقات جسمانی مضمحل ہو گئے اور آپ کو اقرا باسم ربک الذی خلق پڑھا کے بنی کر دیا پھر تودہی نازل ہونے لگی۔ پھر لیلۃ الاسرار میں آپ کی نبوت کامل و مکمل ہو گئی اور آپ اس جسم سے بتحریک

روحانی بیت المقدس تک تشریف لے گئے جس کی حکایت سورہ بنی اسرائیل میں نازل ہے:

مَسْكَاَنَ الَّذِي اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لِيَكْلَأَ مِنْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى  
الَّذِی بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیْہِ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

(ترجمہ) کیسا پاک ہو وہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگر وہ ہم نے برکت دی اپنی آیات دکھانے کے لئے وہی سمیع و بصیر ہو) الَّذِی سے مفسرین کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ مراد ہی میرے نزدیک الَّذِی سے مراد وہی عہد ہو یعنی مسجد اقصیٰ تک لے گیا اُس بندہ کو جس کو برکت دی یعنی کامل و مکمل کر دیا اپنی آیات ظاہر کرنے کے لئے اگر حول کے معنی قوت کہیں تو نہایت مناسب ہے ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض کردہ خطہ ہے اور ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ بیت المقدس کا عرض ہے۔ فاصلہ درمیانی ۱۰ درجہ ۱۰ دقیقہ ہے ایک درجہ ارضی ۶۶ میل دو ثلث میل ہوتا ہے پس فاصلہ درمیانی کعبہ و بیت المقدس قریب سات سو میل کے ہے جسے آپ نے چند منٹ میں طے کیا یہ آپ کے کمالات روحانی سے تھا۔ ظاہر عبارت قرآن و دلالت کرتی ہے کہ آپ خود وہاں تشریف لے گئے نہ براق تھا نہ کوئی سواری یہی کمال نفس ناطقہ ہے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ پانی پر چلتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا یقین بڑھے گا تو تم ہوا پر چلو گے۔ قریش سے جب آپ نے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے تکذیب کے اور نشانات بیت المقدس کے پوچھنے لگے آپ نے ایک ایک نشان بیت المقدس کے بیان کئے بلکہ ایک قافلہ مکہ کا جو اُٹنا راہ میں تھا اسے بھی بیان کر دیا کہ اتنی دور ہے تب وہ غایت تعجب سے بولے ہذا سحر مبین جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے صحیحین میں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جب جھٹلایا مجھے قریش نے تو میں کھڑا ہوا حجرتیں جو ایک مقام پر کعبہ ہیں پھر تو خدا نے بیت المقدس کو مجھ پر آشکارا کر دیا اور میں نے اُس کے ایک ایک نشان بیان کر دی اور میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ چونکہ آپ تھوڑی ہی دیر کے واسطے وہاں تشریف لے گئے تھے تو احتمال تھا

کہ شاید بیان آیات میں کچھ فرق واقع ہو اس لئے خدا نے بیت المقدس کو آپ کی نظروں کے سامنے کر دیا اور جلد سوالات کفار کے آپ نے جواب دیئے۔ اس سے تکمیل ادراک ثابت ہو۔ جیسا وہاں جانے سے تکمیل تصرف کہ یہی معنی معراج ہیں چونکہ حضرت اشعیا کی معرفت اس آیت میں آنا پیغمبر کا بیت المقدس میں موعود تھا اور اُس پر ایمان لانا باعث فلاح یہود بیان ہوا تھا اس لئے خدا نے غزوہ جہل کمال شفقت سے بذریعہ اس آیت کے جو سورہ بنی اسرائیل کے اول ہی میں واقع ہو جتنا ہر کہ وہ وقت آگیا وہ نبی بیت المقدس میں گیا تم لوگ اُس پر ایمان لا کے فائز المرام ہو اُس کے بعد ہی خدا اپنے وعدوں کو بیان کرتا ہے کہ کچھ نبی اسرائیل کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ معراج پیغمبر کو نبوت سے پندرہ مہینے پر ہوا تھا اور ایک حکایت آپ نے آسمانوں پر سیر کرنے کی فرمائی وہ ماجرا دوسرا ہے جس کی روایت صحیح مسلم و بخاری میں انس ابن مالک سے بہت بسط و تفصیل سے مذکور ہے لیکن علماء حدیث دونوں کو ایک میں ملا دیا۔ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پیشتر واقع ہوا۔ ۲۷ ربيع الثانی کو جیسا کہ حربی کہتا ہے اور زہری کا بیان یہ ہے کہ ہجرت سے آٹھ برس پیشتر کا یہ ماجرا ہے۔ زہری کا قول اقرب بصواب ہے کیونکہ اس اسراء میں نماز فرض ہوئی اور اُس میں اتفاق ہے کہ حضرت خدیجہ نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وفات خدیجہ ہجرت سے پانچ برس پیشتر ہوئی اور آنحضرت مکہ میں بعد البتوة تیرہ سال ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسراء نبوت سے پانچ برس بعد ہوا۔ یعنی ہجرت سے آٹھ برس پہلے۔ اسی کو نووی نے شرح مسلم میں بسند کہا اس اختلاف کا باعث یہی ہے کہ اسراء دو مرتبہ ہوا۔ اسراء بیت المقدس جو نبوت سے پندرہ ماہ بعد ہوا اسراء سموات جو نبوت سے پانچ برس بعد ہوا۔ انس ابن مالک اس حدیث کی روایت مالک بن صعصعہ اور ابو ذر سے کرتے ہیں پس اصل راوی اس کے دو صحابی جلیل القدر ہیں غالباً انس ابن مالک نے خود آنحضرت سے نہیں سنا ہوا اور روایات جو بخاری و مسلم میں مذکور ہیں ان میں کچھ کچھ اختلاف بھی ہے قدر مشترک یہ ہے کہ آپ مکہ میں

تھے درمیان نوم و یقظہ کے کہ مکان کی چھت پھٹ گئی اور فرشتہ آیا اور صدر مبارک کو شق کیا اور پھر بدستور کیا اور آپ کو براق پر سوار کر کے آسمانوں پر لے گیا۔ وہاں انبیاء علیہم السلام ملاقات ہوئی اور بہت عجائبات آپ نے مشاہدہ فرمائے۔ پھر وہاں امت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی۔ لیکن حضرت موسیٰ کے مشورہ سے آنحضرت کی درخواست پر پانچ وقت کی رہ گئی۔ چونکہ بادی النظر میں اس جسم خاکی کا جانا اخلاک پر متباعد ہر اس لئے اہل نظر نے اس میں بحث کی ہر کہ یہ واقعہ خواب میں تھا یا بیداری میں اکثر فقہار و محدثین اور متکلمین کہتے ہیں کہ آپ نے جسد مبارک سے آسمانوں کی سیر کی تھی اور جو کچھ دیکھا وہ اسی آنکھ سے دیکھا اور بہت لوگوں کی رائے یہ ہر کہ یہ سب خواب میں تھا چنانچہ حضرت عائشہ کا بھی یہی اندازہ ہے۔ بچہ و جودہ اولاً تو بعض روایت میں ہر کہ اُس وقت میں بین الناس والیقظان تھا یعنی کچھ سوتا تھا اور کچھ جاگتا تھا۔ اس سے سمجھا جاتا ہر کہ آپ بالکل بیدار نہ تھے۔ امام نوویؒ اس کا جواب دیا ہر کہ یہ حالت فرشتہ کے آنے سے پہلے تھی بعد آنے ملک کے آپ بیدار ہوئے دوسری دلیل یہ ہر کہ سورہ نبی اسرائیل میں وارد ہر: وَمَا جَعَلْنَا الدُّرُيَا الَّتِي اَرْتَبْنَا لَكَ اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ (ترجمہ) ہم نے اُس خواب کو جو تجھے دکھایا لوگوں کے لئے فتنہ یعنی امتحان بنایا یہ آیہ کی ہر اس سے ظاہر ہر کہ یہ معراج خواب میں تھا۔ اور اُس کو دوسرے خواب پر بھلانا تکلف بے فائدہ ہر۔ انبیاء کے خواب ہم لوگوں کے سے نہیں ہوتے وہ تو نبوت کا ایک جز ہوتا ہر۔ صحیح بخاری میں عکرمہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ ابن عباس نے اس رویا کے معنی آنکھ کا دیکھنا کہا ہر جو پیغمبر خدا کو دکھایا گیا اُس رات کو جب آپ بیت المقدس میں گئے تھے رویا کے معنی رویت کے کم آئے ہیں حریری وغیرہ اہل لسان کو انکار ہر کہ رویا آنکھ کے دیکھنے کا مصدر نہیں آیا ہر اُس کا مصدر رویت ہر لیکن جب عبد اللہ ابن عباس رویا کے معنی رویت فرماتے ہیں تو اُن کے سامنے حریری وغیرہ کا قول معتبر ہو نہیں سکتا۔ عبد اللہ ابن عباس فصیح عرب سے تھے

گو اہل لغت روایا کے معنی روایت کے نہیں لکھتے جو کچھ ہو اگر روایا کے معنی روایت کے ہوں تو بوجہ تخصیص اسراء کی آیت دلالت کرے گی کہ تابیت المقدس آپ اس جسم سے تشریف لے گئے اور عجائبات بیت المقدس آنکھ سے مشاہدہ فرمائے۔ جیسا کہ اسری بعد ۱۰۰ سے بیت المقدس تک جانا اس جسم سے ثابت ہے قریش کے انکار سے بھی نکلتا ہے کہ آپ نے بیت المقدس تک جانا اس جسم سے فرمایا۔ اس لئے قریش نے انکار کیا اور نشانات بیت المقدس پوچھے۔ اگر آپ نے خواب فرمایا ہوتا تو انکار نہ ہوتا اور نہ وہ کفار کو مستبعد تھا اور نشانات بیت المقدس پوچھنا اور بیان کرنا دلالت کرتا ہے کہ آپ نے وہیں کا جانا بیان فرمایا جیسا آیات سے نکلتا ہے۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذب بنی قریش حین اسری لی الی بیت المقدس قلت فی الحجر فحلی اللہ بیت المقدس فطفقت اخبرهم عن ایته وانا انظر الیہ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبر کو فرماتے سنا ہے کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا جب میں بیت المقدس پہنچا گیا تو کھڑا ہوا میں حجر میں تو خدا نے بیت المقدس کو ظاہر کر دیا تو میں اُس کے نشانات بیان کرنے لگا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ قریش نے بیت المقدس جانے کی تکذیب کی اور اُسی کے نشانات پوچھے۔ اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے بیت المقدس ہی جانے کا اظہار کیا تھا۔ ابوسلمہ سے روایت ہے افتنی ناس (یعنی عقب الاسراء) فجاء ناس الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فذکر والہ فقال اشہد وانه صادق فقالوا اولصدقہ انه اتی الشام فی لیلۃ واحدة ثم رجع الی مکہ قال نعم اصدقہ با بعد من ذلك اصدقہ بنحدر السماء قال فسمی بذلك الصدوق (ترجمہ) فتنہ میں پڑے لوگ یعنی بعد اسراء کے تو کچھ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے ذکر کیا تو کہا کہ سچ مانو اُنہوں نے کہا تو بقصدین کرتا ہے کہ وہ ایک رات میں شام گیا اور مکہ لوٹا۔ کہا ہاں میں اس سے بھی مستبعد بات اُس کی

مانتا ہوں اُس کی آسمانی خبر کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ کہا اسی سے اُس کا نام صدیق ہوا۔ اس حدیث کی روایت بیہقی و ترمذی و نسائی وغیرہ میں ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت بیت المقدس ہی جانا قریش سے بیان فرمایا تھا اُسی کا استبعاد میاں مذکور ہے۔ الغرض احادیث مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت آنحضرت نے اپنا جانا بجسہ تائید بیت المقدس فرمایا جس کی تکذیب قریش نے کی اور نشانات پوچھے۔ آپ نے نشانات بیان کر کے ثابت کر دیے لیکن یہ معنی عبداللہ ابن عباس نے اپنی رائے سے کہے ہیں۔ روایا کو ارنیاک کا مفہوم کہنے میں وقت ہے یعنی بلاتواہل درست نہیں ہوتے تاہم خیال کرنا چاہیے کہ عبداللہ ابن عباس نے روایہ کے معنی روایت عین کے تو فرمائے لیکن نہ خاص کیا اُس روایت کے ساتھ جو آپ نے اسرار بیت المقدس کی شب کو دیکھا۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اسرار دوم مرتہ ہوا ایک اسرار بیت المقدس جس میں آیات آپ نے آنکھ سے دیکھیں اور ایک دوسرا اسرار جس کا ذکر سورہ نجم میں ہے تو بالضرور اُس میں جو روایت ہوئی وہ اس آنکھ سے نہیں کیونکہ اس روایت کو خاص کیا اسرار بیت المقدس کے ساتھ اور یہ کہنا کہ جس رات کو آپ بیت المقدس میں تشریف لے گئے اُسی شب کو آسمانوں پر بھی گئے، روایات صحیح مسلم و بخاری کے خلاف ہے کیونکہ جملہ روایات میں آسمان ہی پر جانے کا بیان ہے۔ بیت المقدس میں جانے کچھ ذکر نہیں ہے۔ سوائے روایات ثابت بنانی کے جو صحیح مسلم میں ہے سو اُس روایت میں یہ بھی ہے کہ دودھ و شراب کے پیالے بیت المقدس میں آئے تھے کہ یہ جملہ روایات کے خلاف ہے۔ جملہ روایات میں یہ ہے کہ یہ پیالے آسمان پر آئے تھے۔ اُس میں یہ بھی لکھا ہے براق ہم نے بیت المقدس کے حلقہ میں بائذہ دیا تھا۔ حالانکہ اُس کے بائذہ کی ضرورت نہ تھی جبریل تو ساتھ میں تھے۔ اس لئے ضرور ہے کہ اس روایت میں کسی راوی سے غلط واقع ہوا۔ واضح ہو کہ روایت سے مقصود کبھی روایت عین ہوتی ہے اور کبھی روایت نقل روایت عین آنکھ کا دیکھنا ہے خواہ وہ خواب میں ہو خواہ بیداری میں۔ خواب میں :

اشیاء نظر آتی ہیں وہ بذریعہ بنطاشیا کے نظر آتی ہیں۔ بنطاشیا جسے جس مشترک بھی کہتے ہیں وہ ایک قوت ہے جو حواس خمسہ ظاہری کا کام کرتی ہے وہ خواب میں کام کرتی ہے بیداری میں بند رہتی ہے پس من حیث العمل وہ باصرہ و سامعہ و لامسہ و ذائقہ و شامہ سب کچھ ہے۔ بہت ریاضت وہ قوت بہت قوی ہو جاتی ہے اور جانگنے میں بھی کام کرتی ہے اس لئے ارباب ریاضت کے نزدیک مسافات بعیدہ کی چیزیں مکشوف ہو جاتی ہیں لیکن یہ کشف مخصوص بالمحموسات ہے اور رویت قلب متعلق بالمعقولات ہے۔ اس روایت سے انکشاف عقول و نقوس ناطقہ و تصدیق قضایا ہوتا ہے جب یہ انکشاف علم حضوری کی شبیہ ہو جائے۔ ایسی حالت میں ابن عباس کی روایت سے کچھ نفع نہ ہوگا کیونکہ ابن عباس کا مقصود یہ ہے کہ رویت قلب مراد نہیں خواب بیداری سے کچھ بحث نہیں اس سے بطلان خواب نہیں لازم آتا۔ گو مقصود رویا عین ہو مگر وہ بھی داخل ہے جو خواب میں ہوتا ہے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ مقصود بیداری کا دیکھنا ہے الا فتنة للناس کو اُس کا قرینہ بیان کیا اس بنا پر کہ خواب دیکھنے پر انکار نہیں ہو سکتا خواب میں ہر انسان اموتیبعہ دیکھتا ہے اُس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ ہاں بیداری کے دیکھنے میں مجال انکار ہے اس لئے وہ فتنة للناس ہو سکتا ہے مگر چونکہ انبیاء کا خواب عوام الناس کا سامنیں ہوتا۔ اس لئے قریش نے رویت آسمانی کا انکار کیا تو خدا کہتا ہے مَا جَعَلْنَا الرُّوْيَا الَّتِي اَدْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ اس لئے حضرت ابوبکرؓ کہہ میں اُس کی آسمانی خبر بھی تصدیق کرتا ہوں۔ پس جب روایت ابن عباس و تقریر قاضی عیاض مفید نہ ہوئی تو رویا کے معنی جو خواب کے ہیں وہی لینا چاہیئے اور یہی آیت دربارہ معراج تو ایک واقعہ خواب ہوگا یعنی آسمانوں پر جانا۔ فتدبر چونکہ آنحضرتؐ نے قریش سے اپنا جانا بیت المقدس بالجسم بیان کیا تھا اور کسی وقت آسمانوں پر جانا اور قریش نے دونوں کو بالجسم جانا سمجھے تھے اس لئے منکر ہوئے اس لئے مَا جَعَلْنَا الرُّوْيَا نَازِلًا ہوا۔ پس رویا کے معنی عام ہیں جو خواب و بیداری دونوں کو

شامل ہیں۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ بخاری کتاب التوحید میں ایک حدیث شریک سے مروی ہے  
 اُس کے اخیر میں لکھا ہے: واستیقظ وهو فی مسجد الحرام اور جگے تو وہ مسجد حرام میں تھے  
 اس سے ثابت و ہرمن ہے کہ یہ معراج خواب میں تھا اور یہ تاویل کہ بعد اسرار کے آپ ہوئے  
 پھر جاگے تو مسجد حرام میں تھے نہایت ناپسندیدہ ہے جس پر نہ کوئی قرینہ ہے نہ کچھ ضرورت  
 سراسر بناوٹ ہے۔ ائمہ حدیث پر اگرچہ اعتراض کرتے ہیں لیکن اس لفظ پر کچھ گفتگو نہیں کرتے  
 اور اگرچہ اس پر اعتراض کئے گئے ہیں لیکن حدیث کو قبول کرتے ہیں البتہ اس حدیث کی دو  
 باتیں جو احادیث مشہورہ کے خلاف ہیں اُس کو محمول کرتے ہیں وہم پر باقی کل حدیث کو تسلیم  
 کرتے ہیں اس لفظ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا ہے لہذا یہ حدیث ثبت مرام ہے۔ علاوہ بریں چلا  
 روایات سے آنحضرت کا ملاقات کرنا ارواح انبیاء سے آسمانوں پر ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ  
 اور انبیاء کی صرف روح تھی جسم تو اُن کا تھا نہیں اور ارواح سے ملاقات جسمانی ناممکن  
 بالضرور ملاقات روحانی ہوئی ہوگی تو پھر جسم کی کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی اور نہ اُس پر کوئی  
 دلیل ہے۔ خواب سے مقصود ہمارا یہ خواب متعارف نہیں ہے بلکہ وہ ایک حالت ہوتی ہے جو انبیاء  
 اور اولیاء پر طاری ہوتی ہے کہ اُس وقت علاقہ جسمانی بالکل منقطع ہو جاتے ہیں وہ حالت  
 بین النوم والیقظہ ہوتی ہے نہ اُس کو خواب کہہ سکتے ہیں نہ بیداری۔ ادراک اُس وقت  
 بیداری سے بڑھ کے ہوتے ہیں چونکہ اُس وقت روح کو توجہ جسم کی طرف نہیں ہوتی اور  
 قوائے جسمانی معطل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے شبیم خواب ہوتی ہے۔ اس لئے اُس حالت  
 افاقہ کو بیداری سے تعبیر کرتے ہیں وہ حالت اعلیٰ درجہ کی بیداری ہے اُس کے سامنے  
 بیداری خواب ہے۔ یہ حالت انبیاء کو نہایت شدت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اولیاء کو بھی آپ  
 فیضان سے علی حسب مراتب کچھ نہ کچھ ہوتی ہے اُس وقت عجائب عالم ملکوت نظر آتے ہیں  
 اگر کہیں کہ معراج آپ کو بیداری میں ہوا تو بے جا نہیں اور کہیں کہ خواب میں ہوا تو بے  
 غلط نہیں ہاں آپ کا تشریف لے جانا افلاک پر اس جسم خاکی کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتا



معراج تو آپ کو بے اوقات ہوتا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا ہر لی مع اللہ وقت لا یسعیھا  
 ملک مقرب ولا بنی مرسل پہلی پہل جو ہوا تھا اُس کی آپ نے حکایت کر دی ہے۔  
 معراج تو آپ کے ادنی کمالات سے ہے۔ الغرض آپ بیت المقدس تک اس جسم خاکی کے ساتھ  
 تشریف لے گئے اور بہت عجائبات مشاہدہ فرمایا۔ اُسی کو لیلیۃ الاسرار میں سمجھنا چاہیے۔  
 پھر دوسری مرتبہ سیر افلاک و ملائکہ فرمائی۔ ان دونوں واقعہ کو معراج سمجھنا چاہیے۔ سورۃ نجم  
 کے بیان سے بھی ایسا ہی مستفاد ہوتا ہے اس لئے اُس کو نقل کرنا ضرور ہے۔ عِلْمُہُ  
 شَدِیدُ الْقُوٰی ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنٰ  
 فَتَدَلّٰی فَاَنَّ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی  
 مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اَفْتَمَّسَ وَنَہُ عَلٰی عَارِیْ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَہٗٓ اٰخَرٰی  
 عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَهٰی عِنْدَہَا جَنَّةُ الْمَاوٰی اِذْ یَغْشٰی السِّدْرَۃَ  
 مَا یَغْشٰی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ آٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی

**لغات**۔ شدید القوی۔ زور دار۔ مقصود جبریل۔ عبرانی میں یہ گبری ایل ہے جس کے  
 معنی ہیں خدا کا بہادر۔ ایل خدا کا نام ہے۔ اس ملک کو تعلق ہے انبیاء کے ساتھ۔ مِرَّة۔ ستھام  
 متانت۔ ذُو مِرَّة۔ متین۔ استوی بمعنی استقام۔ استوار و استقامت بمعنی راستی  
 راستی انسان کی اُس کی تہذیب قوت نظری عملی ہے جو اُس کا کمال ہے۔ افق نہایت درجہ کا  
 کمال۔ رَجُلُ افق۔ مرد کامل۔ دُنِیٰ قربِ مشق ہے دونوں سے تدلی بمعنی قرب یہ یا مبی  
 قَاب بمعنی بمقدار قوس = کمان۔ اَدْنِیٰ بمعنی اقرب۔ فَوَاد = دل۔ تہارون = مشق  
 ہے۔ مَرَّ سے جس کے معنی ہیں مجاہدہ۔ نَزْلَہ بمعنی مرہ۔ سِدْرَہ = بیر کے درخت کو  
 کہتے ہیں جیسا اُس کے پھل کو بنق کہتے ہیں۔ (ترجمہ) سکھایا اُسے جبریل نے جو متین ہے  
 پھر تو مہذب ہو گیا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا مل ہوا۔ پھر تو قریب ہوا اور نزدیک ہوا پھر تو دو کمان  
 کی مسافت رہ گئی۔ بلکہ اُس سے بھی نزدیک پھر تو وحی بھیجی اللہ نے بندہ کے پاس جو وحی

بھیجی کچھ غلطی نہ کی دل نے جو دیکھا تم اس سے جھگڑتے ہو دیکھنے پر اور دیکھ لیا اسے  
 دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہی کے پاس جس کے نزدیک جنت ہے جب چھو پیا تھا آگیا گڑی  
 رہی ہاں دیکھ لیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں یہاں پیغمبر کی تعلیم و استکمال کا بیان ہے اور  
 کفار کی تہنید بھی مقصود ہے کہ وہ آنحضرت کے کمال و مقام کو سمجھ سکیں۔ کفار کا غصہ کر کے فلاح دینا  
 آخرت حاصل کریں۔ کیونکہ کامل کی نافرمانی واجب خیران ہے۔ کیونکہ کفار عرب و شام خصوصاً  
 بنی ابراہیم اور ان کے متبعان جانتے تھے کہ آدم کی نافرمانی و عداوت سے شیطان مردود  
 ہوا۔ نوح کی نافرمانی سے زمین ڈوب گئی ابراہیم کی نافرمانی سے غرود اور اس کی قوم  
 برباد ہوئی۔ قوم لوط بھی عصیان ہی نہ تہ و بالا ہوئی پس خداے عزوجل مبعقباتے رحمت  
 مہربانی سمجھاتا ہے کہ جس طرح آدم بہ تعلیم ربانی کامل ہوئے اسی طرح اس امی کو جو تمہارا ساتھی  
 ہے اور تم طفولیت سے اس کا حال جانتے ہو اسے جبریل نے جو بڑے قوی ہیں اور ان کی  
 تعلیم نہایت موثر ہے سکھایا ہے اس تعلیم کے اثر سے وہ مستقیم و مستوی یعنی علائق جہمائی دور ہو گئے  
 منہذب ہو گیا۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ پہلے غار حرا میں جبریل آئے اور آنحضرت کو  
 اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پڑھایا پھر آگے نماز و وضو کا طریق سکھایا پھر ایک روز  
 آپ چلے جاتے تھے ایک آواز آئی آپ نے اُدھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر آواز آئی  
 تو آپ نے اوپر دیکھا تو جبریل بڑی شان و شوکت کے ساتھ جلوہ نمایں اس وقت آپ پر  
 ایک خوف طاری ہوا۔ آپ دولت خانہ میں آکر سو رہے کہ یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا المدثر  
 قم فاند ر ربك فکبر وثیابک فطهر والرجز فاهجر۔ مدثر جو چادر تلنے ہو  
 اور عاقل رجز نجاست (ترجمہ) اے غافل اٹھ اور ڈر اور اپنے رب کی عظمت  
 ظاہر کر اور اپنا کپڑا پاک کر اور نجاست کو چھوڑ ڈرانے سے مقصود ہے قوت غضبی اور  
 شہوی کو رام کرنا اور کپڑے پاک کرنے سے مقصود تزکیہ روح ہے اور نجاست سے مقصود  
 علائق جہمائی ہیں۔ پس مقصود یہ ہے کہ مستعد ہو کے اپنے غضب اور شہوت کو رام کر اور اپنی

جان کو پاک کر عطاۃ جہانی کو دُور کر تب خدا کی عظمت و جبروت کو مشاہدہ کر؛ و ربك فکبر  
 کے معنی یہی ہیں کہ اپنے رب کی عظمت دیکھ اور الرحمن و الرحیم سے ایما ہر بیت المقدس  
 جانے کا کیونکہ رجز سے اصنام ہی ارادہ کرتے ہیں صحیح بخاری میں ہر الرجز ہی الاوثان  
 کتاب التفسیر دیکھو: اُس وقت کعبہ بتوں سے بھرا تھا پس مقصود یہ ہے کہ پاک و صاف ہو کے  
 آپ کعبہ کو چھوڑ کے بیت المقدس تشریف لے جائیے اور آیات ربانی مشاہدہ کیجئے کیونکہ  
 اس کے بعد ہی کہ لا تعین تستکثر یعنی تھک مت بہت سیر کر من کے معنی ہیں  
 سیر سے تھک جانا۔ اس لئے تستکثر سے مقصود تستکثر المسیر اور من کے دوسرے  
 معنی یہاں موافق نہیں چونکہ اثیار کا مادہ نہایت متعدد ہوتا ہے تو بہت جلد تکلیف ہو گیا اور  
 آپ بیت المقدس تشریف لے گئے جس کی حکایت سورہ بنی اسرائیل میں واقع ہے۔  
 الغرض آپ تدریجاً کامل ہوئے جس کی تعبیر خدا استواء سے اس سورہ میں کر رہا ہے پھر  
 افق اعلیٰ پر ہونے سے بیان کرتا ہے کہ وہ انتہا درجہ کا کمال ہوا اور خدا سے بہت ہی  
 قریب ہو گیا۔ یہ خلاصہ ہر دینی فکری فکان قاب قوسین کا واضح ہے کہ خدا منزہ ہے  
 زمان و مکان سے تو قرب و بعد اُس کی شان سے دُور ہے اور اگر قرب سے مراد وہ  
 تعلق ہے جو علت کو معلول کے ساتھ ہوتا ہے تو واجب تعالیٰ کو وہ قرب جملہ موجودات کے ساتھ  
 اُس سے تو کوئی خالی نہیں کیونکہ واجب الوجود ہستی ہر تمام ممکنات کی اور ہستی کسی  
 چیز کی اُس سے جدا نہیں ہوتی اسی وجہ سے کہتا ہے: ونحن اقرب الیہ من  
 حبل المورید پس مقصود قرب سے یہاں تشبیہ بالملک ہے یعنی آپ میں جملہ صفات ملکی  
 آگئیں اور بار نزول وحی کے متحمل ہوئے۔ اُس کے بعد کہتا ہے کہ جب آپ کامل مثل ملائکہ  
 ہو گئے تو خدا نے وحی بھیجی اپنے بندہ کے پاس جو وحی بھیجی اُس وحی کا جو خدا نے بھیجی  
 کچھ ذکر نہیں۔ اس سے متبادر مطلق وحی ہے لیکن مقصود اس سے بیت المقدس کا جانا ہے  
 یعنی جب وہ کامل تشبیہ بالملک ہو گئے تو ہم نے اُن کو بیت المقدس جانے کا حکم بھیجا چنانچہ

جانے کی تصریح سورہ بنی اسرائیل میں وارد ہے۔ اب اُس کے بعد کہتا ہے کہ جو کچھ دیکھا لعین بیت المقدس میں اُس میں کچھ کذب و دروغ منشوش نہیں تم لوگوں نے خوب جانچا۔ ٹھیک ٹھیک جواب دیا پھر تعجب سے پوچھتا ہے کہ اب بھی تم اُس کے دیکھنے پر جھگڑاتے۔ یعنی جب ایک جگہ کا دیکھنا تمہاری جانچ میں صحیح و صادق ٹھیلے تو آسمانوں کا حال بھی جو کہتا ہے اُس کی تصدیق کرو یہاں تک تو بیت المقدس جانے کا اور وہاں آیات ربانی دیکھنے بیان ہے۔ اسی کو لیلۃ الاسرار کہنا مناسب ہے۔ اب کہتا ہے کہ اور دیکھا اُس نے لعین آیات و عجائبات کو دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہی کے پاس۔ اس سے ظاہر ہے کہ معراج دوم مرتبہ ہوا اصل معراج تو وہی تھا جو لیلۃ الاسرار میں ہوا۔ اُس وقت تکملہ پورا ہو چکا ایک مرتبہ اور آپ نے عجائبات سدرۃ المنتہی کے پاس مشاہدہ فرمایا اُس کی کئی آپ نے حکایت کی تھی چنانچہ اُس کا ذکر یہاں قرآن میں بھی ہے۔ اس کو بھی اگر مجازاً معراج کہیں تو بے جا نہیں کیونکہ یہ بھی علامات کمال سے ہے۔ اب یہاں کچھ سدرۃ المنتہی کی بھی تحقیق مناسب ہے۔ واضح ہو کہ سدرہ عربی میں بیر کے درخت کو کہتے ہیں مشہور یہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے۔ لیکن شریک کی روایت سے جو صحیح بخاری میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ سدرہ ساتویں آسمان کے اوپر ہے جس کی شرح میں قسطلانی نے لکھا ہے کہ یہ مشہور ہے کہ خلاف اور مسلم میں جو ثابت بنانی سے روایت ہے اُس سے بھی تجاوز سدرہ آسمان سے مستفاد ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس روایت قتاوہ سے۔ الغرض اول درجہ کی صلاح احادیث سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے اور شہرہ کو کوئی وقعت نہیں جو کچھ ہو آسمان پر بیر کا درخت نہایت مستبعد ہے اور یہ جملہ شرائع کے خلاف ہے تمام عالم میں اس بیر کی خبر نہیں اور نہ اُس کا کچھ فائدہ ہے۔ اس لئے میرے نزدیک مراد سدرہ سے فلک مشہم ہے جس پر ثواب بے حد و شمار موجود ہیں جن کو تشابہت ہی یعنی بیر سے ہے اور منتہی اس واسطے کہا کہ منتہا ہے بصر ہے اُس کے اوپر نہ کوئی کوکب ہے نہ بصر کچھ کام کرتی اور اگر حرکت اولیٰ



سوائے خدا کے کوئی نہیں جس کی طرف ضمیر پھریں۔ بنی اسرائیل کا لفظ تو قریب ہی نہیں اور اگر ہوتا بھی تو اُس کے واسطے صیغہ جمع ہوتا اور ہر یقیناً صیغہ واحد اس لئے ضمیر خدا کی طرف پھرتی ہے۔ خدا نے خود تو دفن کیا نہ ہوگا۔ اس لئے سمجھا گیا کہ فرشتہ نے دفن کیا کیونکہ اُس کے بعد لکھا ہے کہ اُس کی قبر آج تک کسی آدمی کو معلوم نہ ہوئی حالانکہ اُن کے سر چھ لاکھ آدمی تھے۔ آنحضرت کے پاس بھی جب شریعت جاری ہو گئی اور ایسے لوگ جو شرعیہ جاری کریں اور نفوس انسانی کا تکملہ کرائیں تیار ہوئے۔ سورہ اذاجاء نازا ہوئی کہ آپ اب اس بدن خاکی کو چھوڑیں تو آپ نے بطور متعارف چھوڑ دیا انبیاء میں بعض تو اس بدن کو بطور متعارف چھوڑتے ہیں اور بعض بطور غیر متعارف کہ نعش اُن کی غلاموں کی نظر سے مخفی رہتی ہے۔ حضرت ادریس نے ایسا ہی کیا ان کا نام عبرانی میں حنوخ ہے۔ حضرت آدم سے ساتویں پشت حنوخ بن بار دین مکمل ایل بن قینان بن انوش بن شیت بن آدم یہ ایک بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے یہ حضرت نوح کے پردادا تھے انہوں نے بہت علوم و فنون شائع کئے۔ اس لئے ان کا لقب ادریس ہوا (۳۳) برس دنیا میں رہا موسیٰ کی پہلی کتاب کے پانچویں باب کی (۲۴) آیت میں لکھا ہے

وَلَمَّا كَمُلْنَا مِنْهَا نَبَا لَنَا رَبُّكَ قُلْنَا بَلِّغْهَا لِقَوْمِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

لَا تُخَالِفُوا آيَاتِي لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ (ترجمہ) ادریس فرشتوں کے ساتھ چلتا تھا اور وہ مرنے والے نہ تھا کہ اُس کو اللہ نے مے لیا۔ مقصود یہ ہے کہ ادریس کا سلوک مثل ملائکہ تھا یعنی مثل ملک کے ہو گیا تھا تو اُس نے بحکم خدا جسم خاکی کو چھوڑ دیا حالانکہ قوت فراجی اور حرارت غریزی لائق زندگانی اُس میں باقی تھی ربی سختی نے اُس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ادریس صدیقین سے تھا لیکن اُس کے خیال میں آیا کہ لوگوں کو گمراہ کرے اس لئے خدا اُسے قبل اجل کے مار ڈالا یہ معنی نہایت ہیورہ خلاف نص کے ہیں نص میں تو مذکور ہے کہ

وہ مثل ملک ہو گیا تھا اُس پر تفضیل کا تمت اپنے کو نصیحت کرنا ہی آپ ہی اُن کو صدیقین سے شمار کرتا ہی آپ ہی یہ تمت بھی لگاتا ہی۔ قرآن شریف میں آپ کی شان میں وارد ہے۔  
 وَذَكُرْ فِي الْكِتَابِ اِذْ لَئِنْ اَنْتُمْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ لَقَدْ يَنْبَغُ اَوْ رَفَعْنَا عَنْكَ  
 مَكَانًا عَلِيًّا : یاد کر کتاب میں ادریس کو کہ وہ بہت سچا بنی تھا اور ہم نے اُس کو بڑا  
 درجہ دیا۔ شب معراج میں آنحضرتؐ سے اور ادریسؑ سے ملاقات ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ کو  
 فرمایا تھا۔ مرحبا بالاح الصالح والبنی الصالح اور ایسا ہی اور ایسا رہنے بھی آپؐ  
 لفظ ارخ سے خطاب کیا تھا۔ سوائے حضرت آدم و حضرت ابراہیم کے کہ ان صاحبوں نے  
 بلطف ابن خطاب کیا تھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ شریعت آپؐ کی شریعت ابراہیمی تھی اس لئے  
 حضرت ابراہیمؑ نے پیار سے با بن لفظ خطاب کیا اور حضرت آدمؑ نے اس وجہ سے کہ وہ  
 اول الانبیاء تھے اور آپؐ آخر الانبیاء فقط۔ سفر بیابان ایشیاء میں ایک کتاب ہے جو قبل زائجیت  
 کے ترتیب دی گئی اور بہت معتبر ہے یہودیہ۔ اُس میں ادریسؑ کا حال یوں لکھا ہے کہ جب  
 (۲۴۳) برس خلافت ادریسؑ کو گزرے کہ اُس وقت حضرت آدمؑ کا انتقال ہوا تھا۔ ادریسؑ  
 کے دل میں عزلت و تنہائی کا شوق پیدا ہوا تو وہ تین روز خلوت میں رہتے چوتھے روز  
 مجمع میں بیٹھتے اور لوگوں کو تعلیم کرتے اور تہذیب اخلاق سکھاتے مدت تک یہی دستور رہا  
 پھر ہفتہ میں ایک بار جلوہ فرماتے، پھر ایک ماہ خلوت میں رہتے اور ایک روز مجمع میں ایک مہینہ  
 آپ سال بھر خلوت سے باہر نہ آئے لوگ بہت بے چین ہوئے آپ کی بات سننے کا کمال  
 اشتیاق رکھتے تھے لیکن خوف سے نزدیک نہیں جاتے تھے پھر لوگ مشورہ کر کے قرب و جوار  
 خلوت میں مجتمع ہوئے۔ اُس وقت حضرت ادریسؑ خلوت سے برآمد ہوئے اور وعظ و نصائح و  
 تعلیم و تہذیب حاضرین کی جس سے لوگ نہایت محظوظ و نشاط ہوئے الغرض یہی طور رہا  
 ایک روز آپؐ مجمع میں بیٹھے ہوئے وعظ و نصیحت میں مصروف تھے کہ فرشتہ نے آسمان سے  
 آواز دی کہ چڑھ آؤ اور آسمانی بادشاہت لو۔ اُس وقت ادریسؑ نے مجمع عظیم جمع کیا اور

کہا کہ میں آسمان سے مطلوب ہوں لیکن ابھی جانا میرا متعین نہیں ہوا ہے پھر جو کچھ تعلیم تدریس و وصیت  
 مرکوز خاطر ہوئی وہ لوگوں کو سنا دیا۔ ایک سال تک بعد اس وحی کے یہ سب کرتے رہے  
 بعد انقصائے مدت ایک سال لوگ بیٹھے ہوئے وعظ و کلام حکمت سن رہے تھے نظر جو  
 اوپر اٹھی تو دیکھا کہ ایک گھوڑا آسمان سے اُترا آتا ہے کہ وہ بارق رہتا ہے تب لوگوں نے  
 حضرت ادریس سے یہ عرض کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے لینے کو آتا ہے میں اب تم میں سے  
 جاؤں گا۔ مجھ سے اب پھر ملاقات نہ ہوگی۔ تب وہ گھوڑا اُترا اور ادریس کے پاس کھڑا ہوا  
 پھر تو آپ نے پکار دیا اور سب خلایق بڑی کثرت و انبوه کے ساتھ جمع ہو گئی اور ادریس نے  
 سب کو توحید و خدا پرستی کی تاکید کی اور سب کو اتحاد و میل کا اصرار فرمایا۔ پھر حضرت ادریس  
 اُس گھوڑے پر سوار ہوئے اور آٹھ ہزار آدمی اُن کے پیچھے یہ سب لوگ ایک دن چلے گئے  
 تب وہاں حضرت ادریس نے فرمایا تم لوگ پھر جاؤ مبادا مرجاؤ اُس وقت بہت لوگ اِس  
 آئے لیکن کچھ لوگ چھ روز تک چلے گئے۔ ہر روز حضرت ادریس اُن سے کہتے کہ پھر جاؤ  
 مبادا مرجاؤ۔ لیکن وہ مانتے نہ تھے۔ چھ روز حضرت نے فرمایا کہ اب تم پھر جاؤ میں تو اب  
 آسمان پر جاؤں گا اور جو میرے ساتھ رہے گا وہ مرجائے گا۔ اُس وقت جن کو پھرنا تھا  
 وہ پھر گئے تاہم کچھ لوگ رہ گئے وہ نہیں پھرے اور کہا کہ موت ہی تجھ سے جدا کرے گی  
 تب ساتویں دن ادریس آگ کے گھوڑے پر کہ وہی براق تھا اندھڑے کے ساتھ آسمان پر  
 چڑھ گئے۔ اُس کے بعد سلاطین نے آدمی وہاں بھیجا جہاں سے حضرت ادریس آسمان پر  
 چڑھے تھے کہ اُن لوگوں کی جستجو کریں وہ لوگ وہاں پہنچے تو بالکل وہ میدان برف  
 بھرا تھا۔ برف کو جو کھودا تو اُس میں کل رفتار ادریس مردہ پڑے تھے فقط۔ الغرض  
 ادریس نے اپنے جسم کو اس طرح چھوڑا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ قیاس یہ ہوتا ہے کہ حضرت  
 ادریس اُس براق پر کمرہ عناصر تک گئے ہونگے وہاں اُن کے اخراج جسمانی مکمل ہو گئے  
 ہونگے اور آپ جان لے کے چلے گئے ہونگے یہ معراج حضرت ادریس کا تھا کہ اُن کی



روح پاک جناب قدس سے جا ملی فافہم۔ اس کی شبیہ قصہ کنخسرو کا ہے جو گبروں کے دفاتر میں مکتوب ہو اور مہنہ دراما اوتار کو بتاتے ہیں کہ مع اپنے رفتار کے بیکندھ چلے گئے اس کی حکایت بھی قریب قریب اس کے بیان کرتے ہیں۔ اس کے قریب قصہ الیاس پیغمبر کا ہے۔ یہ قصہ سلاطین دوم باب دوم میں یوں لکھا ہے کہ الیاس اور ان کے خلیفہ ایسع مقام گلگال جو حوالہ اردن میں واقع ہے چلے۔ الیاس نے ایسع سے کہا کہ تم ٹھہرو مجھ کو خدا کا حکم ہے بیت اللہ بنے گا یہ ایک قدیم شہر ملک شام میں۔ ایسع نے کہا میں ہرگز ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ وہ دونوں رہاں گئے۔ وہاں کے پیرزادوں نے ایسع سے ملاقات کر کے کہا کہ خدا تمہارے مرشد کو تمہارے سر سے لیا چاہتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا میں بھی جانتا ہوں۔ پھر الیاس نے ایسع سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو مجھ کو خدا نے یہ یوحنا بھیجا ہے۔ ایسع نے قسم کھائی کہ میں ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ دونوں یہ یوحنا پہنچے۔ وہاں کے پیرزادوں نے بھی ایسع سے دسیا ہی کہا جو بیت اللہ کے پیرزادوں نے کہا تھا اور دسیا ہی جواب سنا۔ اب الیاس نے کہا تم ٹھہرو میں دریا پر جاؤں گا۔ انھوں نے کہا میں ہرگز ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ وہ دونوں ساتھ چلے ان کے ساتھ پچاس پیرزادے بھی ہوئے اور دوسرے کھڑے ہوئے تماشہ دیکھنے لگے اور دونوں دریائے اردن کے کنارے جا کھڑے ہوئے۔ پھر الیاس کے اشارے سے اردن کا پانی پھٹ گیا اور اس میں راہ ہو گئی کہ دونوں آدمی پاراوتر گئے اور دونوں باتیں کرتے چلے جاتے تھے کہ آگ کی گاڑی دگھوڑا دونوں کے بیچ میں حائل ہو گیا اور الیاس اندھڑ کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور ایسع دیکھ رہے تھے اور چیخ مارتے تھے فقط اس سے بھی قیاس ہوتا ہے کہ جب الیاس کا تملہ ہو گیا تو حسب ایمان ربانی براق آیا اور اس کے سوار ہو کے اوپر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ نظروں سے نہاں ہو گئے۔ کچھ دور کے بعد اجزا و غصہ یہ اپنے اپنے مقام پر چلے گئے اور روح پاک عالم قدس کی ہو رہی یہ صورت ان کے معراج کی تھی۔ معراج جملہ انبیاء کو ہوتا ہے۔ چونکہ مزاج انبیاء مزاج انسانی ہوتا ہے

لیکن خواص انسانی سجدہ نہیں ہوتے لہذا اس حیم خاکی کا مردور کر کہ زہر پر پُراس کے فراج سے  
 منافی ہو وہاں زندگی دشوار ہو زندگی انسان بلکہ جملہ حیوانات خشکی بابت نفس و ترویج قلب نامک  
 بعد کرہ زہر پر ایسی ہوا ہے جس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہاں بھی ہوا کو آگ سے  
 کھینچ کر دیتے ہیں کہ اُس میں جس جاندار کو ڈال دیتے ہیں مرجاتا ہے۔ لہذا حیم خاکی اُس میں زندہ  
 نہیں رہ سکتا۔ پھر اُس کے بعد کرہ نامہ ہے جس میں قطع نظر فقہان تنفس تحلیل اجزاء عنصریہ بھی ہوا  
 جب ان ممالک سے تجاوز کر کے آسمان تک پہنچے تو بموجب مذہب مشائخ اُس میں حرور  
 نہیں ہو سکتا اور اگر آسمان نہ ہو خلا ہو تو اُس میں جاندار جی نہیں سکتا۔ پھر فلک شمس و  
 حرارت شمسی کا متحمل کیونکر ہو سکتا ہے۔ الغرض ایسے وجہ سے ارباب نظر اس حیم خاکی کا آئندہ  
 پر جاننا بطور متعارف مستبعد سمجھتے ہیں اور ضرورت بھی نہیں خدا ہر جگہ ہے اور قرآن سے ثابت  
 نہیں ہوتا۔ لہذا معراج میں اختلاف آرا ہے۔ فتح الباری میں لکھا ہے کہ سلف نے اس پر  
 اختلاف کیا ہے بسبب اختلاف روایات کے جمہور محدثین و فقہاء اور متکلمین کا مذہب یہ ہے  
 اسرار و معراج ایک ہی رات میں واقع ہوا اس جسم سے بعد بعثت کے تیسک اُن کا انجاء  
 ہے جن سے عدول مناسب نہیں کیونکہ کوئی استعمال نہیں جس سے تاویل کی جائے۔ ہاں  
 روایات جو اس باب میں ہیں باہم مختلف ہیں۔ اس لئے بعض اہل علم کے نزدیک یہ سب  
 دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ خواب میں پھر بیداری میں اور ابو میسرۃ تابعی کبیر کے نزدیک اور  
 جو اُن کے موافق ہیں یہ سب خواب میں تھا اور کہتے ہیں یہ دو مرتبہ واقع ہوا۔ یہی مذہب  
 مہلب شارح تجاری کا ہے اور بہت لوگوں کا اور ابو نصر بن شیری اور ابو سعید کہتے ہیں کہ  
 پیغمبر خدا کے کئی معراج تھے بعض نوم میں بعض یقظہ میں۔ یہی مذہب ابن عربی کا منقول ہے

۱۔ غزالی نے لکھا ہے جو لوگ آپ سے اور محسوسات سے خود غائب ہو جاتے ہیں اور اپنے میں اترتے ہیں  
 اور خدا کی یاد میں ڈوبتے ہیں یعنی مراقبہ کرتے ہیں جیسا راہ تصوف کا آغاز ہے تو قیامت کا حال اُن کو نظر آتا ہے  
 اس واسطے کہ اُن کی روح حیوانی اگرچہ اعتدال سے منحرف نہیں ہو جاتی لیکن حسرت ہو جاتی ہے اس سبب سے  
 (بقیہ نوٹ بر صغیر آئندہ)



یہود، عیسائی اور گہرا دیگر اقوام بت پرست کے ہاتھوں میں شکنجہ تھے خدا کتنا ہی کہ تم لوگ خوشی کرو کہ تمہاری آزادی کا زمانہ آیا۔ چنانچہ دور اسلام سے وہ تختیاں سب موقوف ہوئیں جو مسلمان ہوئے وہ تو عذاب دنیا و آخرت سے محفوظ ہوئے اور جو ایمان نہ لائے وہ بھی امن میں ہو گئے۔ زمانہ اسلام یہود کے لئے مقام خوشی تھا اس لئے اس کی بشارت ہو اور بل کے نکلنے سے یہ کٹا بیچ کہ مسلمان ہو کے نماز جماعت پڑھو۔

וְהָיָה כִּי יִשְׁמַעְיֵל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַעְיֵל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַעְיֵל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַעְיֵל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל

کی حاسف یہوایش زرووع قد شو یعنی کل مھگو نیم ورا سوکل افسی اس  
 ایش پشوعث ایلو ہنو: (ترجمہ) جب خدا اپنے پاک ہاتھ کو بھاڑے گا قوموں کے  
 سامنے تو دیکھیں گی تمام دنیا ہمارے معبود کا نجات دینا۔ مضمون کلام واضح ہے:

וְהָיָה כִּי יִשְׁמַעְיֵל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַעְיֵל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַעְיֵל בְּנֵי יִשְׂרָאֵל  
 וְהָיָה כִּי יִשְׁמַעְיֵل בְּנֵי יִשְׂרָאֵל

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) حال جبریل سے سن کر اس طرح تقلید خبر دیتے تھے جس طرح جبریل سے  
 سنے ہوئے کی تو معنی سمجھتا ہو لیکن رسول اکرم نے جنت کو ملاحظہ فرمایا۔ جنت کی حقیقت اس جہان میں کوئی  
 نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ آنحضرت اس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہو گئے یہ غائب ہونا ہی آپ کی  
 معراج کا ایک قسم ہے۔ انتہی - واضح ہو کہ آنحضرت کو غوشہ انگور نماز کے اندر نظر آیا تھا تو آپ نماز کے اندر  
 ہی اس جہان سے غائب ہوئے۔ بدن آپ کا مسجد کے اندر ہی تھا۔ اس کو امام صاحب معراج  
 فرماتے ہیں۔ قد بر

سُور و سُوْر و صُوْر شام طامی اَلْ تِجَّاسُوْ صُوْ مِثُوْ خَا هِجَّارُوْ نُوْسُوْ کَلِیْ هُوَا  
 کِیْ نُوْ هِیَا زُوْن تِیْصُوْر وِیْمُوْ سُوْ نُوْ تِیْلِیْجُوْن کِیْ هُوَلِیْخ اَبِیْنِیْم هُوَا وَا تِیْغِیْم  
 اَلُوْ هِیْ اِسْرَیْل (ترجمہ) بھاگو بھاگو۔ نکلو وہاں سے ناپاکو چھوڑو مت، اُس کے اندر  
 سے نکل بھاگو۔ مقدس لوگوں نے اسلحہ الٰہی اٹھایا جو گہرائے ہوئے نہ نکلیں گے اور  
 نہ بھاگیں گے کیونکہ خدا تمہارے مقابل میں چلے گا۔ مبعود اسرائیل تم کو نپاہ کرے گا ابھی  
 ادھر اور دھر کہہ آیا ہے کہ بیت المقدس پر اب نجس و نامحسوس کا قبضہ نہ ہو گا۔ اب پھر کہتا ہے  
 کہ ناپاکو بیت المقدس سے نکل بھاگو کہ اب مقدس لوگوں نے ہتھیار پکڑا ہے۔ ناپاک تم سے مقصود  
 اوّل درجہ میں شیاطین و اجنہ ہیں جن کی پرستش بیت المقدس میں مدت دراز سے  
 ہوتی تھی۔ دویم درجہ میں یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود کی نجاست اُن کی اہنام پرستی و  
 فسق و فجور و قتل و دھوکے و رشوت و کذب و ہتّان سے ظاہر ہے جس کی شکایت سے  
 صحف انبیاء بھرے ہیں اور نصاریٰ کی نجاست تو ظاہر ہے کہ باوجود ان امور کے حلال و  
 حرام میں کچھ امتیاز نہیں تثلیث علانیہ اُن کا اعتقاد ہے۔ مقدس لوگ جنہوں نے سلاح سنبھالا  
 وہ مسلمان ہیں کہ بزور جہاد و نفوس قدسیہ ان سب نجاست سے بیت المقدس کو پاک کیا۔  
 پھر مسلمانوں کی شان میں ہے کہ بہت اطمینان و وقار سے نکلیں گے ہرگز نہ بھاگیں گے  
 جہاد سے بھاگنا تو ہمارے مذہب میں سخت گناہ ہے اور شہادت ثواب عظیم مسلمانوں کو شہادت  
 کا بڑا ذوق تھا کس لطف سے گلا کٹاتے تھے۔ اُس وقت کے حالات بحیم انصاف دیکھو  
 قرآن میں بھی ہے فَتَمْنُوا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ یہ خاصہ اہل اسلام کا تھا۔ خدا  
 تمہارے سامنے چلے گا خطاب ہے اُنھیں ناپاکوں سے یعنی مسلمانوں کو خدا تمہارے  
 مقابل میں قوت دے گا اور تم کو برباد کرے گا۔ نہ جن رہیں گے نہ جنی نہ یہود رہیں گے  
 نہ نصاریٰ۔ بالکل یہ مسلمانوں کا وہاں قبضہ ہو جائے گا۔ تیرہ سو برس بعد یہ خبر پوری ہوئی ہے  
 یارب صلّ وسلم دائماً ابداً ﴿ علی نبیک خیر الخلق کلہم



מִזֶּה הַיּוֹם בְּיָמֵינוּ כִּי בָּרַךְ הוּא הַיּוֹם  
 הַזֶּה בְּיָמֵינוּ כִּי בָּרַךְ הוּא הַיּוֹם הַזֶּה :  
 کین یزہ کو یم ر یم عالاً و یقبصو لا یم یم کی اشرو سیر لا یم را عو و اشرا  
 شامو جشونا نو (ترجمہ) پھر تو خوش ہونگے اُس کے سبب سے بہت قویں بند  
 کریں گے سلاطین اپنا موخہ کیونکہ جو خیر اُن سے بیان نہیں کی گئی وہ دیکھیں گے اور جو  
 سنا نہیں سمجھیں گے یعنی معاد کی بات جسے اگلے انبیاء نے بیان نہیں کیا تھا۔ اُسے آنحضرت  
 بہت بسط و تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا اور قوت روحانی جو کبھی انسان کو حاصل نہ تھی وہ آپ کے  
 انفاس قدسیہ سے حاصل ہوئی کہ جس سے سحر و جادو بالکل مٹ گیا خالص خدا کی پرستش  
 دنیا میں پھیلے

عليك سلام الله يا اكرم الومری : ومن هو فی الدارین للخلق شافع  
 ۵ یک نظر فرما کہ متغنی شوم

واضح ہو کہ اشعیا کی ۵۲ باب کے ۷ آیت میں جو کچھ مذکور ہوا وہ ناحوم کے باب دوم  
 کی پہلی آیت میں ہر کچھ باختلاف ہر اُسے ہم لکھتے ہیں :  
 הָרִים וְהַיְּדִיּוֹת מִבְּרֵיתָא בְּיָמֵינוּ כִּי בָרַךְ הוּא הַיּוֹם  
 הַזֶּה בְּיָמֵינוּ כִּי בָרַךְ הוּא הַיּוֹם הַזֶּה :  
 הָרִים וְהַיְּדִיּוֹת מִבְּרֵיתָא בְּיָמֵינוּ כִּי בָרַךְ הוּא הַיּוֹם  
 הַזֶּה בְּיָמֵינוּ כִּי בָרַךְ הוּא הַיּוֹם הַזֶּה :

صه على هه اريم ر غلى ميسير ميسع شالوم حلى يهودا هيكج شلبي نذرا رايح كى كو كوف  
 عود و عبور باح بليل علو خزانو (ترجمہ) دیکھو پہاڑوں پر ہوں گے قدم بشر کے  
 جو سلامتی سنائے گا۔ حج کر اے یهودا اپنا حج اپنی نذر ادا کر کہ پھر تجھ میں یہودہ کا گزر  
 نہ ہو گا۔ سب مٹ جائے گی۔ اس کے بعد کنایات بہت ہیں اُسے چھوڑ دیتے ہیں ورنہ

[illegible]



وَيَا صَاحِبِ كَرْزَعِ بِشَامِي وَنِصْرَ مَشَارِشَا وَنَافِرَهُ وَنَا حَا عَالَا وَرُوحَ يَهُوَا  
 رُوحَ يَهُوَا رُوحَ خُحْمَه وَنَبْنِيَا رُوحَ عَيْصَا وَغُبُورَا رُوحَ دَعَثْ وَپَرَاثْ  
 يَهُوَا وَهَرَجُجْ بِرِثَاثْ يَهُوَا وَلَوْلَمَرِّي عَيْنَا وَبُشِيوْطْ وَلَوْلَمَشْمَعْ اَزْنَا وَلَوْلُخُجْ وَفُطْ  
 بِصِدْقْ وَلِيمْ وَهَوَضُخْ بِمِشْوَرِ لَعْنَوِي اَرِصْ وَهَكَا اَرِصْ بِشِيْطْ يَهُوَا وَرُوحْ سَفَاثَا  
 وَيَا مِيشْ رَا شَاعْ وَهَا يَا صِدْقْ اَيَنُورْ مَشَا وَهَا اَمُونَه اَيَنُورْ حَلَا صَاوْ وَغَارِ زِيْبْ  
 عَمْ كِبِسْ وَنَا مِيرْ عَمْ كَدِیْ يَرِ بَا صْ وَعِغْلْ وَخُفِرْ وَفَرِيْ يَا حَدْ وَنَعْرَه قَا طُونْ نَوْصَحْ بَا  
 وَفَارَا فَا دُوبْ اَتْرِ عَيْنَا يَحْدَا وَپَرِ بُوْ يَلْدِ يَهْنْ وَارِيَهْ كَبَا قَارْ بُوْ خَلْ تَبْنْ وَشَمْشَعْ تُوْ  
 عَلْ خُرْ پَا ثَنْ وَعَلْ مَبُوْرْتْ صَفْعُوْ نِيْ گَانُولْ يَادُوْهَا دَا لَوَا يَهُوَا وَلَوْلُشِجُوْ بَحْلْ هَرْ  
 قُدْشِيْ كِيْ نَالِيَا هَا اَرِصْ دِلْعَا رَاثْ يَهُوَا گَمَا يَمْ لِيَامْ مَحْسِيْمْ : لغات :  
 یا صا نکلایہ صیغہ ماضی ہے لیکن بوجہ واو کے جو اس کے اول میں ہے یہاں بمعنی مستقبل ہے  
 ۶۶۱۶ حوٹو شاخ عربی خطر ایہ لکھ کر زرع = تہ درخت خصوصاً جنگلی  
 عربی جدع : ۶۶۱۶ یشامی نام ہے حضرت داؤد کے باپ کا کتابت اس کی عبرانی  
 میں اس طرح ہے کہ اول میں یا ر مشنآة تختانی ہے اور اس کے بعد شین بمعجمہ اس کے بعد پھر  
 یا ر مشنآة تختانی۔ انھیں تین حروف سے اس لفظ کی ترکیب ہے جس کے اعداد ۲۰۳ ہوئے  
 اور اسی قدر اعداد قطورہ کے ہیں جو یہاں مراد ہے قطورہ نام ہے حضرت ہاجر کا قطورہ کے  
 اصل معنی ہیں ہدیہ و تحفہ کے چونکہ بادشاہ مصر نے ان کو تحفہ دیا تھا حضرت سارہ کو اس لئے  
 ان کو قطورہ کہتے ہیں حالانکہ وہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں پھر اس کے معنی قربان کے ہیں  
 یعنی جو چیز خدا کے لئے علیحدہ کی جائے یہ معنی بھی ان میں ثابت تھے کہ وہ خدا کی راہ  
 سیکھنے کے واسطے اپنا ما و باپ چھوڑا کے حضرت ابراہیم کے ساتھ کی گئیں اور پھر



اور چٹیا بکری کے بچے کے ساتھ بیٹھے گا اور بچہ دو بچہ شیر ایک ساتھ اور چھوٹا لڑکا آن کو  
ہانگ لے جائے گا اور بچہ دو اور بچہ ایک ساتھ چریں گے اور اُن کے بچے ایک ساتھ  
بیٹھیں گے اور شیر بیل کی طرح گھاس کھائے گا اور کھیلے گا شیر خوار سانپ کے پھن پر اور  
سانپ کے من پر سیانا ہاتھ رگڑے گا۔ ہمارے تمام پاک پہاڑوں پر بدکاری و ظلم کوئی  
نہ کرے گا کیونکہ تمام ملک سمجھ سے مملو ہوگا۔ خدا کو گھیرے دیں گے جیسے پانی کو سمندر ان آیات  
سے ظاہر ہے کہ کسی رسول کی خبر ہے کیونکہ نزول روح القدس انبیاء ہی پر ہوتا ہے اُس کی  
صفائے حکمت یعنی دانش و فراست و اجتہاد و جبروت و علم و خشوع و عدالت و ہدایت جو  
خواص انبیاء سے ہی بیان ہوا اور زمین کو رام کرے گا۔ اپنے منہ کے عصا سے وہ بڑا  
فیض لبان ہوگا کہ اُس کی فصاحت بیان سے قلوب سامعین اُس کی طرف کھنچیں گے  
اور اپنے ہونٹوں کی ہوا سے شریک کو فنا کرے گا یعنی جس کے حق میں جو کچھ کہے گا وہ  
ہو جائے گا یہ جملہ صفات ہمارے پیغمبر میں پائے جاتے ہیں۔ قریش آپ کی بددعا سے بہت  
ڈرتے تھے۔ عتبہ کے حق میں آپ نے دعا کی تھی اللہم سلط علیہ کلہا من  
کلابک جب سفر میں وہ اپنے باپ ابولہب کے ساتھ گیا تو ابولہب نے اُسے  
بڑی حفاظت سے رکھا۔ اُس کے گرد محافظ بٹھلائے اور کہا کہ مجھے محمد کی بددعا کا ڈر ہے۔  
یہ سب اہتمام کیا لیکن رات کو اُسے شیر اٹھائے گیا اور نیز یہ مقصود ہے کہ آپ کے انفاسِ قدسی  
کے اثر سے شیطان بھاگے گا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ شیطان جزیرہ عرب سے نکل گیا۔  
جو صحابہ کے حالات کو بحیثیت انصاف دیکھے گا تو یقین کرے گا کہ شیطان نے کیسا گریز کیا اور  
امن و عدل کے بارہ میں اُس کے وقت میں بڑا مبالغہ ہے شیر بکری ایک مقام پر رہیں گے اُس  
مقصود یہ ہے کہ بڑے بڑے جبار کم زوروں پر کچھ زور نہ کر سکیں گے۔ نیز بدولت خوبی و  
برکت انفاسِ قدسیہ اُس رسول کے طبائع بھی ایسے ہو جائیں گے۔ شیر گھاس چرے گا۔  
اُس سے بھی مقصود یہ نہیں ہے کہ فی الواقع شیر گھاس چرے گا کیونکہ اُس کے بعد ہی

لکھا ہر کہ ہمارے پاک پہاڑ پر ظلم و بدکاری نہ ہوگی اُس کی علت یہ بیان کیا کہ تمام ملک  
 سمجھ سے بھر جائے گا اور خدا کو گھیرے رہیں گے یعنی دل و جان سے خدا پرستی کریں گے  
 تمامی عدل و انصاف بموجب استقام آگہی ہوگا۔ ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں یہ سب کچھ ہوا۔  
 ایک بڑھیا شام سے تنہا حج کے لئے مکہ معظمہ آتی تھی اور کوئی متعرض نہیں ہوتا تھا۔  
 یہ سب خلفاء راشدین کے وقت تک تو یہ عدالت بہت شدت کے ساتھ جتنی چاہتا آپ نے  
 فرمایا ہر خیر القرون قرنی ثلث الذین یلوہم ثلث الذین یلوہم ایک بڑا  
 نشان اُس رسول کا یہ لکھا ہر کہ وہ ہاجر کی اولاد سے ہوگا یہ نشان تو سوائے ہمارے حضرت کے  
 کسی میں نہیں پایا جاتا۔ اب جملگراہم میں اور یہودیوں میں یہ رہ جائے گا کہ : ۶  
 ایشای سے مراد قطورہ نہیں ہیں بلکہ حضرت داؤد کے باپ مقصود ہیں جیسا ظاہر عبارت  
 دلالت کرتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مراد اُس سے قطورہ ہیں کیونکہ اب رسول کوئی ہوگا نہیں  
 تو اگر قطورہ مراد نہ ہوں تو یہ خبر غلط ہو جائے گی۔ حضرت اشعیا نے ۳ باب کے اول ہی  
 میں خبر دی ہے کہ اورشلیم اور یہود اسے ریاست سلطنت جاتی رہے گی۔ یہ خبر حضرت مسیح تک  
 پوری ہوگئی کہ اُن کے بعد کوئی نبی اُس خاندان میں نہیں ہوا اگرچہ یہود اُس جناب کو نبی  
 نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ جی نبی کے بعد کوئی نبی ہماری قوم میں نہیں ہوا لیکن آثار و علامات  
 سے اُن کی نبوت میں شبہ نہیں تو بالضرور اب بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہ ہوگا۔ ورنہ  
 اشعیا کے صحیفہ کی ۳ باب کے اول آیت سے چار تک غلط ہو جائیں گی تو یہ خبر جو  
 ۱۱ باب میں دی گئی ہے کس کی نسبت ہے اگر حضرت مسیح کی نسبت کیس جیسا کہ عیسائی خیال  
 کرتے ہیں تو اُن پر مطابقت نہیں ہوتے کیونکہ حضرت مسیح کو سلطنت عطا نہیں ہوئی تھی اور  
 نہ اُن کے وقت میں ایسا امن تھا جیسا اس آیت میں مذکور ہے بلکہ یہود نے آپ ہی پر  
 ہاتھ بڑھایا تھا اور نہ وہ ایشای کے اولاد میں تھے کیونکہ باپ اُن کے تھا نہیں اور  
 حضرت مریم کا ایشای کی اولاد میں ہونا ثابت نہیں اور آسمانی بادشاہت جیسا کہ

عیسائی کہتے ہیں ایک بناوٹ تھی ہاں یہ خیر آنحضرت پر من جمیع الوجہ منطبق ہے جز اس کے کہ آپ ایشای کی اولاد میں نہیں ہیں تو اس ایک نشان کے نہ ملنے سے یہ خبر جھوٹ ہو جائیگی اس لئے ضرور ہوا کہ ایشای سے مراد قطورہ ہوں کہ یہ خبر مطابق واقع کے ہو۔ اس کے بعد کی آیت سے مطلب زیادہ تر واضح ہوتا ہے

فَلَا يَأْتِيَنَّكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ وَلَا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ هَٰؤُلَاءِ وَلَا يَخَافُكَ قَوْمٌ كَانُوا يَكْفُرُونَ

وہاں یاءِ یوم صہو شورش ایشای اشتر عجمیہ یعنی عجم الا گویم یدر شو و ہاں ثیا منو کاٹو کا بود لغات یہ ۵ نہیں = امتحان : ۶ فلا یدر شوں مادہ اس کا ۶ ۶ فلا دارش ہے۔ اس کے معنی بہت ہیں لیکن مناسب مقام رجوع کرنا و اتباع : فلا ۶ ایشای اس لفظ کے معنی ہم اور پر کھ چکے ہیں ایک معنی اس کے اور ہیں یعنی ہستی کیونکہ فلا ۶ ریش کے معنی ہیں ہست ۶ ۶ ۶ منوۃ = مقام و مستراح ۶ ۶ ۶ کا بود اس لفظ کی اصل معنی ہیں ثقل لیکن جلال و عزت و آبرو و شرف میں کثیر الاستعمال ہے (ترجمہ) اُس ایام میں ایشای (یعنی قطورہ) کی جڑ جو امتحان اقوام کے لئے قائم ہوگی اُس کی طرف تو میں رجوع ہونگی یا اُس کی متبع ہونگی یا اُس سے کمال کو پہونچیں گی اور اُس کا مقام کا بود ہو گا یعنی کعبہ کا بود سے کعبہ اس وجہ سے مراد ہوا کہ کا بود کے معنی ہیں عزت و شرف جسے عربی میں کعب کہتے ہیں۔ کعبہ میں تار اسمیت ہے پس کعبہ کا بود دونوں بمعنی شرف ہیں اور دوسرے معنی کا بود کے یہاں بتاویل درست ہوتے ہیں۔ یہاں ایک بحث اور ہے کہ فلا ۶ ایشای لفظ مہمل نہیں ہے اُس کی اصل معنی کی طرف متوجہ ہونا ضرور ہے اس کا مادہ فلا ۶ ۶ ۶ یا شا ہے۔ یہ مادہ قلیل الاستعمال ہے۔ اصل معنی اس کے ہیں وجود ہونا۔ چنانچہ اس سے فلا ۶ ریش معنی ہست





کے حوالی میں آباد تھے) جیسا ہو گئی راہ بنی اسرائیل کے لئے جب وہ ملک مصر سے چلے  
 مقصود یہ ہے کہ اُس رسول کے وقت میں دریا چہ ساوہ خشک ہو جائے گا کہ اُس کے حوالی کو  
 قومیں اُس میں خشکی کی طرح چلیں گی جس سے اُس میں راہ پڑ جائے گی۔ جیسا بنی اسرائیل  
 کے لئے دریائے اردن یوشع بن نون کے وقت میں خشک ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ حکایت  
 یوشع کی کتاب میں موجود ہے۔ ہمارے پیغمبر کے پیدا ہونے کے بعد دریا چہ ساوہ خشک ہو گیا  
 بیعتی وغیرہ نے اس کا ذکر لکھا ہے یہ ایک بڑا نشان حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر کا یہود کا  
 بتایا تھا لیکن انہوں نے اُس پر کچھ توجہ نہ کی بلکہ لاشون بام مصرائیم کو بحر قلزم کی شاخ  
 سمجھے اور بنی اسرائیل کے لئے راہ ہو جانے سے سمجھے کہ جیسا اُن کے لئے قلزم میں راہ  
 ہو گئی تھی یہ دھوکھا اُن کو ظاہر عبارت سے ہوا۔ حضرت عیسیٰ پر یہ اصلاً انطباق نہیں  
 پھر اس کے بعد ۱۲ باب میں اخیر تک اُسی رسول کا ذکر ہے۔ واضح ہو کہ ساوہ نام ہر ایک شہر  
 جو قلم چارم میں ۳۵ درجہ عرض پر واقع ہے اس کو ملک عرب سے شمار کیا ہو وہاں ایک  
 بحیرہ تھا مریج جس کا طول و عرض ۶ میل تھا آنحضرت کے زمانہ میں وہ قبضہ میں اہل فارس  
 کے تھا۔ اُس کے گرد معاذ یہود و نصاریٰ تھے وہ لوگ منتظر تھے کہ جب یہ بحیرہ خشک ہو جائے  
 تو مسیح ہو گا جیسا اس پیشین گوئی سے مستفاد ہوتا ہے لیکن وہ یہ سمجھے تھے کہ وہ قوم بنی اسرائیل  
 سے ہو گا جب وہ رسول پیدا ہوا تو بہت لوگ جن کی طبیعت صاف تھی اور قوم بنی اسرائیل سے  
 ہونا اُس کا لازمی نہیں سمجھے تھے ایمان لائے اور جو لوگ اپنے دہم میں پھنسے رہے خواہ  
 عناد نے اُن کے دل کو زنگ آلود کر رکھا تھا انکار کیا عجیب نہیں کہ یہ بحیرہ کھدوایا حام  
 کے بیٹے مصرائیم کا ہو اس لئے ارمیا نے اُسے لاشون بام مصرائیم سے تعبیر کیا ہے اور وجہ  
 یہ ہے کہ اُس پر ایک مدت سے قبضہ مصریوں کا تھا اور وہ سرحد اہل فارس و  
 اہل مصر کی تھی۔ اس لئے حضرت اشعیا نے اس نام سے بیان کیا بڑا نشان اُس کا اسی  
 آیت میں مذکور ہے کہ وہ بحیرہ راہ ہو جائے گا اُس کے باقی ماندہ قوم کے لئے جو آشور سے



ہوں اور آشور وہی مقام ہے جس میں بغداد، بابل وغیرہ واقع ہیں سو اسے بحیرہ ساوہ کے  
اور کوئی مصداق اس پیشین گوئی کا نہیں اور وہ آنحضرت کے وقت میں بلاشبہ خشک ہو گیا  
وساء ساوہ اَنْ غاصت بحیرۃھا + وردھا بالغیظ حین ظہی  
اب ۶۶ زبور اس کے مناسب ہر اسے لکھتے ہیں  $\text{וַיִּבְרַחְךָ מִבְּרִיתָא} \text{ } \text{וַיִּבְרַחְךָ} \text{ } \text{וַיִּבְרַחְךָ}$   
 $\text{וַיִּבְרַחְךָ} \text{ } \text{וַיִּבְרַחְךָ} \text{ } \text{וַיִּבְרַחְךָ} \text{ } \text{וַיִּבְרַחְךָ} \text{ } \text{וַיִּבְרַחְךָ} \text{ } \text{וַיִּבְרַחְךָ}$   
المنصیح شیر فرمود ہا یو لیکو الوہیم کل ہا ارض  
المنصیح یہ لفظ ۳۵ زبور کے اول میں وارد ہے ربی داود حق دہی دابن عرا اسی  
تہید شیر یعنی عنا کے ٹھہرتے ہیں اس کا ترجمہ کیا گیا  $\text{וַיִּבְרַחְךָ} \text{ } \text{וַיִּבְرַחְךָ} \text{ } \text{וַיִּבְרַחְךָ}$   
شباۃ یعنی التبییح شیر و فرمود یعنی کن وغنا ہا یو غل چاؤ وجد کرو (ترجمہ)  
تمام ملک حاکم کے واسطے وجد کرو۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ کسی حکمران کی خبر ہے آنحضرت کے  
حکمران ہونے میں تو شبہ نہیں آپ کی زندگی میں تو ہزار ہا آدمی آپ کے جلال و کمال و  
کلام کے عاشق نہ رہتے۔ اب بھی عاشق قبر پر وجد کرتے ہیں اس آیت میں ابک سترہ کہ وہ  
یہ ہے کہ الوہیم جس کا ترجمہ ہم نے حاکم کیا ہے اس کے عدد ۹۲ ہے جو عدد محمد کے ہی تو معنی یہ  
ہوئے کہ تمام روئے زمین محمد کے واسطے وجد کرے چونکہ الوہیم کے معنی حاکم کے ہیں  
اور نیز وہ من حیث العدد ۹۲ ہوتا ہے اس لئے حضرت داود بعض بعض مقام میں آپ کو  
الوہیم سے بیان کرتے ہیں اور اگر الوہیم کی معنی معبود ہوں جب بھی یہ آیت دور اسلام میں  
پوری ہوئی ذوق شوق ربانی جیسا دور اسلام میں تمام روئے زمین میں پھیلا کبھی نہ تھا۔  
دیکھو تمام روئے زمین کے جملہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں کس اشتیاق سے جاتے ہیں  
شہد اکاذوق و شوق جو سرکٹانے میں تھا اس کا بیان ہو نہیں سکتا۔  $\text{וַיִּבְרַחְךָ} \text{ } \text{وַיִּבְرַחְךָ} \text{ } \text{وַיִּבְرַחְךָ}$   
 $\text{وַיִּבְرַחְךָ} \text{ } \text{وַיִּבְرַחְךָ} \text{ } \text{وַיִּבְرַחְךָ} \text{ } \text{وַיִּבְرַחְךָ} \text{ } \text{وַיִּבְرַחְךָ} \text{ } \text{وַיִּבְרַחְךָ}$   
زبور و کپود شمو و سیمہ کا بود تہا تو گا یو اس کی نام کی عزت معزز جسا نو









کیونکہ دائیں بائیں تو مغلوب کرے گی اور تیری نسل قبائل کی مالک ہوگی اور دیران  
شہروں کو آباد کرے گی خوف مت کر کہ نخل نہ ہوگی اور شرما کے باتیں مت کر کہ شرمندہ  
نہ ہوگی بلکہ لڑکپن کی شہساری بھول جائے گی اور بونگی کی عار پر یاد نہ کرے گی  
کیونکہ تیرا مالک بنانے والے کا نام ذوالجلال ہے اور تیرا آزاد کرنے والا قدوس ہے  
تمام دنیا کا معبود کہلائے گا جب متروکہ غم گین عورت کی طرح تجھے بلائے گا خدا۔ جب  
لڑکپن کی عورت ناراض کرے گی تیرا خدا فرماتا ہے تھوڑی مدت کے لئے میں نے تجھے  
چھوڑا تھا اور بڑی رحمت کے ساتھ تجھے اکٹھا کروں گا۔ مخلوط غصہ سے کچھ دیر تجھ سے  
مومنہ چھپایا میں نے اور دائمی مہربانی کے ساتھ تجھ پر رحم کیا میں نے۔ تیرے آزاد  
کرنے والے خدا کا فرمان ہے یہ بشارت تھی خدا کی طرف سے مسجد کعبہ کو چونکہ انبیاء بلکہ  
عموماً خدا پرست خدا کے بیٹے کہلاتے تھے اور مسجد کعبہ میں مدت دراز سے خدا پرستی  
نہیں ہوتی تھی اور نہ وہاں سے کوئی پیغمبر نکلا۔ بعد حضرت اسمعیل کے کچھ دنوں بعد وہاں  
بت پرستی شائع ہوئی۔ بتوں سے وہ مسجد معمور تھی۔ کو اکب پرستی موجب فلاح دینا و  
آخرت سمجھتے تھے۔ ہندوستان تک کے لوگ وہاں تیرہ درشن کے لئے جاتے تھے  
بخلاف بیت المقدس کے کہ وہاں برابر خدا پرستی ہوتی رہی اور انبیاء برابر ہدایت  
بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ گو یارب عام بن بناط کے وقت سے وہاں بھی  
کو اکب پرستی پھیل گئی تھی تاہم کچھ نہ کچھ لوگ خدا پرستی بھی کرتے تھے کعبہ کی طرح بالکل  
بت خانہ نہیں ہو گیا تھا۔ پس چونکہ وہاں تازمان پیغمبر آخر الزمان کوئی بنی نہیں ہوا۔  
اس لئے خدا اُس کو عقیقہ کہتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ بہت خوش ہو کہ تیرے حجاج  
بیت المقدس کے حاجیوں سے بڑھ جائیں گے کیونکہ یہ مسجد ویران تھی اور بیت المقدس  
آباد۔ اس لئے متروکہ سے مراد کعبہ ہے اور منکوحہ سے بیت المقدس اور لڑکوں سے مراد  
حجاج ہیں۔ ظاہر ہے کہ بیت المقدس میں صرف ایک قوم کاج ہوتا تھا اور یہاں تمام دنیا

لوگ حج کو جاتے ہیں پس اولاد متروکہ کی بڑھ گئی منکوحہ کی اولاد سے یہ بات ہمارے پیغمبر کے وقت میں پوری ہوئی اور کچھ کو اس وجہ سے بھی متروکہ کہا کہ وہاں ہاجر کی اولاد رہتی تھی جسے حضرت ابراہیم نے ترک کر کے وہاں پہنچا دیا تھا اور حضرت سارہ جو اپنے کو منکوحہ سمجھتی تھیں اُن کی اولاد سے بیت المقدس آباد تھا تو گویا کنا یہ ہر کہ متبعان اولاد ہاجر زیادہ ہو جائیں گے متبعان اولاد سارہ سے یہ بات برابر العین مشاہد ہے اُس کے بعد کہتا ہے کہ اپنے خیمہ کا مقام وسیع کر عرب کا دستور تھا خیموں میں رہنا خلاف بنی اسرائیل کے کہ وہ شہروں میں آباد تھے اس لئے کہتا ہے کہ اپنے مقام خیم کو وسیع کر یعنی تیرے خیمے ہفت اقلیم میں پھیلیں گے۔ چنانچہ ایسا ہوا اور بہ نسبت آگے کے اب گردا گرد حرم بڑھا بھی ہے اب اُس کے بعد کہتا ہے کہ تیرے خیمہ کی چوب نصب ہوگی یعنی تو قبلہ عالم ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ (مترجمہ) تو پھیر اپنا موئذ مسجد حرام (یعنی کعبہ) کی طرف جہاں تم لوگ ہو موئذ پھیرو اُس کی طرف یقیناً اہل کتاب جانتے ہیں کہ وہ حق ہے خدا کی طرف سے خدا اُن کے کردار سے غافل نہیں) اس کے بعد کہتا ہے کہ اپنی طناب دراز کر اور کھوٹیاں محکم کر کیونکہ مبین و شمال کو تو مغلوب کر دے گی اور تیری نسل قابل کی مالک ہوگی اور دیران شہروں کو آباد کرے گی دیران شہر سے مراد بیت المقدس وغیرہ ہے جو دَور اسلام سے آباد ہوا یعنی خدا پرستی وہاں بھی جاری ہوئی اور بخس و ناخسوں سب نکل گئے اُس کے بعد کہتا ہے کہ خوف مت کر شرمندہ نہ ہوگی یعنی تجھ میں شائبہ پرستی کبھی نہ ہوگا اور تو ہمیشہ جملہ آفات سے محفوظ رہ کر قبلہ عالم رہے گی۔ اب اُس کے بعد کہتا ہے کہ یہ کب ہوگا کہ جب لڑکپن کی عورت یعنی بیت المقدس ناراض کرے گی اور











قومی آدمی کی باادریغ و خجود ہووے عالایح زارح کی ہنہ سھو شیخ یخنہ آر ص  
 وعرافل لایتم وعالایح یزرع ہووے جنود وعالایح پرای + وہا جو گویم لایح  
 و ملائیم لہو غمہ زر حین + سہی سبب عینایح وری کلام نقیصو باولایح بانایح  
 میرا حق یا بونود بونایح عل صد تائینا : آری وناہرت و فاحہ وراحب  
 لبایح کی پناہ عالایح ہون بام حیل گویم یا بونولایح + شفقت مکیم تحسین  
 ہدیان و عینا کلام مشایا بونوزا ہاب و بونایسا نو و شلوت ہووے سیر و کل  
 صون قید ارقیصو لایح ایل تیا لوت یشار تو شیخ یعلو عل راصون فرجی ویش  
 تفسر وئی افایر + ہی ایلہ کعب تو فینا و خیریم ال آر بونام کی لی اہم توفد  
 وادیوت ہر شیش کاریشو نا لبای بانایح میرا حق کیام و زکا بام اتام شیم  
 ہووے الومایح و لہد وین اسرائیل کی پیاراخ + وہا نو زنی ہینار ہووے ناہج کلیم  
 یشار تریج کی نقیصی کلینج و بر صوے رحمت + و فخر شعاریح تائید یوام  
 و لایلا لوت غر و لہابی ایلایح حیل گویم و کلیم ہووے غم + کی گوی و عیلا خا  
 اشرو لوبعد و خ یو بید و ہویم ہاروب یحراو + کہو و ہلایون ایلایح یا بونو  
 ہد ہارا و تائشور سحر و لہا سیر مقوم ہد اشو و مقوم رعل اجنید + وہا جو  
 الایح شحورح بنی معین فوشتو و عل کپوت رعلایح کل منا صایح  
 (ترجمہ) اے میرے نور مستعد ہو جا کہ تیرا نور کمال کو پہونچا اور جلال ربانی تجھ پر چکا  
 جب کہ ظلمت دنیا کو چھپاے گی اور تاریکی احم کو تب تجھ پر خدا تعالیٰ ہوگا اور اس کی عزت

تجھ پر نظر آئے گی اور چلیں گی تو میں تیری روشنی میں اور سلاطین تیرے نور کی کرنوں میں ہر طرف  
اپنی آنکھ اٹھا اور سب کو دیکھ سب جمع ہو کے تیرے پاس آئیں گے۔ تیرے لڑکے دُور سے  
آئیں گے اور تیری لڑکیاں کندھے پر لہریں گی اُس وقت تو ڈرے گی اور مستتر ہوگی  
اور خشوع سے تیرا دل منشرح ہوگا۔ جب کہ لوٹ پڑے گا تیری وجہ سے شور دریا کا قوموں کا  
شکر تیرے پاس آئے گا اونٹوں کی قطار تجھے چھپائے گی اور جو ان اُٹنیاں مدین و عیفہ کی  
سب سے آئیں گی سونا اور لوبان لاد لائیں گی اور سیاحت اتنی سے خوشنود کریں گی  
سب بھڑیاں قیدار کی تیرے پاس مجتمع ہوں گی۔ بہادران نیا یوث تیری خدمت کریں گے  
رضامندی سے ہمارے منہج کی طرف چلیں گی۔ جب اپنے بیت بجالاں کو ہم رونق دیں گے  
یہ کون ہیں جو مثل سحاب اوڑ رہی ہیں اور کبوتروں کی طرح اُس کی جھڑکھوں کی طرف۔ جب  
جزائر ہمارے مشتاق ہوں گے تو مراکب فرنگستان تیرے لڑکوں کو دُور سے لائیں گے اُن کا  
سونا چاندی اُن کے ساتھ ہوگا۔ تیرے معبود اللہ کے نام کے واسطے اور قدوس اسرائیل  
کے لئے جس نے تجھے رونق دی اور اجابت تیرا حلیم بنائیں گے اور اُن کے سلاطین تیری  
خدمت کریں گے ہم نے اپنے غصہ سے تجھے مارتا تھا اور اپنی رضامندی سے رحم کیا۔ تیرے  
دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے دن و رات بند نہ ہوں گے۔ تیرے قوموں کی فوج لانے کو  
اور اُن کے سلاطین جلالتے جائیں گے۔ کیونکہ جو قوم و سلطنت تیری خدمت نہ کریں گی  
مٹ جائیں گی اور دار الحرب ویران ہوں گے۔ لبنان کی دولت تیرے پاس آئے گی برش  
اور ساج اور سرو معا ہمارے پاک گھر کی تزیین کے لئے اور اپنے پاؤں کی جگہ کو عزت  
دیں گے ہم اور روانہ ہوں گے تیرے پاس رکوع کرتے ہوئے تیرے پاس دوست اور  
تیرے سب دشمن تیرے پاؤں پر سجدہ کریں گے۔ یہ چودہ آیت مسجد کعبہ کی شان میں  
نبردیتا ہے کہ حیب دنیا کفر و ضلالت سے بھر جائے گی اُس وقت خدا کا جلال تجھ پر نظر آئے گا  
دروہ نبی آخر الزمان پیدا ہوگا اور سلوک اقوام اُس کی شریعت پر ہوگا اور سلاطین

اُس کے مطابق عمل کریں گے چنانچہ خلفاء اسلام و امراء مومنین حکم قرآنی سے سرمو تجاوز نہیں کرتے تھے مگر نص اُن کے مذہب میں کافر ہوتا ہی چوتھی آیت میں حج کا بیان ہے یعنی حجاج مسافات بعیدہ سے آئیں گے لڑکے اور لڑکی سے مقصود حجاج ہیں۔ اب پانچویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ تیری نورانیت و انشراح قلب جب ہوگی کہ دریا کا شور تیری سبب سے لوٹ پڑیگا۔ یہ اشارہ ہی دریاے بادیہ سماوہ کے جاری ہونے کی طرف کہ وہ مدت سے خشک پڑا تھا۔ آنحضرت کے پیدا ہونے سے جاری ہو گیا اور لوٹ جانے کا لفظ اُس سے بھی کہا کہ اُس وقت میں بحیرہ ساوہ خشک ہو گا جس کی خبر ادھر گزری ہو تو گویا بحیرہ کا پانی دریاے سماوہ میں لوٹ پڑا۔ جو غل پانی کا وہاں ہوتا تھا اب یہاں ہوا اُس کے بعد مضامین سب واضح ہیں۔ نیا بوث حضرت اسمعیل کے بڑے بیٹے تھے۔ آٹھویں آیت میں ذکر ملائکہ کا ہی جو خانہ کعبہ کی زیارت کو مثل صحاب کے محیط تھے۔ جب آنحضرت پیدا ہوئے اور دسویں آیت میں خبر دی ہے کہ اجنب قوم تیرے حطیم کو درست کریں گی۔ چنانچہ یہ خبر ترکوں کے وقت میں پوری ہوئی۔ باقی مضامین سب واضح ہیں حاجت تفسیر نہیں۔ یہ سب کچھ آنحضرت کی پیدائش سے پورا ہوا ہے

یادرب وسلم دائماً ابداً ۱ : علی نبیک خیرا الخلق کلہم  
اب اس کے بعد خطاب ہی بیت المقدس کی طرف جس پہاڑ پر اُس کی تعمیر ہے اُس کا نام عبرانی میں صیون اور عربی میں صہیون (ترجمہ) اے صہیون مقدس اسرائیل متروکہ مبعوضہ اور ویران ہونے کے عوض میں تجھ کو جلال ابدی اور سرور سرمدی کے واسطے وضع کروں گا اور قوموں کی شیرنوش کرے گی اور سلاطین کی چھاتی چوسے گی اور تو سمجھے گی کہ میں اللہ تیل نجات دہندہ اور تیرا آزاد کرنے والا قوی یعقوب ہی بعوض تانے کے سونا لاؤں گا اور بعوض لوہے کے لاؤں گا چاندی اور لکڑی کی جگہ تانبا اور بجائے پتھر آہن اور کروں گا تیرا افسر مسلمان اور تیرے حکام راست پھر سنا نہ جائے گا تیرے ملک میں ظلم و جبر

اُس کے مطابق عمل کریں گے چنانچہ خلفاء اسلام و امراء مومنین حکم قرآنی سے سرمو تجاوز نہیں کرتے تھے مینکر نص اُن کے مذہب میں کافر ہوتا ہی چوتھی آیت میں حج کا بیان ہے یعنی حجاج مسافات بعیدہ سے آئیں گے لڑکے اور لڑکی سے مقصود حجاج ہیں۔ اب پانچویں آیت میں یہ لکھا ہے کہ تیری نوراہیت و انشراح قلب جب ہوگی کہ دریا کا شور تیری سبب سے لوٹ پڑیگا۔ یہ اشارہ ہی دریا سے باد یہ سماوہ کے جاری ہونے کی طرف کہ وہ مدت سے خشک پڑا تھا۔ آنحضرت کے پیدا ہونے سے جاری ہو گیا اور لوٹ جانے کا لفظ اُس حج سے بھی کہا کہ اُس وقت میں بحیرہ سادہ خشک ہو گا جس کی خبر ادھر گزری ہی تو گویا بحیرہ سادہ کا پانی دریا سے سماوہ میں لوٹ پڑا۔ جو غل پانی کا وہاں ہوتا تھا اب یہاں ہوا اُس کے بعد مضامین سب واضح ہیں۔ نیا بوٹ حضرت اسمعیل کے بڑے بیٹے تھے۔ آٹھویں آیت میں ذکر ملائکہ کا ہی جو خانہ کعبہ کی زیارت کو مثل سحاب کے محیط تھے۔ جب آنحضرت پیدا ہوئے اور دسویں آیت میں خبر دی ہے کہ احباب قوم تیرے حطیم کو درست کریں گی۔ چنانچہ یہ خبر ترکوں کے وقت میں پوری ہوئی۔ باقی مضامین سب واضح ہیں حاجت تفسیر نہیں۔ یہ سب کچھ آنحضرت کی پیدائش سے پورا ہوا ہے

یارب و سلم دائماً ابداً ۱ : علی نبیک خیر الخلق کلہم  
اب اس کے بعد خطاب ہی بیت المقدس کی طرف جس پہاڑ پر اُس کی تعمیر ہے اُس کا نام عبرانی میں صیون اور عربی میں صہیون (ترجمہ) اے صہیون مقدس اسرائیل متروکہ مبعوضہ اور ویران ہونے کے عوض میں تجھ کو جلال ابدی اور سرور سرمدی کے واسطے وضع کروں گا اور قوموں کی شیر نوش کرے گی اور سلاطین کی چھاتی چوسے گی اور تو سمجھے گی کہ میں اللہ تیرا نجات دہندہ اور تیرا آزاد کرنے والا قوی یعقوب ہی بعوض تانے کے سونا لاؤں گا اور بعوض لوہے کے لاؤں گا چاندی اور لکڑی کی جگہ تانبا اور بجائے پتھر آہن اور کروں گا تیرا افسر مسلمان اور تیرے حکام راست پھر سنا نہ جائے گا تیرے ملک میں ظلم و جبر

شکست تیرے خط میں اور پڑھے گی تیرے شہر تپاہ مناجات اور تیرے دروازے تسبیح  
 پھر شمس و قمر تیرا نور نہ ہوگا ہمیشہ تیرا نور اور معبود اللہ ہوگا۔ تیری رونق کے لئے۔ پھر تیرا  
 سورج نہ آئے گا اور تیرا چاند نہ اکٹھا ہوگا کیونکہ خدا ہمیشہ تیرا نور ہوگا اور تیرے ایام حداد  
 پوری ہو جائے گی اور تیری قوم صدیق ہوگی ہمیشہ مالک ارض رہے گی۔ ہمارے درخت کی  
 شاخ ہمارے ہاتھ کی صنعت رونق دے گی۔ چھوٹا ہزار کے مقابل میں ہوگا اور صغیر بھاری  
 قوم کے برابر۔ میں اللہ ہوں اُس کے وقت پر فوراً کروں گا۔ اب یہ بشارت ہی بیت المقدس کو  
 جو بار بار لوٹا گیا اور وہاں کاج و قربان موقوف ہو گیا کہ تو پھر آباد ہوگی اور جلال ابدی  
 اُس میں جاگزیں ہوگا۔ سونے اور چاندی سے مراد مسلمان اور تاجنہ لوہے سے بنی اسرائیل  
 بہ نظر اُن کی سنگدلی کے اور عیسائی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ بھی ایک شاخ ہیں بنی اسرائیل  
 کی اور وہ نامختون ہوتے ہیں جن کی نسبت پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ بیت المقدس سے  
 نکالے جائیں گے اور پھر شمس و قمر تیرا نور نہ ہوگا یعنی ان کی پرستش بیت المقدس میں نہ ہوگی  
 بلکہ خاص واجب الوجود تعالیٰ شانہ و جلالت برہانہ کی عبادت یہاں ہوگی۔ کیونکہ بنی اسرائیل  
 اُن کی پرستش کرتے تھے اور ہمارے درخت کی شاخ اور ہمارے ہاتھ کی صنعت سے مراد  
 ہمارے پیغمبر ہیں یہ سب امور آنحضرت کے وقت میں پورے ہوئے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ  
 مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہے اور نیز حدیث صحیح میں وارد ہے۔  
 لَا تَشَدُّ لِّلرَّحَالِ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ مُحَمَّدٍ  
 مَسْجِدِ الْأَقْصَى۔ ان فضائل سے مسلمان وہاں شوق سے نماز پڑھتے ہیں فتدبر۔  
 واضح ہو کہ ۶۰ باب میں حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر و خانہ کعبہ پر پیشین گوئی کی ہے جو متبادر  
 معنی تھے ہم نے لکھ دیا۔ وقت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشین گوئی مجموعہ ہے دو چیزوں کا ایک  
 وہ جو حضرت یعقوب نے خبر دی اور دوسری وہ جو حضرت موسیٰ نے بیان فرمایا کہ نور الہی شدت  
 سے متجلی ہوگا۔ کوہ فاران سے حضرت اشعیا کے زمانہ میں ضلالت و گمراہی انہما کو پہونچی تھی



بنی اسرائیل بت پرستی کرتے تھے شمس و قمر و کواکب کی تعظیم و جادو و سحر کی دھن میں سب افعال ناجائز کرتے تھے۔ کفار کا غلبہ ہر طرف سے ہوتا جاتا تھا۔ اشعیاء بنی سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے۔ اُن کے مواضع محض لایففع تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شریعت موسوی کی نسخ کا زمانہ قریب ہی تنگ ہو کے حضرت اشعیاء پہلی آیت میں بطور روحانیت آنحضرت کے نور کی طرف بڑی محبت سے خطاب کرتے ہیں۔ اے میرے نور مستعد ہو جا اب تیرا نور کامل ہو چکا جلال ربانی تجھ پر چمکا یعنی اب تو ظاہر ہو کے خلق کو راہ راست پر لا۔ بدوں تبدیل شریعت اوہام و ظنون قلوب سے دور نہ ہوں گے۔ قرآن میں بھی خدا نے آنحضرت کو نور کہا ہے یرید ان یطفئوا نور اللہ با فواہہم و یا بی اللہ الا ان یتیم نورہ ولو کرہ الکافرون (ترجمہ) کفار چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے مونہ سے بجھا دیں خدا اُس کی مخالف ہے وہ اپنے نور کو کامل کرے گا گو کافروں پر گراں ہو۔ کفار ضرور آنحضرت کے قتل کی فکر میں تھے جس سے ضرورت ہجرت کی ہوئی۔ اس لئے خدا نے فرمایا جو قلم بند ہوا چنانچہ آگے آتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (ترجمہ) اُسی نے اپنے رسول کو رہ نمائی و دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اُسے جملہ ادیان پر غالب کرے گو مشرکوں پر جبر ہو۔ ان دونوں آیتوں کا مفاد ایک ہے۔ آپ کے اسماء سے علماء نے نور بھی شمار کیا ہے منشاء اس استدعا کا جو حضرت اشعیاء نے کیا وہی مکاشفہ ہے جسے وہ آگے لکھتے ہیں۔ نور محمدی کی طرف اشارہ کر کے کہ جب ظلمت یعنی ضلالت دنیا کو چھپے گی تب تجھ پر نور اتنی تکلی ہوگا اور جلال ربانی تجھ پر نازل ہوگا۔ یہ اُسی نور کو کہتے ہیں کہ تیرا ظہور اُس وقت ہوگا جب تمام دنیا میں مگر اسی پھیل جائے گی تبعیت و حی قلوب سے محو ہو جائے گی اُس کے بعد کہتے ہیں کہ قبائل تیرے نور میں چلیں گے اور سلاطین تیرے کرفوں میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب دنیا میں ضلالت بھر جائے گی اُس وقت ایک نور

خدا کی جانب سے ظاہر ہوگا جس سے ہر خاص و عام فیض یاب ہونگے وراہ راست اختیار کریں گے۔ اُس کے بعد کہتا ہے کہ ہر طرف آنکھ اٹھا کے دیکھ سب تیرے لئے جمع ہونگے تیرے پاس آئیں گے تیرے توابع زن و مرد مسافات بعیدہ سے حاضر ہونگے چنانچہ اب تک مقامات دور دست سے مومنین حج و زیارت قبر شریف کے لئے حاضر ہوتے ہیں رُط کے اور رُط کی سے مقصود مومنین و مومنات ہیں۔ اس کے بعد کہتا ہے مقصود آیت اس قدر ہے کہ اس نور کے واسطے تمام لوگ کیا مرد کیا عورت دُور دور سے آئیں گے اُس کے بعد کہتا ہے اُس وقت تو وجد کرے گی اور نورشاں ہوگی اور تیرا شرح صدر ہوگا جب تیری سبب سے دریا لوٹ پڑے گا اور قبائل کا لشکر تیرے پاس آئے گا یعنی جب وہ نور کمال درجہ نبوت پر پہنچے گا دریاے سادہ خشک جاری ہوگا اور قبائل اُس پر چڑھ آئیں گے چنانچہ آپ کے وقت میں دریاے باد یہ سادہ جو مدت سے خشک پڑا تھا جاری ہو گیا اور غزوہ خندق میں کل کفار مدینہ پر چڑھ آئے تھے اس آیت میں لفظ تیر ہی جب یہ واقعہ کا واقعہ ہے جس کا مادہ جہا ہے اس مادہ کے متعارف معنی ہیں ڈرنا لیکن وجد کے معنی میں بھی آیا ہے جیسا کہ سنس میں لکھا ہے چنانچہ یہاں ہی معنی ہیں جہا ہے کے معنی بھی بشارت کے ہیں جو اس کے بعد واقعہ ہے یہ بھی قرنیہ ہے کہ یہاں وجد کے معنی ہیں قال اللہ تعالیٰ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ یعنی وعدہ جو اشیا کی زبان سے ہوا تھا وہ پورا ہوا اُس کے بعد کہتا ہے۔ اونٹوں کی قطار تجھے چھپائے گی مدین و عیفہ کے جوان اونٹیاں ملک ببا کے سب لوگ آئیں گے سونا اور لوہا اننگے اور خدا کی حمد سنائیں گے مقصود یہ ہے کہ تمام عرب اُس کی اطاعت کریں گے مدین اور مصر کے لوگ بھی عیفہ ایک شہر مصر میں اور ملک سبا سے مقصود یمن ہے یعنی یمن کے لوگ بھی مطیع ہونگے یونا و لوہان وہاں سے آئے گا۔ چنانچہ جناب امیر نے یمن سے سونا بھیجا تھا جسے آپ نے تقسیم کر دیا۔ اُس کے بعد کہتا ہے کل نبی قیدار و بنا لوٹ تیرے

پاس مجتمع ہوں گے، تیری خدمت کریں گے ہمارے مذبح پر قربانی کریں گے ہم اپنے بیت الحمال کو رونق دیں گے۔ یہ سب آنحضرت کے وقت میں ہوا اُس کے بعد کتا ہی یہ کون ہیں جو ابر کی طرح اُڑ رہے ہیں اور کبوتروں کی طرح اپنی کھڑکیوں میں - مقصود یہ ہے ملائکہ اُسے گھیرے رہیں گے۔ جب بلوانی مدینہ پر چڑھ گئے کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کریں تو عبداللہ ابن سلام نے منع کیا کہ ایسا مت کرو۔ ملائکہ جو اس شہر پاک کو گھیرے ہیں متفرق ہوں گے۔ بلوائیوں نے کہا تو کیا بکتا ہے، اے یہودی بچہ۔ اُس کے بعد کتا ہی جب جزائر کے لوگ ہمارے مشتاق ہوں گے تو مراکب فرنگستان تیرے توابع کو لائیں گے جن کا سونا چاندی اُن کے ساتھ ہوگا۔ خدا کے نام کے واسطے اور سچے معبود کی پیش کش کے لئے۔ اس کے بعد کتا ہی اجانب تیرے شہر نیاہ بنائیں گے اُن کے سلاطین تیری خدمت کریں گے کیونکہ ہم نے غصہ سے تجھے صدمہ پہنچایا اور رضامندی سے رحم کیا مقصود یہ ہے کہ چونکہ ہم نے باجو پر غصہ کر کے وادی غیر ذی زرع میں پھینکا تو برضامندی تجھ پر رحم کر کے یہ مرتبہ تجھے دیا کہ اجانب تیری شہر نیاہ بنائیں گے اور سلاطین تیری خدمت کریں گے اس کے بعد کتا ہی تیرے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے، رات دن بند نہ ہونگے تاکہ جوق جوق اقوام اور اُن کے سلاطین حاضر ہوں مقصود یہ ہے کہ تیری شریعت منسوخ نہ ہوگی ہمیشہ جوق جوق لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے۔ اُس کے بعد کتا ہی جو قوم و سلطنت تیری اطاعت نہ کریں گی مٹ جائیں گی، یعنی دنیا خواہ عاقبت میں۔ الغرض حضرت اشعیا کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پیغمبر کی خبر دیتے ہیں کیونکہ کہتے ہیں کہ تیری روشنی میں لوگ چلیں گے، خدا کا نور اُس پر متجلی ہوگا۔ بیان اُن کا یہ ہے کہ ایک نور ظاہر ہوگا کہ اُس کی روشنی اقوام چلیں گی اور سلاطین اُس کے احکام تسلیم کریں گے اور سب اُس کے پاس جمع ہو کے آئیں گے مرد و عورت دُور سے اُس پر ایمان لائیں گے۔ یہ اُس وقت ہوگا جب ایک خشک دریا جاری ہوگا۔ مدین و مصر و یمن کے لوگ اُس کے پاس آئیں گے اور



کی کو امری ایلا اڈنامی لینج حمیدہ مصیۃ اشیر ارمی نگید ورائار خرب رمند  
 پاراشیم رجب حمور رجب گامال و ہقشب قیشب رب قاشب۔ و پتر اڈنیہ  
 عل مصیۃ اڈنامی آنوخی عومید تاہم یومام وعل مشمرتی آنوخی نقاب  
 کل ھلیوٹ + وھنہ زہ بارخب ایش صمد پاراشیم و یقن و یومر نافارنا فلا  
 بایل دخل پسیل الوہیما شیر لا آرص بدشانی او دین گرنی اشیر شامعی  
 مایش یومو اصانوث الوہی پسر ایش جگہ تی لآخم لغات  
 ۶۶ : مصیۃ = دید بان جس کو اونچے مقام پر بٹھلائیں۔ اس غرض سے کہ  
 وہ جو کچھ دیکھے سوتائے اور کنایہ نبی سے ۶۶ ۶۷ رجب = راکب ۶۷ ۶۸  
 صمد = جوڑا جنت جیسے کہیں ایک جوڑا کبوتر، ایک جوڑا جوتا ۶۷ ۶۸  
 پاراش = سوار ۶۸ ۶۹ حمور = گدھا، ہمار ۶۹ ۷۰  
 گامال = اونٹ، جمل ۷۰ ۷۱ اڈنیہ = شیرازہ ۷۱ ۷۲  
 مصیۃ = اونچا مقام اور نام ہی ایک شہر کا جو صدر مقام تھا بخت نصر کے وقت میں  
 وہاں عامل رہتا تھا ۷۲ ۷۳ بدوشاپا = مال مدوس ۷۳ ۷۴  
 ۷۴ ۷۵ بن گوہرن = محصور۔ زراعت جو کاٹ کے خرمن میں انبار ہو۔  
 (ترجمہ) ہم سے ہمارے مالک نے کہا جا دید بان قائم کر کے جو دیکھے اُس کی خبر دے  
 تو دیکھا سوار یعنی ایک جوڑ سواروں کی ایک سوار گدھے کا اور ایک اونٹ کا اور خوب  
 متوجہ ہوا پھر آواز دی شیر نے مقام بلند پر اے میرے مالک میں رات دن اپنی خدمت پر  
 کھڑا رہتا ہوں اور یہاں پہنچا سوار یعنی مرد یعنی ایک جوڑ سواروں کی تو جواب دے یا خدا  
 اور کہا گر گئے گر گئے ہابل اُس کے جگہ بتان معبود لوٹ گئے۔ اے میرے پامال و خراب  
 جو میں نے خدا سے سنا تم کو خبر دی۔ واضح ہو کہ گدھے کے سوار سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں



تیمنا بالفتح کہتے ہیں اور عبرانی میں بالکسر اصل معنی اس لفظ کے دونوں زبانوں میں بیاہن  
 سکے ہیں اور نام ہر ایک خطہ کا جہاں تیمنا بن امییل علیہ السلام کی اولاد آباد ہے (ترجمہ ۵) حادثہ  
 عرب بیاہن عرب میں اُتریں گے۔ قوافل بحرن کے تشنہ کو پانی پہنچائیں گے۔ ارض تیمنا  
 کے مکان پریشان کے سامنے قوت رکھیں گے جو کہ بوجہ قتال پریشان ہوئے یعنی برسنہ لکھا  
 اور چڑھی کمان اور سختی ہنگامہ سے یہ خبر ہے ہمارے پیغمبر کے زمانہ کی۔ واضح ہو کہ بعد فتح  
 مکہ ۹ ہجری میں وفود جا بجا سے بہت آئے اور مسلمان ہوتے گئے گو اس کے پہلے بھی  
 قوافل دریافت حال کے لئے آئے تھے چنانچہ کسریٰ نے جب آپ کا نام اُس کے پاس  
 گیا پہاڑ ڈالا اور باذان صوبہ دار میں کو لکھا کہ وہ جو دعویٰ پیغمبری کا کرتے ہیں ملک عرب  
 میں اُن کو پکڑ کے بھیج دو تو باذان نے دوسرا در مع قافلہ کے مدینہ روانہ کیا اور آپ کو  
 خط لکھا کہ تم ان دونوں آدمیوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس چلے جاؤ۔ وہ دونوں جنابِ قدس  
 میں حاضر ہوئے وارٹھیاں مونڈی، مونچھیں بڑی جیسا ہندوستان میں اب تک رواج  
 ہے۔ آپ نے اُن سے پوچھا کہ تمہیں ایسی صورت بنانے کا کس نے حکم دیا ہے۔ انھوں نے  
 کہا کہ ہمارے رب کسریٰ نے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ واپسی  
 رکھو اور مونچھیں کتراؤ۔ اُن دونوں شخصوں کے دل میں اگرچہ رعب آنحضرت کا چھا گیا تھا  
 بدن اُن کا تھرتھراتا تھا۔

ہمیتِ حق ست اس از خلق نیست

لیکن گفتگو انھوں نے بے باکانہ کی اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلے چلو نہیں تو اس کا  
 خراج بہت بڑا ہے وہ تمہارے ملک عرب کو تباہ کر ڈالے گا۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو کل آنا۔ صبح کو  
 اُن دونوں سے کہا کہ رات شیریہ نے پرویز کو مار ڈالا تم چلے جاؤ اور وہ دسویں جمادی الاول  
 ۸ ہجری روز منگل تھا۔ وہ دونوں سردار روانہ ہو کے باذان پاس پہنچے اور  
 حال بیان کیا۔ باذان نے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے تو وہ بے شک پیغمبر ہیں۔ میں سب لوگوں سے

پہلے مسلمان ہوں گا۔ انھیں دنوں نامہ شیرویہ کا باذان پاس اس مضمون کا پہونچا کہ  
 پرویز ظالم تھا۔ میں نے اُسے قتل کیا اور تم کو ہمارے عہدہ پر قائم رکھا جو شخص دعویٰ پیغمبری  
 عرب میں کرتے ہیں اُن سے کچھ تعرض نہ کرنا جب تک میرا حکم اس بارہ میں نہ پہونچے۔  
 وَاللّٰهُ يَعْصِيْكُمْ مِّنَ النَّاسِ سِجَا کلام ہے۔ باذان اسی وقت مع اپنے بیٹوں کے  
 مسلمان ہو گیا اور سب اہل بین و فارس جو وہاں تھے مسلمان ہو گئے۔ نجاشی بادشاہ حبشہ  
 جب نامہ مبارک دیکھا تو ایمان لایا اور بہت تعظیم کے ساتھ جواب لکھا اور کچھ تحفہ و ہدایا آپ  
 پاس روانہ کئے۔ اُس زمانہ میں سلاطین حبشہ نجاشی کہلاتے تھے اس نجاشی کا نام اصحٰم تھا۔  
 وہ پہلے مذہب نصاریٰ رکھتا تھا۔ اسی کے عہد میں مہاجران حبشہ حضرت عثمان و حضرت جعفر  
 وغیرہ رضی اللہ عنہم مکہ سے ہجرت کر گئے تھے اور اسی نجاشی کے بروز وفات سوسہ ہجری  
 میں آپ نے مدینہ منورہ میں خبر وفات لے کر نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی مقوقس بادشاہ  
 مصر و اسکندریہ نے آپ کے نامہ کی بہت تعظیم کی اور تحفہ و ہدایا آپ کو بھیجا دو لونڈیاں  
 ماریہ قبطیہ اور شیریں کو بھی تحفہ بھیجا تھا چنانچہ ماریہ آپ کی خدمت میں رہیں اور ابراہیم  
 بن رسول اللہ اُن کے لہن سے پیدا ہوئے (حضرت ابراہیم کو بھی ہاجر دہیں سے ہاتھ آئیں  
 تھیں یہ سنت ابراہیمی ادا ہوئی) ایک خچر سفید جس کا نام دلدل تھا وہیں سے آیا تھا۔ شعر

يَا رُبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

یوں ہی جا بجا اسے قوافل بیا بان عرب میں آکے ٹھہرے تھے جس کی حکایت حضرت  
 اشعیا کر رہے ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ ارض تیا کے رہنے والوں نے پیاسوں کو پانی پہونچایا۔  
 مقصود یہ ہے کہ گمراہان باویہ ضلالت کو ہدایت کر کے فائز المرام کیا اور پریشان کے سلسلے  
 قحطت رکھا۔ اُس سے مقصود یہود ہیں جو بوجہ قتل و غارت و خونریزی اور اقوام پرست  
 نصاریٰ کے ظلم و تعدی سے ملک عرب میں مسکن گزین و پناہ گیر تھے اور مسیح کے انتظار  
 میں بسر کرتے تھے اُن کے سامنے روٹیاں رکھیں لیکن انھوں نے اپنی شقاوت و نجاست





۴ سال کا پڑتا ہے۔ اس لئے قریب ۵۳۰ برس بتایا گیا یعنی بعد انقصائے ۵۳۰ سال زمانہ فترۃ کے وہ پیغمبر پیدا ہوگا۔ ساخیر کے معنی ہیں مزدور اُس کے ارادہ کرنے سے کوئی معنی درست نہیں ہے۔ یہاں ایک تقریر دوسری ہے وہ یہ ہے کہ کل شاناکشتی ساخیر  $\text{خلافه} \text{خلافه} \text{خلافه}$  یہ  $\text{خلافه} \text{خلافه} \text{خلافه}$  سے مراد عدد ہے۔ مفردات اُس کے جو عبرانی میں لکھے جاتے ہیں یہ ہیں  $\text{שש} \text{שש} \text{שש} \text{שש} \text{שש} \text{שש}$ ۔ اب مضمون آیت یہ ہوا کہ بعد بارہ سو پینٹھ سال کے عزت و فخر قریش کا کامل ہو جائے گا۔ عزت و فخر قریش ہمارے پیغمبر ہیں اس لئے مقصود یہ ہوا کہ وہ پیغمبر بعد ۱۲۶۵ سال کے کامل الوجود ہوگا یعنی پیدا ہوگا خواہ نبی کامل البتۃ۔ اب یہاں ثبوت اس امر کا ضرور ہے کہ بعد اس قدر زمانہ کے آپ پیدا ہوئے خواہ پیغمبر کامل ہوئے۔ تو تاریخ کا بیان مختلف ہے لیکن جہاں تک قریب تحقیق ہے اُسے اولاً لکھتے ہیں۔ تاریخ عیسوی حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے مقرر ہوئی۔ مبداء اس تاریخ کا یکم جنوری ہے جس وقت تحول آفتاب کی ہجرت جدی میں ہوئی تھی اُس وقت سے آج تک ۱۸۸۸ سال پورے ہو چکے ہیں۔ اب نوامی شروع ہے۔ یہ سال شمسی اصطلاحی ہے کیونکہ عینے اس کے شمسی اصطلاحی ہیں۔ دوسری تاریخ رومی ہے جس کا مبداء جلوس اسکندر رومی ہے۔ واضح اس کا اصطلاحی ہے۔ بوقت تحول آفتاب ہجرت میزان میں یہ تاریخ تاریخ عیسوی سے ۳۱۲ سال پیشتر مقرر ہوئی یعنی پیدائش حضرت مسیح ۳۱۲ء اسکندرانی میں ہوئی۔ الغرض ۴۱ ماہ کا نون الاخر ۳۱۲ء اسکندرانی کو یہ سنہ مقرر ہوا۔ نیسری تاریخ قطبی ہے یہ تاریخ بخت نصر کے جلوس سے مقرر ہوئی۔ یہ تاریخ ۴۳۶ سال پیشتر تاریخ رومی سے مقرر ہوئی۔ یعنی ۳۳۶ قبل از ولول جلوس اسکندر رومی ہے یہ بھی شمسی اصطلاحی ہے۔ چوتھی تاریخ ہجری ہے یہ سنہ ہمارے پیغمبر کی ہجرت سے شروع ہوا۔ یہ ۶۲۲ء عیسوی سے شروع ہوا یعنی ۱۲۲۰ عیسوی میں آنحضرتؐ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو حکم ربانی ہجرت فرمائی۔ بیضا حضرت ابراہیم نے ارض کنعان میں ہجرت کی تھی جب اس قدر مہمد ہوا تو کہتے ہیں کہ ۶۵۶۹





בְּעֵינַי בְּפִי כָּם : י - חֲנֻלָּה  
לְבָרִים בְּפִי כָּם : יְהִי תַחֲבֵסֵי-ם  
מִחֲדָרֵי יְחִזְקָה וְיִשְׁרָאֵל - בְּכֶן עָלֵי  
יְהִי-ת - יְחִזְקָה וְיִשְׁרָאֵל : יְהִי מִפִּי  
לִי יִשְׁרָאֵל : יְחִזְקָה כִּי קָרָה בִּי-רִים  
יְחִזְקָה כִּי יִבְרַח חֲקֵלֵי עַל כְּרָדֵי יִן  
בְּיָלִים וְבָרִים : יְחִי דְחִיבֵי דְתִי עַל  
זֶ-חַ עֲלֵי-רִים וְעִיר - בְּנֵי חֲמִיכָה וְעִיר  
זֶ-כֶּן - חֲזָכָה עֲלֵי-ם מִכְּבֹד עַל נְבִי-  
וְיִשְׁרָאֵל עֲלֵי-כֶּן - חֲזָכָה עֲלֵי-חֲמִיכָה  
דְּיָן בְּיָזִים חֲחִיכָה מִכְּבֹדֵי-ם בֵּית  
יְהִי דְלִיבִיכָם דְּמִסְכָּה מִכְּבֹד : יְהִי  
בְּיָזִים חֲחִיכָה נְבִיכָם : יְחִזְקָה כְּזֶן  
בְּעֵינַי מִשְׁעֵר חֲדָרֵי-ם וְיִשְׁרָאֵל מִן  
חֲמִיכָה עֲלֵי-כֶן וְיִשְׁרָאֵל מִכְּבֹד עֲלֵי-  
חֲיִיכָה וְיִשְׁרָאֵל מִכְּבֹד עֲלֵי-כֶן  
זֶ-עֲלֵי-כֶן עַל נְבִיכָה וְיִשְׁרָאֵל  
בְּסֹרֶת : יְחִיכָה עֲלֵי-חֲחִיכָה יְהִי  
יְהִי-זֶדֶד עֲלֵי-ם בְּנִירִים וְיִשְׁרָאֵל  
עֲלֵי-כֶן מִכְּבֹד עֲלֵי-ם חֲחִיכָה עֲלֵי-  
עֲלֵי-כֶן יְהִי מִכְּבֹד עֲלֵי-כֶן

[illegible]

آسوت آسيف كول مغل پني يا ادا مه نام هيو. آسيف آدام و بهيا آسيف  
 عوف هشام مايم و درعي حيتام و مختلوت اش بار شاعيم و اخر تبي اش يا آدام  
 مغل پني يا ادا مه نام هيو. و نا طغي يادي عل هيو دا و عل كل يوشسي يرو  
 شالايم و اخر تبي من هتا قوم هره اش شير جعل اش شيم هكرا ميم علم هكرو  
 هيم و اش هشتو يم عل هكرو اشبا هشام مايم و اش هشتو يم هشتا علم هيو  
 و هشتا عيم ملام و اش هشتو عيم ميا خري هيو دا شير تو بقشوا هيو و لودرا شو  
 هو ص ميني ادناي هيو كل قاروب يوم هيو كل هين ربح هتدش قرونا رو يا  
 بيوم نبح هيو فاقد عل هشام مايم و عل پني هيلج و عل كل هلو بشيم ملبوس  
 خري + وفاقد تي عل كل حد و بلغ عل هشتان بيوم هيو هشتا ميم بيت او هيم  
 حامس و مر ما و ما بيوم هيو نام هيو قول صعا قار مشعر هدا عيم دلا لا من هشتا  
 و شير كا دول ميگبا عو ش هيلو يوشسي هشتا كن بر ما كل عم كعا عن خري تو كل  
 نطلي كاسف و يا يا با عيت هني اچيس اش پروشالايم بيزوت وفاقد تي عل يا  
 آنا شيم هشتو فنيم عل هيم هم ما و مر ميم لمبا با م تو بيليب هيو و لوبار ت و يا يا حيلام  
 الماشا و بار تيم شتا ما و با تو با تيم و لو يوشيو و نا طعو كرا سيم و لو يوش تو ينام قاروب  
 يوم هيو هكا دول قاروب و مير ميو و قول يوم مار صو ر تح شام گيور يوم غير  
 هيو م هيو يوم صارا و مصو قا يوم شو ما و شو ما يوم خوشخ و ايدلا يوم عانا  
 غرا نل يوم شو فار و ثرو عا عل هعاريم بصو روت و عل هشتو هكرو هت





اور شیاطین کو تب منقطع کریں گے آدمی کو روئے زمین سے۔ حکیم خدا کا ہی پھیلاؤں گے اپنا ہاتھ یہود پر اور مکان سلیم پر اور بنائیں گے اس مقام سے باقی ماندہ بت کو اور اصنام کو مع اُن کے کاہنوں کے۔ محو کریں گے باغات میں ساجدان کو اکب کو اور اُن سجدہ کرنے والوں کو جو خدا کی جگہ اپنے بادشاہ کی قسم کھاتے ہیں اور مرتدوں کو جنہوں نے خدا کی تلاش نہ کی اور نہ اُس کو پوچھا۔ چپ رہو اپنے مالک خدا کے سامنے کہ خدا کا دن اب قریب ہے خدا نے قربانی تیار کر لی اور اُس کی قربت کو مقدس کیا۔ خدا کی قربانی کے دن تلاش کریں گے ہم سرداروں کو، شاہزادوں کو اور مبتدع اور اُس دن تلاش کریں گے ہم اُس ملازم کو جنہوں نے اپنے مالک کے گھر کو ظلم و فریب سے بھر دیا۔ خدا کا حکم ہے کہ اُس دن بڑا شور ہوگا باب الحیتان سے اور صبح مثنیٰ سے شکستِ عظیم جہاں سے چلائیں گے۔ مکانِ خفیش جب کہ برباد ہوں گے۔ کل قوم کنعان مٹ جائے گی، کل دولت مند اور اُس وقت ڈھونڈیں گے ہم اور سلیم کو چراجوں سے اور سمجھیں گے اُن لوگوں کو جو اپنے خیال میں جھے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نہ نیک کرتا نہ بد تو ہوگی اُن کے غول شکار اور اُن کے گھر ویران، مکان بنائیں گے مگر رہنا نصیب نہ ہوگا۔ انگور لگائیں گے لیکن اُس کی شراب نہ پیئیں گے۔ خدا کا بڑا دن قریب ہے۔ بہت جلد ہوگا۔ خدا کے دن ایک ڈپٹ ہوگی جہاں بیدار ڈپٹے گا وہ دن غضب کا ہوگا۔ دن سختی و تنگی کا دن۔ شور و غوغا کا دن، ظلمت و تاریکی کا دن، بدلی و گھٹا کا دن، بوق و قرنا کا۔ اونچے پہاڑوں پر اور بلند گنبدوں پر۔ تب آدمی کو سختی میں ڈالیں گے ہم۔ اندھوں کی طرح ہمیں گے جن لوگوں نے خطا کی ہو اور اُن کا خون خاک پر بہایا جائے گا اور اُن کا گوشت غلیظ کی طرح پھٹ جائے گا سونا چاندی اُن کو بچانے کے گا خدا کے غضب سے۔ اُس کے غضب کی آگ سے تمام روئے زمین جل جائے گی۔ جب تمام مکانِ ارض کو مٹاؤں گا۔

لغات۔ باب الحیان بیت المقدس میں ایک دروازہ کا نام ہے و علیٰ ہذا القیاس مشتمل جس کو ہم نے مثنیٰ سے ترجمہ کیا ہے خفیش ایک مقام کا نام ہے قریب بیت المقدس کے۔ اس

باب میں قیامت کا بیان ہے جب دنیا ختم ہو جائے گی چونکہ ہمارے پیغمبر کی بعثت سے نبوت ختم ہو گئی اس لئے آپ کا وجود ضمیمہ قیامت شمار ہوا ہے۔ اس وجہ سے اس باب میں آپ کا بھی کچھ ذکر ہے۔ قیامت اور آپ کے زمانہ کا ذکر مخلوط ہے۔ دوسری آیت سے ۳ تک قیامت کا ذکر ہے یعنی ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمامی جاندار جمع ہو کے فنا ہوں گے۔ اگرچہ فنا کی نسبت صرف آدمی کی طرف ہوتی ہے لیکن مقصود اُس سے کل مرکبات عنصریہ ہیں کیونکہ اِدام کی اصل معنی ہیں خاکی اور ہر موالید ثلاثہ میں جزو زائد خاک۔ قرآن میں بھی اِذِ الْوَحْشِ حَشَرَکَتْ مذکور ہے۔ اب ۴ آیت سے بیت المقدس سے بت پرستی مٹانے کا ذکر ہے اور نطرات کو اکبہ سحر سازی و شعبہ بازی کے نیست و نابود کرنے کا بیان ہے کہ وہ آنحضرت کے وقت سے پورے ہوئے۔ اب بیت المقدس میں اس کا نام و نشان نہیں ہے آیت میں کہتا ہے کہ خدا کا دن قریب ہے۔ خدا نے قربانی تیار کر لی اور اُس کی قدرت پاک سے مقصود تشریفانی مسجد، حرام ہے کہ وہاں قربانی متوں کے لئے ہوتی تھی نہ اللہ واحد قہار کے لئے اور قرأت پاک سے مقصود قرآن ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے ۳ باب میں بھی قرآن کو پاک کلام سے تعبیر کیا ہے اُس کے بعد جہاد و جدال و قتال کا بیان ہے جو زمان اسلام میں کفار سے پیش آیا جس سے بڑے بڑے سلاطین و شیاطین جو خلافت کو بذریعہ رقی و غرام کم طمع دنیاوی ضلالت میں ڈالے تھے محو بے کار ہوئے اور عبادت و وحدۃ لا شریک لہ صرف بنظر مفاد آخرت شائع ہوئی۔ واضح ہو کہ اہل نظر نے بحث سے یہ بات ثابت کی ہے کہ صفات واجب الوجود تعالیٰ شانہ عین ذات ہیں۔ چنانچہ اکثر فلاسفہ کا مذہب یہی ہے پس خیال منشی ہوتا ہے اس عقیدہ کی طرف کہ اُس ذات پاک میں کوئی صفت نہیں جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نہ وہ مالا نہ جلانا نہ خوش ہوتا نہ ناراض۔ چنانچہ اکثر عقلا سہید ایسا ہی سمجھ کے اُسے زرگن مانتے ہیں۔ گن صفت کو کہتے ہیں یعنی اُس میں کوئی صفت نہیں بعد اس کے ایک فرقہ اُسے مستحق عبادت باستحقاق ذاتی سمجھتے ہیں کہ گو وہ کچھ نہیں کرتا لیکن بہ نظر کمال ذاتی عبادت کے لائق وہی ہے اُس کے سوائے جملہ موجودات ناقص و ناقابل عبادت ہوتا

اُس عبادت کا خاصہ ہے سرورِ سرمدی و قلاحِ ابدی اور ایک فریقِ اُس کی عبادت کو فضول سمجھ کر روحانیات کی پرستش کرتے ہیں کہ اصنام سے مقصود وہی ہوتے ہیں عوامِ اناس اُس میں جملہ صفات کمال تسلیم کرتے ہیں کہ وہ قابلِ عبادت رہے لیکن اشاعرہ نے جب دیکھا کہ صفاتِ غیر ذات کہنے میں قباحت ہے اور عین ذات کہنے میں نفی صفات لازم ہوتی ہے جو صریح قرآن کے مخالف ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ نہ عین ہیں نہ غیر لیکن محققین یہ کہتے ہیں کہ وہاں ذات و صفات ایک ہی علم بھی ہے وہی عالم بھی ہے ہی قدرت بھی اور قادر بھی و علیٰ ہذا الفیاس۔ اس کا بیان تو بہت ہی طولانی ہے۔ یہاں بسط و تطویل کے لائق نہیں لیکن اس قدر جاننا چاہئے کہ عام اصول بت پرستی یہی ہے کہ اُس مہشی پاک کی عبادت عبث ہے اور گو عبث بھی نہ ہو چنڈاں سود مند نہیں اور یہی خیال بنی اسرائیل کا بھی تھا۔ اس لئے ۱۲ آیت ۱۳ میں اُس کی نسبت وعید ہے اور شراب نہ پینے سے یہ بھی اشارہ ہے کہ اُس وقت شراب حرام ہو جائے گی تو جو مسلمان ہو جائیں گے وہ بنظرِ حرمت نہ پیئیں گے اور جو مسلمان نہ ہوں گے اُن سے جبراً انکوار ہی چھن جائیں گے ۱۴ آیت سے پھر قیامت کا ذکر ہے یعنی ایک دن ایسا ہی آئے گا جس میں ایک سخت آواز ہوگی تمام دنیا میں اندھیرا چھائے گا۔ آدمی بدحواسی سے اندھوں کی طرح چلیں گے۔ اُس دن کچھ کام نہ آئے گا، نہ سونا نہ چاندی نہ دولت نہ خزانہ پھر دنیا فنا ہو جائے گی۔ قرآن میں قیامت کا ذکر بہت ہے۔ اگلی کتابوں میں تھوڑا تھوڑا ذکر ہے جیسا اس کتاب میں حضرت موسیٰ کی کتاب میں بھی اُس کی طرف اشارہ ہے۔ تجارب و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ کل عالم اجسام مرکب ہے اجزاء الایتری سے یعنی ایسے چھوٹے چھوٹے اجزاء جن کی قسمت اب کسی آلہ خواہ میزrab وغیرہ تدبیرات سے نہ ہو سکے چونکہ وہ متصل حقیقی ہے تو اس کا انفصال محال ہوگا۔ کوئی چیز اپنی ضد کے قابل نہیں ہوتی۔ ہندی میں اُسے پرمان کہتے ہیں۔ اُس کو ذرہ کا سا ٹھوکان حصہ بتاتے ہیں وہ مریٰ بھر نہیں بلا اعانتِ خردیں اور ترکیب دالت کرتی ہے تحلیل پر اس لئے قیاس ہوتا ہے کہ عالم اجسام فنا ہو جائے، سب

اجزاء اُس کے الگ الگ ہو جائیں لیکن اُس کا علم کسی کو نہیں کہ وہ کب تک متصل رہتے ہیں اور کب منفصل ہو جاتے ہیں۔ قوت بشری اس کے ادراک سے قاصر ہے بلکہ اکثر قویٰ ملکی بھی کفایت نہیں کرتے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ كَانَ مِيقَاتًا (ترجمہ) یقیناً جدائی کا دن مقرر ہے یعنی ایک وقت مقرر ہے کہ تمام اجزاء عالم منحل ہو جائیں اور عالم معدوم ہو جائے پھر اُس کا نشان بتائی یَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا (ترجمہ) جس دن تخت آواز ہوگی تو تم لوگ جو جہت ہو جاؤ گے اور کھل جائیں گے آسمان تو ہو جائیں گے دروازے اور پہاڑ سراب ہو گئے اڑ جائیں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ایک سخت آواز ہوگی جس سے لوگ غول غول پریشان ہونگے پھر آسمان پھٹ جائیں گے اور پہاڑ مثل ریگ اجزاء لایخیزی کو ریگ سے بیان کرنا ہی یہاں تک فقط اجسام کے فنا ہونے کا بیان ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالنَّازِعَاتِ غُرَّتْ فَأَوَّلُ النَّاسِ لُفَّتِ لُفَّتْ وَالسَّابِحَاتِ سَبَّحًا فَأَلْسَنَاتٍ سَبَقًا فَأَلْمَدَّتْ بَرَاتٍ أَمْرًا۔ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ أَبْصَارٌ خَاشِعَةٌ فَاتِّمَاهِي زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ۔

(ترجمہ) تم ہزار اوج اور ملائکہ کی جس دن کپنے لگے جسم و جسمانیات اُس دن قلوب ٹھکریں گے اور آنکھیں خوف سے بند ہو جائیں گی پھر تو ایک ڈپٹ ہوگی جس سے دفعتاً وہ ریگ ہو جائیں گے راجفہ کپنے والے کو کہتے ہیں جسم ہی قابل حرکت ہیں۔ اس لئے راجفہ سے مراد اجسام ہیں اُن کے توابع وہی جسمانیات ہیں۔ ساہرہ ریگستان کو کہتے ہیں۔ اجزاء کی تحلیل ہو جائے پھر اُن کو ریگستان سے بیان کیا ہی جیسا سراب سے بیان کیا۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَإِذَا جَاءَتْ الصَّاحَّةُ يَوْمَ لَفِيفٌ أَلْمُومٌ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَيْبِهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَيْنِهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ وَجُودُهُ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرُهُ ضَاحِكُهُ مُسْتَبْشِرُهُ وَوَجُودُهُ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ

تَرَهَّقْهَا قَاتِرَةً أَوْ لَيْتَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ (ترجمہ) پھر جب ہوگا وہ غل جس دن بھاگے گا مرد اپنے بھائی سے اور ما باپ سے اور جو رو لڑکے سے ہر شخص اُس دن اپنے حال میں پھنسا ہوگا کتنے مونہ اُس دن بجال ہنستے بٹاش ہوں گے اور کتنے مونہ پر اُس دن غبار ہوگا جس سے سیاہی ٹپکے گی وہ کفار بدکار ہوں گے۔ اس سے ثابت ہے کہ اُس دن غل یعنی آواز شدید ہوگی جس سے لوگ گھبرا جائیں گے۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوگی۔ ہر شخص اپنے حال میں مبتلا رہے گا الا کالمین جن کو موت کا کچھ اندیشہ نہیں جو ہمیشہ مشاہدہ جمال ربانی میں مست رہتے ہیں

قَالَ لِلْعَالِي إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ سِيرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَإِذَا النَّفُّوسُ زُوِّجَتْ وَإِذَا الْمَوْودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قِيلَتْ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ سُعِّرَتْ وَإِذَا الْجُنتُ أَنْزِلَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ (ترجمہ) جب دھوپ لپٹی جائے اور جب تارے تیرے ہو جائیں اور جب پہاڑ اڑ جائیں اور جب بدلیاں بے کار ہو جائیں اور جب جانور جمع کئے جائیں اور جب سمندر بھر پور کئے جائیں اور جب جانیں ساتھ کی جائیں اور جب زندہ درگور پوچھے جائیں کہ کس گناہ پر ماری گئی اور جب کتابیں پھیلانی جائیں اور جب آسمان اوڑھ پڑے ہو جائیں اور جب دونوں بھڑکانی جائے اور جب جنت قریب کی جائے تو سمجھیں گے ہر جان اپنا کام) یہ ایک بڑے تغیر عالم کی خبر ہے جب نیرات بے نور ہو جائیں گے یعنی اُن کے اجسام خراب ہو جائیں گے اور اُن کے ساتھ جو ارواح متعلق ہیں اُن کو چھوڑ دیں گے اُن کے نور سے مقصود اُن کی جان ہے کہ وہی باعث ہے اُن کے نور ظاہری کا اور تعطیل عشر اور حشر وحوش سے مقصود بیان ہول و اضطراب ہے۔ اور بکار کی تسخیر سے مراد تخیل ہے کہ پہلے میاہ متخیل ہوں گے پھر متخیل اور تزیج نفوس سے مقصود یہ ہے کہ کل اجسام فنا ہو جائیں گے اور ارواح جو اُن کے ساتھ متعلق ہیں اُن کو چھوڑ کے ارواح کے ساتھ ہوں گے۔ جب یہ حالت ہوں تاکہ ہم پہنچنے کی تو آدمی کو اپنے کردار

یاد آئیں گے۔ ارواح کو تو فنا ہی نہیں وہ اپنے اعمال کو دیکھیں گی اور صحف سے مقصود یہاں نفوس منطبعہ فلکیہ ہیں اور ان کا نشر بھی ہو کہ اجسام کو چھوڑ دیں گی اور کشط سما رہے تو ظاہر ہے۔ الغرض سب کا نتیجہ یہی ہے کہ جملہ اجسام نیست و نابود ہو جائیں گے فقط ارواح رہ جائیں گی چنانچہ اسی بات کو سورہ نبا کے اخیر میں بیان کیا ہے۔ یَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا یعنی بعد فناے عالم صرف ارواح و ملائکہ رہ جائیں گے اُس وقت حالت کی ادراک سے سب کو حیرت ہوگی اور کچھ بول نہ سکیں گے یعنی متحیر ہونگے الا ارواح کا ملین کہ اُن کو کچھ تحیر نہ ہوگا اُس کے بعد زندہ رہے کہ اِنَّا اَنْذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاہُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا۔ عذاب قریب سے مقصود وہی حیرت و ہول ہے جو ارواح پر وقت فناے عالم طاری ہوگا کہ اُس وقت تمامی اعمال اُس کے پیش نظر ہوں گے ہر منشا سرور خواہ حزن کا ہوں گے۔ قَالَ لِلّٰہِ تَعَالٰی فَاِذَا جِئْتِ الطَّامَّةَةُ الْکُبْرٰی یَوْمَ تَذُکَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰی وَبُرَزَتْ اِلَیْہِمْ لِمَنْ یَّرٰی فَاَمَّا مَنْ لَمْ يَلْحَقْ بِاَثَرِ الْحَیٰوَةِ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْاُحْیٰی ہِیَ الْمَاوٰی وَآمَّا مَنْ خَافَ نَقَامَ رَبِّہٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ ہِیَ الْمَاوٰی۔ ترجمہ، پھر جب آئے گا وہ بڑا ہنگامہ جس دن یاد کرے گا آدمی اپنی کمائی اور نکال جائیگی دوزخ دیکھنے والوں کے لئے تو جس نے نافرمانی کی اور پسند کی حیات دنیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور جو ڈرا اپنے رب کے مرتبہ سے اور روکا جی کو خواہش سے اُس کا گھر جنت ہوگا۔ بڑے ہنگامہ سے مراد وہی وقت ہے جب تمامی عالم اجسام فنا ہو جائیں گے فقط ارواح رہ جائیں گی تب بوجہ تجربہ کے اُن کو اپنے مناسب نظر آئیں گے اُس وقت کا ملین کہ جنہوں نے غضب و شہوت کو رام کیا ہے سرور ابدی میں کا نام جنت ہی حاصل ہوگا اور جو لوگ خواہش کے پھندے میں رہے اور لذات جسمانی پر غالب رہی اور حصول کمالات سے محروم رہے، اُن کو حزن و آلام سہری نصیب ہوگا کہ

وہی دورِخ پر قال اللہ تعالیٰ اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَکِبُ اُنْثَرَتْ  
وَاِذَا الْجِبَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ عَلِمْتَ نَفْسٌ مَا قَدْ صُمْتُ  
وَآخِرَتْ (ترجمہ) جب آسمان پھٹ جائے اور تارے ہٹیں اور سمندر بہ جائیں اور قبریں اوکھڑی  
جائیں تو بھیگی جان اپنی اعمال) واضح ہو کہ ارواح کی تین حالت ہیں۔ ایک حالت تعلق بالبدن کی ہے کہ  
اسی کو عرف میں زندگی کہتے ہیں قرآن میں اسی حالت کو جا بجا دنیا سے تعبیر کیا ہے کیونکہ یہ حالت نہیں  
ہوتی ہے۔ لذات جسمانی اور دن درجہ میں ہیں لذات روحانی سے۔ دوسری حالت مفارقت بدن  
کی ہے جسے موت کہتے ہیں۔ اس حالت میں جان بوجہ بے کار ہو جانے کے بدن کو چھوڑ دیتی ہے۔  
لیکن تاہم اُسے کچھ نہ کچھ تعلق اجسام کے ساتھ رہ جاتا ہے خصوصاً جسم مثالی جسے اکثر اہل مجاہدہ  
تسلیم کرتے ہیں اور بہت حکماء اُسی کو روح سمجھتے یعنی ایک جسم لطیف اس جسم کے اندر اور ہر کہ  
یہ جسم اُس کا غلاف ہے وہ جسم اس کی شبیہ ہے جملہ اعضاء اُس میں ایسے ہی ہوتے ہیں دونوں میں  
صرف لطافت و کثافت کا فرق ہے وہ جسم بعد فنا ہو جانے اس جسم کشف کے مدت دراز تک قائم رہتا ہے  
کیا عجب ہے کہ یہ جسم تا قیامت باقی رہے۔ مگر چونکہ جسم ہے تو بوجہ ترکیب کے قابل فنا ہے اور اگر اس  
جسم کو نہ بھی مابین تو بھی تا قیام عالم اجسام روح کو بعد المفارقت کچھ نہ کچھ تعلق اجسام سے رہتا ہے۔  
ہاں جب یہ عالم اجسام بالکلیہ محو ہو جائے گا اُس وقت اُسے کچھ تعلق اجسام سے نہ رہے گا،  
بالکلیہ تجرد حاصل ہوگا۔ پس یہ حالت جو روح کو بعد مفارقت بدن حاصل ہوتی ہے تا قیام قیامت  
قبر ہے اس حالت میں جو الم ہوتا ہے وہی عذاب قبر ہے۔ تیسری حالت وہ ہے کہ روح کو کچھ تعلق  
اجسام سے باقی نہ رہے یہ اُس وقت ہوگا جب تمامی عالم اجسام فنا ہو جائیں۔ اس حالت میں  
جسم مثالی بھی فنا ہو جاتا ہے اسی حالت کو آخرت کہتے ہیں جب یہ مہمہ ہوا تو کہتے ہیں کہ قبروں کا  
آکھڑ جانا جو مذکور ہے اُس سے مقصود دوسری حالت کا مٹ جانا ہے۔ خواہ جسم مثالی کے فنا ہونے  
یا تمامی اجسام کے مٹ جانے سے اس حالت میں چونکہ نفس کو نہایت تجرد ہوتا ہے تو ادراک  
اُس کا بہت بڑھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ تمامی اعمال اُسے اپنے نظر آتے ہیں فَکَشَفْنَا عَنْكَ

غَطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ كُوْحًا كُرُو۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ نَسْفُ  
الْجِبَالُ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَهُمْ فَلَمَّا نُفِخَ فِي سُرُورٍ مِّنْهُمْ  
أَحَدًا هُوَ وَعَرَضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ  
أَوَّلَ مَرَّةٍ (ترجمہ) جس دن اُڑائیں گے ہم پہاڑوں کو اور دیکھے گا تو زمین کو خالی اور جمع  
کریں گے ہم اُن کو اس طرح کہ کوئی چھٹ نہ جائے اور سامنے کئے جائیں اپنے رب کے قطار قطار تو تم  
لوگ آؤ گے ہمارے پاس جس طرح اولاً پیدا کئے گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب عالم اجسام فنا  
ہو جائیں گے تو ارواح خدا کے سامنے ہونگی۔ کیونکہ اول خلقت ارواح کی بلا اجسام تھی۔ یہ  
موافق ہے یَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ کے ساتھ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ  
كَطَيِّ السِّجْلِ لِلْكِتَابِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدُّ عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا  
فَاعِلِينَ لغات۔ طے چھپانا بولتے ہیں۔ طویٰ الحدیث یعنی بات چھپا یا مشہور ہے  
پیشا سجل۔ جس پر لکھا جائے جیسے کاغذ خواہ پتا۔ (ترجمہ) جس دن چھپائیں گے ہم آسمان  
رجسے طومر کتاب کو (یعنی اُسے بد و نفرت کا سا کر دیں گے) ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ چونکہ بد و فطر  
جزا لا تجزئی تھے اُن کی ترکیب آسمان و زمین کل عالم اجسام حاصل ہوا۔ پھر جب وہ اجزا  
متفرق ہو کر اجزا لا تجزئی رہ جائیں گے تو آسمان بلکہ کل اجسام غائب ہو جائیں گے پس  
ہر اکٹھا ہے کہ جس دن چھپا دیں گے ہم آسمان کو بہ تحلیل اجزا رب بعد منقوط خواہ خلا میں جو  
کان ہر جملہ اجسام خفی ہو جانے کے جیسے حروف طومر میں چھپ جاتے ہیں پھر اس کے بعد اسی  
یان ہے کہ جیسے وہ اجزا متفرق ہو جائیں گے اس میں رد ہی اُن کا جو آسمان کی پرستش  
رتے ہیں۔ جیسے چین میں ایک فرقہ یہاں طے کے معنی لپیٹے کے نہیں ورنہ السَّمَاءُ  
كُشِطَتْ کے مخالف ہو گا۔ الْحَيِّ السَّمَاوَاتِ مَطْوِيَّاتٍ بِمِثْنَةٍ۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
إِنَّمَا النَّاسُ الشُّقْرَاءُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ۔ يَوْمَ  
تَرَوْهَا تَذْهَبُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَكُلُّ ذَاتٍ



حَمَلٍ حَمَلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ (ترجمہ) ڈرو تم لوگ اپنے مالک سے قیامت کا زلزلہ بڑا ہولناک ہے جس دن تم لوگ اُسے دیکھو گے تو بے سدھ ہو جاؤ گی ہر وضع اپنے بچے سے اور ہر حالہ کا محل گر جائے گا اور لوگ تڑپنے معلوم ہونگے حالانکہ وہ متواری نہ ہونگے لیکن خدا کا عذاب سخت ہے) قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَ الْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَسِيْبًا مَّهِيلًا (ترجمہ) جس دن کپنگے پہاڑ اور زمین اور ہو جائیں گے ایک تودہ منتشر یعنی اُن کے اجزاء بالو کی طرح متفرق ہو جائیں گے۔ یوں ہی السَّمَاءُ مِنْفَطِرَةٌ - قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ يَوْمَ تَمُوتُ السَّمَاءُ مَوْرًا وَ لَسِيرًا الْجِبَالُ سَيْرًا (ترجمہ) جس دن آسمان خوب کپنگے اور پہاڑ اڑینگے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خَامِدُونَ (ترجمہ) ایک ہی چیخ میں وہ بجھ جائیں گے، اِيْمًا اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ (ترجمہ) ایک چیخ میں وہ سب ہمارے پاس حاضر ہونگے (یعنی ایک سخت آواز سے اجسام فنا ہو جائیں گے اور ارواح جناب قدس کی طرف متوجہ ہونگی) قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ نَفْخُ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلَىٰ سَرَبِهِمْ يَنْسِلُوْنَ (ترجمہ) پھونکا جائے گا زنگھا تو وہ قبروں سے دوڑیں گے) قبر کے معنی ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ پس مقصود یہ ہو گا کہ وہ حالت جو اُن کو بعد الموت حاصل تھی جاتی رہے گی۔ چنانچہ والصفات میں یوں لکھا ہے۔ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا اِنَّا لَمَبْعُوثُوْنَ اَوْ اَبَاؤُنَا اِلَّا وَّلَوْ نَحْنُ قُلُوبٌ نَّعْمُ وَاَنْتُمْ ذَاخِرُونَ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا هَذَا يَوْمُ الدِّينِ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكْذِبُوْنَ (ترجمہ) کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہڈی اور مٹی ہو جائیگی تب ہم اُٹھیں گے کیا ہمارے بزرگوار بھی کہہ ہاں اور تم ذلیل ہو گے وہ تو ایک ڈپٹ ہو گی کہ وہ دفعۃً

بنے لگیں گے کہیں گے کہ انیسویں یہ روز جزا ہی پیدا کی کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے، اس میں صاف بیان  
 ہوا کہ جب وہ سخت آواز ہوگی تو وہ فوراً تکنے لگیں گے کیونکہ اجسام تو فنا ہو جائیں گے اور  
 بسبب کمال تجرود ادراک ارواح بڑھ جائے گا جیسا کہ زرا قبصر لکے **الْيَوْمَ حَرِّدَ سِدُّ**  
 کی یہی معنی ہیں اُن کے تکنے کے کہ اپنے اعمال کو دکھیں گے، اچھے ہوں یا بُرے جو نشان  
 سرور خواہ حزن ہوں گے۔ اس لئے وہ کہیں گے کہ یہ دارالجزا رہی۔ اُس وقت ملائکہ کہیں گے  
 کہ یہ جدائی کا دن ہے۔ جسے تم جھٹلاتے تھے یعنی اجزاء لای تجزی کے تحلیل کا دن جس کی خبر  
 دی جاتی تھی یہی ہے کفار سمجھتے تھے کہ ہم لوگ اسی جسم سابق کے ساتھ اُٹھیں گے اور اُسی کا  
 انکار کرتے تھے اس لئے خدا نے اُٹھنے کے معنی کہہ دیا کہ وہ تکنے لگیں گے یعنی ادراک اُن کا بڑھ جائے گا  
 چنانچہ کفار سے جا بجا اسی قسم کی بات منقول ہے **اِذَا امْتَنَّا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ**  
**رُجْعٌ لِّعِبَادٍ** (ترجمہ) کیا جب ہم مرے مٹی ہو جائیں گے تب زندہ ہونگے ایسا تو نادر ہے۔  
**اَيْضًا فَنَجِبُ قَوْلَهُمْ اِذَا امْتَنَّا وَكُنَّا تُرَابًا اَلَا نَالِفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ** (ترجمہ) اُن کی  
 بات تعجب کی ہے کہ جب ہم مرے مٹی ہو جائیں گے تب ہم از سر نو پیدا ہونگے، ایضاً۔ **اِذَا كُنَّا**  
**عِظَامًا خَيْرَةً**۔ اکثر ان کفار سے روح مجرد کے قائل نہ تھے یہ نہیں سمجھتے تھے کہ بدلت  
 کچھ باقی رہتا ہے جیسا بعض کفار کی رائے ہے۔ سورہ زلزلہ کا بیان صاف ہے۔ **اِذَا زُلْزِلَتِ**  
**الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَنْفُسَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ**  
**مَا هَا يَوْمَئِذٍ مَّخْرُجًا خَبَارَهَا يَا اَنْ رَبَّكَ اَوْحٰی لَهَا يَوْمَئِذٍ يُصْدِرُ**  
**النَّاسَ اَشْنَاقًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہْ**  
**وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَہْ** (ترجمہ) جب سخت بھونچال آئے گا اور  
 زمین اپنا ثقل نکال ڈالے گی اور آدمی کہے گا کہ اُسے کیا ہوا تو اُس دن اُس کا حال کھل جائے گا (یعنی  
 جس کی نسبت تیرے مالک نے فرمادی اُس دن لوگ جوق جوق رجوع کریں گے اپنے اعمال دیکھنے کی طرف)  
 تو جس نے ذرہ بھرنے کی ہوگی اُسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ بھر ہی کی ہوگی اُسے دیکھے گا۔ اُنحال

سے بظاہر تو مقصود پہاڑ و اشجار وغیرہ یعنی موائید ثلثہ ہیں۔ یہ سب فنا ہو جائیں گے۔ لیکن وقت نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ نقل ارض اُس کی میں طبعی ہے مقصود یہ ہے کہ اُس کی طبیعت فنا ہو کے معدوم ہو جائے گی پس مقصود یہ ہے کہ جس دن زمین کو سخت جنبش ہوگی فنا ہو جائیگی تو لوگ یعنی ارواح تعجب سے کہیں گے کہ اُسے کیا ہوا تو جب ایسا تغیر ہوگا تو اُس وقت زمین کا حال کھل جائے گا کہ مطابق وحی کے فنا ہو گئی اُس وقت ارواح اپنے اعمال کی طرف متوجہ ہونگے اور اُن کو اپنے اعمال نیک ہوں یا بد نظر آئیں گے یہ گفتگو نسبت ارواح کے ہے کیونکہ اجساد تو قبل فناء ارض فاسد ہو جائیں گے جیسا سورہ القارعہ میں مذکور ہے الْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْتُوثِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ وَمَا أَذْرَاكَ مَا هِيَهْ نَارُ حَامِيَةٍ (ترجمہ) تو جانتا ہے قیامت کیا ہے جس دن ہو جائیں گے لوگ کہہ رہے پر دانہ کے سے اور پہاڑ جیسے دھنکی روئی تو جس کی تول بھاری ہوگی وہ خوش گزران ہوگا اور جس کی تول ہلکی ہوگی اُس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا تو جانتا ہے دوزخ کیا ہے وہ آتش سوزاں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس دن اجسام فنا ہو جائیں گے اُس دن اُن کو اپنے اعمال کی قدر معلوم ہو جائے گی پھر جس کے اعمال حسنہ زیادہ ہونگے اُن کے لئے فرح و سرور ہوگا اور جن کے کم ہونگے اُن کے لئے آتش سوزاں یعنی حزن و آلام سردی اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْحُكْمُ نَارُ اللَّهِ اَلَمْ وَقَدْ آتَاكَ السَّيِّئَاتِ تَطْلُعُ عَلَى الْآفِئِدَةِ (ترجمہ) تو جانتا ہے دوزخ کیا ہے وہ خدا کی سوزاں آگ ہے جو دلوں میں گھس جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نارس مقصود حزن و آلام ہے جو مطابق اعمال کے ارواح پر طاری ہونگے۔ قال اللہ تعالیٰ اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَاذِنتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ

وَأَنقَتَ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ (ترجمہ) جب آسمان  
 پھٹ جائے اور اپنے رب کا مشتاق ہو جس کے لائق ہو اور جب زمین پھیل جائے اور جو اس میں ہو  
 اُسے نکال کے خالی ہو جائے اور اپنے مالک کے مشتاق ہو جس کے لائق ہو۔ مقصود یہ ہے کہ ارواح  
 ان اجسام کی بھی بعد فناے اجساد مشتاق جناب قدس زیادہ تر ہوں گی۔ قال اللہ تعالیٰ  
 هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ  
 إِلَّا خِلَاءَ يَوْمٍ مَبِيدٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ يَا عِبَادِ لَا حُجُومَ  
 عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا يَا أَيُّهَا تَنَافَعُوا  
 مُسْلِمِينَ أَدْخِلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُخْبَرُونَ (ترجمہ)  
 اب تک رہے ہیں قیامت کو کہ آن پہنچی اُن کے پاس اچانک اور اُن کو خبر نہ ہو۔ اُس دن رسول  
 میں باہم محبت نہ رہے گی مگر خدا ترس۔ اے میرے بندو آج تم کو غم و درد نہیں ہے۔ اے ہمارے  
 ماننے والے فرماں بردار جاؤ جنت میں تم اور تمہاری عورتیں تم بے شاش کئے جاؤ گے  
 يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرُّ قَائِلًا تَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ  
 إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ  
 طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا وَلِيَسْأَلُوكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا  
 رَبِّي نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا  
 يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ  
 فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ  
 الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا (ترجمہ) جس دن پھوٹے گا صور اور گھیر لائیں گے ہم گنہگاروں  
 کو اُس دن کڑ جاتو سائیں سائیں باتیں کریں گے کہ دنیا میں ہم لوگ دس دن رہے۔ ہم کو خوب  
 معلوم ہے اُن کی بات جب بولے گا اُن میں اچھی راہ والا تم لوگ صرف ایک دن رہے۔ تجھ سے پہاڑوں کو  
 پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ ہمارا رب اُسے بالو کر کے اڑا دے گا اور کر چھوڑے گا اُس کا مقرر برابر میدان



بعث کے معنی ہیں جگانا بَعَثَهُ مِنَ التَّوْحَم (ترجمہ) اے لوگو اگر تم کو شبہ ہو جگانے میں تو  
 لھاٹا کرو کہ ہم نے تم کو بنایا مٹی سے پھر ہوند سے پھر خون بستہ سے پھر نوٹی سے تمام دنیا تمام تاکہ ظاہر کریں تم  
 اپنی قدرت اور عظمائے رکھتے ہیں ہم ہیٹا میں جسے چاہتے ہیں ایک مدت میں تک پھر تم کو نکالتے ہیں لوکا  
 پھر یہاں تک کہ پہنچو اپنے بلوغ کو کوئی تم میں سے مر جاتا ہو اور کوئی تم میں سے پوچھا ہی پیری کو تاکہ بعد  
 علم کے بے تمیز ہو جائے اور دیکھتا ہو تو زمین کو پرستی پھر جب گرایا ہم نے اس پر پانی تو آباد ہوئی اور  
 ابھری اور اگائیں طرح طرح کی خوش ناپھیں یہ اس واسطے کہ اللہ سبح پر اور وہ یقیناً مردہ کو زندہ  
 کرتا ہو اور وہ سب چیز پر قادر ہو اور اس میں شک نہیں کہ قیامت آئے گی اور بے شک اللہ جگانے کا  
 قبریں پڑوں کو)۔ خدا استدلال کرتا ہے تغیرات عالم سے تغیرات بعد الموت پر اور اپنی قدرت کو  
 جاتا ہے حالت قبر ثبوتیہ نوم ہے۔ اس لئے اس حالت کے زوال کو بعثت و جگانے سے تعبیر کرتا  
 ہے۔ دلائل و آیات کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی وقت یہ زمین موابد ثلثہ سے خالی تھی،  
 پھر یہ اشیاء مٹی، پٹر کے پیدا ہوئیں جیسا اب بھی بہت چیزیں پیدا ہوتی ہیں بہت لوگ  
 ایسے ہیں کہ جن چیزوں کو روزمرہ دیکھتے ہیں اسی کو ممکن الوجود سمجھتے ہیں اور جو چیزیں  
 مدتائے دراز پر اچھا نا ہو جاتی ہیں اسے قانون قدرت کے خلاف جاکر محال جانتے ہیں۔  
 یہ تصور نظر ہی اس شے کا فی نفسہ استحالہ و امکان دیکھنا چاہیے۔ تجربات قاصرہ سے ایک  
 نتیجہ عام پیدا کرتے ہیں جو قانون عقل کے خلاف ہے۔ مثلاً دیکھتے ہیں کہ روزانہ سورج پورب  
 نکلتا ہے اور چیم میں ڈوبتا ہے تو اب چیم سے نکلنا اس کا محال سمجھتے ہیں باوجودیکہ زہرہ وغیرہ  
 لو اکب کے رجعت استقامت کی رصد بھی کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص اگر آدمی کا خاک سے  
 پیدا ہونا مستبعد سمجھیں تو بعید نہیں جیسا ہنود نے ایک قاعدہ اندر چنڈج اوکج  
 استھاورد کا بنا رکھا ہے بے شک اب تو ایسا ہی ہے لیکن اگر یہ کہیں کہ ایسا ہی ہمیشہ سے ہے  
 اس کے خلاف کہیں نہیں ہوا تو یہ قیاس بے اصل ہے پھر اسی سورہ میں واردی قَالِیْنَ  
 كَقَرُوْا قُطِعَتْ لَهُمْ نِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُّصْبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمْ

الْحَمْدُ لِيَوْمِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودِ وَلَهُمْ مَقَامٌ مِنْ حَدِيدٍ كَمَا  
 أَرَادُوا أَنْ يُخْرِجُوا مِنْهُمَا مِنْ غَمٍّ أَعِيدُوا فِيهَا (ترجمہ) جن لوگوں نے کفر کیا ان  
 کے لئے آگ کے کپڑے قطع ہیں چھوڑا جائے گا ان کے سر پر گرم پانی جس سے پگھل جائے گا جو ان کے بطون میں  
 اور چمڑے ان کے لئے آہنی کوڑے ہیں جب قصد کریں گے اُس سے نکلنے کا یعنی غم سے اُس میں ٹوٹائے  
 جائیں گے) یہاں خدا نے عذاب کی تفسیر غم سے کی ہے کہ قال اللہ تعالیٰ نَفَخَ فِي الصُّورِ  
 فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِ أُخْرَىٰ  
 فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ  
 وَجِئَ بِاللَّيِّنِينَ وَالشَّهَادَةِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ  
 (ترجمہ) جب پھونکا جائے گا قرنا تو ڈر جائیگے جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر جس کو خدا چاہے  
 پھر دوبارہ پھونکے گا کہ وہ دفعتاً کھڑے تکیں گے اور چمکیں زمین خدا کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب  
 اور بلائے جائیں گے انبیاء اور ملائکہ اور ان کا ٹھیک انصاف ہوگا۔ ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا) اس مقام سے  
 پیدا ہو کہ دو مرتبہ آواز شدید ہوگی۔ مرتبہ اول میں سب جاندار بدحواس ہونگے۔ دوسری  
 مرتبہ کھڑے تکیں گے یعنی اجسام کل فنا ہو جائیں گے جان اپنے اعمال کو تکیں گے ایسا ہی  
 اوپر کی آیات دلالت کرتی ہیں۔ اُس کے بعد کتاہو کہ زمین خدا کے نور سے چمکے گی ظاہر  
 ہے کہ زمین تو اُس وقت فنا ہوگی چمکے گی کہاں سے۔ لیکن زمین سے مقصود مکان ہے  
 یعنی خلاء خواہ بعد مقطور اور خدا کے نور سے مقصود ارواح اور ملائکہ پس مقصود یہ ہے  
 کہ نفخہ ثانیہ میں اجسام معدوم ہو جائیں گے اور کتاب سے مقصود نفوس منطبعہ ہیں جو  
 حامل ہیں صور حوادث کے باقی مطلب واضح ہے۔ مردوں کو اپنے اجساد کے ساتھ اٹھنے کا  
 یہاں کچھ ذکر نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لَوْعَتِهَا  
 كَذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ إِذَا دُجَّتِ الْأَرْضُ دَجًّا وَبَسَّتِ الْجِبَالُ  
 كَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثَاتٍ وَاقِعَةُ نام ہے قیامت کا کیونکہ وہ حوادث عظیمہ سے ہے۔

(ترجمہ) جب واقعہ ہو قیامت جس کے وقوع میں کچھ کذب نہیں جو اُتارے گی چڑھائے گی جب کہے گی زمین شدت سے اور کڑے ٹکڑے ہونگے پہاڑ ٹوٹ کر پھریں جائیں گے اُڑتی دھول) قال اللہ تعالیٰ سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ مِّنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ تَعِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ فَأَصْبَحُوا شَرًّا أَجْمَلًا أَتَتْهُمْ بَرْقُوتُهُ فَبَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيبًا يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعُفْفِ وَلَا يُسْأَلُ جِمْمْ حَمِيمًا لَّا يَبْصُرُونَ هُمْ يُودُّ الْمَجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ بَنِيهِ وَصَاحِبِيهِ وَآخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤَيِّدُهِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْفِخُ بِلَا أَهْلٍ نَّوَاحِيَةً لِلشَّوَى تَدْعُو مِنْ أَدْبُرٍ نَّوَلَّى وَجَمَعَ فَأَوْعَى (ترجمہ)

کسی نے پوچھا اُس عذاب کو جو کافروں کو مہونے والا ہے جس کو کوئی روکنے والا نہیں وہ عذاب خدا کی طرف سے ہے جو بیڑھی والا ہے (اُس تک لوگ بندہ بچ پہنچتے ہیں وہ بیڑھی عام اجسام ہے کہ انہیں کے ذریعہ سے تملکہ نفوس ہوتا ہے کہ وہی خدا تک پہنچتا ہے۔ ہندو اکثر اہل رائے جو تاسخ کا خیال رکھتے ہیں اس عالم اجسام کو بھوسا گر یعنی بحر الحیات سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تا تملکہ ارواح اجسام سے تعلق رکھا کرتے ہیں۔ ایک جسم کو چھوڑتے ہیں دوسرے سے تعلق کرتے ہیں یہاں تک کہ تملکہ ہو جائے یا عالم فنا ہو جائے پس یہ عالم اجسام اُن کے خیال میں ذریعہ تکمیل ہے اس لئے وہ زردبان ہے) چڑھیں گے اُس کی طرف فرشتے اور ارواح ایک دن میں جس کا زمانہ پچاس ہزار برس ہے تو خوب صبر کرے اُس کو بعید سمجھتے ہیں اور ہم اُس کو قریب دیکھتے ہیں جس دن ہو جائیں گے آسمان مس گداختہ اور پہاڑ ردی اور کوئی کسی کو نہ پوچھے گا۔ گنگا چاہیں گے کہ کاش اُس دن کی سختی جو رولڑے بھائی بند اور تمام دنیا کے فدیہ دینے سے چھٹے ہرگز نہ چھوڑیں گے وہ تو آتش سوزاں کلیجہ کھینچنے والی ہے بھارتی ہے کفار کو جہنم نے جمع کر کے رکھ چھوڑا۔ واضح ہو کہ ابتدائے خلقت اجسام سے فنا ایک دن قرار پایا ہے۔ چنانچہ فردائے قیامت زبان زد ہر نظر و فکر سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ عالم اجسام فنا ہو جائیگا۔



لیکن یہ کہ کب فنا ہوگا قوت بشری اس کے ادراک سے قاصر ہو۔ انبیا کو بھی یہ پوری طور پر بتایا نہ گیا تو آنحضرت نے قیامت کا ذکر بار بار فرمایا تو کفار نے سوال کیا کہ وہ زمانہ سچ ہوگا اور ہوگا تو کب ہوگا۔ یہ ادھر بیان ہو چکا ہے کہ جب تمامی عالم اجسام فنا ہو جائے گا کہ وہی قیامت ہے تو ارواح و ملائکہ تمام دل و جاں سے اُس سستی پاک کی طرف متوجہ ہونگے اس کو یہاں عروج سے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک دن میں جو مدت بقائے عالم اجسام ہے قیامت آئے گی اور ارواح متوجہ عالم لاہوت ہونگی اُس دن کی مدت پچاس ہزار بتاتا ہے یعنی مدت قیام عالم اجسام پچاس ہزار برس ہے جیسا کہ اس کے کتب اللہ عقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموات والارضین الف عاشر لیکن بات مبہم رہی کہ پچاس ہزار برس دنیا کے مراد ہیں یا اللہ کے دن کیونکہ اللہ کا دن یہاں کے ہزار برس کی برابر بتایا گیا ہے۔ تو اس حساب سے عمر دنیا کی اٹھارہ ارب پچیس کروڑ (۱۸۲۵۰۰۰۰۰۰) سال ہوتی ہے۔

یہی عمر دنیا کی سات ہزار برس کہتے ہیں بگرنہ سینن سے وقت پیدائش آدم سے زود میں لکھا ہے کہ ایک دن ہذا کا یہاں کے ہزار برس کے برابر ہوتا ہے۔ تو اگر سات ہزار برس خدا کی سینن مقصور ہوں تو مدت ہذا سے دنیا دو ارب پچپن کروڑ پچاس لاکھ برس (۲۵۵۵۰۰۰۰۰۰) ہوگی۔ پیدائش آدم جس کی نسل میں حضرت ابراہیم ہیں اور آدم کی پہلی مدت سے یہ دنیا تھی اُس کے مٹانے سے وہی مدت ہوگی جو ہم نے ادھر لکھا ہے لیکن ہنوز دو گبر مدت بقائے دنیا اس سے زیادہ بتاتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ یہ پچاس ہزار برس مدت قطع مسافت ہے مرکز عالم سے تا نگہرہ عرش اعلیٰ رصدیہ اور قواعد ہندسہ سے ثابت ہے کہ مجذب فلک زحل مرکز عالم سے آٹھ کروڑ ستائیس لاکھ پچیس ہزار ایک سو بائیس میل ہے اور قدم ہند یہ ۱۲۲۵۱۲۴۸۲ جس سے دس میل روز کے حساب سے بائیس ہزار چھ سو اکیانوے سال (۲۲۶۹۱) میں قطع کر سکتے ہیں اُس کے بعد فلک ثواب کا شغل آج تک

لے قال اللہ تعالیٰ ان یوما عند ربک کا الف سنة مما تعدون

کسی کو معلوم نہ ہوا نہ اُس کے دریافت کا کوئی قاعدہ ہو۔ کیا عجب ہو کہ محبِ رُحل سے  
 تا محبِ فلکِ اطلس اس قدر مسافت ہو جسے ستائیس ہزار تین سو نو سال میں قطع کریں لیکن اس کے  
 بیان کی یہاں ضرورت نہیں سوائے دیگر جوابی دیگر اور اگر کہیں کہ مقصود یہ ہو کہ اس قدر  
 مدت میں ملائکہ کا تکملہ ہوتا ہو تو ملائکہ سے مقصود وہ ہونگے جن کو تعلق ہے اجسام کے ساتھ۔  
 کیونکہ جن کو تعلق نہیں ہر اُن کا کمال فطرتی ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اتنی مدت میں ملائکہ کا کل  
 ہو جاتے ہیں تو وہ اجسام سے تعلق قطع کریں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ اتنی مدت میں ملائکہ اجسام  
 سے قطع تعلق کرتے ہیں پس راجع ہوگا ہمارے مطلب کی طرف کیونکہ فناے اجسام وحی و عقل  
 دونوں سے ثابت ہے فتدبر۔ اس سورہ کے اخیر میں یہ ہے **يَوْمَ يُخْرِجُونَ مِنَ الْاَحْجَادِ**  
**سِرَآءَكُمْ اَنْتُمْ اِلَىٰ نَصَبٍ يُوَفِّضُونَ خَاسِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرَاهُمْ خَلَّةَ ذٰلِكَ**  
**الْيَوْمِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ** (ترجمہ) جس دن ہمیں گے قبروں سے دوڑتے گویا  
 وہ میرتہ کو دوڑتے ہیں اُن کی آنکھیں بند پڑے ٹپکتی ہوئی اُن سے ذلت ہی دن ہو جس کا وعدہ تھا۔  
 قبروں سے اُٹھنے کے معنی تو ہم کہ چکے ہیں کہ وہ حالت جو بعد الموت طاری تھی زائل ہو جائیگی۔  
 یہاں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت بہت سرعت سے قائم ہوگی تو اس کی مدت پچاس ہزار برس  
 خلاف ہے اجسام کا فنا ہونا اور قبروں سے اُٹھنا معا ہوگا۔ **يَوْمَ تَبْدَلُ الْاَرْضُ**  
**غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وَتَوٰى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ**  
**مُقَرَّنِينَ فِي الْاَصْفَادِ وَسِرَآئِلَهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشٰى وُجُوهُهُمُ النَّارُ**  
 (ترجمہ) جس دن بدلی جائے زمین غیر ارض سے (یعنی جو زمین نہیں ہے زمین قرار پائے) اور  
 آسمان اور نکل کھڑے ہوں لوگ اللہ واحد زبردست کے سامنے اور دیکھے گا تو جس دن گنہگاروں کو  
 زنجیروں میں جکڑے اور اُن کے پا جانے گندک کے اور چھوپے اُن کے منہ کو اُن کے ظاہر پر یہ دلالت  
 کرتا ہے کہ بروز قیامت بعد فناے ارض دوسری زمین بنائی جائے گی حالانکہ اس کا مطلب  
 یہ ہے کہ اُس دن جو چیز زمین نہیں ہے یعنی خلاء و بعد موقوف زمین قرار پائے گا۔ جس طرح زمین

اکثر اشیاء کا مقرر ہوا اس دن خلا ہی مقرر ہے گا اجزائے تجربی متفرقہ کا اور ارواح  
خداے ذوالجلال کے سامنے ہونگے مجرین یعنی ناقصین بری حالت میں ہونگے۔ لہذا  
آیت سے مخالف اس کے نہیں نکلتا جو اوپر گزرا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَيّٰتِنَا سَوْفَ  
نُصْلِيْهِمْ نَارًا كَمَا اَنْجَبْتُمْ جُلُوْدَ هُمْ بَدَلْنَا هُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوْا الْعَذَابَ  
جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا عنقریب اُن کو آگ میں ڈالیں گے ہم جب اُن کا چڑا پک جائے گا تو  
بدل دیں گے ہم دوسرا چڑا عذاب پکھنے کے لئے۔) بظاہر یہ آیت ارباب تناسخ کے موافق ہے وہ بھی  
کہتے ہیں کہ نفس نامطقہ بدون جسم کے کچھ اور اک نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس کا حزن و الم  
متعلق بجسم ہی تو بدون جسم کے نہ اُس کو ثواب ہو سکتا نہ عذاب ناچار تکملہ ثواب عقاب کے لئے  
اُسے دوسرا جسم ملتا ہے یہاں تک کہ اُس کی تکمیل ہو کر انوار الہی میں مستغرق ہو جائے اور  
بوجہ قدم عالم کے یوں ہی ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ اُن کے نزدیک آدمی مرنے کے ساتھ ہی پیدا  
ہو جاتا ہے اُس کو ہنواؤ آواگون کہتے ہیں لیکن اس حالت کو رومی سمجھتے ہیں۔ عمدہ حالت  
وہ ہے کہ درجہ کمال کو پہنچنے کے مشابہہ جمال ربانی و انوار یزدانی میں محو رہے اسے ہی  
عقیدہ چین والوں کا بھی ہے۔ یہودی بھی ایسا ہی کچھ کہتے ہیں اور اس آواگون کو اپنی  
زبان میں گنگول کہتے ہیں چونکہ نفس نامطقہ کا اور اک بلا جسم ثابت ہے تو یہ بنا متزلزل  
ہے۔ اس کا بیان بہت طولانی ہے جس کو ہم یہاں لکھ نہیں سکتے۔ عام مسلمانوں کا یہی خیال ہے کہ  
آدمی اپنے اسی بدن کے ساتھ اُسٹھے گا جو اُس کا تھا یہ آیت اُن کے لئے دلیل ہے مگر  
آیت یہ معلوم ہوتے ہیں کہ جب اُن کا ایک خیال نچتے ہو جائے گا اور بوجہ عادی ہو جانے  
طبیعت کے اس صورت عقابی کے متحمل ہو جائیں گے دوسری صورت عذاب اُن پر لاری  
ہو گی۔ دیکھو آدمی جب خواب میں کوئی صورت متوحش دیکھتا ہے تو کیسا بے چین ہوتا ہے پھر  
بعد انتباہ کے وہ کرب جاتا رہتا ہے لیکن بعد موت کے تو انتباہ ہی نہیں تو مدتہاے وراز تک  
اُس کرب میں پڑا رہے گا جو صورت عذاب اُس کے سلسلے پیش آئے گی لیکن جب عادت

ہو جائے گی تو تحمل سے کرب زائل ہوگا تب اُس وقت دوسری صورت طاری ہوگی جلود  
یہاں جمع جلد نہیں ہر جگہ مصدر ہے یعنی تحمل و برداشت اس مادہ کے یہ معنی آئے ہیں بقولون  
لا تھلك ابنی وتجلد کہتے ہیں فرس مجلد ای لا یفزع من الضرب اور  
جلود کے معنی ہیں کوڑا مارنا الزابینۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائة جلد  
واحد حاصل بالمصدر راجعاً لعذاب تعنی یہ ہونگے کہ جب اُن کا عذاب پختہ ہو جائے گا تو عذاب  
بدل دیں گے یا یعنی کہیں کہ جب تحمل پختہ ہو جائے گا تو عذاب بدل دیں گے اب رہا یہ کہ  
غیر ہا کی ضمیر کس طرف پھرے گی تو وہ پھرے گی عذاب کی طرف جو جلود اول سے سمجھا جاتا ہے۔  
یعنی کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ اِنْخَرَا لِي فِي لُحْمِهِمْ کہ مدت تک عذاب سننے سے وہ  
عادی ہو جائیں گے یا اعمال عجیبہ کو بھول جائیں گے آیات جو مذکور ہوئیں اُس سے یہ  
بات ثابت نہ ہوئی کہ مردے اپنے بدن کے ساتھ اٹھیں گے پیدائش باب دوم کی  
پہلی آیت یہ ہے : **وَلَمَّا نَسَفْنَا جُودَهُمْ وَجَدْنَاهُمْ كُلًّا رَاجِعًا لِّمَا كَانُوا لَدُنَّا**  
**فَعَمَّوْا فِيهَا بِلَا غَرْبٍ وَلَا يَرْجِعُ فِيهَا النَّاسُ لَمَّا مَاتُوا اُولَٰئِكَ اَلْاَوَّلُ عَمَلٍ**  
**ذُو ثَمَرٍ**۔ جو نخلو ہوتا ہوا ہم وہاں سے واپس صیام لغات  
و نخلو اس لفظ کے دو معنی ہیں تیار ہونگے اور دوسرے فنا ہونگے اس کا مادہ ضدین  
میں مستعمل ہے و او جو اُس کے اول میں ہے اگر ہپوح ہو تو یہ صیغہ مضارع یعنی ماضی  
ہو جائے گا اور اگر و او استئناف ہو تو مضارع اپنے معنی میں رہے گا۔ اس بنا پر اس  
آیت کے دو معنی ہوتے ہیں اول تیار رہو گئے آسمان اور زمین اور جو اُن میں ہے یہی معنی  
دفا ترہو دیں ثبت ہیں اور اُسی بنا پر تراجم ہیں۔ دوسری معنی فنا ہو جائیں گے آسمان  
زمین اور جو کچھ اُن میں ہے۔ یہ خبر دیتا ہے قیامت کی۔ اور خبر یہ اُن کے پیدائش کی یعنی  
وہ نہ تھے اور قدرت یزدانی سے ہوئے۔ اُس سے قیاس ہوتا ہے کہ فنا ہو جائیں خبر سے  
اُس کی تصدیق کرتا ہے اسی طرح دوسری آیت اور تیسری بھی محتمل المعینین ہے۔ دوسری  
آیت کا مضمون یہ ہے کہ فنا کرے گا خدا ساتویں دن اپنی جملہ مصنوعات کو جسے اُس نے

بنایا پھر معطل ہو جائے گا۔ خدا ساتویں دن اپنے جملہ امور سے۔ آیت سوم اور برکت دے گا اللہ ساتویں دن کو اور اُس کو مقدس کرے گا جس میں اپنے سب کاموں سے فراغت کیا اور دیگر صحف انبیاء میں بھی کچھ ذکر ہو کر واضح ہو کہ معاد میں آراء مختلف ہیں قدما و فلاسفہ کی رائے یہ ہے کہ معاد کوئی چیز نہیں یہ عالم یوں ہی ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے گا۔ اُن کے خیال میں جس طرح نفوس و عقول بسیط ہیں اُسی طرح افلاک و کواکب عناصر بھی مرکب نہیں اس لئے اُن کو فنا نہیں۔ قابلِ تفسیر فقط مرکبات ہیں سو بھی انواع قابلِ فنا نہیں، اشخاص البتہ اس خیال کی لوگ بہت ہیں لیکن محققین اولین و آخرین معاد کو تسلیم کرتے ہیں گو اُس کے حدود میں اختلاف کرتے ہیں واضح ہو کہ معاد میں دو چیز ہیں ایک فناے عالم دوسری حدوث بعد الفنا۔ فرقہ اول جو فناے عالم کو نہیں مانتا وہ حدوث بعد الفنا کیونکر تسلیم کرے گا۔ فرقہ دوم جو عالم کو حادث سمجھتے ہیں اُن میں اکثر کی رائے یہ ہے کہ بساط کو فنا نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے ذات واجب الوجود سب فنا ہو جائیں گے اور جو فنا کو خاص کرتے ہیں مرکبات کے ساتھ وہ معاد کو مانتے ہیں یعنی مرکبات فنا ہو جائیں گے اور ارواح کو غذا بخوارہ ثواب ہوگا۔ اس کے مباحث طویل الذیل ہیں جن سے کتب فلسفہ و کلام بھرے ہیں۔ اُس کو ہم یہاں ذکر نہیں کر سکتے جس قدر متعلق بہ نصوص تعادہ ذکر کر دیا۔ احادیث اس باب میں بہت ہیں لیکن اُس سے کوئی امر زائد نص سے مستفاد نہیں ہوتا کہیں توضیح ہو کہیں تمثیل صحیح مسلم پیر حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا رسول خدا سے کہ خدا کتنا ہی یوم بُدئَ فی الارض غیر الارض و السموات تو اُس دن لوگ کہاں رہیں گے آپ نے فرمایا صراط پر منشاء سوال حضرت عائشہ یہ تھا کہ زمین تو ہوگی نہیں لوگ کس چیز پر قیام کریں گے اُس کے جواب میں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ دوسری زمین تیار ہوگی جیسا ظاہر آیت سے متوہم ہوتا ہے بلکہ فرمایا کہ صراط پر صراط راہ کو کہتے ہیں یعنی جس میں حرکت واقع ہو

اور حرکت واقع ہوتی ہے خلا میں پس مقصود جواب یہ ہوا کہ لوگ غلام میں ہونگے۔ یہ بھی بہ نظر ظاہر تھا ورنہ اوداح تو مکانی نہیں جو حاجت قیام ہوا و حضرت عائشہ بھی یہ نہیں سمجھی تھیں کہ اس کی جگہ دوسری زمین قائم ہوگی ورنہ ایسا سوال نہ کرتیں۔ صحیح مسلم و بخاری میں ایک حدیث مروی ہے سہل ابن سعد سے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے بحشر الناس یوم القیمۃ علی ارض بیضاء عفراء کفرضہ النفی لیس فیہا علم لاحد ؛ واضح ہو کہ نفع اول آغاز قیامت ہوگا جس کی شان میں ہے تری الناس سکا دی اُس وقت کے لئے آپ نے فرمایا ہے کہ لوگ ارض بیضاء میں مجتمع ہونگے ایسی زمین قطبین کے نیچے ہے کیا عجیب ہے کہ لوگ گھبراہٹ میں وہاں چلے جائیں یا مراد زمین شام ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ایک حدیث ابن عباس سے صحیحین میں مروی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے انکم محشورون حفاة عبراۃ غرلا یعنی تم لوگ جمع کئے جاؤ گے ننگے ننگے ناخون۔ کیا عجیب ہے کہ اس سے مقصود تجلی عن الاجساد ہو اور یہی حدیث حضرت عائشہ سے بھی مروی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت مرد عورت سب ایک دوسرے کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا یا عائشہ الا مر یومئذی اشد من ان ینظر بعضہم الی بعض حیثا خدوا فرمایا ہے ؛ لکل احدی منہم یومئذ شان یغنیہ۔ قال اللہ تعالیٰ کل شیء ہالک الا وجہک (ترجمہ) ہر چیز ذات واجب الوجود تعالیٰ شان کی سب فانی ہے۔ وجہ کے معنی ذات آئے ہیں اس آیت سے دلیل لاتے ہیں کہ قیامت میں تمام عالم فنا ہو جائے گا فقط ذات واجب الوجود کی جو قابل عدم نہیں باقی رہے گی اس خیال سے کہ ممکنات بہ نظر اپنی ذات کے قابل عدم ہیں تو ان کا معدوم ہو جانا محال نہیں اور مخبر صادق خبر دیتا ہے تو بالضرورة فنا ہو جائیں گی واضح ہو کہ یہاں قیامت کا ذکر نہیں ہے یہ نہیں کہتا کہ جملہ ممکنات فنا ہو جائیں گی۔ یہاں اسم فاعل استقبال کے لئے نہیں ہے مضمون آیت یہ ہے کہ جملہ ممکنات قابل عدم ہیں ہاں ذات واجب الوجود پر عدم نہیں آسکتا۔ اس لئے لائق پریشاں ہے کہ

علاوہ بریں وجہ کے معنی سردار کے ہیں بھی۔ سردار اُس کو کہتے ہیں جو صاحب رائے اور مدبر ہو۔ یہ شان ملائکہ اور ارواح کی ہے۔ پس مضمون آیت یہ ہے کہ جملہ اشیاءِ ربانی ہیں سوائے ارواح اور ملائکہ کے کہ اُن کو فانی نہیں واللہ اعلم بالصواب اور پر جو ثبت ہوا وہ معنی متبادرتھے لیکن وقتِ نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کل باب آنحضرت کے زمانہ کی خبر دیتا ہے۔ پہلے اس کا ترجمہ لکھیں گے تب تفسیر آیت ۲ ہم سب کو روئے زمین سے جمع کر دیں گے خدا کا حکم ہے۔ آیت ۳ جمع کریں گے آدمی کو اور بہائم کو اور طیور سما کو اور ماہیان دریا کو اور اصنام کو مع اشرار کے تب قطع کریں گے گمراہوں کو روئے زمین سے یہ فرمان اُسی ہے۔ آیت ۴ تب ہاتھ بڑھائیں گے یہود پر بلکہ جملہ سکان اور شلیم پر اور مٹادیں گے بقیہ بت کو اور اصنام کو مع اُن کے کہنے کی آیت ۵ اور چھتوں پر ساجدان کو اکب اور اُن سجدہ کرنے والوں کو جو خلاف مرضی خدا کی پرستش کرتے ہیں یعنی جو بتوں کی قسم کھاتے ہیں۔ آیت ۶ اور مردوں کو جنہوں نے نہ خدا کی طلب کی نہ تلاش۔ آیت ۷ اپنے مالک خدا کے سامنے چون چرا مت کرا ب خدا کا دن قریب ہے کیونکہ خدا نے تیار کر لی اپنی قربانی اور اپنا کلام پاک۔ آیت ۸ خدا کی قربانی کے دن سزا دیں گے ہم سرداروں کو اور شاہزادوں کو اور اجنبی لباس پہنے والوں کو۔ آیت ۹ اور سزا دیں گے ہم اُس روز جو کھٹ پر کودنے والوں کو جنہوں نے اپنے مالک کے گھر کو ظلم و فریب سے بھر دیا۔ آیت ۱۰ خدا کا حکم ہے کہ اُس ایام میں بابِ شرقی بیت المقدس سے بڑا غل ہوگا اور ڈپٹ بابِ المشرق سے اور بڑی شکست پہاڑوں سے آیت ۱۱ ماتم کرد فغیتش کے رہنے والو کہ کل قوم کفانی مٹ جائے گی اور تباہ ہو جائیں گے زردار آیت ۱۲ اُس زمانہ میں تلاش کریں گے ہم اور شلیم کو چراغوں سے اور سزا دیں گے اُن لوگوں کو جو اپنے خیال پر جے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نہ نیک کرتا نہ بد۔ آیت ۱۳ اُن کے گردہ پامال ہونگے، اُن کے گھر دیران ہونگے گھر بنائیں گے رہنا نصیب نہ ہوگا، انگور

ہوئیں گے اُس کی شراب نہ پیئیں گے۔ آیت ۱۴ خدا کا بڑا دن قریب ہی بہت نزدیک ہے خدا کے دن کی منادی تلخ ہوگی جہاں بہادر لٹکارے گا۔ آیت ۱۵ وہ دن خدا کے جلال کا ہوگا دن صفا آرائی و اضطراب کا دن قتال و جدال کا دن ظلمت و تاریکی کا دن بدلی و گھٹا کا۔ آیت ۱۶ دن بوق و قرنا کا بلا و حصیہ اور اونچے حصار پر۔ آیت ۱۷ اور گمراہ کو ایسا صدمہ پہنچائیں گے کہ اندھوں کی طرح چلیں گے کیونکہ اُن نے خدا سے عصیان کی اُن کا خون کیچڑ کی طرح بہایا جائے گا اور اُن کا گوشت غلیظ کی طرح۔ تفسیر آیت دوم سوم دلالت کرتی ہے کہ کوئی زمانہ ایسا آئے گا جس میں تمام ملکوں کے لوگ ایک امر پر اتفاق کریں گے۔ کیونکہ آدمی سے مقصود انسان بامیز ہیں اور بہائم سے جملہ اور طیور سے مقصود وہ ہیں جو اونچے پہاڑوں پر رہتے ہوں اور ماہیان دریا سے اہل جزائر اور اصنام سے مراد بت پرست ہیں پھر کہتا ہے کہ جب ایسا ہوگا تو گمراہوں کو یعنی بت پرستوں کو برباد کریں گے ہم۔ الغرض خلاصہ ان آیات کا یہ ہے کہ ایک وقت میں تمام ملکوں کے لوگ ایک دین پر متفق ہو گئے بت پرستی کو مٹائیں گے۔ واضح ہو کہ آیت سوم میں مذکور ہے کہ ہم آدمی کو روئے زمین سے مٹا دیں گے جسے لوگ سمجھتے ہیں کہ قیامت کی خبر دیتا ہے۔ لیکن آدام کا لفظ جو یہاں واقع ہے غالباً استعمال اُس کا بمعنی آدمی و انسان میں ہے مگر کبھی کبھی بمعنی گمراہ بھی آیا ہے چنانچہ میں نے یہاں گمراہ ترجمہ کیا ہے جس سے مقصود بت پرست ہیں۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں قبائل مختلف عرب جو بت پرست تھے ایک دین پر متفق ہو گئے اور بحرین کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے اور یمن وغیرہ بلاد کو مہتان کے لوگ بھی مطیع اسلام ہوئے اور بت پرستی ملک عرب سے نیست و نابود ہوئی۔ حضرت یعقوب نے بھی آپؐ کی نسبت فرمایا تھا کہ اُس کے پاس اقوام جمع ہونگی جیسا کہ زابلک عرب میں تو آپؐ کی زندگی ہی میں اسلام پھیل گیا تھا۔ آپؐ کے بعد تو ایشیا، یورپ و افریقہ تمام ملکوں میں اسلام جاری ہو گیا ایسا اتفاق تمام قوموں کا ایک دین پر کبھی نہیں ہوا تھا نہ اس طرح بت پرستی مٹی حضرت عیسیٰ کے پیروان تو درحقیقت



بت برست پس تثلیث کا مسئلہ ان کو دائرہ توحید سے باہر کرتا ہے۔ علاوہ برین حضرت مریم و حضرت عیسیٰ کی تصاویر گرجوں میں رکھتے ہیں۔ چوتھی آیت میں کہتا ہے کہ ملک شام پر ہاتھ پڑا ہے بقیہ بت کو مٹائیں گے اور اُن کی کہنہ کو یعنی جب خوب دین جاری ہوئے گا تو ہم ملک شام پر غلبہ کر کے بتوں کو مٹائیں گے۔ حضرت موسیٰ کے وقت سے وہاں کے بتوں کے مٹانے کی فکر ہوتی رہی لیکن کچھ کچھ رہ گئی تھی۔ آنحضرتؐ کے وقت میں بالکل نیست و نابود ہو گئے پانچویں آیت میں کہتا ہے کہ ساجدان کو اکب یعنی صابین و گبروں کو مٹائیں گے۔ مرضی یزدن پاک ہے۔ بتوں سے مقصود حضرت عیسیٰ و مریم ہیں۔ نصاریٰ جن کو مغر ز جان کے اُن کی تم کھاتے تھے اور چھٹویں آیت میں ذکر یہود ہے کہ وہ بہ ارتداد و سحر و کمات کے فکر میں رہتے تھے خدا کی تلاش نہیں کرتے تھے۔ ساتویں آیت میں کہتا ہے اپنے مالک کے سامنے چون چرا مت کر اُس کا حکم جس کی معرفت پہنچے تسلیم کر اب خدا کا دن قریب ہے۔ خدا کے دن سے مقصود زمانہ اجرائے شریعت دائمی ہے جو شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی وہ شریعت محمدی ہے اُس کے بعد کہتا ہے کہ خدا نے اپنی قربانی تیار کر لی۔ بیت المقدس کی قربانی موقوف ہو گئی اُس کے بعد سوائے مکہ کے نہ کہیں حج ہو تا نہ خدا کے واسطے قربانی خدا نے اپنی قربانی کمال تیار کر لی سوائے مکہ کے کہیں نشان نہیں ملتا اور کلام پاک سے مراد قرآن ہے۔ آٹھویں آیت میں کہتا ہے کہ خدا کے قربانی کے دن سزا دیں گے ہم سرداروں کو اور اجنبی لباس والوں کو یہ ایک نشان اور بتایا کہ اُس قربانی کے ایام میں سرداروں کو سزا دیں گے چنانچہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں جب حج و قربانی خدا کے واسطے فرض ہوئی بہت سردارانِ عرب سزایاب ہوئے اور بت توڑے گئے اور روحانیت احنام ذلیل و خوار ہوئیں۔ بتوں پر قربانی کا دستور قدیم الایام سے تھا اور اب تک ہے۔ خدا کے واسطے قربانی حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے شائع ہوئی۔ حضرت موسیٰ کے وقت سے بڑی ترقی ہوئی لیکن صرف بنی اسرائیل میں ہوتی تھی۔ بخت نصر کے وقت میں جب بیت المقدس برباد ہوا تو یہ قربانی بند ہو گئی

پھر غزا و دانیال کے زمانہ میں بیت المقدس کی از سر نو تعمیر ہوئی اور قربانی جاری ہوئی لیکن اُس وقت نہ کسی کی سزا ہوئی نہ غلبہ تھا با و شاہ فارس نے تعمیر بیت المقدس اور وہاں عبادت کی اجازت دے دی تھی صفینا کے وقت میں بیت المقدس قائم تھا قربانی ہوتی تھی اُس وقت خدا کا کہنا کہ اپنی قربانی ہم نے تیار کر لی دلالت کرتا ہے کہ یہ قربانی جو بیت المقدس میں ہوتی ہے خدا کی قربانی نہیں ہے کیونکہ یہود کے قلوب سحر و کمانت کی دھن میں خدا سے پاک سے منحرف و کواکب و روحانیات کی طرف بہمہ وجہ راغب تھی وہ لوگ قربانی روحانیات کے لئے کرتے تھے پس خدا نے وہاں کی قربانی بند کرنا چاہا جیسا آیت بھی دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ بخت نصر کے وقت میں بیت المقدس برباد ہوا۔ قربانی بالکلیہ مسدود ہوئی۔ پھر بالاستقلال قربانی جاری نہ ہوئی غزا و دانیال کے وقت میں باجارت شاہ فارس ذمیوں کے طور پر جاری ہوئی پھر بند ہو گئی مستقل قربانی غلبہ سے مکہ ہی میں خدا کے لئے جاری ہوئی جس کی خبر یہاں پہلے کلام فتح مکہ سے پورا ہوا۔ ۱۰ رمضان ۱۱ھ میں آپ مکہ روانہ ہوئے مکہ فتح ہو گیا۔ کچھ سردارانِ قریش مارے گئے۔ بت جو سیسہ سے جمائے تھے خود بخود گر پڑے۔ آپ نے فرمایا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ فقط۔ اجنبی لباس پہننے والوں سے مراد قریش و یہود ہیں جنہوں نے اپنے باب داد کا چلن چھوڑ کے بت پرستی میں مشغول تھے۔ ان سب کی سزا اپنے موقع پر ہوئی۔ نویں آیت میں بھی یہی لوگ مقصود ہیں جن لوگوں نے خانہ خدا میں بت پرستی اختیار کی تھی۔ دسویں و اگیارہویں آیت میں غازیانِ اسلام کے دھاوے کرنا بیت المقدس پر مذکور ہے اور اقوامِ کفران کا نیست و نابود ہو جانا۔ چنانچہ دورِ اسلام میں ایسا ہوا۔ بارہویں آیت میں کہتا ہے کہ اُس وقت اورشلیم میں بھی چراغِ ہدایت روشن کریں گے۔ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ کریں گے اور بت پرستوں کا خیمہ سال دور کریں گے۔ تیرہویں آیت کا مضمون واضح ہے۔ چودھویں آیت میں کہتا ہے کہ خدا کا دن قریب ہے۔ خدا کے دن سے مقصود زمانِ بعثت پیغمبرِ آخر الزماں ہے کیونکہ اُس وقت



دجلہ دونوں ریاستوں کے بیچ میں ہے اس کا دارالامارت شہر سوس ہے اسی وجہ سے اس ریاست کو اہل یونان سوسینا کہتے ہیں اب یہ علاقہ ابواز سے نامزد ہے اس میں چند شہر مشہور رام ہرم و عسکر مکرم و سرحد سا لور و سوس و سرق وغیرہ (دیکھو قاموس) بعد طوفان نوح کے اول شہر نپاہ اسی شہر میں بنایا گیا تھا اس میں قبر دانیال پیغمبر کی بتاتے ہیں حضرت دانیال یہاں بخت نصر کے وقت سے قید میں تھے جب یہ خواب دیکھا تھا

عیلام یہ دار ریاست فارس کا نام ہے جس کا ایک صوبہ شوش یعنی سوس تھا عیلام سام بن نوح کے بیٹے کا نام تھا یہ ملک اُن کا مقبوضہ تھا (ترجمہ ۵) جب میں تھا سوس ہر ایں جو ملک عیلام میں ہے تو خواب دیکھتا ہوں اور تمہیں نہرا دلائی پر سوس تیسرا نام ہے دار السلطنت کا عیلام ملک کا نام ہے اولای نام ہے دریا کا

وارساغبی و اربہ و منہ ایل احاد عومید لفسی ہا اوبال و لو فراہم و حفر سم گبوہوت وھا احب کبوہا من شینث و حکبوہا عولا با حروما (ترجمہ) میں نے جو آئکلم اٹھائی تو دیکھا کہ دریا کے سامنے وہاں ایک بڑی کھڑی ہے اس کے دو بڑے سنگیں ہیں اُن میں سے بڑی ہے بجانب پشت مائل ہے

مادود و عاسا کر صولود ہنگدل (ترجمہ) دیکھائیں نے بڑ کو ہی کو سینکھ مارتے پچھ  
اور تر دکھن اور کوئی جانور اُس کے سامنے نہیں ٹھہرتا اور نہ کوئی اُس کے ہاتھ سے بچا سکتا اور اُس

جو چاہا سو کیا اور بہت بڑھا)  $\text{לִבְיָהּ הָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$

والی ہامی سن و صنتہ صغیر با عرم مامن بمعرا بعل می صل ہا رص و ابن  
نوعیع ہا رص و ہما فرقن عاروث من عبنا د (ترجمہ) میں سوچ رہا تھا کہ وہاں  
ایک بڑا آیا نیچم سے تمام روئے زمین پر اُسے کوئی چھ نہیں سکتا ہے اور اُس بکرے کے ایک شلم سینکھ  
بین العنین)  $\text{הָיָה חַרְשׁ מְסֻקָּה לִבְיָהּ הָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$

و یا لوعد ہا یل لعل سفا اسم اشرا اسی عومید لغتی ہا اوما ل و مارص ایلا  
و سحمب کو ہو (ترجمہ) اور آیا د سینکھ والی بڑ کو ہی کے پاس جسے میں نے دریا کے  
سامنے کھڑا دیکھا اور دوڑا اُس کی طرف جوش قوت سے (یعنی بڑے زور سے)

$\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן وְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן وְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן وְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן وְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן وְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן وְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$   
 $\text{וְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן وְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן وְהָיָה כְּבִיבִיּוֹן}$



















ضمضم غفاری کو اجیر کر کے مکہ روانہ کیا اور ابو جہل وغیرہ سرداران قریش کو کہلا بھیجا کہ اگر قافلہ کی خیر چاہیں تو مدد کے لئے آئیں اور قافلہ کو بچائے جائیں۔ یہ خبر سن کے ابو جہل بہت طیش میں آیا اور شکر مع سامان جنگ اُس نے جمع کیا۔ سوارانِ اسپ و شتر اور پیادے بڑے کروفر سے روانہ ہوا اور جمیع قبائل قریش میں سے اعیان و اشراف حتیٰ کہ عباس بن عبد المطلب بنی ہاشم میں سے کہ ہنوز مسلمان نہ ہوئے تھے حسب قاعدہ حمیت برادری ساتھ ہوئے اگرچہ ابوسفیان نے قافلہ کو دوسری راہ سے نکال کر آدمی مکہ بھیج کر ابو جہل وغیرہ کو کہلا بھیجا تھا کہ اب حاجت مدد لانے کی نہیں، لیکن اللہ جل جلالہ کو منظور ہوا کہ سرداران کفار کو فی الاند رکھے اور شوکتِ اسلام علیٰ وجہ الکمال ظاہر کرے لہذا ابو جہل لعین نے لشکر لے جانے پر اصرار کیا اور کہا محمدؐ نے نہایت شورش کی ہر اُن کی شورش کو بالکل دفع کرنا ضروری۔ ابوسفیان کہ بہت اصرار کفر پر ان دنوں رکھتا تھا با آنکہ خود ممانعت کہلا بھیجی تھی مکہ میں قافلہ کو پہنچانے کے خود چھپ کے ابو جہل کے شریک ہوا۔ اللہ جل جلالہ نے آپ کو وحی بھیجی کہ خداے تعالیٰ تم کو ظفر دے گا قافلہ پر یا لشکر پر۔ آپ کے اصحاب کا یہ جی چاہتا تھا کہ قافلہ سے مقابلہ ہو اس لئے کہ لشکر جماعت کثیر با سامان و سلاح تھا اور مسلمان بے سامان تھے اور قافلہ بھی جماعت قلیلہ بے سلاح تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کاملہ دکھانے اور اسلام کی نصرت عظیمہ کرتی منظور تھی۔ لہذا قافلہ نکل گیا۔ لشکر سے مقابلہ کی ٹھہری۔ لشکر کفار مسلمانوں کے لشکر سے سہ چنڈ بلکہ زیادہ۔ مسلمان تین سو تیرہ تھے اور کفار ایک ہزار لیکن کفار کو مسلمان دو نے ہی نظر پڑے اور مسلمانوں کا رعب کافروں کے دل میں سما گیا۔ حال قبل پہنچے لشکر کفار آنحضرت صلیع نے صحابہ سے بطور مشورہ کے لڑائی کے باب میں تذکرہ کیا۔ پہلے حضرت ابو بکرؓ نے پھر حضرت عمرؓ نے باتیں مناسب عرض کیں آپ بہت خوش ہوئے اور اُن کے لئے دعا خیر فرمائی حضرت مقدادؓ نے کہا کہ ہم ایسا نہ کہیں گے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَدَبِكَ فَقَاتِلْ أَنَا هَاهُنَا قَاعِدُونَ یعنی جا کے تو اور تیرا رب

لڑے ہم نہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے  
 لڑیں گے اور جہاں تک آپ ہمیں لے جائیں گے ساتھ جائیں گے چونکہ انصار نے بوقت بعیت  
 عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ جو کوئی آپ پر مدینہ میں چڑھ آئے گا اُس سے لڑیں گے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ اُن  
 آپ کے ساتھ نکل کے لڑیں گے۔ آپ نے ایسی تقریر کی جس سے انصار سمجھے کہ آپ کو موافق اُس  
 معاہدہ کے یہ خیال ہے کہ شاید ہم باہر مدینہ کے آپ کے شریک نہ ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہر چہ  
 ہمارا معاہدہ مرافت کا بوقت چڑھ آنے دشمن کے مدینہ پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور  
 آپ کو نبی برحق جانتے ہیں، اب ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہے، آپ کہیں ہوں۔ اگر آپ  
 ہمیں حکم دیں تو ہم سمندر میں گھس جائیں اور کسی طرح دشمن سے لڑائی میں ہیں عذر نہیں اور بوقت  
 جنگ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری جان نثاری سے راضی ہونگے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقریر  
 جان نثاری سن کے آپ بہت راضی ہوئے حال جس جگہ لشکر اسلام رات کو مقیم ہوا وہاں  
 زمین ریت تھی اور پاؤں جتے نہ تھے اور پانی نہ تھا کپاس غالب ہوئی اور وضو کی حاجت نہ  
 اس جہت سے لشکر یان اسلام پریشان خاطر تھے آپ نے مدینہ کے لئے دعا فرمائی۔ خوب میٹھ برسا  
 زمین جم کے سخت ہو گئی۔ پاؤں ٹھیرنے لگے اور لوگ نہالے اور ظروف اپنے پانی سے بھر لئے۔  
 بوقت مقابلہ جب آپ نے لشکر کفار اور اُن کا کروفر ملاحظہ فرمایا تو یہ آیت پڑھی سیہزم  
 الجمع ویولون الدبر یعنی قریب ہے کہ بھاگ جائیگی یہ جماعت اور پشت پھیرے گی چنانچہ  
 مطابق پیشین گوئی آیت موصوفہ کے ہوا۔ حال زمانہ سابق میں دستور تھا کہ شیر وقت  
 جنگ میدان میں ایک ایک دو دو آدمی طرفین سے نکل کے لڑتے تھے سوسب سے پہلے  
 عقبہ اور شعیبہ سپران ربیعہ اور ولید سپر عقبہ کفار کی طرف سے میدان جنگ میں آئے اُن کے  
 مقابلہ میں پہلے تین آدمی شجاعان انصار سے نکلے۔ کفار نے کہا کہ ہم کو اپنے اخوان قریش سے  
 مبارزت منظور ہے۔ تب حضرت علی اور حضرت حمزہ اور عبیدہ بن جراح اُن کے مقابلہ میں گئے  
 حضرت علی مقابلہ شعیبہ کے ہوئے اور حضرت حمزہ مقابلہ عقبہ کے اور اُن دونوں صاحبوں نے

تو ہاتے ہی اپنے مقابل کو مار لیا اور عبیدہ نے اپنے حریف کو کہ ولید تھا زخمی کیا اور ابھی زخمی ہوئے۔ حضرت علی نے اپنے حریف سے فارغ ہو کر ولید کو بھی قتل کیا اور تینوں صاحب منظر و منصور شکر اسلام میں پھر آئے عتبہ و شیبہ کے سبقت کی وجہ یہ تھی کہ بوقت روانگی لشکر یہ دونوں ہمراہی سے جی پڑاتے تھے اور ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ لڑائی کے لئے جاویں اس وجہ سے کہ ایک بار عداس اُن کا غلام نصرانی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر جب آپ طائف سے پھرے تھے باغ میں مسلمان ہو گیا تھا انھیں اس لڑائی میں جانے سے مانع تھا اور کہتا تھا کہ ان سب لوگوں کو واسطے قتل کے خدائے جاتا ہے۔ اس لئے عتبہ و شیبہ اس لڑائی میں شامل ہونے سے کارہ تھے اور نفرت کی باتیں اس لڑائی و سفر سے کرتے تھے۔ ابوہل نے تہمت نامردی کی لگائی تھی۔ **حال** مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے بروز بدرا اپنے واسطے اور بائیں طرف دونوں جوانوں کو دیکھا میں دل میں ناخوش ہوا کہ نا تجربہ کاروں کا ساتھ ہے۔ اتنے میں ایک نے اُن میں سے مجھ سے پوچھا کہ لے چچا تم ابوہل کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا پہچانتا ہوں۔ تمھارا کیا مطلب ہے اُس نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہے اگر میں اُسے دیکھ پاؤں تو اُس سے جہاد ہوں جب تک کہ ہم دونوں میں سے ایک مر نہ لے۔ بعد اس کے دوسرے نے بھی اسی طرح پوچھا اور وہی بات بیان کی۔ وہ دونوں جوان انصاری تھے اُن کا نام معاذ تھا عفرار کے بیٹے باپ اُن کے دو تھے یعنی معاذ بن عمرو و معاذ بن حارث۔ حضرت عبدالرحمن کو انھوں نے چچا تعظیماً کہا تھا حقیقت میں اُن کے بھتیجے نہ تھے۔ حضرت عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں اُن کی باتیں سن کر خوش ہوا۔ اتنے میں ابوہل کو گھوڑا میدان میں گداتے دیکھا۔ میں نے اُن دونوں جوانوں سے کہا کہ یہ کج جسے تم پوچھتے تھے یہ سننے ہی وہ دونوں تلواریں میان سے نکال کے باز کی طرح چھیٹے اور ابوہل سے بھڑ گئے۔ یہاں تک کہ اُس کو گرا دیا۔ بعد فتح جب اُن دونوں نے دعویٰ قتل ابوہل کیا، آپ نے دونوں کی تلواریں دیکھ کے فرمایا کہ تم دونوں نے قتل کیا اور سلب ابوہل کا





ومرء باعمرت وحبو وراشر بنامرامت ہوا واما سوم سحارون کی لباسم رمم (ترجمہ)  
 اور خواب شام و صبح جو بیان ہوا سچ ہو اور تو اس خواب کو چھپا جو بہت برسوں میں ہوگا) اولاً تراجم آیات  
 کو اکیٹھا بہ ترتیب لکھتے ہیں: بلیسشر بادشاہ کے سلطنت کی تیسری سال میں مجھ وانیال کو  
 بارشانی خواب نظر آیا۔ جب میں تھا سوس میں جو ملک فارس میں ہے تو خواب دیکھتا ہوں اور  
 تھامیں نہراولای یہ۔ میں نے جو آنکھ اٹھائی تو دیکھا کہ دریا کے سامنے وہاں ایک بزرگوہی  
 پھڑپی ہے اُس کے دو بڑے سینگیں ہیں اُن میں سے جو بڑی ہے بجانب پشت مائل ہے۔  
 دیکھا میں نے بزرگوہی کو سینگہ مارے تھے کچھم دکھن اور ترا کوئی جانور اُس کے سامنے نہیں بھرتا  
 اور نہ کوئی اُس کے ہاتھ سے بچا سکتا اور اُس نے جو چاہا کیا اور بہت بڑی ہے۔ میں سوچ رہا  
 تھا کہ وہاں ایک بزرگ آیا کچھم سے تمام روئے زمین پر اُسے کوئی چھو نہیں سکتا اور اُس بکرے  
 ایک مستحکم سنگ ہے بین العینین۔ اور آیا دو سینگہ والی بزرگوہی پاس جسے میں نے دریا کے ساتھ  
 کھڑا دیکھا اور دوڑا اُس کی طرف جوش قوت سے۔ پھر اُس بکرے کو میں نے دیکھا بزرگوہی کے پاس  
 جاتے پھر حمل کیا اُس نے بزرگوہی پر اور مارا اُسے اور اُس کے دونوں سینگہ توڑ دیئے پھر تو  
 بزرگوہی میں اُس کے مقابلہ کی طاقت نہ رہی اور اُس کو اُس نے گرا دیا زمین پر اور روند ڈالا  
 اُس وقت بزرگوہی کو اُس کے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔ پھر اُس بکرے نے بڑی  
 ترقی کی اور جب وہ بڑھ چکا تو اُس کے بڑے سینگہ ٹوٹ گئے اور اس کی جگہ چار محکم  
 چار وجہت سما میں صعود کیں۔ پھر اُن میں سے چھوٹے سینگہ سے ایک چھوٹی سینگہ نکلی  
 اور وہ بہت بڑھی دکھن اور پورب اور تابیت المقدس پہنچی۔ پھر بڑھے وہ سینگہ ملائکہ  
 ملا علیٰ تک اور گرا دیا روحانیات اور کواکب کو جن کی پرستش ہوتی تھی زمین پر اور  
 اُن کو روند ڈالا۔ پھر ذات واجب الوجود تک پہنچے اور اس سے متروک ہوئی قربانی  
 مفروضہ اور اُس کا مکان مقدس بے قدر ہوا۔ اور چھوٹے انبیاء ہمیشہ کو ٹوٹ جائیں گے  
 اور نازل کیا اُس سینگہ نے زمین پر صدق اور تعمیل حکم کیا اور مہذب کیا۔ پھر سنا میں نے

ایک ملک کو بولتے تب کہا ایک مقدس شخص نے اس تمکلم سے کب تک یہ خواب دہائی ہوگا یعنی زوالِ ضلالت اور پامالی پہلے اور چھوٹے انبیاء کی بربادی۔ تب لکھا مجھ سے شام سے چھ تک دو ہزار تین سو گزریں گے تب سچا ہوگا ملک۔ اس خواب دیکھنے کے وقت میں دنیا کی تعبیر کی تفکریں تھا کہ ناگاہ میرے سامنے ایک جوان صورت کھڑا ہو گیا۔ پھر سنائیں نے آواز آدمی کی اداسی نندی بس کہ پکار کے اُس نے کہا کہ اے جبرئیل سمجھا دے اس کو یہ خواب۔ تب آیا جبرئیل جہاں میں کھڑا تھا۔ اُس کے آتے ہی میں ڈر گیا اور اندھا گرا۔ تب اُس نے مجھ سے کہا۔ سمجھ لے آدمی زاد کہ اخیر زمانہ میں یہ خواب ہوگا۔ اور کہا کہ اب میں تجھے بتاتا ہوں جو کچھ ہوگا انتہائی غضب میں جب دور ختم ہوگا۔ اور وہ بزرگوں ہی ان القرن جو تو نے دیکھی اُس سے مقصود سلاطینِ فارس ہیں اور بڑا بادشاہ یونان اور اُس کے بڑے سینک سے مراد اُن کا بادشاہ اول ہر اور اس شکست کی جگہ چارہ دوسری قائم ہوئیں وہ چار بادشاہت ہیں اقوام مختلف کی جو قائم ہوں گی نہ اُس وقت سے۔ اُن سلطنتوں کی انتہا میں جب ضلالت غایت درجہ کو پہنچے گی قائم ہوگا ایک بادشاہ عرب والا واقف سراج اور بڑھے گی اُس کی قوت لیکن ظلم سے نہیں بلکہ معجزات سے تباہ کرے گا اور مذہب رسے گا اور تبلیغ احکام اور برباد کر دے گا عظیمار کو اور یہود کو اور اپنی دانش سے فساد کی صلاح کرے گا۔ اپنے دل دہاتھ سے کامل کر دے گا اور بوجہ کفر کے اکثر لوگوں کو قتل کرے گا درشاہنشاہان کے مقابل ہوگا اور اُن کو بقوتِ قدسیہ توڑ دے گا اور خوابِ شام و صبح بیان ہوا سچ ہوا تو اس خواب کو چھپا جو بہت برسوں میں ہوگا۔ تفسیر اب اس اب و تعبیر میں خوب غور کرنا چاہیئے تو تاریخ کے طے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد زمانہ اس خواب کے اطمینانِ فارس کو بڑی ترقی ہوئی تمام ملکِ فارس تا ہند و ترکستان و شام و ایران و عرب و مرداکثر بلادِ افریقہ و یورپ اُن کے قبضہ میں تھا اور کوئی اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا تا زمانہ راہی اقبال رہا جب سکندر یونانی کا وقت آیا تو اُس نے دارا کو مار کر تمام بلاد پر قبضہ کر لیا تو کبریٰ سے

مراد اسکندر ہر جو بادشاہ یونان تھا جب سکندر مر گیا تو فی الواقع چار سلطنت جدا گانہ ہو گئیں ایک سلطنت فارس جو ہند تک پھیلی تھی۔ دوسری سلطنت ترکستان جو چین تک گئی تھی تیسری سلطنت مصر جس میں شام دارمن و مصر و اکثر بلاد افریقہ و یورپ داخل تھے۔ چوتھی سلطنت عرب جو بہت چھوٹی تھی جبریل کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر زمانہ میں ایک بادشاہ صاحب بہیت و جلال ایسا ہوگا جو ان سلطنتوں کو توڑ کے ایک کر دے گا۔ ایسا بادشاہ بعد سکندر کے کوئی نہیں ہوا جس نے ان سلطنتوں کو توڑ کے ایک کر دیا ہو۔ سو اے ہمارے پیغمبر کے دور اسلام میں یہ سب مملکتیں ٹوٹ کے ایک ہو گئیں خلیفہ اسلام ہوا کرتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تازمانہ اسلام یہ سب سلطنتیں قائم و مستقل تھیں چونکہ اصل خواب میں مذکور ہے کہ سب چھوٹے سینک سے ایک شاخ بصفات مذکورہ نکلے گی اور اُس چھوٹے سینک کو جبریل کہتے ہیں کہ مراد اُس سے بادشاہ ہر جو اخیر زمانہ میں ہوگا اور سب سلطنتوں کو توڑ کے ایک کر دے گا اور اُن چار سینکوں کو چار سلطنت بتاتے ہیں۔ اُن چار سلطنتوں میں سب سے چھوٹی بادشاہت عرب کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ جو اخیر میں ہوگا اور چاروں سلطنت کو ایک کرے گا اور عرب والا اور واقف اسرار ہونے میں تو کچھ شبہ نہیں حضرت عیسیٰؑ ہی واقف اسرار تھے لیکن نہ وہ ملک عرب کے تھے اور نہ اُن سے سلطنتیں ٹوٹ کے ایک ہوں جو کچھ جبریل نے بتایا ہے وہ سب صفات آپ میں تھیں۔ معجزات تو آپ کے اوپر مذکور ہیں جس سے آپ نے کفر و کفر کیا اور سلاطین کو توڑا۔ آپ کے وقت میں تورات منسوخ ہوئی جس سے موقوف قربانی لازم ہوئی جیسا کہ خبر دی گئی تھی آپ کے وقت میں جہاد قائم ہوا۔ جیسا کہ قتل کفار اس میں مذکور ہے اور تہذیب تو ایسی ہوئی کہ تمام دنیا ذات بابرکات سے منسوب ہوئی۔ عیسائیوں نے بھی تہذیب آپ سے حاصل کی۔ عیسائیوں کے قبل دور اسلام کے حالات کو بعد کے حالات سے ملانے سے اس کے تصدیق ہو جائے گی۔ ہنود و گبر کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ یہودی بھی اثر پڑا ہے۔ و علیٰ هذا القیاس۔ چھوٹے انبیاء نیت و نابود ہوئے۔ اب کہیں عوی نبوت

سنا نہیں جاتا پس جملہ امور جو خواب و تعبیر میں ذکر ہوئے سب آنحضرت میں پائے جاتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ پر منطبق نہیں۔ اہل بصیرت جانچ لیں گے۔ واضح ہو کہ یہ معنی جو لکھے گئے ظاہری ہیں لیکن کچھ رموز بھی یہاں ہیں۔ بیان اُس کا یہ ہے کہ خواب میں یہ دیکھا تھا کہ برے کے بڑے سینگ ٹوٹ کے چار شاخیں اُس کی جگہ قائم ہوئیں جس کی تعبیر جبریل نے چار مملکت سے اُس کی بعد خواب میں دیکھا کہ ایک سینگ صغیرہ سے بصفات مذکورہ نکلی۔ اور بیان ہو چکا ہے کہ صغیرہ سے مقصود سب چھوٹی سلطنت ہے جو عرب کی بادشاہت تھی۔ اُس سینگ کی تعبیر جبریل نے خلیفہ آخر الزماں کہا۔ لیکن ممکن ہے کہ صغیرہ سے مراد ہاجر ہوں کہ وہ حضرت ابراہیم کی چھوٹی بی بی تھیں اور اُن سے خدا نے وعدہ کیا تھا کہ اُن کے پیٹ سے خلیفہ پیدا ہوگا جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو اگر یہ خلیفہ آخر الزماں ہاجر کی نسل سے نہ ہو تو وعدہ آئی جھوٹ ہو جائے کیونکہ حضرت اسمعیل سے وہ وعدہ پورا نہیں ہوا جیسا گزرا تو معنی یہ ہوں گے کہ ایک سینگ ہاجر سے بصفات مذکورہ نکلے گی جس کو جبریل خلیفہ آخر الزماں بتاتے ہیں تو مقصود یہ ہے کہ وہ خلیفہ آخر الزماں ہاجر کی نسل سے ہوگا چنانچہ آنحضرت خلیفہ آخر الزماں ہاجر کی نسل سے ہوئے۔ اب یہاں ضرور یہ تفسیر اُس مدت کی جو ۱۴ آیت گزشتہ میں مذکور ہے اُس میں تعداد دو ہزار تین لکھی ہے نہ لفظ سال ہے نہ ماہ لیکن متبادر یہی ہے کہ مراد سال ہو کیونکہ ایسی مدت صدیوں سے بیان نہیں ہوتی۔ واضح ہو کہ یہ مدت ہے خلیفہ آخر الزماں کے وقت کی جب شریعت موسوی منسوخ ہوئے نہی شریعت جاری ہوگی اور بڑا تغیر اس عالم میں پیدا ہوگا۔ پس شام سے مراد وفات حضرت موسیٰ ہے جب شریعت موسوی مکمل و پوری ہوئی اُس وقت حضرت موسیٰ نے اس دنیا کو چھوڑ دیا۔ چونکہ وہ زمانہ انتقال ایک حلیل القدر پیغمبر کا تھا اس لئے اُسے شام سے تعبیر کیا اور صبح سے مقصود وہ زمانہ ہے جب آنحضرت قابل و محفل نزول وحی ہوئے اور نیز وفات حضرت موسیٰ بوقت شب تھا جس سے اُن کا مدفن کسی کو معلوم نہ ہوا جیسا تو رات میں مصرح ہے اور پیدائش ہمارے پیغمبر کی بوقت صبح صادق ہوئی تو مقصود یہ ہے کہ جب وفات حضرت موسیٰ

(۲۳۰۰) دو ہزار تین سو سال گزر جائیں گے تو وہ وقت خلیفہ آخر الزمان کا ہوگا مطلوب یہ تھا کہ اتنی ہی مدت کے لئے شریعت موسوی قائم کی گئی تھی جب وہ مدت گزر جائے گی تو شریعت ابدی کے قیام کا وقت پہنچ جائے گا۔ حساب اُس کا یہ ہے کہ ۲۴۰۰ مہبوطی میں حضرت موسیٰ کی وفات ہوئی اور ۲۴۰۰ مہبوطی میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور ۲۶۰۰ مہبوطی میں پیدائش حضرت محمد پیغمبر آخر الزمان کی ہے پھر ۲۸۰۰ مہبوطی میں آپ جب بالغ ہوئے اُس وقت سن شریف ۱۷ سال کا تھا۔ آپ کا شق صدر بار ثلث ہوا۔ اس غرض سے کہ آپ کا دل باروحی کا تحمل ہو جائے یہی زمانہ آغاز نبوت تھا۔ اشجار و احجار سے اچھا نالہ السلام علیکم یا رسول اللہ مسموع ہوتا تھا۔ روایے صادقہ و خوارق جو علامات نبوت سے ہیں مشاہدہ ہوتے تھے دیکھو ۲۵ برس کی عمر میں آپ بی بی خدیجہ کمال لے کر ملک شام میں تجارت کے لئے تشریف لے گئے تھے اس سفر میں بہت خوارق آپ سے ظاہر ہوئے کہ انہیں علامات سے منظور راہب نے آپ کو پہچانا اور سمجھا کہ فارقلیطا جس کی خبر حضرت مسیح نے دی ہے یہی ہیں اور میرے حضرت خدیجہ کے غلام نے اُن خوارق کو جو سفر میں براہ العین دیکھے تھے۔ خدیجہ سے بیان کئے اور خود خدیجہ نے بھی نبوت معاودت بالا خانہ کے غرض سے معائنہ کیا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ کئے تھے کہ یہی وجہ خواہش کناح کی ہوئی۔ فقط۔ اسی زمانہ کو ملک نے اس روایا میں صبح سے تعبیر کی ہے اس حساب سے مدت ۷۰ روایا صحیح و درست ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب لا ینحیض علیہ شیئی فی الارض ولا فی السماء وهو العلیہ الحئیر۔ ہدایت چار مرتبہ آپ کا شق صدر بتاتے ہیں ایک مرتبہ ایام رضاعت میں دوسری مرتبہ جب آپ دس برس کے تھے۔ تیسری مرتبہ جب آپ ستر سالہ تھے۔ چوتھی مرتبہ شب معراج میں۔ مرتبہ چہارم کی روایت تو صحیح مسلم و بخاری میں بھی ہے اور مراتب باقیہ کی روایات ابو نعیم و ابن عساکر و ہیثمی وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ لیکن نظر دقیق و فکر سلیم کے نزدیک شق صدر سے مقصود شرح صدر ہے یعنی آپ کا تملک تدریجاً ہوا یعنی چار مرتبہ فیضان قوت ملی و قدسی کا آپ کی روح پاک پر ہوا۔ اولاً ایام رضاعت میں

جس سے آپ اُس سن کے اطفال میں ممتاز ہو گئے۔ دوسری مرتبہ جب سن شریف ذہ سالہ تھا کہ آپ کو اُس سن کے لڑکوں میں امتیاز حاصل ہوا۔ تیسری مرتبہ جب آپ بالغ سترو سالہ تھے اُس وقت آپ تمام جوانانِ روئے زمین سے ممیز اور متفصل باروچی ہوئے کہ وہی آغاز نبوت تھا اور چوتھی مرتبہ شب معراج میں جب آپ انتہائے کمال انسانی کو پہنچے قرآن سے اسی قدر مستفاد ہوتا ہے۔ الم نشرح لك صدر لك ووضعا عنك وذر لك الذي انقض ظمهر لك ورفعا لك ذكر لك فان مع العسر يسراہ ان مع العسر يسراہ فاذا فرغت فانصب والى ربك فارغب ہ (ترجمہ) ہاں ہم نے تیرا سینہ کھول دیا (یعنی قوتِ ملکی تجھ پر تدریجاً فائز ہوئی جس سے توانہما کمالِ انسانی کو پہنچا) اور تجھ سے تیرا بوجھ اُتار دیا ہم نے جس نے تیری پیٹھ توڑ رکھی تھی (یعنی عیوب نفسانی اور زائلِ انسانی سے جس کے اندیشہ میں تو ہمیشہ رہا۔ تجھے پاک کر کے معصوم بنایا ہم نے) اور تیرا ذکر بند کیا ہم نے (یعنی تیرا ذکر ہم نے صحفِ انبیاء میں پہلے سے کر رکھا جس کی مدت سے دھوم تھی۔ الحی جبرئیل ذکر آپ کا جو اُس قدر تو کیا اُس کا ہزارواں حصہ بھی کسی پیغمبر کا ذکر نہیں) (اس کے بعد تسلیک کے لئے فان مع العسر يسراہ وان مع العسر يسراہ کہا گیا) پھر جب تو فارغ ہوا تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف جی لگا (یعنی جب تو خود ہر طرح سے کامل ہو چکا تو اب دوسروں کی تسلی میں کوشش کر، چنانچہ بعض قرات میں رغب آیا ہے) یہاں ایک تقریر اور ہے وہ یہ ہے کہ شرح صدر سے مقصود یہ ہے کہ مراتبِ اربعہ نفوسِ انسانی سے درجہ دوم میں تجھے پہنچایا ہم نے جس سے تجھ پر علومِ غیبی کا ورود بکثرت ہونے لگا۔ لیکن باستعمالِ قوتِ فکر یہ طبعِ نازک پر مقتضا سے بشریت گرائی تھی یہ بڑا بوجھ تھا تجھ پر۔ چنانچہ آپ بیشتر خلوت گزیر رہتے اگر آپ کا شرح صدر نہ ہوتا تو خود بخود غفلت اختیار نہ فرماتے۔ غار حرا میں کوئی عملِ جوارح ثابت نہیں ہوتا جہرِ تفکر جس کا سبب وہی شرح صدر تھا۔ چنانچہ یہ خلوت و غفلت بعد شامی بی بی صدیقہ زیادہ ہو گئی اور وضعنا عنك وذر لك سے مقصود یہ ہے کہ مرتبہ عقل بالملک کا تجھے دیا ہم نے کہ جملہ علوم تجھ پر ہیبت فائز

ہونے لگے اُس کے قبل جو وقت تھی رفع ہوئی ورفعالک ذکرک سے مقصود یہ ہے کہ عقل مطلق کا درجہ تجھے عطا کیا ہم نے یعنی جمہ علوم تیری آنکھوں کے سامنے ہو گئے۔ ایسی صورت میں نفس ناطقہ شبیہ ملک ہو جاتی ہے اور ذکر اُس کا ملائکہ میں ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ آپ کو معراج میں حاصل ہوا۔ یہاں تک آپ کے کمالات کا بیان تھا۔ اُس کے بعد کہتا ہے کہ جب تو اپنے تکلّم سے فارغ ہوا تو محنت کر تکمیل امت میں وغضے جہاد سے جب ہمیں موقع ہو۔ فقط تہو روایات شیعہ صدر محمول ہوں گی اسی شرح صدر پر وہ سب بیانات مثال ہیں فافہم ۔

ما مضی فترۃ من الرسل الا بشیرت قومہا بک الانبیاء

قریب زمانہ ولادت اکثر نجمین آپ کی پیدائش کی خبر دیتے تھے چونکہ آپ کے سبب سے اکثر سلطنتوں کا زوال تھا اور ادیان کی بھی بربادی معلوم ہوتی تھی اس لئے اکثر اہل ثل خصوصاً یہود و نصاریٰ جو اپنی شریعت کو ابدی سمجھتے تھے اور آیات مذکورہ کے معنی اور طور پر خیال کرتے تھے آپ سے عداوت رکھتے تھے اور آپ کی ہلاکت کی فکر میں رہتے تھے اُس وقت یہود و نصاریٰ میں نجوم کا رواج بہت تھا علماء یہود و نصاریٰ جو آپ سے عداوت رکھتے تھے جن کا ذکر موالد میں ہے اسی قسم کے تھے اور جو صحف انبیاء کے ذریعہ سے آپ کی بخت کے منظر تھے ہرگز آپ سے عداوت نہیں رکھتے تھے۔ بجز اہلب جو شہر بُصرے میں رہتا تھا جس نے آنحضرت کو بارہ برس کے سن میں ابوطالب کے ساتھ جب وہ وہاں بطور تجارت گئے تھے دیکھ کے پہچانا اور ابوطالب سے کہا کہ اس کو یہود و نصاریٰ سے محفوظ رکھو۔ وہ اس کے دشمن ہیں۔ مرد و مفیدہ و دیندار تھا۔ شعر

یا رب صل وسلم دائماً ابداً علی نبیک خیر الخلق کلہم

## حال ولادت

۱۱۵۶ھ بمطابق ۳۳ھ ہجرت نصری موافق ۵۹۲ھ رومی مطابق ۱۱۵۶ھ شمسی



جس سال میں قصہ اصحابِ فیل واقع ہوا تھا بارہویں ربیع الاول روزِ دوشنبہ کو بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اُس وقت تمام روحانیات جن کی پرستش ہوتی تھی اور وہ خوشنود و مسرور ہوتے تھے افسردہ و پژمردہ ہوئے جیسا کہ دانیال علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ نشان اُس کا یہ تھا کہ فارس کی آگ جو مدت ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی اور تمام اصنام مکہ اونڈھے گر پڑے اور قصرِ نو شیرداں کے چودہ لنگرے گر گئے جس سے تمام ملک فارس میں ایک زلزلہ تھا اور تمام اکابر پریشان و لرزاں تھے چونکہ آپ ماحی اصنام پرستی تھے اور تھا قمر اس کا حامی۔ اس لئے قادر و ابجلال نے آپ کو دوشنبہ کے دن جو قمر کا ہے خصوصاً صبح صادق کہ وہ گھٹا بھی اُسی کا شمار ہوتا ہے پیدا کر کے اپنی عظمت و جبروت ظاہر کیا اور قمر آپ کے اشارہ سے شق بھی ہو گیا تاکہ عظمتِ قمر کی جو لوگوں کے دلوں میں تنگیں تھیں وہ دور ہو کیونکہ مکہ اور اُس کے حوالی میں قمر پرستی بہت تھی اور چونکہ آپ کی پیدائش سے اجنبہ و ثنائین بکمال اضطراب اطراف و جوانب مکہ مغطہ میں منتشر تھے اس لئے اُس رات کو شہبِ بکرت فتنائے آسمان سے قریب قریب زمین کے چھوٹے تھے رجوماً للشیاطین

ولد الحبيب ومثله لا يولد ولد الحبيب وخده يتورج

قالت ملائكة السماء باسهم ولد الحبيب مثله لا يولد

صلوا عليه بكورة وعشية الف الصلوة مع السلام وزيد

نسب آپ کا یہ ہے: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک اتفاقی ہے اور قیدار تا آدم علیہ السلام درجِ تورات ہے اُس میں کچھ شبہ نہیں البتہ قیدار و عدنان کے بیچ میں تین خواہ چار نسبت ہیں۔ ان میں اختلاف ہے پشت نامہ مندرجہ تورات یہ ہے: قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم بن سرح بن ناحور بن سروج بن رعو بن قلع بن عیبر بن شلیح

بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لمخ بن شوش بن حوح یعنی ادریس بن پیرد بن مہمل  
ایل بن قینان بن انوش بن شیش بن آدم علیہ السلام ابوالبشر۔ واضح ہو کہ سفر ہیاترین  
جو یہود کی معتبر تاریخ ہے قیدار کے چار بیٹے لکھے ہیں۔ علیون وقاسم وحماد وعلی۔ تو عدنان انہیں  
چار میں کسی کی اولاد میں ہوں گے۔

ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ قصہ اصحاب فیل آنحضرت کی پیدائش سے چالیس دن یا پچیس دن  
پہلے واقع ہوا۔ آپ ہی کی برکت سے اہل مکہ اُس فتنہ سے محفوظ رہے۔ حضرت وائیل نے  
جو خبر دی تھی کہ بہتوں کو قتل و برباد کرے گا یہ اُس کا خیمہ تھا کہ اصحاب فیل ادلتاہ و برباد  
ہوئے۔ قصہ اصحاب فیل یہ ہے کہ ابرہہ بادشاہ حبشہ اصحہ نجاشی کی طرف سے یمن کا عامل و  
گورنر تھا۔ اُس نے ایک گرجا بنایا اس غرض سے کہ وہاں حج ہو کرے اور حج مکہ منظم موقوف  
ہو جائے۔ مقصود اُس سے انتفاع تھا جیسا اس زمانہ میں بھی اس گروہ سے ایسا مشاہدہ ہے۔  
ٹیکس کا طریقہ اس قوم میں ہمیشہ تھا اب حصول زر کی فکر انواع اقسام سے کرتے ہیں جب وہ  
گرجا تیار ہوا تو قبیلہ کنانہ سے ایک شخص وہاں گیا اور اُس میں رات بھر رہا اور پاخانہ پھر کر کھا گیا  
اس سے ابرہہ کو بہت غضب ہوا اور مکہ پر فوج لے گیا کہ مسجد کعبہ کو گرا دے ابرہہ کے فیل کا  
نام محمود تھا اور ایک تنھنی بھی تھی جب یہ ابنوہ کثیر کہ پہنچا تو وہاں کے لوگ مضطرب ہوئے۔  
عبدالمطلب آپ کے جد امجد مع چند ہمراہیوں کے جبل تبیر پر چڑھ کے معائنہ لشکر کا کرنے لگے۔  
اُس وقت ایک نور ہلالی آپ کی آنکھوں کے سامنے نمود ہوا اُس سے آپ نے تباہی شکر  
ابرہہ کا تباہ کر کے لوگوں سے کہا کہ مطمئن رہو کہ یہ سب تباہ ہونگے۔ لشکریان ابرہہ کچھ  
اونٹ عبدالمطلب کے پکڑے گئے تھے۔ اُس کے چھوڑانے کے لئے وہ ابرہہ پاس گئے  
اُس نے اُن کی بڑی خاطر کی اور اپنے متصل بٹھلایا اور اُن سے کہا کہ تمھاری سفارش سے  
میں انہدام کعبہ سے باز آسکتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ اُس گھر کا مالک آپ بچائے گا۔ سبحان اللہ  
آپ کا ایمان کیا راسخ تھا کہ ایسے تنگ وقت میں کچھ اضطراب نہ ہوا۔ پھر ابرہہ نے اونٹ چھوڑا دیے۔

ور آپ واپس آئے۔ اب حال شکاریانِ ابرہہ کا سنئے اس قدر تو متعجب ہو کہ کسی آفتِ سماوی  
 وہ سب لشکرِ ہلاک ہو گیا اور خانہ کعبہ محفوظ رہا مشہور یہی کہ چڑیوں کا غول اُن پر آیا ہر چڑیا تین  
 لکھ لے تھی۔ ابک متعاریں اور دو جنگلوں میں اُن کنکروں کو شکاریانِ ابرہہ پر گرا دیا لکھ گیا  
 بس پر پڑتی تھیں چھید ڈالتی تھیں۔ اس طرح سب لشکرِ یار و تباہ ہو گیا۔ بیضاوی میں اس کے  
 ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ شکاریانِ ابرہہ نے بعد پونچھنے مکہ کے خانہ کعبہ کے گرنے سے انکار کیا اور  
 اتھی کو جو ریلہ تو وہ کعبہ کی طرف نہیں جاتا تھا۔ جب مین کی طرف یا اور کسی طرف ہانکتے تھے تو  
 ہلتا تھا۔ اسی عرصہ میں چڑیوں کا غول آیا۔ انتہی۔ بہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ جب  
 شکاریوں نے مسجد گرنے سے انکار کیا اور فیل نے بھی ادھر رخ نہ کیا تو وہ بے قصور تھے اُن پر  
 غضب نازل ہونا بلا وجہ تھا۔ طبع انصاف پسند اس کو قبول نہیں کرتی یہ لوگ طیور و کنکریوں  
 پر استدلال سورہ اہم ترکیف سے لاتے ہیں جیسا کہ اُس کی ظاہر عبارت سے سمجھا جاتا ہے  
 ہر چند کہ چڑیوں کا آنا اور کنکروں کے لشکر کو تباہ کرنا محالات سے نہیں ہے اگر ایسا ہوا ہو تو ہوا  
 لیکن قیاس صحیح یہ ہے کہ لشکرِ ابرہہ ایک میدان میں مقیم تھا دفعۃً ابرہہ و تار محیط ہو گیا اس طرح  
 کہ اُن کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ پھر اوپر سے اوئے بکثرت گرے جس سے وہ تمام لشکرِ ہلاک ہو گیا یہ واقعہ  
 فقہ حضرت عطاء کے مشابہ ہے کہ جب خدائے ذوالجلال کو تباہی سدوم و عمور افریات لوط کی منظور  
 ہوئی تو اُس پر اوئے و صاعقہ گرا کے آئے برباد کر دیا عبارتِ تورات یہ ہے :  
 וַיִּהְיוּ הַכּוֹכָבִים נִלְכָּד - וַיִּהְיוּ הַכּוֹכָבִים נִלְכָּד -  
 וַיִּהְיוּ הַכּוֹכָבִים נִלְכָּד -

یہووا حمطیر عل سدوم وعل عمورا لغفرینش وائیش (ترجمہ) خدائے برسیا سدوم اور  
 عمورا پر گزرا (اور آتش) چونکہ صاعقہ میں اجزائے کبر ہوتی ہوتے ہیں اس لئے اُسے گزرا  
 گ سے تعبیر کیا۔ یہاں صاعقہ گرنے کا بیان ہے اوئے کا بیان نہیں لیکن قرآن میں اوئے کا  
 بیان ہے سورہ ہود میں نازل ہے۔ و امطرنا علیہا حجارة من سجيل منضود

(ترجمہ) برسیا ہم نے اُس پر پتھر ابرنجد سے (یعنی بدل جو تہ بہ تہ بہت غلیظ تھی اُس سے پتھر قرآن  
 رط پر برسیا یہاں ذکر پتھر کا ہے) اب ہم کو لفظ سخیل میں بحث کا نا ضرور ہے جس کا ترجمہ ہم نے  
 بر سے کیا ہے۔ واضح ہو کہ لفظ سخیل کے معنی صراح میں سنگ گل لکھا ہی نہیں لکڑی بنیادی میں  
 ہی اُس کے معنی طین متحجر مرقوم ہو کہ وہی لکڑی قلموس ہیں اسی کو حجارۃ کا لحدۃ سے تعبیر کیا  
 اس کا حاصل وہی ہے۔ ماخذ ان سب کا قول ابن عباس ہے جو صحیح بخاری میں منقول ہے قال  
 بن عباس من سخیل ہی سنگ گل یہ قول شنبہ کی کونہ فارسی دانی حضرت ابن عباس کی  
 بت نہیں اس پر دلیل قوی یہ لاتے ہیں کہ ۲۴ پارہ کے اوّل میں یہ قصبہ یوں مذکور ہے  
 منسل علیہم حجارۃ من طین (ترجمہ) تاکہ چھوڑیں ہم ان پر روٹے مٹی سے (طین متحجر)  
 بلکہ قباحۃ اُس میں یہ ہو کہ ایسی صورت میں لازم ہو کہ سخیل کے معنی طین ہوں کیونکہ ایک مقام پر  
 حجارۃ من سخیل کہا اور یہاں حجارۃ من طین حالانکہ سخیل کو طین متحجر بتاتے ہیں معلوم  
 ہوتا ہے کہ چونکہ اُن اولوں میں اجزاء ارضی بھی تھے اس وجہ سے اُسے یہاں حجارۃ  
 من طین سے بیان کیا۔ ورنہ حجارہ تو طین سے ہوتا ہی ہے اس قید کی ضرورت نہ تھی۔  
 ملاوہ برس ایسی صورت میں سخیل عربی لفظ نہ ہوگی۔ ایسے الفاظ قرآن میں سوائے اسماء کے  
 درالوجود ہیں۔ اب ہم کہتے ہیں کہ گو سخیل کے معنی لکڑی ہوں لیکن یہاں مراد نہیں ہو سکے کیونکہ  
 بارہ کے معنی ہیں پتھر تو حجارہ من سخیل مصل ہو جائے گا اور اگر من کو بیان نہ کہیں تو بھی  
 لاکت سے خالی نہیں۔ واضح ہو کہ سخیل کا مادہ سخل ہے جس کے معنی ہیں پانی بہانا بولتے ہیں  
 سخل الماء فاسخل یعنی صب الماء فانصب اسی سے سخل نکلا ہے کہتے ہیں عین سخل  
 چشمہ ریزاں۔ اُسی سے اسحال نکلا ہے یعنی پر کرنا کہتے ہیں اسحال لحوض اسی سے  
 شتق ہے سخل معنی دلو عظیم یعنی مونٹ۔ اسی سے سخلار نکلا ہے بمعنی دراز پستان۔ کہتے ہیں  
 ناقۃ سخلار ہیں سخیل صیغہ مبالغہ ہے صفت سحاب یا بالخصوص سحاب کے لئے یہ لفظ مشتق  
 ہوئے جیسے سحیم دفتر کے لئے اسی واسطے خدا نے خود اس کی تفسیر کتاب مرقوم سے

کردی تو سبیل سے مقصود ابرہہؓ پر قریہ امطرنا ہی اور منضود و وسرا قریہ ہی کیونکہ کنکر منضود نہیں ہوتا۔ الغرض جس طرح خدا نے قوم لوط کو برباد کیا اُسی طرح بہ برکت نور محمدی لشکر ابرہہ کو پامال کیا۔ اس قصہ حکیم مطلق دبیر برحق نے سورہ الم تر کیف میں بیان کیا ہے جس کی تفسیر تمام ضرور ہے۔

الْمُتْرَكِيَفْ فَعَلَّ رَبَّاكَ بِأَصْحَابِ لَيْلٍ هَ الْكَحَجَلُ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ وَارْسَلْ عَلَيْهِمْ طِيْرًا اَبَابِيلُ ه تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ (ترجمہ) کیا تو نہیں جانتا جو تیرے رب نے ہاتھی دلوں کے ساتھ کیا کیا۔ اُن کی شورش کو نہیں مٹایا۔ قطار قطار چڑھے اُن پر بھیج کے جنھوں نے اُن کو دلوں سے پتھر اود کر کے پیاں سا کر دیا۔ طیر جمع ہو طائر کی ابابیل جمع ہے جس کا واحد نہیں ہے سبیل کے معنی میں بحث ہو چکا ہے چڑیوں کی قطار سے مراد ملائمہ ہیں۔ واضح ہو کہ ارباب اشراق کے نزدیک ہر چیز کے ساتھ ایک ملک ہوتا ہے۔ اس لئے ابرہہ کے ساتھ بھی ملک رہتا ہے پس جہاں خدا کا حکم ہوتا ہے وہاں مینہ برساتے ہیں اولاً گراتے ہیں صاعقہ نازل کرتے ہیں رعد کڑکاتے ہیں یسبح الرعد کو بحفاظ کر و تہیج بلا شعور نہیں ہو سکتی۔ یہاں ایک تقریر اور ہے کہ طیر ہیاں چڑیا کے معنی میں نہیں ہے۔ بیان اُس کا یہ ہے کہ کہ مصدر کبھی بمعنی اسم فاعل مقصود ہوتا ہے اور وہ مذکر و مونث اور واحد و جمع میں یکساں متعل ہوتا ہے۔ رحنی نے اس کی تصریح کردی ہے پس یہاں طیر مثل طیران مصدر ہے بمعنی اسم فاعل مطلوب اُس سے جمع ہو تو معنی آیت یہ ہوں گے کہ بھیجا اُن پر قطار قطار اُڑنے والے ایسی صورت میں اختیار ہے کہ اسے ملائمہ ارادہ کریں یا سحاب۔ اب سبیل کے جو کچھ معنی ہوں حصول مطلب میں مغل نہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ لشکر ابرہہ اولوں سے پامال ہوا اور جب اودے زراعت پر گرتے ہیں تو وہ مثل عصف ماکول کے ہو جاتی ہے۔ اس واقعہ کے مشابہہ جو غزوہ خندق میں واقع ہوا تھا کہ بھگانے کے لئے اللہ جل جلالہ نے سردی دہوائے تند کو اُن پر مامور کیا۔ جس سے خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں، مینیں اودھ گئیں، گھوڑوں نے چھوٹ کر دم چھاپا۔ بالآخر کھنا ٹھہر نہ سکے غائب و غاسر پھر گئے اس کا بیان قرآن میں بھی ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذَكِّرُوا نِعْمَةَ



דָּבָר בְּחֵי : הַלֵּל הַיָּם מִן הַבַּיִת  
מִפֶּן יִבַּי וְיִתְחַבֵּם כִּי בַעַל זְנוּת  
עָלֵיהֶם :

נָתַן-עַל-בְּדָה לְיִחִידָם בְּשֵׁם  
עֲלֵיב לֵב :

עָלֵיב-מִזֶּה כִּי הָיָה מִלֵּב הַדָּר וְזֶה  
כִּי :

נָתַן-מִיָּהֵם הַיָּלָל עַל-בְּדָה  
בְּשֵׁם-לֵב-בֵּי-בֵּי-יָהּ וְלֵב-יָהּ :

هَذَا مَسْرُومٌ كَمَا دَلَّ وَمَعَهُ مَادَا وَكَبِدُهَا رَاقِعٌ يَوْمَ لِيَوْمٍ مَسَّحَ أَوْ مَرَدَلَا يَلَا يَلَا  
سَحْوَةٌ دَعَتْ : إِنَّ أَوْ مَرَدَلَا بِنِ دَبَا يَمُوتُ بِلِي شَمَاعٍ قَوْلًا مَسَّحَ : سَحْلُهَا أَرْضُ يَصَاتِقُوا  
وَلَعَبَةٌ مَسَّحَ لَمَسَّ مَسَّحَ أَوْ مَرَدَلَا : وَهِيَ كِي تَابَنَ يَوْمَ مَحَا تَوْبَا يَمَسَّ كَعْبُورَ لَا  
رَوْحُ أَوْ رَحْ : مَفْصَلٌ مَسَّحَ مَوْحَا سَوْدَ لَقَوْنَا نَوْعَ فُصُونَا مَسَّحَ : وَاسْ لَسَا مَحَا تَوْبَا  
تَوْرَثُ مَوَاتِيمَا مَشِيثٌ نَافَسَ عِبْدُ مَوَاتِيمَا مَحَا مَحَا مَحَا مَحَا : يَتَوَدَّى مَوَاتِيمَا  
مَسَّحَ لَيْبَ مَصُوبٌ مَوَاتِيمَا مَحَا مَحَا مَحَا مَحَا : يَتَوَدَّى مَوَاتِيمَا مَحَا مَحَا مَحَا  
مَسَّحَ صَادُوقٌ مَحَا مَحَا : هَذَا مَحَا مَحَا : وَهِيَ كِي تَابَنَ يَوْمَ مَحَا تَوْبَا يَمَسَّ كَعْبُورَ لَا  
كَمَ عِبْدُ نَازِرٍ مَحَا مَحَا : عَقِبَ رَابَ : شَغِيوَتْ مَحَا : مَحَا مَحَا مَحَا مَحَا : نَعْبِي

گم فریدیم حاشیہ بعد خال مشکوٰی آرایہ نام و نقشی لغات ۵۵۵  
 ۵۶۷ مسیریم یہ صیغہ اسم فاعل ہر باب تبعیل سے جو ہنزلہ عربی تفعیل کے ہر جنی ہنزلہ  
 یعنی بیان کرنے والے مادہ اس کا ۵۶۸ سفر قلب فسر اصل معنی اس کے ہیں  
 کذہ کرنا اور مجازاً لکھنا۔ اس لئے ۵۶۹ سو فیر کا تب کو کہتے ہیں خصوصاً کتاب  
 سلطانی جو صاحب دفتر سلطانی ہو۔ دوسرے معنی ہیں شمار کرنا۔ جب یہ اس باب میں جاتا ہے  
 تو اُس کے معنی تفسیر و کدینا بھی ہوتے ہیں اور یہ کثیر الاستعمال ہے۔ کبھی معنی تسبیح آتا ہے  
 ۵۷۰ ۵۷۱ کبود عظمت و جلال اور معنی روح بھی مستعمل ہے ۵۷۲ ۵۷۳ بلبلہ  
 معنی معنی کام صفت ۵۷۴ ۵۷۵ مگید صیغہ اسم فاعل باب تفعیل یعنی افعال  
 معنی اعلام و اخبار ۵۷۶ ۵۷۷ راقع = طبقات و برج ۵۷۸ ایل معنی  
 قومی۔ اطلاق عام اس کا خدا کے ذوالجلال پر ہے۔ ہمارے پیغمبر کے اسماء سے بھی ہے  
 جیسا کہ اشیا کی کتاب سے نقل ہوا ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰  
 یعنی دستکاری (ترجمہ) [آیتہ ۲] افلاک خدا کا بیان کرتے ہیں اور اُس کے دستکاری کی  
 خبر دیتے ہیں بروی (یعنی آسمان و برج سے جلال و معانی قابل مطلق خدائی شانہ ظاہر ہوتی ہے جو ہنزلہ  
 جان اگر کو اکب اور اُن کے افلاک و تدویرات اور تاثیرات و ترکات پر نظر ڈالتے ہیں تو عجائب صفت  
 و احباب و وجود و جلالت کبریاء ظاہر ہوتی ہے اور جب اُن کے نفوس میں فکر کرتے ہیں جو مخزن صور و اشیاء  
 زمانی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دفتر ہوا ایسے سلطان کا جس کا نہ نفیر ہے نہ عتا۔ وہاں تک پہنچنے سے  
 عجائب علوم غیبی آشکار ہوتے ہیں) پس حضرت داؤد محمد باری اس عنوان سے گزرتے ہیں جس کا  
 سیاق دلالت کرتا ہے کہ کچھ آئندہ کی خبر دیں گے اس آیت کی یہ معنی بھی ہیں کہ افلاک خدا کی  
 تسبیح کرتے ہیں یعنی وہ ایسی ہستی پاک الٰہی تہمید ہے جس کی تسبیح آسمان و برج باوجود عظمت  
 و شان کیا کرتے ہیں تسبیح اللہ ما فی السموات والارض چونکہ ایل اسماء الحسنی سے ہے  
 اُس لحاظ سے ترجمہ اور تثبت ہوا اور یہ لفظ پیغمبر کے ناموں سے بھی ہے تو یہ آیت کنایتہ



دلائل کرتی ہو کہ افلاک و برج عطش ایل یعنی خلیفہ آخر الزمان کی بیان کرتے ہیں خواہ بذریعہ  
 اوضاع فلکی و قواعد ارباب تنجیم ہو خواہ بذریعہ نفوس منطبیعہ جو وظیفہ انبیاء و ارباب اشراق ہر فافہم  
**لغات** ۱۰۶ یوم - دن لام جو دوسرے یوم پر ہی منزله عربی من و ہندی سے  
 کے ہر اور یوم یوم کا محاورہ روزانہ کا بھی ہے ۱۰۷ لیسع یہ صیغہ مضارع ہر باب  
 ہفعل یعنی افعال سے مادہ اس کا لے لیسع نبع ہو جس کے معنی ہیں فیضان جریان جو  
 و بیان کرنا، خبر دینا ۱۰۸ ۱۰۹ اور کلام خصوصاً وحی و معنی شے ۱۱۰ ۱۱۱  
 لا کلا - لیل، رات ۱۱۲ ۱۱۳ سحہ مادہ اس کا ۱۱۴ ۱۱۵ حوا ہی مجرد اس کا  
 غیر مستعمل ہر باب سعل یعنی تفعیل کثیر الاستعمال معنی اس کے بتانا سکھانا لفظ وحی اسی  
 نکلا ہے ۱۱۶ ۱۱۷ دعث علم و دانش (ترجمہ آیت ۳) روزانہ خبر دیتا ہر اور  
 ہر شب سکھاتا ہے یعنی آسمان و برج سے ہمیشہ علوم جدیدہ حاصل ہوتے ہیں اگر آدمی کا ذل اس قابل ہو  
 اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ تغیرات یومیہ و لیلیہ سے قدرت اُس قوی ذوالجلال کی ظاہر ہوتی ہو اور نیز یہ  
 آیت کنایہ دلائل کرتی ہے کہ وہ خلیفہ روزانہ کلام الہی و اخلاق حسنہ کی تعلیم کرے گا اور ہر شب دانش و  
 علم سکھائے گا، **لغات** ۱۱۸ ۱۱۹ دابار یعنی شے مثل اور ۱۲۰ ۱۲۱  
 قول بمعنی آواز و ذکر (ترجمہ آیت ۴) کوئی چیز ایسی نہیں جس کا ذکر نہ مناجائے یعنی ہر چیز  
 خدا کا ذکر کرتی ہو ان من شئی الا یسبح بحمدہ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ جملہ اشیاء اُس رسول کی  
 تصدیق کرتی ہیں) صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں بت خانے میں تھا  
 اور مشرکین نے بت کے لئے قربانی کی بت کے پیٹ سے آئی یا حلیج امر بنحیح جل  
 فیصیح یقول لا الہ الا اللہ یعنی اے بھلے آدمی کام کی بات ہو جو مرد فیصیح کہتا ہو لا الہ الا اللہ  
 اس سے ظاہر ہے کہ جو روحانیت اُس بت کے ساتھ تعلق رکھتی تھی وہی علت اس آواز کی تھی  
 صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ملک جبال نے آپ کو آواز دی اور سلام کیا  
 اور اپنی اطاعت ظاہر کی اور اجنبہ کی اطاعت تو خود قرآن سے ثابت ہے اِذْ صَرَخْنَا

الیک نفرًا من الجن لغات ۱۶۱ فادرسا لشریعت قوت لغت ۱۶۲  
 قصہ = نہایت کنارہ ۱۶۳ تیل = کرہ ارض (ترجمہ آیت ۵) تمام دنیا میں  
 پھیلا ہوا ان کا لغز اور انتہائے کرہ ارض تک ان کا کلام آغیں بروج و سماں سورج کا مقام معین الشمس  
 وَالْقَمَرُ وَالْجُحُومُ مسخرات باہرہ) اس آیت کے معنی بھی مثل آیت گزشتہ کے یہ کہ  
 اُس کی تصدیق رات تمام دنیا میں پھیل جائے گی اور شمس باوجود عظمت جسمانی و روحانی اپنا  
 مندر آغیں شیار میں قائم کرے گا یعنی وہ بھی مطیع رسالت ہوگا۔ چنانچہ اطاعت اُس کی  
 معجزہ رد الشمس سے ظاہر ہے۔ یہاں تک حمد باری تعالیٰ ہے اور گناہ پیغمبر آخر الزماں کی۔  
 اب ۶ آیت سے خبر ہے (ترجمہ آیت ۶) اور وہ دود کی طرح نکلے گا اپنی غلوت سے سرور ہوگا  
 شس جو ان کے قطع مسافت کہو بمعنی جو ان کے اور نام ہے ہمارے پیغمبر کا جیسا کہ اشعیا کی کتاب سے  
 نقل ہوا اور کاف جو اُس کے اول میں ہے زائد ہے اس آیت میں واقعہ ہجرت کی خبر ہے۔  
 (ترجمہ آیت ۷) انتہائے آسمان سے اُس کا خروج ہے اور انتہائے سماں پر اُس کا موقف ہوگا اور کوئی  
 چیز اُس کی شعاع سے مخفی نہ رہے گی) یہ قصہ سراج کی خبر ہے چونکہ فرضیت مملوۃ شب معراج سے ہے  
 کہ اُسی کو آغاز شریعت سمجھنا چاہیے اس لئے اس کے بعد ذکر شریعت ہے (ترجمہ آیت ۸)  
 خدا کی شریعت کامل ہے لیکن وہ دل خدا کا قانون حکم ہے حکمت بخش اُمی (ترجمہ آیت ۹) پیغمبر خدا  
 راستباز ہیں۔ مسرت وہ قلوب احکام الہی پاک ہیں منور عیون پیغمبران سے مقصود عام ہے انبیاء و  
 خواہ ملائکہ۔ لغات ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱



מִנַּח : וְשָׁח אֶבְיֹנִים מִדָּרְךָ יָם  
רַחֲמֶיךָ בְּלִי יָדָי : חֵן פְּדֻתֶיךָ  
בַּמִּדְבָּר דָּלָה בְּמִלְכָּם מְעַלְּוֹ  
זִמְרָה בְּרָבָה לֹז זָכָם זִמְרָה עֲרִים :  
יָעֲלֶה בָּיָד לֹז יִלְעָזוּ וְכָדָם וְנֶשֶׁ  
עַל זִמְרָה : עֲלֹזִים דְּכִיבָה מִכָּל  
זָכָר עַל וְיֵאֵן הָסֵן תַּבְּכִין דָּח : מִלֹּז  
סְחָרִים יִדְּשֶׁן וְכִבְדִּי מִכָּח חֶבֶר  
קֹדֶם צוּר : יִלְעָזוּ מִשְׁלֹחַ יִתְּלוּ  
וְתִזְכֹּר עֲלֵי יִתְּלוּ : עֲלֵי  
דָּם יִלְעָזוּ בָּיָד זָכָר עַל  
בִּים בְּשָׁח עֲלֵי :  
בִּי שֶׁן לֹזֶם יִתְּלוּ : יִלְעָזוּ  
כֹּחַ יִתְּלוּ :  
יִלְעָזוּ מִתִּים יִתְּלוּ וְכָדָם יִתְּלוּ  
סְחָרִים יִלְעָזוּ יִתְּלוּ :  
יִתְּלוּ מִתִּים יִתְּלוּ :  
יִתְּלוּ מִתִּים יִתְּלוּ :





کی تمہید کرتے ہیں کہ یہ امر یقینی ہے کہ خدا سے حوادث زمانی مخفی نہیں وحی مثل اقوال ارباب نجوم نہیں ہوتی اُن کو اپنی موت حیات کا رت نہیں معلوم ہوتا۔ اس پر مجھے ایک قصہ ہارون رشید کا یاد آیا کہ اُسے ایک یہودی نے بقاعدہ تبخیم کہا کہ اتنے دن آپ کی زندگی ہو اس سے اُس کو بڑی رحمت ہوئی کاروبار سلطنت چھوڑ دیا۔ وزیر کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے اُس یہودی کو بلا کے ہارون رشید کے سامنے اُس سے پوچھا کہ تو کب مرے گا۔ اُس نے جوڑ جاڑ کے چند سال بتائے۔ وزیر نے فوراً سر اڑا دیا اور بادشاہ سے کہا کہ اُس کو اپنے ایام زندگی تو معلوم نہ تھے دوسرے کے حق میں اُس کا کلام کب لائق تسلیم ہے۔ اُس وقت بادشاہ کا دہم دور ہوا :۔

تو برا وِج فلک چہ دانی چسیت چوں ندانی کہ در سرے تو کیست  
 دوسری آیت سے پانچویں تک کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دنیا میں خلافت و گمراہی چھا جائیگی اور ظلم و تعدی کا استیلا ہوگا اُس وقت گورخر یعنی نبی اسمعیل خروج کریں گے جو بوجہ جہالت کفر کے شان درندوں کی رکھیں گے قبل بعثت پیغمبر کے حال عربوں کا بہت خراب ہو گیا تھا جہل و قتال و بدکاری و دختر کشی، قمار بازی، صنم پرستی اُن کا شعار تھا :۔ ۶ آیت میں قوم کے ظلم و سنگدلی کا بیان ہے اور ۷ میں اُن کا افلاس و جفا کشی مذکور ہے :۔ ۸ میں بت پرستی کا ذکر ہے :۔ ۹ میں ہمارے پیغمبر کی ہجرت کا ذکر ہے :۔ ۱۰ میں بالعموم مہاجرین اسلام کی خبر دیتا ہے کہ سختی کفار اُن کے جلا وطنی کا سبب ہوگی :۔ ۱۱ آیت سے بیان ہے جو کفار کو اہل اسلام سے نصیب ہوگا یعنی شراب بنائیں گے لیکن پینا میسر نہ ہوگا۔ قتل ہونگے اور مجروح پناہ مانگیں گے مگر خدا اُن کو جہنم نہ دے گا۔ علت اُس کی کفر ہے جیسا ۱۲ آیت میں صریح ہے۔ نور سے مراد ہمارے پیغمبر ہیں اور قرآن :۔ الغرض یہاں آپ کا ذکر بہ لفظ یتیم ہوا ہے قتل پر۔ چونکہ آپ کی تہی کا ذکر کتب قدیمہ میں تھا اور آپ کی مسکنت کا ذکر بھی ہے جیسا ۹ آیت میں ثبت ہوا اور اُمّی ہونا علامات ماتمہ نبوت سے ہے تو جب کفار نے







کسی جو ان مخصوص و معمود کو کہہ رہے ہیں۔ خود داؤد تو اُس سے مراد ہو نہیں سکتے کیونکہ اُن سے  
 خلا سہرزد ہوئی اس لئے عیسائی اُن کی نبوت نہیں مانتے و علیٰ ہذا القیاس حضرت سلیمانؑ و  
 اُن کے قبل کے انبیاء بہت کبیر السن تھے اُن پر اطلاق شیخ کبیر کا ہوا ہے۔ ہاں عیسیٰ مراد ہو سکتے  
 ہیں مگر آیت مابعد کسی سے نہیں ملتی ۛ صرف خدا کی شریعت میں اُس کی دُھن ہوگی اور اُس کی  
 شریعت کو رات دن تلاوت کرے گا ۛ امم سابقہ میں قانون انہی و کلام ربانی کی تلاوت کا  
 دستور تھا اور نہ وہ صلوٰۃ مقرر ہوا بخلاف دور اسلام کے فاقو و اما تیسر من القرآن  
 سے قرأت مفروض ہے۔ اب کچھ یہود نے نماز ترتیب دی ہے اُس میں کچھ تورات کچھ زبور شامل  
 کر دیا ہے منصوص نہیں ہے۔ لہذا مصداق آیت سوائے ہمارے پیغمبر کے دوسرا ہو نہیں سکتا ۛ وہ  
 ہوگا ایسا درخت جو منصوب ہو پانی کے کنارہ جو وقت پر پھلے گا اور اُس کے اوراق پُرمردہ  
 نہ ہونگے اور جو کچھ کرے گا انجام دے گا۔ **تفسیر:** پانی سے مقصود ذات واجب الوجود  
 ہے جو منشاء ہزار خیر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اُس کو ذات باری و مبدیٰ فیاض سے ہمیشہ و قاتلاً وقتاً  
 علوم و حکم پہنچا کریں گے جس طرح درخت مذکور کو پانی سے نفع پہنچتا رہتا ہے اُس کے اوراق  
 پُرمردہ نہ ہونگے یعنی اُس کی شریعت منسوخ نہ ہوگی ۛ بالکس اشرار بھوسے کی طرح اُبھائینگے  
**تفسیر:** اشرار سے مراد قریش و قبائل عرب ہیں جو مخالفت اسلام پر کمر بستہ بائذی تھی غوث  
 کو دیکھو کہ کفار کیسا بھوسے کی طرح اُڑ گئے ۛ ”کیونکہ اشرار شریعت پر قائم نہ ہونگے اور غلطی  
 جماعت صدیقین میں“ یعنی بوجہ کفر و عصیان گئے اُن کی تباہی ہوگی ۛ ”کہ خدا صدیقین کے  
 طریق کا نگہبان ہے اور اشرار کا طریق مٹ جائے گا ۛ۔ یہود اس کے معنی دوسرے  
 کہتے ہیں ہماری اُن کی لفظی نزاع ہوگی خافہم۔ **حال:** قریش نے خانہ کعبہ جو جہاں  
 صدقات سلی و باران وغیرہ کے بناء اُس کی ضیف ہو گئی تھی از سر نو بنا کیا۔ آپس میں اُن کے  
 نزاع اس امر کی ہوئی کہ حجر اسود کو اُس کی جگہ پر کون رکھے۔ نجیال حصول فقر و شرف  
 ہر شخص چاہتا تھا۔ قریب تھا کہ اُن میں قتال واقع ہو۔ بالآخر یہ امر قرار پایا کہ کل صبح کو سب

پہلے جو مسجد حرام میں آئے اُس کی حکم پر عمل کرنا چاہیے۔ صبح کو سب پہلے آپ تشریف لائے۔ قریش آپ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ امین ہیں ان کا حکم واجب تسلیم ہے۔ آپ نے بمقتضائے عقل سلیم فرمایا کہ حجر اسود کو ایک بڑی چادریں رکھ کے یہاں سے اٹھائیں اُس چادر کو ہر قبیلہ قریش کا ایک آدمی تمام نے اس طرح اٹھا کے متصل دیوار کعبہ معظمہ جہاں رکھنا منظور ہے رکھیں۔ بس اس اٹھانے میں تو سب شریک ہو کے مشاب ہونگے بعد سب آدمی مجھے وکیل کردیں کہ میں اُسے اپنے موقع پر رکھ دوں چونکہ فعل وکیل بمنزلہ فعل موکل کے ہوتا ہے تو اس طرح حجر اسود کی رکھنے کا شرف سب کو حاصل ہو جائے گا۔ قریش نے اس فیصلہ کو بیدل و جان قبول منظور کیا اور مطابق اُس کے عمل کیا۔ یہ فیصلہ حضرت سلیمان کے فیصلہ سے کم نہیں ہے جو انھوں نے اپنے باپ کے سامنے کیا تھا جب دو عورتیں ایک لڑکی پر جھگڑتی آئی تھیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ یدر بنیاداری      انجسہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جب بچو اے آیہ کریمہ فاصدع بما تو مر کھلا کھلی آپ دعوت اسلام کرنے لگے تو کفار نے مذمت اصنام نہایت دشمن ہو گئے اور مسلمانوں کو ایذا دینے لگے۔ حضرت بلال اُمیہ بن خلف کافر کے جو سرداران قریش سے تھا غلام تھے وہ ان کو بسبب مسلمان ہو جانے کے نہایت تکلیف دیتا تھا۔ گرم ریت اور پتھروں میں بازو ہکر بوقت نصف النہار ڈال دیتا کہ وہ شدت تکلیف سے بیہوش ہو جاتے لیکن جب ہوش ہوتا احدا احدا چلا تے۔ حال جب آیت انذر عشیرتک الا قرین نازل ہوئی یعنی ڈرا اپنے کہنے کو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر ایک ایک قبیلہ قریش کو پکارا۔ لوگ جمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک لشکر جبار آیا ہے اور تم کو قتل کیا چاہتا ہے تم یقین کرو گے۔ انھوں نے کہا بلا شک سچ بانیں گے کیونکہ تم سے سچ ہی سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں عذاب آخرت سے جو بہت سخت ہے ڈراتا ہوں۔ یہ سن کے ابولہب نے کہا۔ تَبَّالکَ سَا یَہِ الْیَوْمَ الْہٰذَا جَعَلْتَنَّا یعنی تیرا برا ہو اسی واسطے ہم کو جمع کیا۔ اور وہ سب متفرق ہو گئے۔ سورہ بقرہ یدل ابی لہب



- בְּכָךְ יִהְיֶה נִסִּים בְּרָסָה - כִּי הָיָה -  
 חֲזָה בְּעֵינַי - בְּשָׁחַד -  
 בְּרָסָה - בְּרָסָה - בְּרָסָה - בְּרָסָה -  
 כִּי בְּכָךְ יִהְיֶה נִסִּים בְּרָסָה -  
 עֲלֵי בְּכָךְ יִהְיֶה נִסִּים בְּרָסָה -  
 - בְּכָךְ יִהְיֶה :

ہذا : ہذا : ہذا : ہذا : ہذا : ہذا :  
 لا مارا عتو کو نیم و لاسم سکورتی میصو ملکی ارض و رو و نیم نو سد و با عدل ہوا  
 و مل مشجو : معاٹ مو سر و نیم و شلیحا ممنوعیو ممو : لو شیب لثام لسمحق  
 اوتا می ملع لامو + ارید پیرا لیمو بابو و سحر و نو سحلمو و آنی ناسحتی ملکی عل صیون  
 ہر قدشی ( ترجمہ ) اقوام کیوں غل جاتے ہیں اور قبائل کیوں بیورہ بکتے ہیں : سلطانین  
 روئے زمین آمادہ جنگ ہونگے اور دولتمند با خود ہاتھ ملحق ہونگے خدا اور اس کے خلیفہ کی مخالفت پر :  
 کہ توڑ ڈالیں اس کی زنجیروں کو اور پھینک دیں اپنے سے اُن کی رستیاں : جالس سمار آن پر ہتے گا ہمارا  
 مالک آن پر استرا کرے گا : تب کہے گا اُن سے غصہ میں اور اپنے غضب سے اُن کو منتشر کر دے گا : کہ تم نے  
 بٹھلایا اپنے سلطان کو اپنے پاک پہاڑ صیون پر : مقصود یہ ہے کہ اقوام کثیرہ اور سلطانین روئے زمین  
 جو اس خلیفہ برحق کی مخالفت کر رہے ہیں اور بجائے خمر مذمّم بکتے ہیں اور اسلام قبول نہیں کرتے  
 یہ مرضی الہی کے برخلاف ہر مشیت ایزدی کو کوئی روک نہیں سکتا اس کو خلافت و رسالت ہم نے  
 دی ہے - تخت داؤدی پر ہم نے بٹھلایا صیون بیت المقدس کے پہاڑ کا نام ہے اس پر بٹھلانے  
 سے مقصود جانیشن داؤد و سلیمان کرنا ہے جیسا حضرت اشیا نے خبر دی ہے کہ وہ لا کا وارث تخت  
 داؤد ہوگا اور آپ شب معراج میں بیت المقدس تشریف لے گئے تھے جیسا اسروٰی عبیدہ لیلہ



یہاں جو حق ہو آمرالای سی اتانی ہیوم ملد سجا پشکل مننی واسا گو علم  
لا سجا و احراما السی آرص پ تر و عیم سسلط بر رل کھلی لوصیر متصیم پ و عا ملا حم  
مکملو مو اسرو شو فلی ارص پ عید واث یہو اسرما و عیلو بر عا دا پ انشتو برن  
ف و نوید و دسج کی سر مکعط ابواشری کل حوسی لو (ترجمہ) بوجب کم الہی

حق بات کہتا ہوں کہ تو میرا لڑکا ہی میں آج تجھ کو جنا ہوں پ (تفسیر قرآن گزشتہ میں بیان یہ تھا کہ  
حضرت کو اللہ تعالیٰ نے وارث تخت داؤد کیا جب یہ حضرت داؤد کو بالہام ربانی معلوم ہوا  
فرماتے ہیں کہ میں حسب ایام خداوندی کہتا ہوں کہ تو میرا بیٹا ہے چونکہ اسی روزیہ الہام ہوا تھا تو  
اتے ہیں کہ اپنی ما کے بطن سے توجب وقت آئے گا تو پیدا ہوگا لیکن میں آج تجھے جنا ہوں  
مرقاہ مقامی) تو انکے مجھ سے نہیں اقوام کو جو تیری میراث میں تیرے حوالہ کروں ہر چند کہ تیرا حصہ انتہا ہے  
نیک ہر پ تو ان کی ثبانی کرے گا آہنی عصار سے کھار کے برتن کی طرح ان کو توڑ دے گا یعنی جس طرح  
ظروف کے توڑنے میں کچھ تکلیف نہیں ہوتی اسی طرح اقوام مخالف کے برابر کرنے میں تجھے مطلق تردد نہ ہوگا پ  
بلاطین ہوش بنھالو اطاعت کرو حکام روئے زمین پ خشوع کے ساتھ خدا کی عبادت کرو اور حج کرو یا  
ن پ چومو لڑکے کو خواہ محبوب کو مبادانا راض ہو جائے تو گراہ ہو جاؤ گے کیونکہ عنقریب اس کا غضب  
رکے گا مبارک وہی ہے جو اس پر بھروسہ رکھے گا - عیسائی کہتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کی شان میں ہے  
ن چونکہ ان کو سلطنت نہ تھی لہذا ان پر منطبق نہیں اور ۱۲ آیت میں جو لفظ بیٹے کا وارد ہوا  
کہتے ہیں کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے ہیں انھیں کے حق میں یہ زبور ہر لڑکے جو خدا کے بیٹا ہوتا  
ہے اس لئے معنی مرقومہ بالا صحیح قرار پائے۔ سوائے آنحضرت کے کسی پر منطبق نہیں  
۶ بر کے معنی بیٹے کے بھی ہیں اور محبوب کے بھی۔

# حیات

چونکہ قصص اکثر قلوب پر اثر کرتے ہیں اور بسا اوقات موجب بصیرت ہوتے ہیں خصوصاً تذکرہ انبیاء علیہم السلام کہ قرآن شریف و تورات میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ حکیم مطلق نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فاقصص القصص لعلمهم تیفکرون سے اسی کی ہدایت کی ہر حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو نظم قرآن میں احسن القصص سے تعبیر کیا ہے۔ نحن نقص علیک احسن القصص اس لئے یہ سب لہ باختصار تمام رقم ہوا تاکہ دیکھنے والوں کے دل میں عظمت و محبت اُس عالی جناب کی تنمکن ہو اور بروز جزائری نجات کی سند ہو۔ اب ہم یہاں کچھ حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لکھتے ہیں کہ بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے جب حضرت ابراہیمؑ جنگ و دو سے فارغ ہوئے تو وحی آئی کہ درومت میں تمہارا نگہبان ہوں تمہارا اجر بہت زیادہ ہے۔ اُس وقت حضرت ابراہیمؑ نے خواہش اپنی وارث کی ظاہر کی اور یہ استدعا اُن کی قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ جو تمہاری کمر سے پیدا ہوگا وہ تمہارا وارث ہوگا۔ اسی کی حکایت سورۃ الصافات میں ہر رب ہب لی من الصالحین فبشرناہ بعلاءہم حلیم یہ واقعہ پیدائش باب ۵ میں مذکور ہے اور باب ۱۶ کے اول سے حضرت اسمعیلؑ کی پیدائش کا ذکر ہے۔ آخر باب میں مرقوم ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کا ۸۶ برس کا سن تھا اُس وقت حضرت اسمعیلؑ پیدا ہوئے پھر، باب میں ختنہ کا ذکر ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ ۹۹ برس کے تھے تو اپنا ختنہ کیا اور حضرت اسمعیلؑ کا بھی ختنہ کیا جب ان کا سن تیرہ سال ہوا اُس وقت خدا نے حضرت اسحقؑ کی پیدائش کی بشارت دی ہے۔ یہاں سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ جو کچھ خدا نے اب تک حضرت ابراہیمؑ سے اُن کی اولاد کی نسبت کہا وہ حضرت اسمعیلؑ سے متعلق ہے اور بعد بشارت حضرت اسحقؑ کے جو وعدہ ہے اُس میں سے کچھ خاص ہے حضرت اسحقؑ کے ساتھ اور کچھ حضرت اسمعیلؑ کے ساتھ جیسا سیاق کلام سے سمجھا جائے۔ دوم یہ کہ ختنہ حضرت اسمعیلؑ کا ملک شام میں ہوا تھا۔ کیونکہ اُس کے بعد



سردم و عمور اقرابت لوط کی بربادی کا ذکر ہر جو ملک شام میں ہوا اُس وقت حضرت اسمعیل وہیں تھے بلکہ ملائکہ جو حضرت ابراہیمؑ پاس یہ خبر لے گئے تھے اولاً اُن کو انسان سمجھ کے حضرت ابراہیمؑ نے اُن کی دعوت کی مکتی تو حضرت اسمعیل ہی کو بچھڑو ذبح کے لئے دیا تھا اُن ملائکہ نے بھی حضرت اسحقؑ کی بشارت دی۔ پھر ۲۱ باب میں جہاں حضرت اسحقؑ کی پیدائش ختنہ کا ذکر ہوا وہاں مرقوم ہے کہ جب اسحقؑ پیدا ہوئے اُس وقت سن حضرت ابراہیمؑ کا سو برس تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسمعیلؑ حضرت اسحقؑ سے قریب چودہ برس کے بڑے تھے پھر دونوں بھائیوں میں دربارہ میراث کچھ مباحثہ ہوا اُس وقت حضرت سارہ نے اُن کو نکالنے کو کہا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب معاملات ملک شام میں جہاں حضرت اسحقؑ تھے واقع ہوئے اور مباحثہ میراث تیز سے ہوتا ہے تو اقل درجہ یہ ہے کہ اُس وقت عمر حضرت اسحقؑ کی دس برس رہی ہوگی تو عمر حضرت اسمعیلؑ کی چوبیس برس کی ہوگی تو رات کے بیان سے ثابت ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنا ختنہ کیا اُس وقت ۹۹ برس کا سن اُن کا تھا اور صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہ حدیث مروی ہے:

اخْتَنَ اِبْرَاهِيْمُ النَّبِيُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةٍ بِالْقَدْرِ (ترجمہ) ختنہ کیا ابراہیمؑ پندرہ جب وہ اسی برس کے تھے (ترجمہ) یہ حدیث مرفوع ہے اور موطن میں حدیث موقوفہ انھیں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اُس وقت سن حضرت ابراہیمؑ کا ایک سو بیس برس تھا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث صحیح مسلم کی توثیق کی اور حدیث موطن کو لکھا کہ یہ مبادل ہے یا مروی میرے نزدیک یہ دونوں حدیثیں بمجاہلت کلام الہی حکم اذا تعارضوا ضاقتا لائق اعتبار نہیں پیغمبر خدا نے ایسا نہ فرمایا ہوگا اور یہ کیا معلوم ہے کہ آپؐ نے جو فرمایا یا کس طرح قاضی عیاض نے کہا یہ عصمت انبیاء صرف تبلیغ احکام میں ضرور ہے اور یہی قول علماء یہی کا بھی ہے تو جب انبیاء کی نسبت یہ مباحثہ پیش صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے امکان ظاہر میں کیا گفتگو ہو۔ بیانات گزشتہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب حضرت ہاجرہؑ کو مکہ معظمہ پہنچایا وہ شیرخوار نہ تھے۔ اب ہم یہاں آیت قرآن کو نقل کرتے ہیں جو سورۃ الصافات میں نازل ہے۔ فلما بلغ معه السع

قال یا بنی انی ارى فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذا ترى قال یا ابت افعل  
ما توہر سجد فی ان شاء اللہ من الصابرين (ترجمہ) پھر جب پہونچا اُس من کو کہ اُس کے  
ساتھ کام کر کے تو کہا اے بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں سو تو کیا کہتا ہے۔ کہا اے باپ  
مطابق حکم کے کہ انشاء اللہ مجھے صابر پائے گا اس سے ظاہر ہے کہ بوقت قربانی حضرت اسماعیل صاحبِ  
تعباب بحث یہ ہے کہ قربانی اُن کی کہاں ہوئی تھی مکہ میں یا بیت المقدس میں اگر یہ ماجرا  
بیت المقدس کا ہو تو ظاہر ہے کہ جب حضرت اسماعیل مع ہاجر مکہ معظمہ گئے تو شیر خوار نہ تھے اور اگر  
یہ ماجرا مکہ معظمہ کا ہو جیسا مشہور ہے اور صحیح بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اُس کبش کے سینک  
تا ہنگامہ عبد اللہ ابن زبیر مکہ میں تھے اُس وقت سوخت ہو گئے اور یہ کہتے کہ یہ خواب حضرت  
ابراہیم نے پہلے دیکھا تو متفکر ہوئے کہ تعبیر اس کی کیا ہے شاید یہ روایا تشبیہی ہو۔ دوسرے  
دن پھر دیکھا تو پہچاناکہ یہ امر ضروری ہے۔ تیسرے دن ارادہ نحر کیا۔ اس لئے ایامِ مثلث  
یوم الترویہ و یوم عرفہ و یوم النحر سے مشہور ہیں۔ یہ بھی قرینہ ہے کہ یہ ماجرا مکہ کا ہے۔ ایسی صورت  
میں ظاہر ہے کہ حضرت اسماعیل جب مکہ پہونچائے گئے شیر خوار نہ تھے۔ چنانچہ آیت گزشتہ سے  
صاف معلوم ہوتا ہے۔ ترجمہ اُس کا یہ ہے۔ پھر جب پہونچے ابراہیم مع اسماعیل مقام سعی میں یعنی  
بین المیلین الاخرین جو درمیان صفا و مردہ کے واقع ہے جہاں حجاج سعی کرتے ہیں) تو کہا  
ابراہیم نے اے بیٹا میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں سو تو کیا کہتا ہے تو کہا بابا جو  
حکم ہے سو کیجئے میں انشاء اللہ ثابت قدم رہوں گا + سعی کی معنی میں اختلاف ہو گیا جو مفسرین  
تجویز کیا وہ ہمارے خیال سے موافق نہیں قطع نظر کا کت معنی تاویل سے خالی نہیں۔ بیضاوی میں  
اُس کا ذکر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کعبہ اُس وقت قائم و موجود تھی۔ ارکان حج وہاں  
ادا ہوتے تھے۔ غالباً یہ خواب حضرت ابراہیم نے اثنائے راہ میں دیکھا ہو گا۔ اب کتابِ پیدائش  
کی ۱۲ باب کے ۱۵ آیت سے نقل کرتے ہیں کہ وہی باعثِ مغالطہ ہے۔  
۱۲ : ۱۵ - ۱۲ : ۱۵ - ۱۲ : ۱۵ - ۱۲ : ۱۵ - ۱۲ : ۱۵





تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت اسمعیل کا سن اُس وقت سولہ برس کا تھا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى اِذْ قَالَ  
 اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنِبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ  
 رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۝ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۝ وَمَنْ  
 عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِرَبِّكَ ۝  
 غَيْرِ ذِيْ زُرْعَةٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ ۝ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۝ فَاجْعَلْ  
 اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَاَرْزُقْهُمْ مِّنَ الشَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ  
 (ترجمہ) یاد کر جیسا ابراہیم نے اے میرے مالک اس شہر کو جائے امن کر اور بچا بھلو اور میرے لوگوں  
 بت پرستی سے ۵ اے مولا اُن سپہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا پس جو شخص میری اتباع کرے وہ میرا ہر  
 اور جو نافرمانی کرے تو تو غفور رحیم ہے۔ اے میرے مالک میں نے بسائی اپنی اولاد بے پیداوار میدان میں تیرے  
 محرم گھر کے پاس تاکہ نماز پڑھا کریں تو لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف مائل کر اور اُن کو میوے کھلا کر وہ شکر لیا  
 واضح ہو کہ آیت نمبر ایک اولاد آنحضرت کے حق میں ہر ہذا البلد اُس پر قرینہ ہے کیونکہ جہاں  
 حضرت ابراہیم واسحق کی سکونت تھی وہ مقام میر جاہل تھا کہ معظمہ میں اُس وقت آبادی نہ تھی  
 اُس پر اطلاق بلد بے محل ہے۔ دوسری جگہ لکھا ہے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا یہ مکہ کی شان  
 میں ہے کیونکہ وہ اُس وقت آباد نہ تھا۔ لہذا اُس کے آبادی کی بھی دعا کی ہے۔ ملک شام میں  
 چند مقام تھے جہاں خوں ریزی حرام تھی۔ اُن میں سے بیت المقدس بھی ہے اور آیت نمبر ۲ میں  
 اُن روحانیات کی طرف اشارہ جن کی پرستش شائع تھی۔ اصنام سے وہی شیاطین مراد ہیں۔  
 آیت نمبر ۳ میں دعا ہے اولاد اسمعیل اور خود اسمعیل کے حق میں پس عِنْدَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ  
 صاف دلالت کرتا ہے کہ اُس وقت مسجد کعبہ تیار تھی جہاں حضرت ہاجر و اسمعیل ٹھہرائے گئے اور  
 غرض یہی لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ سے مصرح ہے۔ بعض روایات حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم  
 ہاجر اور اسمعیل کو مکہ میں پہنچا کے معاودت کی تو جب شینہ کے پاس پہنچے تو آیت نمبر ۳  
 گزشتہ پڑھی۔ بیضاوی میں لکھا ہے کہ اس کو بیت العقیق اس وجہ سے کہتے ہیں کہ صدمہ

طوفان سے محفوظ رہا۔ علاوہ بریں ہابیل قابیل کے قصہ سے جو تورات و قرآن میں یکساں مذکور ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ پر قربانی فرض تھی اور اُس وقت سے تا زمانہ موسیٰ علیہ السلام ایک مذبح جو بمنزلہ مسجد ہوتا ہی بنا ہی تھی اور تورات کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز بھی حضرت آدم علیہ السلام پر بعد پیدائش اُن کے پوتے کے فرض ہوئی۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ نے کوئی مسجد ادا لے کر اُن کے لئے بنائی ہوگی پھر جب قرآن میں وارد ہوا کہ

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ

تو اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ مسجد حضرت آدمؑ کے وقت میں بنی کیونکہ اگر یہ مسجد حضرت ابراہیمؑ کے وقت میں بنی ہو پہلے سے نہ رہی ہو تو لازم ہو کہ یہ اول بیت نہ رہے کیونکہ قبل پیدائش حضرت ابراہیمؑ کے بت خانہ آذر موجود تھا جو اُن کا معبد تھا اور بموجب اصول اصنام پرستان معابد مثل مساجد سب کے لئے ہوتے ہیں وہ بھی عام وضع للناس ہوتے ہیں اس لئے کعبہ اول معابد نہ رہے گا۔ تورات کے اول میں ایک بڑے منارہ کا ذکر ہے وہ مندر تھا شمس کا گو اُس میں رصد بھی کرتے تھے وہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ سے پہلے تھا۔ اب میں ایک حدیث صحیح نقل کرتا ہوں۔ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے برو ذ فتح کہ فرمایا ان هذا البلد حرمہ اللہ یوم خلق السموات والارض فہو حوام محرمہ اللہ الی یوم الیقیمہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے حرم تھا۔ اس کا کچھ بحث امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں کیا ہے۔ علاوہ بریں تورات میں لکھا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی سے اترے تو اُنھوں نے ایک مذبح بنایا۔ معبد اُس وقت مذبح کہلاتا تھا۔ کیونکہ عام عبادت اُس زمانہ میں قربانی تھی اور اب چونکہ عام عبادت نماز ہے اس لئے معبد کو مسجد کہتے ہیں تو اگر بنا کعبہ اس سے پہلے نہ ہو تو وہ اول بیت نہ رہے۔ علاوہ بریں سام بن نوح کو تورات میں لکھا ہے کہ وہ علیون کے معبود کے امام تھے علیون عبرانی میں نام ہے حجاز کا عربی میں اُس کا نام عالیہ بھی ہے یہ ترجمہ علیون ہے۔

الغرض بہت علامات و دلائل سے ثابت ہے کہ یہ مسجد حضرت آدم کے وقت میں بنی اور جب وہاں مسجد بنی ہوگی تو کنواں بھی ضرور کھودا گیا۔ اس لئے زمزم بھی میرا قدیم ہے۔ علاوہ بریں عبد اللہ ابن عباس سے حدیث مرفوعہ مروی ہے۔ نزل الحجر الاسود من الجنة اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ پتھر اجازت سے ہی تو غالباً اُسے حضرت آدم مسجد میں لگانے کے لئے لائے ہوئے۔ امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ علماء نے بیان کیا کہ کعبہ پانچ مرتبہ بنایا گیا۔ پہلی ملائکہ نے بنایا یہ حضرت آدم کے وقت میں ہوا ہوگا۔ اور بنا رہا ابراہیم کو اُس کے بعد لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اب یہاں ہم دو حدیث مناسب مقام نقل کرتے ہیں جو صحیح بخاری میں مروی ہے۔ قال ابن عباس اول ما اتخذ النساء المنطق من قبل ام اسمعيل اتخذت منطقاً لتعفى اثرها وتحموه على سارية ثم جاء بها ابراهيم وما بينهما اسمعيل وهي ترضعه حتى وضعها عند دوحه فوق زمزم في اعلى المسجد وليس بمكة يومئذ احد وليس لها ماء فوضعها هنا لك ووضع عندهما جرأاً فيه تمر وسقاء فيه ماء ثم فقأ ابراهيم منطلقاً فبقيت ام اسمعيل فقالت له يا ابراهيم اين تذهب وتتركننا بهذا الوادي ليس فيه انس ولا شئ فقالت له ذلك مراراً وجعل لا يلتفت اليها فقالت له الله الذي امرك بهذا قال نعم قالت اذ لا يضيئنا ثم رجعت فانطلق ابراهيم اذ كان عند الثنية حيث لا يرونه استقبل بوجهه البيت ثم دعا بهؤلاء الكلمات ورفع يديه فقال رب اني اسكنت من ذريتي بواد غير ذي زرع عند بيتك المحرم حتى يبلغ ليشكرون وجعلت ام اسمعيل ترضع اسمعيل وتشرب من ذلك الماء حتى اذ القل عطشت وعطش ابنها وجعلت ينظروا اليه يبلى فاعطته نطفة كراهية ان ينظروا اليه فوجدت الصفا اقرب جبل في الارض يليها فقامت عليه ثم استقبلت الوادي تنظر هل ترى احدا فلم تراع احداً ففهمبت من الصفا

حتیٰ اذا بلغت الوادی رفعت طرف درجتها ثم سعت سعى الانسان المجهو حتى  
 حاوت الوادی ثم اتت المروة فتعامت عليها ونظرت هل ترى احد فلم  
 ترى احداً ففعلت ذلك سبع مرات قال ابن عباس قال النبي صلعم قد لك سبعاً  
 بينهما فلما اشرفت على المروة سمعت صوتاً فقالت له ثم سمعت فسمعت ايضاً  
 فقالت قد اسمعت ان كان عندك غوث فاذا هي بالملك عند موضع زمنا  
 فبحث بعقبه حتى ظهر الماء فجعلت بحوضه وتقول بيدها هكذا وجعلت  
 تغرف من الماء في سقايتها وهو ينفور بعد ما تغرف قال ابن عباس قال  
 النبي صلعم یرحمہ اللہ ام اسمعیل لو ترککت نر مزم لکانت نر مزم عیناً  
 معیناً قال فشربت وارضعت ولدها فقال لها الملك لا تخافوا الضیعة  
 فان هنا بیت الله یبني هذا الغلام وابوه وان الله لا یضیع ایلہ وكان  
 البیت الحرام مرتفعاً من الارض كالرابیة۔ (المحدث، ترجمہ) کہا ابن عباس نے  
 عورتوں نے ٹپکا اولاً ام اسمعیل سے دیکھا اُس نے ٹپکا بنا یا اپنے قدم کے نشان مٹانے کے لئے بوجہ سارہ کے  
 پھیر لائے اُسے ابراہیم مع اُس کے رٹکے اسمعیل کے اور وہ اُسے دودھ پلاتی تھی۔ یہاں تک کہ اُتارا  
 اُن کو ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم پر فرانسہ میں اور کہیں اُن دونوں کوئی نہ تھا اور نہ پانی تھا  
 وہیں اُن دونوں کو اُتارا اور رکھ دیا اُن کے پاس ایک تھیلا جس میں خرماتھا اور ایک مشکیزہ پانی پھر لوٹے  
 ابراہیم تو پیچھے لگی اُس کے ام اسمعیل اور کہا اے ابراہیم کہاں جاتا ہو اور چھوڑتا ہو اس میدان میں  
 نہ جہاں آدمی ہو نہ کوئی چیز۔ یہ بات کئی مرتبہ کہی پرابراہیم کچھ التفات نہ کرتے تھے تو باجرنے کہا کیا اللہ نے  
 تجھے ایسا فرمایا ہو کہا ہاں تو باجرنے کہا وہ ہم کو کھونڈے گا اور لوٹی۔ تب روانہ ہوئے ابراہیم یہاں تک  
 کہ پہونچے ثنیہ کے پاس (ثنیہ علاقے مکہ کا نام ہے جسے کہا کرتے ہیں وہاں مقبرہ اہل مکہ کا ہے اسی کو حجون  
 کہتے ہیں) جہاں سے اُسے وہ دیکھتے نہ تھے متوجہ ہوئے کعبہ کی طرف اور ہاتھ اٹھائے یہ دعا کی۔ اے میرے  
 مالک میں نے بسایا اپنی بعض اولاد کو وادی غیر ذی زرع میں (وادی غیر ذی زرع ایسی زمین ہے



جس میں پیداوار نہ ہو) تیرے پاک گھر کے پاس۔ بشکرون تک۔ ام اسماعیل، اسماعیل کو دودھ پلاتی تھی اور اُس پانی سے پانی پیتی تھی۔ جب پانی ختم ہو گیا تو پیاسی ہوئی اور اُس کا لڑکا بھی پیاسا ہوا۔ اُسے دکھیتی تھی کہ تم کھانا کھاؤ تو وہاں سے چل دی کہ ویسا اُسے دکھنا جیڑھا تھا تو کوہ صفا کو قریب پایا اُس پر جا کھڑی ہوئی اور وادی کی طرف نکلنے لگی کہ شاید کوئی نظر پڑے لیکن کوئی نظر نہ آیا تو صفا سے اُتری پھر جب وادی میں پہنچی تو دامن ڈانگ کے تیز چلی یہاں تک کہ وادی سے بڑھ کر مروہ تک پہنچی تو اُس پر کھڑی ہوئی اور نکلنے لگی کہ کوئی نظر پڑے لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ ایسا ہی سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ وہی سہی ہر جو لوگ صفا مروہ میں کرتے ہیں۔ پھر جب چڑھ گئی مروہ پر تو ایک آواز سنی تو کہا رہو تو پھر خوب سنا تو پھر بھی سنا تو کہا کہ کچھ مدد کرو تو یکایک فرشتہ موضع زمزم کے پاس تھا تو کھودا اُس نے ایری سے یہاں تک کہ پانی ظاہر ہوا۔ تو باجر اُسے گھیرنے لگی اور چلو چلو مشیزہ میں بھرنے لگی اور پانی بڑھتا جاتا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ رحم کرے خدا ام اسماعیل پر اگر چھوڑ دیتی زمزم کو تو وہ جاری چشمہ ہو جاتا تو باجر نے پیا اور لڑکے کو دودھ پلایا۔ تب کہا فرشتہ نے تم لوگ ہلاکت کو مت ڈرو یہاں خدا کا گھر ہے جسے یہ گہرو بنائے گا اور اُس کا باپ اور خدا وہاں کے لوگوں کو ضائع نہ کرے گا اور تھا بیت حرام زمین سے اونچا ٹیلی کی طرح)۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے باجر و حضرت اسماعیل کو مکہ لے گئے تو مسجد مکہ تھی لیکن اُس وقت وہاں آباد نہ تھی لوگ حج کر کے چلے گئے تھے اور حضرت اسماعیل شیر خوار نہ تھے کیونکہ غلام کا اطلاق شیر خوار پر ثابت نہیں ہوتا لیکن جو کچھ خلاف ہے وہ یہ کہ دودھ پلانے کا لفظ اس میں ہے لیکن اگر رضاعت سے مراد مطلق پلانا ہو تو معنی درست ہو جائیں گے اگرچہ یہ تاویل بعید ہے یا لفظ رضاعت غلط راوی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حدیث دوم یہ حدیث ابو ذر سے مروی ہے۔ فرمایا ابو ذر نے قلت یا رسول ای مسجد وضع فی الارض اولاً قال المسجد الحرام قال قلت ثم ای قال المسجد الاقصی قلت یا رسول اللہ حکم بنہما قال اربعون سنة (ترجمہ) ابو ذر نے کہا میں نے کہا اے رسول اللہ کون مسجد پہلے دنیا میں قائم ہوئی کہا مسجد حرام (یعنی مکہ) کہا ابو ذر نے میں نے کہا پھر کون کہا مسجد اقصیٰ





בְּדֶרֶךְ דְּמִי עֲלֵנָהּ מִעֲלֵנָהּ כִּי יִבְרָךְ  
 אֱלֹהֵינוּ עַל כֵּן יִבְרָכֵם יְיָ אֱלֹהֵינוּ

כְּמִזְגִּי : מִנִּי מִיָּד עָלִיתָ חֲבִיר  
 ית— וּמִכָּן בְּעֵלְךָ זָכָה— לֵב  
 עָלִי מִיָּד בְּעֵלְךָ יְהִי חֲבִיר וְלִי  
 חֲבִיר בְּעֵלְךָ : כִּי כִּי מִיָּד  
 לֵב : מִיָּד לֵב מִיָּד כִּי בְּעֵלְךָ  
 יְהִי יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב  
 יְהִי יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב  
 יְהִי יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב  
 יְהִי יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב  
 יְהִי יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב  
 יְהִי יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב  
 יְהִי יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב יְהִי— לֵב

رحرو ریشونث مولام کی النوحی اہل داین عود الوہیم دافس کامونی گبد مسلس  
 احریت و مقدم اشرو لوعسواد میر عصانی ماقوم و حل حصی اعنہ قوری ممر زح عیط  
 مسارص مران اش عصانی ات دبرتی ات ابیانہ باصرتی ات اعنسا شمو ایای  
 اہبری سلس ہر جو نیم مصداقا قیرمی صدقاتی لوترحان و تشوفاقی لوتا حرو مانی  
 لوصون تشوفا لیسر اسل تفارقی - ( ترجمہ ) یاد کرو ابتدا را امور کو کہ میں ہی قوی ہوں  
 اور دوسرا معبود نہیں اور نہ کوئی مجسا ہو ۛ پہلے ہی اخیر کی خبر دینے والا جو چیز ہنوز کی نہیں گئی پہلے ہی  
 کہہ دیتا ہوں میری تجویز قائم رہتی ہے۔ اپنے جملہ ارادات کو کرتا ہوں ہلاکوں کا پورب سے چلیہ فاصلہ بعید  
 اپنی تجویز کا شخص جو کہا میں نے اب لاؤں گا جو تجویز کی میں نے اب کر دیں گا اسے ۛ سنو ہماری اسے  
 سنگدلو صدقات سے دود ہمارا صدق قریب ہوا ہو تو قف نہ ہوگا۔ ہماری نجات میں تاخیر نہ ہوگا

لہو بیت المقدس کو چھوڑا دیں گے ہم اور بنی اسرائیل کو زینت دیں گے ہم، جو اگیا رہیں آیت گزشتہ میں بالا جلال مرموز تھا وہ یہاں بالتفصیل مذکور ہے۔ حضرت اشیا واریا وغیرہ بخت نصر کے زمانہ سے غزرا کے زمانہ تک کی خبر دیتے ہیں فتدبر۔ اب ہم ۱۲ آیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ظاہر آیت تو یہی ہے کہ صبح ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم پر نیند غالب ہوئی یعنی جب کچھ رات باقی تھی اور اُس وقت ایک ہولناک ظلمت چھا گئی شمس سے جو اس آیت میں ہے مراد ذات بابرکات سرور کائنات ہے۔ چنانچہ دانیال کی کتاب سے ہم نے نقل کیا ہے کہ فرشتہ نے آپ کے زمانہ کو صبح سے بیان کیا ہے۔ مقصود آیت یہ ہے کہ بسبب غفلت اولاد ابراہیم حیات دنیا میں ضلالت پھیل جائے گی پیغمبر آخر الزماں پیدا ہونگے۔ حضرت ابراہیم پر علیہ نوم سے مراد اُن کے اولاد کی غفلت ہے اور ظلمت سے مقصود ضلالت ہے یعنی قبل بعثت خاتم الانبیاء اولاد ابراہیم اسمعیل کی ذریعات ہوں یا سخی کی سب میں غفلت کا استیلا ہوگا جس سے تمام ملک میں گمراہی پھیل جائے گی کیونکہ نبوت و ہدایت خاندان ابراہیم میں تھی یہ قریب اُس کے ہے جو خواب دانیال میں گزرا۔ اس باب کے ۱۱ آیت میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ وہ یہ ہے:

وَلَمَّا نَسُوا مَا وَعَاوَدُوا النَّارَ فَذُرُوا النَّارَ وَمَا عَدَّتْ لَهُمْ  
 وَتِلْكَ الْآيَاتُ لِقَوْمٍ يُعَذِّبُ اللَّهُ عَنْهُمْ لِيُكَفِّرُوا وَلِيُتَذَكَّرُوا

وہی شمش بانا و علاطا با و ہنہ مور عاشان و لپیڈ ایش اشرا برس ہر ارم ہا  
 املی + (ترجمہ) جب سورج طلوع کرے گا بوقت ظلمت تو متور دغاں اور شعلہ آتش  
 نذرے گا اُن کشتوں میں) اور بیان ہو چکا ہے کہ جانوران کشتہ سے مراد اقوام بت پرست  
 ہیں مقصود آیت یہ ہے کہ بوقت ضلالت و کمال جہالت جب خلیفہ الزماں پیدا ہوگا تو حکم جاہ  
 لفار کے لئے جاری ہوگا۔ ”متور دغاں و شعلہ آتش“ سے مقصود شمشیر براں و دسنان و  
 ہام ہیں اور نیز مقصود نور ایمان ہے یہ سب کچھ آنحضرت کے وقت میں پورا ہوا۔ اُس

اس میں بت پرستی کا نام نہ رہا یہ سب سلمان ہو گئے اور جو یہود و نصاریٰ مسلمان نہ ہوئے وہ  
 بہت سنبھل گئے۔ واضح ہو کہ ﴿۱۶﴾ بااوصاف مشبہ ہر ماضی نہیں ہے اور داو  
 داؤد آیت میں ہر زمانی ہے اور دوسرا داو داو حالہ ہے اور تیسرا محل جزا میں یہاں سورج سے  
 مقصود کو کب نہیں ہو سکتا کیونکہ اُس کے طلوع کے وقت ظلمت نہیں ہوتی تو بالضرور اُس سے  
 دنی ہادی و رہنما مراد ہو۔ حضرت موسیٰ تو مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ زمانہ نجات نصر تک کا حال  
 ۱۱ آیت تک ختم ہو گیا اور حضرت موسیٰ اُس سے پہلے تھے اور نیز ۱۳ آیت سے ۱۶ آیت تک خاص  
 بنی اسرائیل کا ذکر ہے جس میں حضرت موسیٰ دہا رون بھی ہیں زمانہ موسیٰ سے تا زمانہ سلیمان علیہ السلام  
 شریعت موسویٰ خوب جاری تھی اُس پر اطلاق ظلمت نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعد سلیمان علیہ السلام کے  
 ظلمت و ضلالت شروع ہوئی تو گو ظلمت چھا گئی تھی لیکن انبیاء ہوتے جاتے تھے جو شریعت  
 موسویٰ بموجب ہدایت کرتے تھے حضرت عزرا کے وقت میں گو بیت المقدس آباد ہوا لیکن  
 قلوب بنی اسرائیل اُن عیوب پاک نہ ہوئے جو منشا غضب الہی تھے یہاں تک کہ زمانہ حضرت  
 مسیح کا آیا مگر وہ صاحب شریعت نہ تھے لہذا اس شمس سے مقصود آنحضرت ہیں **مُكَذِّبُ خَيْرِ**  
**اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**۔ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے اس گروہ حق پروردہ کا انتظار تھا  
 یا رب صل وسلم دائماً ابداً علی نبیک خیر الخلق کلہم

جس طرح شمس سے عالم اجسام منور ہوتا ہے اسی طرح ذات سرا سر خیر و برکات سے نفوس انسانی  
 نورانی ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے شمس سے جو اس آیت میں کنایہ ہوا مناسب  
 علاوہ بریں حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ بوقت ولادت آپ کے ایسی روشنی ہوئی کہ ملک شام کی  
 پہاڑیاں مجھے نظر پڑیں۔ چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں دعا ہوں ابراہیم کی  
 اور بشارت عیسیٰ کی اور جو دیکھا میری مانے یا کے دیکھنے سے مقصود وہ روشنی ہے جو  
 حضرت آمنہ نے بوقت ولادت دیکھی تھی۔ اب ہم یہاں حضرت ارمیا کی چند آیت  
 ۱۲ باب کی نقل کرتے ہیں جو مناسب مقام ہے۔





[illegible]

عازیتى اثنى عشرى اثنى عشرى اثنى عشرى اثنى عشرى اثنى عشرى  
 یا ۛ باثیانی کلاشی کار یہ معرما سا علالی بقولہ عل کسن شینہما ۛ بعیط  
 النوع نخلالی لی بعیط سایم عالیہما لحو اسفول حیث ہسادہ ہینا لولا خلاۃ  
 عیم ربیم شحیشو کرمی لوسلواث حلفانی ناثواث حلقث حمدالی لمد برشما ما ۛ  
 اہ شما ایلایا علالی شہما ناثما کل ہا آرس کی ابن ایش سام عل لیب عل کل  
 ہم ہمد مار بالوشو دوم کی جرب یہوا او خلا مقصہ ارس وعدہ وصی ہا ارس شالوم  
 س باسارہ زار عو حیم وقو صیم فاصار و کلو لولو عیلو و بوشو متبوا و شیم محرون  
 نایہوا کو امر یہوا عل کل شو خیتہما راعیم ہنو عیم محلا اشر محلی اثنی عشری  
 ی لوشام مبعل ادا نام داث بیت یہوا اناوش منوعام ۛ دبا با احرى نششی  
 ام اسوب و رحیم و شیبونیم الس لکلا ثوہ دالس لار صور و ہا ما ام لا مود  
 واث در کی عمی لہشامع با عل دینوشو ح عمی دام لوشما عودا السی اس  
 ی ہمونابوشش و ابید نام یہوا + (ترجمہ) چوڑو دیا ہم نے اپنا گھر اپنی میراث  
 ان کرو دیا ہم نے اپنی عزیز جان کو دشمن کے قبضہ میں دے دیا ہم نے ۛ تفسیر اپنے گھر سے  
 و د بیت المقدس ہوا و میراث اور عزیز جان سے بنی اسرائیل یہ پیش گوئی بھی فتنہ نجت نصر  
 جس میں بیت المقدس خراب ہوا۔ بنی اسرائیل کچھ گھر چھوڑ کے بھاگ گئے کچھ اسیر ہو کے  
 گئے۔ ہماری میراث ہمارے لئے جنگلی شیر ہوئے۔ ہمارے اوپر تڑپی اس لئے اُن سے ہم کو  
 ہوا۔ تفسیر بوجہ نافرمانی کے بنی اسرائیل ہماری نظریں خوار ہوئے یہ مقدس قوم  
 خدا پرست تھی اس لئے خدا اُن کو اپنی میراث کہتا ہے یہ نہایت فضیلت کا کلمہ ہے

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا الْفَيْحَةَ الَّتِي آلَعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ  
 (ترجمہ) ہماری میراث سب مفسر ہر چیلہ ہر طرف محیط ہر جگہ جمع ہو چکی سب کھانے کے لئے تفسیر چیلے  
 مقصود بخت نصر کی اور سب اس کی سپاہ یہ وہی چیلہ ہے جسے حضرت ابراہیم قربان پر سے  
 اڑاتے تھے + (راعیان کثرت نے ہمارے بتان کو برباد کیا ہمارے کھیت کو روند ڈالا ہماری مطبوع خریج  
 ویران میدان کر دیا) تفسیر چرواہوں سے سلاطین بنی اسرائیل اور کاسنان اور جھوٹے انبیاء  
 جو قوم کو گمراہ کئے تھے مقصود ہیں مضمون گزشتہ کی تصریح و تفصیل ہے (اس کو ویران کر دیا ویران  
 ہمارے پاس قائم کرتے ہیں یہ تمام خطر برباد ہو جائے گا کیونکہ کسی نے اپنا دل نبھالا) تفسیر یہاں تک  
 فتنہ بخت نصر سے متعلق ہے (میدان کے سب سوکے پہاڑوں پر قائم ہونگے۔ بہادر جب کہ خدا کی شمشیر براں  
 زمین کے اس سرے سے اس سرے تک مستولی ہوگی کسی کے لئے خیر نہ ہوگی) تفسیر شفیعی عربی میں ایسے  
 پہاڑ کو کہتے ہیں جو روئیدگی سے خالی ہو۔ جیسے جبال عرب یہ خبر یہ زمانہ اسلام کی یعنی بعد زمانہ  
 بخت نصر عربستان کے پہاڑوں پر بہادران اسلام مستعد ہونگے اس وقت کا پتا دیتا ہے کہ جب  
 خدا کی تلوار اہل ارض کو صاف کرے گی۔ خدا کی تلوار سے مقصود جہاد ہے کیونکہ یہ جنگ محض  
 خدا کے واسطے ہوتی ہے اور نیز خالد بن ولید کا لقب تھا سیف اللہ جن کے ہاتھ سے ملک شام  
 اور اکثر بلاد فتح ہوئے تھے اور اصل سیف اللہ آنحضرتؐ تھے بیساکہ کعب بن زہیر کے قصیدہ  
 میں ہے شعر

ان الرسول لسیف يستضاء به مهند من سيق الله مسلول

(گیہوں بویں گے اور کانٹیں گے کسانا دوا کریں گے لیکن نفع نہ ہوگا اور شہید ہو جائیں گے اپنے محاصل یعنی  
 کردار سے خدا کے غضب سے) یہ بنی اسرائیل کا حال ہے زمانہ اسلام میں آیات گزشتہ سے بخت نصر کے  
 زمانہ سے تا عہد اسلام کا حال مذکور ہوا اس کے بعد جو کچھ مسطور ہے اسی کی تاکید ہے (خدا نے یوں  
 فرمایا ان برسے مکان کی نسبت جنھوں نے قبضہ کر لیا بنی اسرائیل کی میراث پر اب ہم ان کو پریشان کریں گے  
 ان کی سرزمین سے خصوصاً خاندان یہود کو ان کے درمیان پریشان کر دیں گے) اس خبر کا وقوع

بخت نصر کے وقت میں ہوا (پھر اُن کی پریشانی کے بعد پھریں گے ہم اور اُن پر رحم کریں گے اور ہر شخص کو اُس کی میراث پر لوٹائیں گے) یہ حضرت عزرا کے وقت میں پورا ہوا کہ بیت المقدس آباد ہوا اور بنی اسرائیل جو جابجا منتشر ہو گئے تھے پھر وہاں جا بسے (پھر اگر ہماری قوم کا چال و چلن دیکھیں گے یعنی صرف خدا پر بھروسہ کرنا نہ جیسا کہ بت پرستی کی کولی ہی تو وہ ہماری قوم کے درمیان آباد ہونگے اور اگر ایمان نہ لائیں گے تو اس قوم کو خوب پریشان کر دیں گے ہم اور مٹا دیں گے یہ خدا کا حکم ہے) تفسیر ۱۶ و ۱۷ آیت میں وعدہ آئی ہے اُن سے کہ اگر وہ ہماری قوم کا چال و چلن دیکھیں گے تو ہماری قوم میں آباد ہونگے اور نہیں تو پھر ذلیل و خوار ہونگے۔ ہماری قوم سے جو ان آیات میں مذکور ہے مسلمان مراد ہیں خدا کی قوم وہی ہے جو صرف خدا کی پرستش کرے توحید اُس کا ایمان ہو جیسا کہ پہلے یہود کا تھا۔ جا دو سحر کے پیچھے نہ پھرے۔ نصاریٰ ہر چند کہ اپنے کو موحّد کہتے ہیں لیکن عقیدہ تثلیث اُس کے منافی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں حرام و حلال کا کچھ امتیاز نہیں باوجودیکہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ میں تورات نہیں منسوخ کرتا، عمل اُن کا اُس کے خلاف ہے اس وجہ سے وہ قوم خدا نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کے حق میں تمام قرآن میں جابجا مصرح ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خدا کی قوم ہی انھیں کے چال و چلن دیکھنے کا علم ہے مگر افسوس ہے کہ یہود اس پر خیال نہیں کرتے۔ فقط شعر

کیف ترقی س قیل الانبیاء  
باسماء ما طاولہا سماء

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْأَطْهَارِ وَاصْحَابِهِ الْأَخْيَارِ  
فقط

**ذکر شریف** ایک مجلس میلاد کی تقریر جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حال اور مبارک عادات اور بطور نمونہ چند معجزات کا نہایت عمدہ پیرایہ میں بیان

ایا گیا ہے ..... قیمت ۲

**پیغامِ رحمت** یوم النبی کے موقع کی تقریر جس میں بتایا گیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہے خدا کی طرف سے اُس کے بندوں کو توحید، امن،

علم، مساوات، اخوت، حقوق، عدل، پارسائی، تقویٰ اور صفائی و پاکیزگی کے

یکسے کیسے جان پر در پیغام ملے ..... قیمت ۲

**ذکر مبارک** یہ کتاب حضرت سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر معتبر و مستند سوانح عمری ہے۔ باوجود اختصار کوئی ضروری بات

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے متعلق ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں

موجود نہ ہو۔ مثلاً حضور کے خاندان، ولادت، رضاعت اور ایام طفولیت کے واقعات

کے بعد زمانہ نبوت سے پہلے کے حالات بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد عہد نبوت اور

نہ مغفلہ کے زمانہ قیام کے سبق آموز حالات اور کفار سے جو معاملات پیش آئے ان کا

ذکر ہے۔ پھر ہجرت اور قیام مدینہ منورہ کے زمانہ کے حالات اور تمام لڑائیوں کا ذکر ہے

اس کے بعد تمام ضروری حالات زمانہ وفات تک لکھے ہیں۔ اخیر میں ازولج مہلات

و اولاد کا تفصیل تذکرہ اور پھر بہت خوبی کے ساتھ آپ کے تمام محاسن و اخلاق کا

تذکرہ ہے۔ کتاب ۹۹ عنوانوں پر منقسم ہے ..... قیمت ۵

ملنے کا پتہ

محمد مفتدی خاں شروانی، علی گڑھ

# نفسِ خدا

شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ میں لوہے  
اور تھیردونوں قسم کے چھاپوں میں عربی، فارسی، اردو،  
ہندی، انگریزی کا ہر قسم کا کام نہایت صحت اور کفایت  
کے ساتھ ہوتا اور وقت پر دیا جاتا ہے۔

کتابوں کی فرمائش اور ہر قسم کی خط و کتابت  
کے لئے پتہ :

محمد مقتدی خاں شروانی علی گڑھ